فتاوی ناموس انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام

جلد چہارم

مرتب

محمد خالد البلوشی الحنفی

فاضل جامع مطلع العلوم کوئٹہ بلوچستان پاکستان

کتاب کا نام: فتاوی ناموس انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام رجلد چہارم

مرتب: محمد خالد حنفی

صفحات:

سائز: ۲۰×۲۶

ناشر:

سن اشاعت:

تعداد:

رابطہ

Gmail: khalidhanfi11@gmail.com

03379735574

03185110565

محترم قارئین! اپنی بساط کے مطابق بھرپور توجہ سے پروف ریڈنگ کی گئی ہے کہ غلطی نہ رہے، پھر بھی انسان کمزور ہے اور غلطی کا امکان موجود ہے۔ قارئین مطلع فرمادیں تو آئندہ درستگی ہوسکتی ہے۔(حنفی)

فہرست مضامین

بقیہ ردقادیانیت

بقیہ ردقادیانیت

فرقہ مرزائیہ کے آٹھ اہم اشکالات کے جوابات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم!

جناب حضرتنا شیخنا سیدنا ومولانا زبدۃ المحققین ورئیس العارفین۔ بعد السلام علیکم کے عاجز یوں گزارش کرتا ہے کہ فرق باطلہ مرزائیہ کی تائیدی مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک معتقد مرزا ابوالعطاء حکیم خدا بخش قادیانی نے ایک ضخیم کتاب ''عسل مصفی'' لکھی ہے۔اس کتاب میں مرزا موصوف نے اپنے زعم میں وفاتِ مسیح کو جہاں تک ہوسکا ثابت کیا۔مرزا قادیانی نے تو [ازالہ اوہام مطبع ریاض ہند امرتسر ۱۳۰۸ھ کے صفحہ ۵۹۸ تا ۶۲۷ میں خزائن جلد۳ ص ۴۲۳ تا ۴۳۸، ۳۰] آیاتِ قرآنی کی اکثر اوقات امرتسر کے مرزائیوں کے ساتھ گفتگو ہوتی رہتی ہے۔آپ کی کتاب سیف چشتیائی نے مجھے بڑا فائدہ دیا اور چند ایک مرزائیوں نے اسے پڑھا۔چنانچہ حکیم الٰہی بخش صاحب مرحوم معہ اپنے لڑکے کے آخر مرزائیت سے توبہ کر گئے اور اسلام پر فوت ہوئے اور باقی مرزائیوں کے دل ویسے ہی سخت رہے۔سچ ہے کہ

خاک سمجھائے کوئی عشق کے دیوانے کو
زندگی اپنی سمجھتا ہے جو مر جانے کو

میری خود یہ حالت تھی کہ ''عسل مصفی'' کو پہلی بار پڑھنے سے دل میں طرح طرح کے شکوک اٹھے اور وفات مسیح پر پورا یقین ہو گیا مگر الحمد للہ کہ آپ کی سیف چشتیائی اور شمس الہدایت نے میرے متذبذب دل پر تسلی بخش امرت ٹپکا۔امید ہے کئی برشتہ آدمی اس سے ایمان میں تروتازگی کریں گے۔عرصہ ایک سال سے عاجز نے کمر بستہ ہو کر یہ ارادہ کرلیا ہے کہ ایک ضخیم کتاب بنا کر ''عسل مصفی'' کی تردید بخوبی کی جائے اور اس کی تمام چالاکیوں کی قلعی کھولی جائے۔چنانچہ راقم الحروف ''عسل مصفی'' کے رد میں ایک کتاب ''صاعقہ رحمانی

پرنخل قادیانی'' لکھ رہا ہے اور اس کے پانچ باب ترتیب وار باندھے ہیں۔ [۱] حیاتِ مسیح ۱۵ فصلوں پر [۲] حقیقت المسیح ۱۵ فصلوں پر [۳] حقیقت النبوت ۱۵ فصلوں پر [۴] حقیقت المہدی ۱۲ فصلوں پر [۵] حقیقت الدجال ۸ فصلوں پر۔

مصنف عسل مصفی نے چند ایک اعتراض حیاتِ مسیح اور رجوع موتی پر کیے ہیں۔ عاجز ذیل میں وہ اعتراضات تحریر کردیتا ہے اور آپ سے ان کے جوابات کا خواستگار ہے۔ میں نے امرتسر کے چند ایک عالموں مثلاً محمد داؤد بن عبدالجبار مرحوم غزنوی، خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی، ابوالوفاء ثناء اللہ وغیرہ سے ان اعتراضوں کے جواب پوچھے۔ مگر افسوس کسی نے بھی جواب تسلی بخش نہیں دیے۔ اب امید ہے کہ آپ بخیال ثواب دارین ان اعتراضوں کے جواب تحریر فرما کر مرزائیہ کے دامِ مکر سے اہل اسلام کو خلاصی دیں گے۔

اول: (۱)..... [صحیح بخاری مطبع احمدی جلد اص ۴۸۱] میں ہے:

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم رایت عیسیٰ علیه السلام وموسیٰ علیه السلام وابراهیم علیه السلام فاما عیسیٰ علیه السلام فاحمر جعد عریض الصدر.

(۲)..... پھر اسی بخاری میں ہے:

حدثنا احمد قال سمعت ابراهیم عن ابیه قال لا واللّٰہ ما قال النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم بعیسیٰ احمر ولکن بینما انا نائم اطوف بالکعبة فاذا رجل اٰدم سبط الشعر یهادیٰ بین رجلین ینظف رأسه ماء او یهراق... الخ.

پہلی حدیث میں عیسی علیہ السلام بن مریم ناصری کا حلیہ سرخ رنگ، بال گھونگر دار، سینہ چوڑا تھا اور دوسری حدیث میں مسیح موعود کا حلیہ گندم گوں رنگ، بال کندھوں پر لٹکے ہوئے اور سر کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہوا ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مسیح ناصری اور ہے

آنے والے مسیح جس نے دجال کو مارنا ہے اور ہے۔
دوسری حدیث میں یہ بھی ہے:

قال ثم اذا برجل جعد قطط اعور العین الیمنی کان عینه طافیه کاشبه من رایت من الناس بابن قطن واضعا یدیه علی منکبی رجلین یطوف بالبیت. [ص ۴۸۹]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دجال کو بھی کعبہ کا طواف کرتے دیکھا مگر دوسری صحیح حدیثوں سے صاف عیاں ہے کہ دجال پر مکہ ومدینہ حرام کیے گئے ہیں۔ پھر مسیح اور دجال کا طواف کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔
دوم..... (صحیح بخاری ص ۶۶۵ ج ۲) میں ہی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم تحشرون حفاة عراة غرلا ثم قرأ کما بدأنا اول خلق نعیده وعدا علینا انا کنا فاعلین فاول من یکسی ابراهیم علیه السلام. الخ ثم یؤخذ من اصحابی ذات الیمین وذات الشمال فاقول اصحابی فیقال انهم لایزالوا مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم فاقول کما قال العبد الصالح عیسیٰ بن مریم وکنت علیهم شهیداً مادمت فیهم فلما توفیتنی الخ. [مائدہ ۱۱۷] میں ذکر ہے کہ مسیح پر سوال ہونے پر مسیح جواب دیں گے کہ **سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت ....الخ** قیامت کے دن رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ آیات اپنے اوپر چسپاں کر کے فرمائیں گے۔اور اپنے بیان کو عیسیٰ علیہ السلام کی طرح بیان فرمائیں گے۔اب یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں۔پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی کہیں گے کہ جب تو نے مجھے وفات دی اور کما قال العبد الصالح صاف ظاہر کرتا ہے کہ مسیح بھی یہی کہیں گے۔''جب تو وفات دی''۔

اب اس سے معنی وفات کے لے کر یہ کہا جائے کہ اس سے مراد وہ موت ہے جو مسیح کو زمین پر آنے کے ۴۵ سال بعد آئے گی تو اس پر یہ اعتراض لازم آئے گا کہ مسیح کے پیرو مسیحی ابھی گمراہ نہیں ہوئے بلکہ مسیح کی وفات کے بعد ہوں گے اور اس جا آئندہ وفات مراد لینا اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ خدا تو مسیح کے اس زمانے کی نسبت سوال کر رہا ہے جبکہ مسیح کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا، نہ کہ آئندہ زمانہ کی نسبت اور پھر مسیح اتنا زمانہ چھوڑ کر آئندہ موت کی بابت کس طرح گفتگو کرتے اور پھر تفسیر کمالین وحسینی وغیرہ میں **فلما توفیتنی** کے معنی **رفع الی السماء** نہ ہونا۔

اور گذشتہ زمانے میں یہ کہنے پر کہ ''جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا''۔یہ اعتراض آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر کما قال العبد الصالح فرما کر قیامت کو یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ''جب تو نے مجھے فوت کرلیا''۔ورنہ یوں کہنا چاہیے۔''جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا''۔اور یہ غلط ہے۔جس حالت میں کہ مسیح کی طرح ہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں گے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مسیح کی بابت تو آسمان پر اٹھایا جانا معنی کریں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت فوت ہو جانے کے معنی کریں کیونکہ اس سے تو مماثلت درست نہیں رہتی۔

سوم.....: صحیح بخاری میں کتاب التفسیر میں ہے۔''**قال ابن عباسؓ متوفیک ممیتک**''، بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ابن عباس ایسے معنی کرنے میں آیت یاعیسیٰ علیہ السلام انی.....الخ من تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں اس پر یہ اعتراضات آتے ہیں۔

۱.....:   صحیح بخاری سے یہ ثابت نہیں کہ ابن عباسؓ تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں کیونکہ کتاب التفسیر میں صرف متوفیک کے معنی ممیتک لکھے ہیں۔

۲.....:   اگر رفع کے بعد متوفیک کو رکھیں تو لازم آئے گا کہ مسیح کا رفع تو ہو گیا ہے۔ ومطہرک وجاعل الذین الخ کا وعدہ ابھی پورا نہیں بلکہ بعد وفات کے ہوگا اور یہ غلط ہے۔

۳.....:   اگر متوفیک کو مطہرک کے بعد رکھیے تو لازم آئے گا کہ مرفوع ومطہر ہونے کے وعدے تو پورے ہو گئے ہیں مگر مسلمان کافروں پر غالب نہیں ہیں بلکہ موت کے بعد ہوں گے حالانکہ یہ غلط ہے۔

۴.....:   اگر متوفیک کو سب کے آخر رکھیں تو لازم آئے گا کہ قیامت کے دن جب کہ اور لوگ زندہ ہو کر اٹھیں گے مسیح فوت ہو جائیں گے کیونکہ چوتھا وعدہ یہ ہے کہ قیامت تک تیرے پیروؤں کو کافروں پر غالب رکھوں گا۔

۵.....:   یہ چار وعدے ترتیب وار ہیں اگر واؤ ترتیب کے لیے نہیں ہے بلکہ قیامت کے پہلے پہلے یہ سب وعدے پورے ہو جانے چاہئیں تو الی یوم القیامۃ کی ضرورت نہ تھی اور اس کی نظیر میں کوئی اور آیت بھی پیش کرنی چاہیے۔

چہارم.....:   بعض مفسرین نے آیت وان اھل الکتاب الخ کے معنی یہ کیے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں جتنے اہل کتاب ہوں گے وہ سب مسیح کی موت کے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے۔ اس پر ''عسل مصفیٰ'' کے یہ اعتراضات ہیں کہ:

۱.....:   آیت وجاعل الذین آیت سے صاف عیاں ہے کہ کافر قیامت تک رہیں گے۔ پھر مسیح کے وقت کس طرح سب مؤمن ہو جائیں گے۔

۲.....:   مفسرین کے یہ معنی اس آیت کے مخالف ہیں۔ جہاں ارشاد ہے کہ ہم نے یہود اور نصاریٰ کے درمیان تا قیامت بغض ڈالا ہے۔

۳.....:   اور اس آیت کے بھی مخالف ہے جس میں ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت پیدا کر دیتا مگر یہ سنت اللہ کے خلاف ہے۔

۴......: یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تمام اہل کتاب مسلمان نہیں ہوئے تو پھر مسیح کے زمانے کو کیا خصوصیت ہے؟

۵......: دجال یہودی ہوگا اور اس کے ساتھ ۷۰ ہزار یہود ہوں گے۔ باوجود اہل کتاب ہونے کے پھر وہ کیسے ایمان لانے کے بغیر مرجائیں گے۔

پنجم......: ''عسل مصفیٰ'' لکھنے والے نے مسیح معجزات احیائے موتی ابراہیم علیہ السلام کے رب ارنی کیف تحی الموتی ....الخ عزیر علیہ السلام کے ۱۰۰ سال کے بعد زندہ ہوجانے اور بنی اسرائیل کے ۷۰ سرداروں کے زندہ ہوجانے سے صاف انکار کیا ہے اور اس کی باطل تاویلیں کی ہیں اور عدم رجوع موتی پر یہ آیات قرآنی پیش کیے ہیں۔

۱......: وحرام علی قریة اهلکنٰها انهم لایرجعون.

[جز ۱۷ رکوع ۷]

۲......: اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَایَرْجِعُوْنَ. [یٰسین ۳۱]

۳......: حَتّٰی اِذَا جَاءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنَ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ کَلَّا اِنَّهَا کَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ. [مؤمنون ۹۹،۱۰۰]

۴......: اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی....[زمر ۴۲]

۵......: ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تُبْعَثُوْنَ. [مؤمنون ۱۵، ۱۶]

ششم......: جز ۳ سورۃ البقر میں جہاں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے فرمایا کہ

رب ارنی کیف الخ اس پر مرزائی کہتے ہیں کہ مفسرین نے قیمہ کرنا اور کوٹنا کس لفظ کے معنی کیے ہیں۔ گو فصرھن کے معنی کوٹنا بھی ہیں۔ مگر یہاں الیک ایسے معنوں سے روکتا ہے۔ اگر کوٹنا ٹکڑے ٹکڑے کرنا معنی ہوتے تو صرف فصرھن کافی تھا نہ کہ فصرھن الیک اور جز صرف ٹکڑوں کو ہی نہیں کہتے بلکہ ثابت جسم کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ جیسے ۱۶ آدمیوں کا جز ۴ آدمی ۲ آدمی و آٹھ آدمی و ایک آدمی بھی ہو سکتا ہے۔ پس اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے چار جانوروں میں سے ایک ایک جانور پہاڑ پر رکھا اور پھر آواز دے کر ان کو اپنے پاس بلا لیا۔

ہفتم.....: قرآن مجید کی بیس سے زیادہ آیتوں میں ''متوفی'' کے معنی موت کے آئے ہیں۔ تو پھر یہاں مسیح کی کیا خصوصیت ہے اگر اس سے ''پورا کر لینے'' کے معنی لیں تو پھر بھی یہ ایک معمہ باقی رہتا ہے کہ (۱) کیا عمر کو پورا کرنا (۲) کیا جسم و روح کو پورا کر لینا (۳) یا کوئی اور معنی۔ اور اگر جسم مع الروح پورا لینا مراد ہے تو باقی آیات میں جہاں توفی وغیرہ ہے تو کیا یہ معنی بنیں گے کہ خدا یا فرشتے لوگوں کو جسم مع الروح اٹھا لیتے ہیں۔ بعض مفسرین نے قبض کرنا کے معنی لیے ہیں اور قبض ہمیشہ روح کا ہوا کرتا ہے۔

ہشتم.....: جب کہ خدا تعالیٰ فاعل ہوا اور کوئی روح مفعول تو ''متوفی'' کے معنی ہمیشہ قبض روح کے ہوا کرتے ہیں اور اگر مرزائیوں کے آگے آیات ''توفی کل نفس. ابراھیم الذی وفی'' وغیرہ پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو باب تفعیل سے نہیں ہیں گو اس کا ماخذ ''وفا'' ہی ہے۔

یہ آٹھ سوال گویا تمام ''عسل مصفی'' کے اعتراضوں کا خلاصہ ہیں۔ ان کا جواب دینا گویا مشن مرزائیہ کے سر پر آسمانی بجلی گرانا ہے۔ امید ہے کہ آپ ان کے جوابات تسلی بخش تحریر فرمائیں گے۔

خادم الاسلام محمد حبیب اللہ کٹڑہ مہاں سنگھ کوچہ ناظر قط الدین۔ پاس مسجد غزنویاں امرتسر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہٗ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہٗ وآلہ وصحبہٖ!

جواب سوال نمبر۱:

احمر اور آدم سے مراد ایک ہی شخص ہے کیونکہ درصورت تغائر دوسری حدیث کا جملہ لا واللّٰہ ما قال النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم بعیسیٰ احمر ولکن قال بینما انا نائم اطوف بالکعبۃ فاذا رجل اٰدم الخ بے محل اور غیر مربوط ثابت ہوتا ہے۔ اگر احمر وآدم دو شخص ہوتے تو ایک شخص کا سرخ رنگ اور دوسرے کا گندم گوں ہونا ناممکن اور غیر واقعی نہیں مانا جاسکتا تو پھر حلفی نفی کا کیا معنی۔ اس قدر تشدد اور تاکید بالحلف اس صورت میں شایاں ہے کہ ایک ہی شخص کی نسبت حلیہ بیان کیا جاتا ہے اور اسی شخص کو ایک راوی احمر بتاتا ہے اور دوسرا آدم روایت کرتا ہے اور راوی ثانی کو اجتماع بین الحلیتین فی شخص واحد غیر واقعی نظر آتا ہو۔ یا صرف روایت باللفظ اس کا مقصود ہو۔ دراصل بات یہ ہے کہ مسیح ناصری وہی مسیح موعود ہے اور فی الواقع دونوں حدیثیں صحیح مانی جاسکتی ہیں۔ راوی ثانی کا مطلب اور مطمح نظر صرف روایت باللفظ ہے۔ نفیاً واثباتاً مسیح علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی رنگت میں چونکہ سرخی وسپیدی ملی ہوئی تھی کما فی ابوداؤد وغیرہ فاذا رایتموہ فاعرفوہ فانہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض الخ ایسی رنگت والے کو اگر سرخ کہا جائے تو بھی اور اگر گندم گوں بتایا جائے تو بھی بجا ہے۔

رہا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسیح اور دجال دونوں کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھنا سو معلوم ہو کہ خیال متفصل اور عالم رؤیا میں عالمِ شہادت کے محالات ممکنات دکھائی دیتے ہیں ایسا ہی مجردات مجسم ہو کر۔ چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا بروزِ حشر ایک صورت میں جلوہ گر ہونا جس کا مؤمنین انکار کریں گے پھر دوسری صورت میں متجلی ہونے پر اقرار۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا [علم] کو درصورت لبن مشاہدہ فرمانا۔ اور نیز

واضح رہے کہ ہر ایک شخص اپنے خیالات اور اعتقادات و اعمال میں اپنے مرکز استعدادِ ذاتی کے ارد گرد گھومتا رہتا ہے یعنی ان اسماء الٰہیہ کے دائرہ سے باہر نہیں جاسکتا کہ جن کے لیے اس کا عین ثابت فیض اقدس میں بغیر تخلل جعل مظہر قرار دیا گیا ہے۔ صدیقی عین ثابت ''ہادی'' اور ابو جہل کا عینِ ثابت ''مضل'' کے احاطہ سے باہر نہیں جاسکتا۔ ایسا ہی عیسیٰ علیہ السلام علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا عینِ ثابت اور دجال کا بھی۔

حدیث کا مطلب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشاہدہ فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم اور دجال دونوں اپنے اپنے بیت اللہ آسمائی طواف کررہے ہیں۔ ایک یھدی من یشاء کے اظہار میں اور دوسرا یضل من یشاء کے اسباب میں سرگرم اور کمربستہ ہے ''ہادی'' اور ''مضل'' کا موصوف چونکہ ذات واحدہ ہے۔ لہٰذا عالم رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک ہی بیت اللہ مشہور ہوا۔ یہ ہے مطلب مسیح اور دجال دونوں کے طواف کرنے کا۔ واللہ اعلم وعلمہ الاتم۔

دوسری حدیث جس میں دجال کی عدم رسائی بیت اللہ تک کا ذکر ہے وہ بھی صحیح و بجا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حسب ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دجال کو عالم شہادت میں بیت اللہ تک رسائی نہ ہوگی۔

جواب سوال نمبر ۳۲:

توفی کا معنی موت نہیں بلکہ موت ایک نوع ہے معنی ''توفی'' کے انواع میں سے ''توفی'' کا معنی قبض کرلینا، اٹھالینا، پورا کرلینا، سلانا، دیکھو لسان العرب، قاموس، صراح وغیرہا سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ پھر قبض کرلینا عام ہے۔ ایسا ہی اٹھالینا۔ اگر اس قبض و رفع کا متعلق نفوس و ارواح ہوں اور فاعل اللہ تعالیٰ ہو تو اس کے لیے دو صورتیں ہیں۔ ایک موت دوسری نیند پس موت و نیند معنی ''توفی'' کے لیے جزئیات و مواد ٹھہرے۔ چنانچہ آیت ذیل سے صاف ظاہر ہے۔ [اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا] یعنی قبض نفوس و ارواح کی دو صورتیں ہیں ایک موت، دوسری نیند۔ اگر متوفی کا معنی

صرف موت دینا اور مارنے کا لیا جائے تو کلام الٰہی [معاذ اللہ] بالکل بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ جب توفی کے مفہوم میں موت ہے تو پھر حین موتھا لغو ٹھہرے گا اور والتی لم تمت میں بوجہ عطف کے الانفس پر اجتماع ضدین موت وعدم موت کا سامنا آئے گا وہو باطل۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قبض نفوس گویا دو صورتوں یعنی موت و نیند میں ہوتا ہے درصورت موت نفس مقبوضہ کو چھوڑا نہیں جاتا بخلاف نیند کے کہ اس میں نفس مقبوضہ کو اجل مسمی ومیعاد معین تک چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ساری آیت پڑھو "اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى [زمر ۴۲] پس ثابت ہوا کہ توفی کا معنی صرف قبض ہے اور مقبوض شدہ شے خواہ نفوس وارواح ہوں اور پھر چھوڑے نہ جائیں۔ جیسے موت کی صورت میں، یا پھر چھوڑ دیے جائیں جیسے بحالت نیند وبیداری یا غیر نفوس ہوں۔ چنانچہ توفیت مالی وغیرہ محاورات عرب کما فی لسان العرب وغیرہ۔ ایسا ہی متوفیک اور فلما توفیتنی خارج ہے موضوع لہ توفی سے کہ المضاف اذا اخذ من حیث انہ مضاف یکون التقیید داخلا والقید خارجا قاعدہ مسلمہ ہے۔

فرض کیا کہ زید مر گیا اور عمر سو رہا ہے اور دونوں کے متعلقین نے زید کے مرجانے اور عمرو کے سو جانے کے بعد ارتکاب جرائم اعتقادی وعملی کرنا شروع کیا۔ زید وعمرو دونوں سے سوال کرنے میں ایک ہی عبارت کا استعمال بحسب شہادت آیۃ مذکور بالا اللہ یتوفی الانفس کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً انتما قلتما ان یعتقدوا و یعلموا کذا وکذا بجواب اس کے دونوں کہہ سکتے ہیں کہ ما کان لنا ان نقول لھم کذا وکذا الا مر امرتنا وکنا علیھم شھیدین ما دمنا فیھم فلما توفیتنا کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید یعنی برخلاف ارشاد الٰہی ان کو کہنا ہم کو شایاں نہیں تھا۔ ہم جب تک ان میں موجود تھے۔ ان کو ہدایت کرتے رہے اور فرمان خداوندی پہنچاتے رہے۔ پھر جب تو نے ہمارے ارواح کو قبض کر لیا اور اٹھالیا۔ پھر تو ان پر نگہبان تھا۔ بشہادت آیت

مسطورہ بالا وکتب لغت [لسان العرب، قاموس، صراح] توفی کا معنی قبض ورفع کا ٹھہرا اور موت ونیند انواع واقسام ٹھہرے معنی قبض کے لیے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ استعمال کلی کا جزئی میں مجاز ہے نہ حقیقت۔ لہٰذا اہل لغت نے موت کو معنی مجازی ٹھہرایا ہے۔ توفی کے لیے سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسیح ابن مریم علیہما السلام بجواب سوال مذکور لفظ فلما توفیتنی استعمال فرما سکتے ہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بایں معنی [پھر جب قبض کرلیا تو روح میرا] اور مسیح علی نبینا علیہ السلام [پھر جب قبض کرلیا تو نے مجھ کو یعنی میرے جسم کو مع الروح پکڑلیا اور اٹھالیا] وجہ اس کی وہی ہے کہ توفی کا معنی مطلق قبض ورفع کا ہے اور شیٔ مقبوض ومرفوع اس کے معنی سے خارج ہے۔ جملہ توفی اللہ زیداً کو تینوں صورتوں میں بول سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زید کو مار دیا۔ یعنی اس کی روح کو قبض کرنے کے بعد نہ چھوڑا۔ یا اللہ تعالیٰ نے زید کو سلایا یعنی اس کی روح کو بعد القبض چھوڑ دیا۔ یا اللہ تعالیٰ نے زید کو بالکلیہ [جسم مع الروح] قبض کرلیا اور اٹھالیا۔ تیسری صورت محل نزاع ہے اور پہلی دوصورتیں آیۃ [اللّٰہ یتوفی الانفس] سے صراحۃً ثابت ہیں بلکہ اس آیت میں یتوفی کے معنی میں غور کرنے پر اشکال جاتا رہتا ہے کہ جسم مع الروح کا اٹھالینا جملہ مذکورہ سے کیسے مراد ہوسکتا ہے۔ حالانکہ محاورہ قرآنیہ میں جس جگہ توفی کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو وہاں معنی موت ہی مراد ہے کیونکہ مطلق قبض ورفع توفی کا معنی ہے نہ خاص موت ہی۔

جو لفظ کہ معنی کلی [مطلق رفع وقبض] کے لیے موضوع بشہادت لغت وقرآن کریم ہے اس لفظ [توفی] کو ایک اس معنی کی جزی کے لیے موضوع سمجھ لینا مثلاً لفظ انسان کو خاص زید کے لیے موضوع قرار دے لینا سراسر جہالت ہے۔

سطحی فرقہ کو دھوکا لگنے کی وجہ علاوہ قلت مبلغ علمی کے یہ بھی ہے کہ معنی کلی توفی کے جزئیات ومواد میں سے موت والا مادہ فی الواقع بھی بہت ہے اور قرآن کریم میں بھی بکثرت وارد ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اس کثرت کی وجہ سے عوام نے موت کو معنی توفی کے لیے سمجھ رکھا ہے۔ مگر اہل تحقیق واہل بصیرت کی نظر واقعات پر ہوتی ہے۔ مثلاً وہ لوگ دیکھتے ہیں کہ گو

قرآنِ کریم ہی میں خلقت انسان نطفہ بتائی گئی ہے اور اس کے نظائر و جزئیات کے لیے اس قدر وسعت و فراخی ہے کہ شمار میں نہیں آسکتے۔ اور انا خلقناہ من نطفۃ اور ایسا ہی خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب و الترائب بھی کثرتِ مذکور پر شاہد ہیں۔ مگر اس سے ہرگز ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ لفظ خلق کا معنی یہی قرار دیا جائے کہ نطفہ سے پیدا کرنا بلکہ معنی خلق کا مطلق پیدا کرنا ہے خواہ نطفہ والدین سے ہو۔ چنانچہ کثیر الوقوع ہے یا صرف نطفہ والدہ سے۔ چنانچہ مسیح ابن مریم یا جسم انسانی کے پہلو سے چنانچہ حوا علیہا السلام یا مٹی سے چنانچہ آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام لہٰذا توفی کا معنی صرف موت بشہادت کثرۃ نظائر قرآنیہ سمجھ لیا گیا ہے۔

یہاں پر بالطبع سوال ذیل پیدا ہوتا ہے کہ اِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُّطْفَةٍ یا خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ یَّخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَائِبِ کے عموم سے نصوص قرآنیہ مثلاً خلقہ من تراب اور ان مثل عیسیٰ عنداللہ الخ آدم و عیسیٰ علی نبینا و علیہما السلام کو استثناء کنندہ موجود ہیں اور عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کو کونسی نص قرآنی کثیرہ الوقوع جزئیات و مواد سے مستثنیٰ کرتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آیت وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ، عیسیٰ بن مریم علی نبینا و علیہ السلام کے بتمامہ و زندہ اٹھائے جانے پر نص قطعی ہے۔

پھر یہ سوال کہ بل رفعہ اللہ الیہ سے مراد رفع درجات و اعزاز ہے کما قال سبحانہ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم علی نبینا و علیہ السلام کو زندہ اٹھالیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے بل رفعہ اللہ سے رفع درجات مراد لینا بالکل مخالف ہے سیاق کلام الٰہی کے۔ اس لیے کہ ماقبل میں قول یہود کا ذکر ہے کہ انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ یعنی یہود کا یہ خیال تھا کہ ہم نے مسیح علی نبینا و علیہ السلام کو بذریعہ صلیب مارڈالا۔ جس کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسیح کا بذریعہ صلیب قتل کرنا یہ محض یہود کا غیر واقعی زعم ہے۔ انہوں نے مسیح علی نبینا و علیہ السلام کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اٹھالیا۔ یعنی مسیح کو ان کے ہاتھ سے بچالیا۔ چنانچہ دوسری جگہ فرماتا

ہے۔ وَاِذْ کَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ عَنْکَ یعنی اے مسیح منجملہ ہمارے انعامات واحسانات کے جو تجھ پر ہم نے کیے ہیں اور جن کا ذکر ماقبل میں ہے۔ مثلاً احیاء موتی وابراء اکمہ وتائید بروح القدس ایک احسان یہ بھی ہے کہ ہم نے تم کو یہود کے ہاتھ سے بچالیا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تردید اسی صورت میں تردید ماقبل یعنی قول یہود کی ہوسکتی ہے کہ رفعہ اللہ الیہ سے رفع جسمانی لیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ نے مسیح کے جسم کو اٹھالیا اور یہود کے پنجہ سے بچالیا۔ کَمَا قَالَ وَاِذْ کَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ عَنْکَ. [مائدہ ۱۱۰] اور نیز درصورت رفع درجات واعزاز کلمہ بل کے ماقبل اور مابعد یعنی قتل ورفع میں علاوہ مخالفت سیاقِ کلام کے تضاد بھی نہیں پایا جاتا جو کہ قصر قلب کا مفاد ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ مااھنت زیدا بل اکرمتہٗ میں نے زید کی اہانت نہیں کی بلکہ اس پر اکرام کیا ہے اور اس کو عزت بخشی ہے۔ اہانت اور اکرام میں تضاد ہے دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔ ایسا ہی قتل اور رفع کا بھی اجتماع نہ چاہیے۔ قتل جسمی اور رفع جسمی میں تو بے شک تضاد اور عدم اجتماع ہے اور قتل جسمی اور رفع درجات میں تضاد نہیں کیونکہ جو شخص بے گناہ مقتول وشہید ہو اس کے لیے رفع درجات بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا [رفعہ اللہ الیہ] سے رفع جسمی مراد ہے نہ رفع درجات۔

ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ قتل صلیبی چونکہ حسب تصریح تورات موجب لعن وملعونیت ہے لہٰذا ذکر ملزوم وارادہ لازم کے طریق پر گویا کلام مذکور بمنزلہ وما کان ملعونا بل رفعہ اللہ الیہ کے ٹھہرا۔ اور ملعونیت اور رفع درجات روحی کے مابین تضاد ہے۔ دونوں باہم جمع نہیں ہوسکتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقتول صلیبی کا مستوجب لعن ہونا اسی صورت میں ہے جب مقتول مرتکب جرم ہو۔ ورنہ درصورتِ غیر مجرم ہونے کے مستحق اعزاز واکرام ہوتا ہے۔ دیکھو تورات کتاب استثناء آیت ۲۲ اور ۲۳ میں اس امر کی تصریح کردی گئی ہے جس کو ہم سیف چشتیائی میں تورات سے بعبارتہٖ نقل کر چکے ہیں۔ [اس وقت یہ قلم برداشتہ لکھ رہا ہوں اور کوئی کتاب سامنے نہیں] آیت بل رفعہ اللہ الیہ میں تحقیق ہے اس وعدہ کا جو انی متوفیک ورافعک الی میں دیا گیا تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیت بل رفعه الله اليه نص قطعی ہے رفع جسمی وحیاتِ مسیح پر اورتحقق ہے اس وعدہ کے لیے جو کہ متوفیک اور رافعک دونوں سے کیا گیا ہے۔ اور فلما توفیتنی میں وہی مطلق رفع مراد ہے یعنی درجواب سوال خداوندی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومسیح علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام دونوں اسی [توفیتنی] کو استعمال فرمائیں گے۔ جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ انی متوفیک اور فلما توفیتنی اور بل رفع اللہ الیہ میں رفع جسم والروح مراد ہے۔ واضح ہو کہ ابن عباس و بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب حیاتِ مسیح کا ہے۔ چنانچہ مرویات ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم مندرجہ تفسیر درمنثور وکتب احادیث اور تراجم بخاری سے ظاہر ہے اور حدیث برتملا وصی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے بھی کل صحابہ علیہم الرضوان کا اجماعی عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ لہٰذا قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما متوفیک ممیتک مندرجہ بخاری سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ ان کا مذہب برخلاف عقیدہ اجماعی کے ہو ممکن ہے کہ متوفیک کا معنی ممیتک امتحاناً فرمادیا ہو۔ چنانچہ آپ [ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما] مباحثات یومیہ میں جو فیما بین صحابہ آیات قرآنیہ کے متعلق ہوا کرتے تھے۔ اثناء تقریر میں مسح علی الرجلین کو مدلل طور پر امتحاناً پایہ ثبوت پہنچاتے تھے۔ حالانکہ مذہب ان کا غسل رجلین کا ہے اور نیز یہ روایت معارض ہے۔ دوسری روایاتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جن کو درمنثور وغیرہ نے باسانید صحیحہ ذکر کیا ہے۔

جواب سوال نمبر ٤:

آیت ”وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ“. [نساء ١٥٩] [مسیح موعود کے وقت جتنے اہل کتاب ہوں گے وہ سب مسیح کی موت سے پہلے اس پر ایمان لائیں گے] مرزائیوں کا اس پر یہ اعتراض ہے کہ یہ آیت مخالف ہے آیت ”وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“. [ال عمران: ٥٥] کے کیونکہ دوسری آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کافر قیامت تک رہیں گے۔ پھر مسیح کے وقت کس طرح سب مومن ہو جائیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قیامت تک غالب رہنے کا معنی مدت دراز قرب قیامت تک غالب رہنے کا ہے نہ یہ کہ ابتدائے یوم حشرت۔ عرصہ دراز سے قرآن کریم میں تعبیر نہ صرف ''الی یوم القیامۃ'' کے ساتھ کی گئی ہے بلکہ اس معنی کو [خالدین] کے ساتھ بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ دیکھو ''خَالِدِیْنَ فِیْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّکَ. [هود ۱۰۸] حالانکہ مدتِ دوام آسمان وزمین دنیویہ معدود ومتناہی ہے نہ بطریق خلود۔ اہل عرب کا ایک محاورہ ہے جس میں کہتے ہیں۔ لا آتیک مادامت السموات والارض وما اختلف اللیل والنھار جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں جب تک زندہ ہوں تیرے پاس نہ آؤں گا۔ اس سے اگر کوئی یہ سمجھ لے کہ قائل لا آتیک تا مدت بقاء آسمان وزمین اور تا تعاقب لیل ونہار زندہ رہے گا تو یہ حماقت ہے جس کا منشاء بغیر از جہالت اور نہیں۔ اسی تقریر سے مطلب آیت ''وَاَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ'' کا بھی معلوم ہوسکتا ہے۔ رہی آیت ''وَلَوْ شَآءَ لَهَدَاکُمْ اَجْمَعِیْنَ'' سو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تم سب کو راہ راست پر کر دیتا۔ مگر ایسا نہیں چاہا یعنی کسی کو کافر کسی کو مومن بنایا۔ اس سے یہ نہیں پایا جاتا کہ اگر مثلاً خطہ عرب کے سارے موجود لوگ مشرف بالایمان بعد از کفر وشرک ہوجائیں [چنانچہ ایسا ہوا ہے] تو یہ امر آیت ''وَلَوْ شَآءَ لَهَدَاکُمْ'' کے خلاف ہوگا۔ ایسا ہی کسی اور شہر یا کسی ملک یا روئے زمین کے مختلف المذاہب باشندے اگر مسلمان ہوجائیں تو آیت مذکورہ کی مخالفت نہیں۔ ایسا ہی اگر مسیح علی نبینا وعلیہ السلام کے وقت موجود لوگ جو قتل وہلاکت سے بچ رہے ہوں سارے ہی مسلمان ہوجائیں گے تو ہوسکتا ہے۔

دجال معہ ستر ہزار یہود اگر بغیر ایمان کے مرجائیں تو اس سے اس کلیہ میں جو مدلول آیت ''وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتَابِ'' کا ہے کوئی خلل نہیں آتا۔ کیونکہ لیؤمنن قضیہ موجبہ ہے اور صدق ایجاب وجود موضوع کا مقتضی ہوتا ہے پس محکوم علیہا وہ افراد ہوں گے جو قتل وہلاکت سے بچ جائیں گے۔ مثلاً اگر کہا جائے کہ عرب میں سب لوگ مسلمان رہیں گے یا ہوں گے

تو اس کا مطلب ہوگا کہ بعد جہاد و مقابلہ جو بچ رہیں گے وہ مسلمان ہی ہوں گے۔ صدق الایجاب یقتضی وجود الموضوع قضیہ مسلمہ ہے۔

یہ خیال کرنا کہ جب بعہد مبارک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اہل کتاب مسلمان نہیں ہوئے تو پھر مسیح کے زمانہ کو کیا خصوصیت ہے، بالکل بے جا اور جہالت ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اہل فارس و روم بعہد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشرف باسلام نہیں ہوئے تو بعہد خلیفہ اول یا ثانی یا ثالث یا رابع یا بعہد خلیفہ آخری [مہدی موعود] کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں۔ تو ایسے قائل کو جواباً یہی کہا جائے گا کہ خلفاء علیہم الرضوان کی کاروائی چونکہ تاسیس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ترقی اور اسی ڈالی ہوئی بنیاد کی تعمیر ہے لہٰذا بعینہٖ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاروائی کہلانے کا استحقاق رکھتی ہے۔ بلکہ آیت لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ والی پیشین گوئی آخری خلیفہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں بروقت نزول مسیح علیہ السلام متحقق ہوگی۔ چنانچہ وعدہ فتوح بلادِ شام مندرجہ توراۃ زمانہ موسوی میں ظہور میں آیا تھا بلکہ بعہد یوشع خلیفہ موسیٰ علی نبینا علیہما السلام متحقق ہوا۔ ایسا ہی وعدہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ بعہد خلیفہ آخری بروقت نزول عیسیٰ علیہ نبینا علیہ السلام ظہور میں آئے گا اور یہ سب کمال نبوی ہوگا [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم]۔

جواب سوال نمبر۵:

معجزات کا انکار مرزا اور مرزائیوں سے کوئی نئی بات نہیں۔ فلاسفہ اور معتزلہ ان سے پہلے منکر چلے آئے ہیں۔ اور اہل السنّت اپنے تفاسیر و مؤلفات میں جا بجا مع مالہا و ماعلیہا ان کا ذکر کرتے رہے ہیں۔

آیات خمسہ ذیل میں (۱)…..: **حَرَامٌ عَلٰى قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یُرْجَعُوْنَ.** [الانبیاء ۹۵]

(۲)……: **اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یُرْجَعُوْنَ.** [یٰسین ۳۱]

(۳)...... : حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ. [مؤمنون ۹۹]

(۴)...... : اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ. [زمر ۴۲]

(۵)...... : ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذَالِکَ لَمَیِّتُوْنَ. [مؤمنون ۱۵] بیان ہے اکثریہ اور انتفاء امر طبعی کا۔ یعنی موتی بحسب الطبع رجوع کو نہیں چاہتے کما قال لا یرجعون۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اگر اللہ تعالیٰ موتی کو اس عالم میں دوبارہ لائے تو ناممکن اور غیر واقع ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں خرقِ عادت ہوگا نہ بروق عادت۔ اور قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلاً خرق اور دفق دونوں کو شامل ہے۔

جواب سوال نمبر ۶:

رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی. اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ چار پرندے مار دیے گئے تھے۔ بعد ازاں زندہ کیے جانے پر ابراہیم علیہ السلام کے پاس دوڑ کر پہنچے۔ قیمہ کوٹنا وغیرہ وغیرہ ہو یا نہ ہو پہلے ان کی موت تو ضروری ٹھہرتی ہے تا کہ احیاء موتی کا معنی متحقق ہو۔ بخلاف اس صورت کے کہ جب چاروں زندہ پہاڑوں پر چھوڑ دیے گئے ہوں اور بعض کو ان میں سے بلایا گیا ہو کیونکہ اس صورت میں احیاء موتی والا معنی جس کو ابراہیم علیہ السلام نے معائنہ کرنا چاہا تھا نہیں پایا جاتا۔ مفسرین علیہم الرضوان کا بیان [قیمہ کوٹنا وغیرہ] بیان تاریخی ہے نہ ترجمہ۔

جواب سوال نمبر ۷:

قرآن کریم میں بیس کی بجائے اگر لاکھ جگہ بھی متوفی کا معنی موت لیا گیا ہو تو بھی کلیہ اس سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ جواب سوال نمبر ۲ میں لکھا گیا ہے۔

آٹھویں سوال کا جواب بھی پہلے جواب سوال نمبر ۲ سے آپ معلوم کر سکتے ہیں۔

والسلام خیر ختام الحمد للہ اولا و آخر والصلوۃ والسلام منہ باطنا علیہ ظاھراً۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ ربہ بقلم خود از گولڑہ ۱۸ ذوالحجہ

۱۳۳۴ھ۔ [فتاوی مہریہ ص ۳۰ تا ۳۹]

اسی مضمون کا ایک اور خط اور اس کا جواب:

بحضور فیض گنجور مدظلہ العالی!

تسلیم! جناب عالی حسبۃ للہ نیاز مند کے شبہاتِ ذیل کو رفع فرمایئے۔ نہایت ہی مہربانی ہوگی۔

۱.....: انبیاء میں سے کسی نبی کی موت قرآن کریم سے ثابت ہے یا نہ۔ اگر ہے تو کس آیت سے؟

۲.....: لفظ انسان کا اطلاق جسم پر ہے یا روح پر یا دونوں پر؟

۳.....: عیسیٰ علیہ السلام کی قوم قبل الموت بگڑے گی یا بعد الموت یا ابھی نہیں بگڑی؟

۴.....: ''توفی'' باب تفعل سے ہو یا تفعیل اور افعال اور استفعال سے ہو تو اس کے معنی کیا ہوں گے؟

۵.....: جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو ان کی شناخت کے واسطے کیا معیار ہوں گے کیونکہ ان کو حیاتِ اولیٰ میں دیکھنے والے تو فوت شدہ ہیں اور مخبر صادق علیہ السلام نے دو حلیہ بیان کر دیے ہیں؟

۶.....: مہدی کے واسطے جو احادیث ہیں وہ بھی مختلف ہیں۔ بعض میں بنی عباس میں سے ہوگا۔ بعض میں بنی فاطمہ سے ہوگا۔ جب مہدی آئے گا تو اس کا کیا معیار ہوگا؟

۷.....: عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے ''وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ''. [آل عمران ۵۴] اور حضرت جناب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے ''وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ''. [انفال ۳۰] دونوں پر یکساں منصوبہ ہوا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تجھ کو اسی جسم عنصری کے ساتھ اپنے پاس اٹھانے والا ہوں اور اس کو اٹھا بھی لیا اور ہمارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہا کہ تجھ کو

بچانے والا ہوں۔ غارِ ثور میں تین دن رہ کر مدینہ طیبہ چلے جانا۔ اب جو نبیوں کے نہ ماننے والا ہو وہ فضیلت کس کو دے گا۔ خاص کر کے جب اس کے ساتھ یہ اجزاء بھی شامل کر دیے جائیں کہ وہ پرند بھی بنالیتا تھا۔ مردے بھی بحکم اللہ زندہ کرتا تھا۔ اندھوں، کوڑھیوں کو بھی اچھا کرتا تھا۔ گھر کی خوردہ نہادہ اشیاء سے بھی ان کو خبر کر دیتا تھا۔

۸.....: عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو صلیبوں کو توڑیں گے اور خنزیروں کو قتل کریں گے تو اسلام اور اہل اسلام کو اس سے کیا فائدہ متصور ہوگا۔ کیونکہ وہ تو صرف دجال کے واسطے تعینات تھے۔

۹.....: **مَاالْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنَ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاكُلَانِ الطَّعَامَ.** [المائدہ] خداوند کریم کا اس آیت شریفہ کو قیاسِ استقرائی کے طور پر لانا کیا حکمت ہے؟

۱۰.....: اس صدی پر جس کو اب پچیس برس ہوئے کوئی مجدد کیوں نہ ہوا۔ اور حدیث **ان اللّٰہ عزوجل يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها.** [**مشكوة شريف باب العلم**] یہ حدیث صحیح یا وضعی۔

ان کے جوابات جو دل قبول کر لے آیت اور حدیث سے تحریر فرمادیں تاکہ نیاز مند کہیں حفرۃ من النار میں نہ گر جائے۔ فقط تلک عشرہ کاملہ۔

جواب ھوالصواب:

۱.....: آیت **قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ** میں حکمی موت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تعطیل از لوازم دنیویہ اور حقیقی موت بمعنی قبض روح وعدم ارسال باقی انبیاء کی علی نبینا وعلیہم السلام ثابت ہے۔ **بناء على ان خلت بمعنى مضت لا بمعنى توفت.** دیکھو قاموس۔ لسان العرب وغیر کتب لغت۔

۲.....: لفظ انسان کا اطلاق مجموع جسم وروح پر حقیقی اور فقط ایک ایک پر مجازی ہے۔ **لما تقرران اللفظ الموضوع لكل يستعمل فی كل جزء مجازاً.**

۳.....: عیسیٰ علیہ السلام کی قوم بعد الرفع الی السماء [موت حکمی] بگڑ گئی تھی۔ اور قبل الرفع اطرا جس کو تمہید بگاڑ کہنا چاہیے شروع ہو گیا تھا۔

۴.....: توفی باب تفعل سے بمعنی مطلق قبض چنانچہ توفیت مالی ای قبضت یا قبض روح مع الامساک [موت] یا قبض روح مع الارسال [نیند] پڑھو۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلَ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى. [زمر ۴۲]

۵.....: عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی شناخت کا معیار احادیث صحیحہ بخاری ومسلم وسائر صحاح ومسند امام احمد وغیرہم سے بالتفصیل آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اگر بآسانی خلاصہ معلوم کرنا ہو تو کتاب سیف چشتیائی کو اول سے ملاحظہ کرو۔

۶.....: امام مہدی علی نبینا وعلیہ السلام کی احادیث میں تطابق اور معیار شناخت اسی کتاب سیف چشتیائی میں مفصل لکھا ہوا ہے ملاحظہ کریں۔

۷.....: آیۃ "وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ" اور ایسا ہی آیۃ "وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ" کا مفاد النظم صرف اتنا ہی ہے کہ یہود نے بحق عیسیٰ بن مریم علیہ السلام منصوبہ بنایا اور مشرکین مکہ نے دربارہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اب رہا یہ کہ کون سا منصوبہ؟ سو یہ خارج میں معلوم ہوا ہے، آپ کا سوال میں یہ کہنا [دونوں یکساں منصوبہ الخ] اگر اس سے یہ مطلب ہے کہ دونوں جگہ میں ایک ہی واقعہ ہوا ہے تو یہ مدلول آیت کا نہیں محض افتراء ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ مطلق منصوبہ بازی دونوں جگہ میں پائی گئی تو ہم بھی اس کے قائل ہیں اور آیت کا بھی صرف اسی قدر مفاد ہے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خصوصیات وتشخصیات ہر دو واقعہ کے متحد ہی ہوں۔ ومن ادعی فعلیہ البیان۔ خصوصیت واقعہ رفع و واقعہ غارِ ثور کا مدلول نہیں احادیث وآثار سے ثابت ہے دیکھو سیف چشتیائی۔ آپ لوگوں کے فہم پر تعجب ہے کہ دونوں آیتوں کے مدلول وضعی کے اتحاد سے اتحادِ واقعات سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو چاہیے کہ بعینہٖ واقعہ غارِ ثور وہجرت مبارکہ واقعہ عیسویہ

میں بھی ہو۔ کوئی عاقل ایسے جاہلانہ استنباطات کو وقعت کی نظر سے دیکھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر اہل سنت والجماعت پر انہیں آیتوں کی رو سے کیوں بوجھ ڈالا جاتا ہے۔ چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی مرفوع الی السماء بجسدہ العنصری ہوں۔ نہ رونق افزائے مدینہ طیبہ۔ ہاں اگر اس خیال سے مستعبد معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو جواباً معروض ہے کہ مدار فضیلت آسمانی زمینی ہونے پر نہیں ورنہ کل ملائکہ سماویہ کی فضیلت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لازم آئے گی۔ شائد آپ لوگوں [فرقہ مرزائیہ] کا یہی عقیدہ ہوگا اور بحسب از خود تراشیدہ قوانین کے ایسا ہی ہو ضروری ہے۔ کوڑھیوں کو باذن اللہ اچھا کرنا یا مردہ کو زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب فضیلت کا موجب نہیں ہوسکتے۔ مومن کو صرف ایک ہی حدیث شفاعت کبریٰ میں غور کرنے سے یہ وہم ہی نہیں رہتا۔ جب ایسا ہے تو پھر ہم ماجاء بہ الرسول علیہ السلام من القرآن والسنۃ کے منطوق ومدلول منصوص کو اپنے جاہلانہ ڈھکوسلوں کی مداخلت بے جا کے ذریعے کیوں چھوڑ بیٹھیں اور ناری بنیں۔ آج تک کل امت مرحومہ یعنی سوادِ اعظم کا یہی مسلک چلا آیا ہے۔

۸.....: اس مقام پر سیف چشتیائی کو ملاحظہ کرو۔

۹و۱۰.....: قیاس استقرائی کو بے جا دخل مت دو یوں کہہ کہ یا کلان الطعام سے خلافِ قائلین برفع جسمانی معلوم ہوتا ہے جواباً معروض ہے کہ ''شمس الہدایۃ'' اور ''سیف چشتیائی'' کو ملاحظہ کرو۔ علی رأس کل مائۃ والی حدیث کا مطلب بھی سیف چشتیائی میں ملاحظہ کرو۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔ [فتاوی مہریہ ص ۳۹، ۴۱] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۱۳۸ تا ۱۴۹، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ احیاء موتی کا کیوں منکر تھا؟

﴿سوال﴾:

مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ احیاء موتی کا اس بناء پر منکر ہے کہ قرآن میں ردِ میراث وردنکاح کے [اگر اس کی بیوہ نے کسی اور سے نکاح کرلیا ہو] احکام بیان نہیں کیے، میرا جواب یہ ہے کہ اگر ردمیراث وردِ نکاح کی ضرورت ہوتی تو قرآن میں اس کے احکام ہوتے، چونکہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مال اور اس کی ملک متعہ زائل ہوگئی، وہ محض احیاء سے واپس نہیں ہوسکتی، تاوقتیکہ اس کے مشروط اسباب وقیود نہ مہیا ہوں، یعنی وہ پھر مال کمائے یا وارث کسی کا بنے اور از سرِ نو نکاح کرے وغیرہ، فما جوابکم فی ہذہ المسئلہ؟

﴿الجواب﴾:

قال فی الشامیة فی باب المفقود تحت قول الدر فان ظهر قبله ای قبل موت اقرانه حیا الخ ما نصه لکن لو عاد حیا بعد الحکم بموت اقرانه قال الظاهر انه کالمیت اذا احیی والمرتد اذا اسلم فالباقی فی ید ورثته له ولایطالب بما ذهب قال ثم بعد رقمه رایت المرحوم بالسعود نقله عن الشیخ شاهین اهـ ص ۵۱۲ ج ۳.

وفی البحر فی الاحکام لمرتدین وان عاد مسلما بعد الحکم بلحاقه فما یجده قائما فی یده فلیس له اخذ بدله منه لان الوارث انما یخلفه فیه لاستغنائه واذا عاد مسلما یحتاج

الیـه فیـقدم علیه وعلی هذا لو احیا اللّٰه میتا حقیقة واعادة الی دار الـدنیـا کـان له اخذ ما فی ید ورثته واطلق فی قوله والا لا فشـمـل مـا اذا کـان هـالکاً وازاله الوارث عن ملکه وهو قائم سـواء کـان بسـبـب یـقبـل الـفسخ کبیع وهبة اولایقبله کعتق وتـدبیـر واستیـلاء فـانـه یـمـضـی ولاعود له فیه وشمل ما لم یـدخـل فی ید وارثه اصلا کمدبریه وامهات اولاده المحکوم علیهم بعتقهم بسبب الحکم بلحاقه فانهم لایعودون فی الرق لان الـقضاء بعتقهم قد صح بدلیل له والعتق بعد نفاذهٔ لایقبل البـطـلان اهــ ص ۱۳۴ ج۵ . قلت وکذا اذا تزوجت زوجة الـمیـت بـعـد عدة الوفاة رجلا فنکاحه صحیح ولایبطل بعود الـمیـت حیـا فان الحکم بصحته قدتم بدلیل مصحح له واللّٰه تـعـالـی اعـلـم واما لو تزوجت فی العدة فلا شک فی بطلان الـنکاح الثانی وهل تعود الی الزوج الاول الذی اعید حیا فی عـدتهـا بـدون تجدید نکاح بینها او بالتجدید فالظاهر الاول لـقـول الـفقهاء المرأة تغسل زوجها المیت لان اباحة الغسل مستـفـاد بـالـنـکـاح والـنکاح بعد الموت باق الی ان تنقضی الـعدة اهـ[شـامی ج ۲، ص ۸۹۷](امداد الاحکام، ج: ۱، ص: ۱۶۷، ۱۶۸، ط، مکتبه دار العلوم کراچی)



قادیانی جماعت کے متعلق تفصیلی احکام

﴿سوال﴾:

۱......: قادیانی مذہب کی لاہوری، محمودی دونوں جماعتیں کافر ہیں یا کوئی ایک؟

۲......: مرزا صاحب کی جماعت کیوں کافر ہوئی حالانکہ وہ ایمان مفصل کی تمام باتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں؟

۳......: قادیانی کو لڑکی دینا لینا، ان کو اپنی قوم میں داخل وشامل رکھنا، ان کی غمی وشادی میں خود شریک ہونا یا اپنی شادی وغیرہ میں ان کو برادری کی طرف سے شرکت کی دعوت دینا، ان کے اموات اپنے قبرستان میں داخل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۴......: ایک مسلمان کا اگر قادیانی سے کچھ نسبتی رشتہ ہو تو اس کو برقرار رکھنا اور رشتہ داری کے حقوق اپنے اوپر عائد جان کر ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۵......: قادیانی سے اپنے تمام نسبتی تعلقات اور برادری وقومیت کے علاقے منقطع کرنا جب تک کہ وہ تائب نہ ہو، از روئے شرع شریف ہر مسلمان کو ضروری ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر ہو۔

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

اتنا تو آپ بھی جانتے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کی گئی ہے اور یہ تکفیر اہل حق متدین علماء نے کی ہے، یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ فی الحال قادیانیوں کی دو پارٹیاں ہیں، ایک مرزا غلام احمد کو نبی اعتقاد کرتی ہے، دوسری مجدد اور بہت بڑے درجہ کا ولی مانتی ہے۔

یہ بھی آپ پر شاید مخفی نہیں کہ اسباب تکفیر کیا ہیں: جگہ جگہ نبوت کا دعویٰ اپنے اوپر وحی کا نزول کتب سابقہ سماویہ میں اپنی نبوت کی بشارت، حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات پر اپنے معجزات کی زیادتی اور فوقیت، انبیاء سابقین علیہم السلام کی توہین وتحقیر، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب وسب وشتم اور آپ کے خاندان پر زنا کا افتراء، اللہ پاک سے ہمبستری

وغیرہ وغیرہ جیسا کہ اعجاز احمدی ''ازالۃ الاوہام، حقیقۃ الوحی، ضمیمہ انجام آتھم، دافع البلاء، حاشیہ کشتی نوحؑ'' وغیرہ کتب کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ اگر ان اشیاء میں سے کوئی شئ فی الحال آپ کے علم نہ ہو تو کتب بالا کے مطالعہ سے استحضار ہو سکتا ہے۔

آپ کے استفتاء سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر منشاء شبہ دو چیزیں ہیں: اول یہ کہ ایمان مفصل کا قائل ہو کر آدمی کیسے کافر ہو سکتا ہے؟ دوم یہ کہ جو پارٹی مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتی وہ کس بنا پر کافر ہے؟ سو امر اول کے متعلق عبارات ذیل ملاحظہ فرمائیے:

۱: من أنكر شيئا من شرائع الاسلام، فقد أبطل قول "لااله الا الله". السير الكبير: ۴/ ۳۶۵.

۲: اذا لم يعرف الرجل أن محمداً صلى الله تعالى عليه وسلم آخر الأنبياء عليهم وعلى نبينا السلام، فليس بمسلم كذا في اليتيمة اهـ. قال أبو حفص الكبير: كل من أراد بقلبه بغض كفر، وكذا لو قال: أنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، أو قال بالفارسية، من پيغام برم" يريد: "من پيغام مى برم" يكفر، ولو أنه حين قال هذه المقالة، طلب غيره منه المعجزة قيل: يكفر الطالب، والمتأخرون من المشايخ قالوا: ان كان غرض الطالب تعجيزه وافتضاحه لايكفر". فتاوى عالمگيرى، ج:۲.

۳: وفي البزازية: يجب الايمان بالأنبياء بعد معرفة معنى النبي وهو المخبر عن الله تعالى بأوامره ونواهيه وتصديقه بكل ما أخبر عن الله تعالى، وأما الايمان بسيدنا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم، فيجب بأنه رسولنا في الحال وخاتم الأنبياء والرسل، فاذا آمن بأنه رسول ولم يؤمن

بأنه خاتم الأنبياء لايكون مؤمنا. وفي فصول العمادي: ومن لم يقر ببعض الأنبياء بشيء أو لم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام، فقد كفر. مجمع الأنهر: ١/ ٦٩٩.

۴:ولو عاب نبياً كفر". أوجز: ٣/ ٣٢٧.

۵:"دعوىٰ النبوة بعد نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم كفر بالاجماع". شرح فقه اكبر، ص: ٢٠٢. "ثم لانزاع في أن من المعاصي ما جعله الشارع أمارة الكتذيب، وعلم كونه كذلك بالأدلة الشرعية كالسجود للصنم والقاء المصحف في القاذورات والتلفظ بكلمة الكفر ونحو ذلك مما ثبت بالأدلة أنه كفر، وبهذا يندفع ما يقال: ان الايمان اذا كان عبارة عن التصديق والاقرار فينبغي أن لايصير المقر باللسان المصدق بالجنان كافر بشي من أفعال الكفر وألفاظه مالم يتحقق منه الكتذيب أو الشك اهـ. شرح فقه أكبر، ص: ٩٣".

دیکھئے اس میں کتنی صورتیں ہیں کہ باوجود ایمان مفصل کی تمام باتوں پر ظاہراً اعتقاد رکھتے ہوئے فقہاء نے اجماعاً تکفیر فرمائی ہے۔ اگر محض آمنت باللہ الخ کا اعتراف زبان سے کافی ہوتا اور یہ کفر کے منافی ہوتو فقہاء قاطبۃً کیوں تکفیر فرماتے ہیں۔

اگر دعویٰ نبوت منافی ایمان نہیں تو مسیلمہ کذاب کی تکفیر بھی بے محل ہوگی اور پھر اس کا قتل جو اکابر صحابہ کے ارشاد سے قرون اولیٰ میں ہوا ہے محتاج تأمل ہوگا حالانکہ وہ اجماعی ہے، اس نے چند آیات بنائی تھی، مرزا غلام احمد نے بھی قصیدہ اعجازیہ پیش کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی اور بغیر باپ کے پیدا ہونا قطعی اور اجماعی ہے، مرزا غلام احمد

نے اپنی تصانیف میں متعدد مقامات پر ہردو کا انکار کیا ہے۔ ملائکہ کے متعلق بھی مرزا غلام احمد کی بہت سی تحریرات میں خلافِ تصریحات اسلام خرافات موجود ہیں۔ اگرچہ بعض شرائع کو تسلیم بھی کیا ہے اور بعض کا انکار کیا ہے یہ بالکل وہی شان ہے:

﴿یقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض، ویریدون أن یتخذوا بین ذلک سبیلاً، أولئک هم الکافرون حقا، واعتدنا للکافرین عذاباً مهیناً﴾ الآیة.

جو شخص ملائکہ اور رسل کو سب وشتم کرے اور ان سے عداوت رکھے اس کے متعلق کلام پاک میں ارشاد ہے:

﴿من کان عدواً لله وملائکته ورسوله وجبریل ومیکل، فان الله عدو للکافرین﴾ الآیة.

امید ہے کہ اب دل میں کوئی شبہ نہیں رہا ہوگا، اگر اب بھی کوئی شبہ ہوتو ''شرح شفاء''، خفاجی، الصارم المسلول، ردالمحتار، شرح مقاصد کو تفصیل سے دیکھئے کہ کن اشیاء سے ارتداد کا حکم ہوجاتا ہے۔ اور خصوصیت سے مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق ''اکفار الملحدین'' اور ''فیصلہ مقدمہ بہاولپور'' میں کافی تفصیل موجود ہے۔ جو جماعت مرزا کی ہم عقیدہ ہے اور اس کو نبی مانتی ہے اس کا حکم عبارات مذکورہ سے ظاہر ہوگیا۔

امر دوم: جس شخص کی تکفیر کے متعلق نصوص بالا ناطق ہوں اس کو مجدد، ولی اعتقاد کرنا بھی کفر ہے۔ خود خیال کیجئے کہ اللہ تعالیٰ جس کے عدوّ ہوں اس سے محبت اور اعتقاد صراحۃً اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے یا نہیں، مرزا غلام احمد کی حیثیت صرف کافر اصلی کی نہیں بلکہ مرتد کی تھی اور ارتداد بھی وہ جو کہ زندیق میں ہوتا ہے، آج بھی جو شخص مرزا کے عقائد کو اختیار کرے گا اس پر بھی شریعت مرتد کا حکم لگائے گی، زندیق اور مرتد کے احکام ردالمحتار، ص: ۴۵۷ میں دیکھئے۔ اجمالی طور پر آپ کے جملہ سوالات کا جواب ظاہر ہوگیا۔ تاہم تفصیل سے نمبر وار سنئے۔

۱.....: ہر دو کا حکم ایک ہے۔

۲.....: قطعیات اور اجماعیات کے انکار کی وجہ سے۔

۳.....: یہ جملہ امور شرعاً ناجائز ہیں:

”ولا الوثنيات وهو بالاجماع والنص، و يدخل فى عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التى استحسنوا، و المعطلة، والزناقة، والباطنية، والاباحية، وفى شرح الوجيز: وكل مذهب يكفر به معتقده اهـ“ فتح القدير: ۲/ ۳۷۳.

”ولايجوز للمرتد أن يتزوج مرتدة ولامسلمة ولاكافرة اصلية، وكذلک لايجوز نكاح المرتدة مع أحد، كذا فى المبسوط اهـ.“ ص: ۲۸۲.

”موتى المسلمين اذا اختلطوا بموتى الكفار، أو قتلى المسلمين بقتلى الكفار، ان كان للمسلمين علامة يعرفون بها يميز بينهم، وان لم تكن علامة ان كانت الغلبة للمشركين فانه لايصلى على الكل، ولكن يغسلون ويكفنون ويدفنون فى مقابر المشركين اهـ.“ عالمگيرى: ۱/ ۱۰۹، مختصراً.

”أما المرتد فيلقى فى حفرة كالكلب اهـ.“ درمختار، ص: ۱۹۳.

۴.....: مرتد کا رشتہ تو باقی رہتا ہے مگر حقوق رشتہ داری منقطع ہو جاتے ہیں حتی کہ اگر کسی کا کوئی رشتہ دار نعوذ باللہ قادیانی ہو تو اس کا نفقہ واجب نہیں ہوگا:

”ولانفقة مع الاختلاف ديناً الا للزوجة والأصول

والفروع الذميين اهـ." تنوير.

"قوله: مع الاختلاف ديناً: كالكفر والاسلام فلايجب على أحدهما الانفاق على الاخر، وفيه اشعار بأن نفقة السنى على الموسر الشيعى كما أشير اليه فى التكميل قهستانى، والمراد الشيعى المفضل، بخلاف الساب الفاذف فانه مرتد يقتل ان ثبت عليه ذلك، فان لم يقتل تساهلاً فى اقامة الحدود فالظاهر عدم الوجوب، لأن مدار نفقة الرحم المحرم على أهلية الارث ولاتوارث بين مسلم ومرتد، نعم لو كان يجحد ذلك ولابينة يعامل بالظاهر وان اشتهر حاله بخلافه، والله اعلم". ردالمحتار: ۲/ ۱۵۷.

۵.....: اگر تعلقات باقی رکھنے سے ان کی اصلاح اور ہدایت کی توقع ہو تو تعلقات کو برقرار رکھنا مناسب ہے اور ایسی حالت میں نرمی وتلصف سے ان کے عقائد کی خرابی کو آہستہ آہستہ ان پر ظاہر کرتے رہنا چاہیے، اگر تعلقات رکھنے سے اپنے اوپر خراب اثر پڑنے کا اندیشہ ہو یا ان کی اصلاح کی توقع نہ ہو یا دوسرے لوگوں کی بدگمانی کا خطرہ ہو یا ترک تعلق سے ان کی توبہ اور اصلاح کی توقع ہو تو تعلق منقطع کر دیا جائے، یہ چیز ایسی ہے کہ ہر شخص کے لئے یکساں نہیں بلکہ ماحول کے اختلاف سے مختلف ہوتی رہتی ہے جس صورت میں اخروی نفع کی توقع ہو اس کو اختیار کرنا چاہیے اور دنیاوی نفع کو اخروی نفع پر ترجیح دینا درست نہیں۔
البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمن سے قلبی محبت رکھنا حرام ہے:

قال الله تبارك وتعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَاتَتَّخِذُوا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ﴾ الاية.

"روى أنها فى حاطب بن أبى بلتعة رضى الله تعالى

عنـه حيـن كتـب الـى كفار قريش ينصح لهم، فاطلع اللّٰه نبيه علـى ذلك فـدعـاه النبى صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم، فقال: "انـت كتبـت هـذا الـكتاب"؟ قال: نعم، قال: "وما حملك علـى ذلك"؟ قال: أما واللّٰه! ما ارتبت فى اللّٰه منذ أسلمت، ولٰكـنـى كـنـت امـرأً غـريبـاً فـى قريش، وكان لى بمكة مال وبـنـون، فأردت أن أدافع بذلك عنهم، فقال عمر رضى اللّٰه تـعـالـى عنه: ائذن لى يا رسول اللّٰه! فأضرب عنقه، فقال النبى صـلـى الـلّٰـه تـعـالى عليه وسلم: "مهلاً يا ابن الخطاب! انه قد شهـدر بـدراً، ومـا يـدرک لـعـل الـلّٰه قد اطلع على أهل بدر فـقـال: ﴿اعـمـلـوا مـا شـئـتـم﴾ فـانى غافر لكم الخ". أحكام القرآن للجصاص: ٣/ ٥٣٣.

"وفيـه دليـل عـلـى أن الـكبيرة لاتسلب اسم الايمان الـخ" تفسير مدارک التنزيل: ۴/ ١٨٦. فقط واللّٰه سبحانه وتعالىٰ اعلم. (محمودیہ، ج: ٢، ص: ١١٨ تا ١٢٥)



رفع شبہ قادیانی متعلقہ وفات مسیح

﴿سوال﴾:

تذکرہ الشہادتین مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی میں عبارۃ مندرجہ ذیل لکھی ہے، اس کا جواب ارقام فرماویں۔ صفحہ ۲۱ "مگر اس میں شک نہیں کہ اس وعظ صدیقی کے بعد کل صحابہ اس بات پر متفق ہوگئے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلے جتنے نبی تھے سب مر چکے ہیں"۔

﴿الجواب﴾:

اس اجماع کا کہیں پتہ، محض دعویٰ بلا دلیل ہے، مقصود وعظ صدیقی کا یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کوئی امر عجیب نہیں، کیونکہ آپ سے پہلے سب انبیاء ورسل دنیا سے جاچکے خواہ وفات سے خواہ دوسرے طریق سے، بہر حال دنیا میں کوئی نہیں رہا، پھر اگر آپ بھی نہ رہیں تو کیا تعجب ہے، رہا یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نہ رہنا کس طریق سے ہے، سو چونکہ موت ایک امر محسوس ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس کے سب آثار مشاہدہ کیے گئے ہیں، لامحالہ اس طریق کی تعیین ہوگئی کہ وفات ہے بخلاف حضرت عیسیٰؑ کے کہ ان میں یہ آثار مشاہدہ نہیں کیے گئے بلکہ برخلاف اس کے ان کا مرفوع الی السماء ہونا منصوص قرآنی ہے، ان میں یہ طریقہ ذہاب من الدنیا کا متعین ہوگیا، پس دنیا سے جانا امر مشترک تھا اور طریق مختلف اور اجماع اسی امر مشترک پر تھا، جو اس وقت مقصود تھا نہ کہ وفات عیسیٰ علیہ السلام پر اور یہ بالکل ظاہر ہے۔ (امداد الفتاوی، ج:۱۱، ص:۵۴۱، ۵۴۲، ط، زکریا بک ڈپو الہند)



قادیانیت ـــــــ چند سوالات

مرزا صاحب کو مجدد ماننے والوں کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کل مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۷۳ء بوقت ساڑھے چار بجے دن سابق امام مسجد وڈکنگ مسجد محمد طفیل متعلقہ مرزائی فرقہ لاہوری کی ساس کا جنازہ مسجد ہذا میں لایا گیا اور یہاں کے سرکاری امام خواجہ قمر الدین جو کہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت ظاہر کرتے ہیں، انہوں نے مرزائی سابق محمد طفیل کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی جب چند معززین نے اس حرکت کا محاسبہ کیا تو خواجہ قمر الدین سرکاری امام وڈکنگ مسجد نے یہ دلیل پیش کی کہ میں نے اس لئے جنازہ میں شرکت کی ہے کیونکہ مرزا محمد طفیل بسا اوقات میرے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے ہیں اور دوسری دلیل یہ دی کہ لاہوری مرزائیوں کو کافر نہیں سمجھتا کیونکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف مجدد تسلیم کرتے ہیں اور ہم کو کافر نہیں کہتے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں ایسے شخص کے متعلق شرعی فتویٰ سے کما حقہ آگاہ کیا جائے۔

﴿الجواب باسمہٖ تعالیٰ﴾:

مرزائیوں کے دونوں فرقے لاہوری اور قادیانی باتفاق علمائے اسلام کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، لاہوری فرقہ نفاق اور تقیہ کی وجہ سے قادیانی سے زیادہ خطرناک ہے فرقہ لاہوریہ کے کفر کے لئے کافی ہے کہ ایک مدعی نبوتِ کاذبہ کو مجدد، مصلح اور امام تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنی بے نظیر تالیف ''اکفار الملحدین'' میں مؤخر الذکر فرقہ کے کفر کو دلائل ظاہرہ باہرہ سے ثابت کیا ہے۔ من شاء فلیراجع

الیہ۔

اسی طرح کسی ایسے فرقہ یا اس کے بعض افراد کو مسلمان سمجھنا جسے علمائے امت نے بالاتفاق کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے جبکہ علماء امت کے فیصلہ کا علم بھی ہو حد درجہ گمراہی ہے اور ایسے آدمی پر خوف کفر ہے۔

مرزائی، لاہوری یا کوئی ایسا فرقہ جو باتفاق علمائے اسلام خارج از دائرہ اسلام ہے اس کے کسی فرد کی جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں۔

نماز جنازہ درحقیقت دعا ہے اور کسی کافر کے لئے اس کے مرنے کے بعد دعا کرنا بنص قرآنی حرام ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے ''عقیدۃ السفارینی'' سے اہل الاہواء کے سلسلہ میں سلف کا مذہب جس کو انہوں نے خلف تک پہنچایا یہ نقل کیا ہے:

بان لایسلموا علی القدریة ولایصلوا علی جنائزهم ولایعودوا مرضاهم.

سلف کا مذکورہ بالا فیصلہ اہل اہوا کے بارے میں ہے مرزائی اہوا سے گزر کر برسوں سے صریح کفر میں داخل ہو چکے ہیں ان کی نماز جنازہ میں شرکت کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔

بناء علیہ خواجہ قمرالدین امام وڈکنگ مسجد، لندن گمراہ، متبع ہوا ہے، قطعاً لائق امامت نہیں، اس کو علیحدہ کر کے کسی صحیح العقیدہ شخص کو امام مقرر کیا جائے، ہشام رازیؒ نے امام محمدؒ سے نقل کیا ہے کہ اہل الاہواء کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز لائق اعادہ ہے۔

کتبہ: ولی حسن ٹونکی

مسئلہ فوق الذکر کی جو تحقیق کی گئی ہے یہی دور حاضر کے علماء امت کا متفقہ فیصلہ ہے اس لئے میں بھی فتویٰ مذکور کی تائید وتوثیق کرتا ہوں۔

محمد یوسف بنوری

بینات، ذیقعدہ ۱۳۹۳ھ

(فتاوی بینات، ج:۱،ص:۲۰۰ تا ۲۰۲، ط، مکتبہ بینات کراچی)



قادیانیوں کے دلائل اور ان کے جوابات

﴿سوال﴾:

ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی ثبوت اور حقانیت کے لیے مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتا ہے:

قادیانی کے دلائل:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا. [سورة الاحزاب، آية: ٤١]

ہمارا عقیدہ: واضح ہو کہ یہ قرآن پاک کی آیت ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کے کل یا جز سے انکار کرنا ہمارے نزدیک موجب کفر ہے، پس ہم جماعتِ احمدیہ والے سیدنا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں اور جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ مانے وہ ہمارے نزدیک مسلمان ہی نہیں، لیکن لفظ خاتم کا حقیقی معنیٰ ومفہوم سمجھنا ضروری ہے، یہ ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا کی کسی بھی لغت میں لفظ ختم مقامِ درج میں آکر خاتم کا معنی بند کرنے والا یا روکنے والا نہیں ہے، حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے کا محاورہ یا عرب کا مقولہ یا کسی عرب شاعر کا کوئی شعر تمام عربی لٹریچر میں موجود نہیں اور نہ ہی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی عربی کتاب میں خاتم کا لفظ بند کرنے اور روکنے کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے، چنانچہ لُغات کی چند مشہور کتابیں ملاحظہ ہوں:

لفظ	معنی	نام کتاب لغت
[۱] خاتم	نگینہ، مہر: جس پر نام وغیرہ کندہ کئے	لسان العرب، تاج العروس،

جاتے ہیں۔ صحاح قاموس جوہری۔

[۲] خاتم انگشتری: مثل خاتم الذہب یعنی سونے کی انگوٹھی۔ = = = = = = =

[۳] خاتم گھوڑے کی جو تھوڑی سی سفیدی ہوتی ہے۔ قاموس، تاج العروس، منتہی الادب۔

[۴] خاتم گھوڑی کے تھنوں کے پاس کا حلقہ بھی خاتم کہلاتا ہے۔ = = = =

[۵] خاتم گدی کے نیچے جو گڑھا ہوتا ہے اس کو بھی خاتم کہتے ہیں۔ = = = =

[۶] خاتم مُہر کا نقش جو کاغذ پر اُتر آتا ہے۔ لسان العرب وغیرہ

[۷] خاتم نبیوں کی زینت اور رونق۔ مجمع البحرین جلدا

(۱): اسی طرح ملا علی قاریؒ "موضوعات کبیر ص:۴۹" میں خاتم النبیین کا یہ معنی کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کرے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت سے نہ ہو۔

(۲): شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ "تفہیمات الٰہیہ" میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبیوں کے ختم ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے شارع نبی بنا کر بھیجے۔

(۳): "مجمع البحار" مصنفہ شیخ محمد طاہرؒ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ یہ تو کہو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں لیکن یہ نہ کہو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۴): "تفسیر صافی" میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ

سے فرمایا کہ اے علی [رضی اللہ تعالیٰ عنہ]! میں خاتم الانبیاء ہوں اور تو خاتم الاولیاء ہے۔ تو کیا اس سے مراد یہ لیا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے بعد کوئی ولی نہیں ہوگا؟

(۵): ''دیلمیؒ'' کی حدیث ہے کہ میں فقراء المؤمنین کے ساتھ سب سے پہلے جنت میں جاؤں گا اور میں اپنے سے پہلے اور بعد کے سب نبیوں کا سردار ہوں۔

(۶): حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو خاتم المھاجرین کہا ہے، تو کیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کسی نے ہجرت نہیں کی؟

(۷): سیدنا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسل خاتم بمعنیٰ مہر کے ہیں اور مہر کا کام تصدیق کرنا ہے، ایک سرکاری ملازم اس لیے مہر لگاتا ہے کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ رقم یا تنخواہ میں نے وصول کی ہے نہ کہ کسی اور نے۔

(۸): ایک عدالت کا حاکم اس لیے مہر لگاتا ہے کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نوشتہ یا پروانہ میرے علم اور حکم سے جاری ہوا ہے۔

(۹): ایک بادشاہ اس لیے مہر لگاتا ہے کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ فرمان یا تحریر میرے علم اور حکم سے لکھا یا جاری ہوا۔

(۱۰): ایک ڈاکخانہ خط پر اس لیے مہر لگاتا ہے کہ تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ خط فلاں مقام سے فلاں تاریخ اور وقت پر روانہ ہوا یا پہنچا۔

(۱۱): ایک اپیل نویس اپنی مہر اس واسطے لگاتا ہے کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ مندرجہ وثیقہ کی عبارت میری تحریر کردہ ہے۔

(۱۲): کسی پارسل، بوتل یا بند خط پر مہر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ یہ چیزیں میں نے بند کی ہیں، اگر مہر سلامت نہ رہے تو اس کے اندر کی چیز کے سلامت ہونے کا اعتبار جاتا رہتا ہے۔

(۱۳): کسی مہر کے واسطہ یہ ضروری ہے کہ وہ کسی تحریر کے لازماً آخر میں ہو، خواہ آغاز پر خواہ انجام پر، مراد اس سے مہر کنندہ کی تصدیق ہوتی ہے نہ کہ اس تحریر کا بند ہونا اور بند

کرنا۔

یہ تو قادیانی کے دلائل تھے، آپ حضرات سے استدعا ہے کہ ان دلائل کے دندان شکن جوابات تحریر فرما کر اس نو پید فتنہ کا قلع قمع کرنے میں تعاون فرمائیں۔

﴿الجواب﴾:

تمام امتِ مسلمہ کا یہ اجماعی اور متفق علیہ عقیدہ ہے کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا سوائے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے، وہ قربِ قیامت میں آسمانوں سے نزول فرمائیں گے اور دینِ محمدی کی احیاء اور تجدید کریں گے اور شریعتِ محمدی کے تابع ہوں گے۔ باقی قادیانی بد بخت اس اجماعی عقیدہ کو چھوڑ کر لفظِ خاتم کے غیر مرادی اور غیر معتبر معانی کے پیچھے لگ گئے اور خاتم النبیین کا جو اجماعی معنی ہے جس پر تمام امت کا اتفاق ہے، جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود سمجھایا اور صحابہ کرامؓ نے سمجھا تھا اور امت کے تمام محققین، محدثین، مفسرین، ائمہ کرام اور علماء حق کا اُسی پر اتفاق ہے، لیکن بد بخت قادیانیوں نے ان کا سمجھا ہوا معنیٰ جھٹلایا اور خود اپنے من گھڑت معنیٰ کو معتبر قرار دیا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا.

[سورة الاحزاب، آية: ٤١]

فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالى عليه وسلم انا خاتم النبيين لانبى بعدى ولا رسول بعدى ولا امة بعدى.

یہ کئی احادیث کا مجموعہ ہے اور یہ مضمون کئی احادیث میں وارد ہوا ہے۔ [تفسیر القرآن العظیم، ج ۴، ص ۴۸۷] لانفی جنس ہے، جب یہ اپنے مدلول پر آجاتا ہے تو اس کا بیخ نکل جاتا ہے، یعنی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاتم النبیین الخ کو میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، نہ تشریعی نہ ظلی نہ بروزی۔ مگر قادیانی بدبختوں علیہم ما علیہم نے خاتم النبیین

سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لیا ہوا معنی چھوڑ کر اور خود بھی لغت کے تمام معنوں کو چھوڑ کر صرف تصدیق اور مہر کا معنی لیا جو تمام کے لیے ہوئے معنی سے مخالف اور متضاد ہے۔

ملا علی قاریؒ نے جو ''موضوعات کبیر'' میں آیت خاتم النبیین کے معنی کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ '' آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئے گا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کردے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت سے نہ ہو''۔ تو یہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف اشارہ ہے کہ آئیں گے مگر شرعی نبی نہیں بلکہ آنحضرت کے دین کے حامی بن کر آئیں گے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول ''تفہیمات الکبیر'' میں بھی بالکل ٹھیک ہے قادیانی اس پر عمل نہیں کرتے کیونکہ وہ پھر نئے نبی کے آنے کے قائل ہیں۔

ضروری انتباہ:

قادیانیوں کی تحریرات میں سب دھوکہ ہے، سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ سے بے دینی کی طرف مائل کرتے ہیں، خاتم النبیین اور ختمِ نبوت کے اجماعی عقیدہ کے یہ لوگ منکر ہیں، لوگوں میں خود کو مسلمان ظاہر کرنے اور عوام الناس کو اپنے دام میں پھنسانے کے لیے اس قسم کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں تا کہ ان سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دے سکیں، ان کے پلید مذہب کی حقیقت خود ان کی اپنی تحریر کردہ کتابوں سے واضح ہوتی ہے، اگر آپ قادیانی مذہب کی حقیقت سے آگاہی حاصل کرنا چاہیں تو مندرجہ ذیل کتابیں منگوا کر مطالعہ کریں تا کہ ایمان بھی تازہ ہو اور دین وایمان کے ڈاکوؤں کے فریب سے بھی نجات ملے۔

[۱]: عشرۃ کاملۃ۔ [۲]: ختم نبوت۔ [۳]: تحقیق الظفر والایمان بآیات القرآن۔ [۴]: دعاوی مرزا۔ [۵]: مسیح موعود کی پہچان۔ [۶]: قادیانیوں کے کفر پر علماء اسلام کا فتویٰ۔ یہ کتابیں طبع شدہ ہیں اور عام ملتی ہیں، کسی بھی مشہور کتب خانہ سے منگوا کر ضرور مطالعہ کریں۔

لفظ خاتم کی لغوی تحقیق:

خاتم کا معنی لغت کی رو سے: [۱] مراح ص ۲۸۸ میں ہے: ختم کردن، مہر کردن، ختمت الشئ فھو مختوم، ختم شد وتمام گردانیدن یقال ختم اللّٰہ له بالخیر، اتمام خواندن قرآن، اختتام بپایان بردن، نقیض الافتتاح، خاتم بفتح التاء وکسرہا، ختام بالتاء خاتام بالالف انگشتری جمع خواتیم، خاتم الشئ آخرہٗ، ومحمد صلی اللہ خاتم الانبیاء بالفتح صلوۃ اللہ وعلیہ وعلیہم اجمعین: گلے وموم مہر کنندہ وقولہٗ تعالیٰ: ختامہ مسک۔

[۲]: اور غیاث ص ۱۵۳ پر: ختام بکسر موم دمک وغیرہ کہ برآں مہر کنند۔

[۳]: المنجد ص: ۱۶۵ الختم ما یتختم به الختام الطین او کل ما یختم به علی الشیء جمع ختم الختم یتختم به الخاتم جمع خواتیم، الختام ما یتختم به و عاقبت کل شیء، جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے۔

[۴]: مفردات القرآن لامام راغب اصفہانی ص ۱۴۲ پر ہے: وخاتم النبیین لانهٗ ختم النبوۃ الی ختمها بمجیئه.

مذکورہ بالا حوالہ جات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ لفظ خاتم ختم کرنے اور منتہی الشیء کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اور خبیث قادیانی کے دھوکہ کو دیکھو کہ یہ لفظ کہیں بھی ختم کرنے اور انتہاء واختتام الشیء کے معنی میں نہیں لایا، خاص کر امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی صرح کے الفاظ، المنجد کا مصنف تو عیسائی ہے مسلمان نہیں، اس عیسائی کے الفاظ دیکھیں کہتا ہے عاقبت کل الشیء، اور یہ معنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے۔ اگر بالفرض کسی لغت میں لفظ خاتم بمعنیٰ ختم کرنے والا نہ بھی ہو تب بھی ہمارے مدعا اور اجماعی عقیدہ پر اثر انداز نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ ہمارے نزدیک لغات کی کتابیں معتبر ہی نہیں ہیں اور نہ ہم اپنے مدعا کے ثبوت کے لیے ان سے استدلال کرنے کے پابند ہیں، بلکہ ہمارا یہ دعویٰ قرآن پاک کے قطعی اور یقینی نصوص، احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، قرآن وحدیث کو چھوڑ کر لغات کی کتابوں سے استدلال کرنے والا حد درجہ کا زندیق اور ملحد ہے، اسلام سے کوسوں دور ارتداد کی شدید ظلمات پر پڑا ہوا ہے، اسلامی حکومت پر واجب

ہے کہ جو قادیانی مذہب اختیار کرے تو عدم رجوع کی صورت میں اُسے سزائے موت دے۔

قال اللّٰہ تعالی: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا.
[سورة الاحزاب، آية: ٤١]

قال الحافظ ابن كثيرؒ: تحت هذه الآية فهذه الآية نص في انه لانبي بعدهٗ و اذا كان لانبي بعدهٗ فلا رسول بعدهٗ بالطريق الاولى والاخرى لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة فان كل رسول نبي ولاينعكس وبذٰلک ورده الاحاديث المتواترة عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه و سلم من حديث جماعة من الصحابة. [تفسير القرآن العظيم، ج ٣ ص ٧٨٣](فتاوى حقانيه، ج: ١، ص: ٣٩٢تا ٣٩٦، ط، سيد احمد شهيد اكوڑه خٹك)



قادیانی میں حضرت مسیح علیہ السلام کی مشابہت کا دعویٰ

﴿سوال﴾:

عبارت تذکرۃ الشہادتین ص۳۴ و ۳۵ ”یہ سولہ مشابہتیں ہیں جو مجھ میں اور مسیح میں ہیں“ دس ہزار نفوس کے قریب یا اس سے زیادہ لوگوں میں پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے میری تصدیق کی اور اس ملک میں جو بعض نامی اہلِ کشف تھے جن کے تین تین چار چار لاکھ مریدین تھے ان کو خواب میں دکھلایا گیا کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہے۔ انتہی

یہ مسلم ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شبیہہ مبارک کوئی نہیں بن سکتا خواب میں

بھی، اس لئے اس کا جواب بعد غور عنایت فرماویں؟

﴿الجواب﴾:

ایسی مشابہتیں کھینچ تان کر ہر شخص اپنے اندر بتلاسکتا ہے، علاوہ اس کے اس پر کوئی دلیل عقلی نقلی قائم نہیں ہے، کہ دو چیزیں اگر بعض صفات میں ایک دوسرے کی مشابہ ہوں تو بقیہ صفات میں بھی ان کا اشتراک ضروری ہو یہ محض مغالطہ ہے، جس کی مثال منطقیوں نے یہ لکھی ہے۔

کما یقال لصورۃ الفرس علی الجدار ھذا فرس و کل فرس صھال فھذا صھال.

اس پر تمام ادلہ قطعیہ واجماع متفق ہیں کہ کشف ومنام گولاکھوں آدمیوں کا ہو دلائل شرعیہ کتاب وسنت واجماع وقیاس پر تعارض کے وقت راجح نہیں، اگر ان میں تعارض ہوگا تو اگر مدعی غیر ثقہ ہے تو اس کو کاذب ومفتری کہیں گے اور اگر صالح ہے تو اشتباہ والتباس کے قائل ہوں گے جیسا کسی نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا اشرب الخمر علماء مصر نے بالاتفاق یہ کہا تھا کہ اس کو شبہ ہو گیا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ اور فرمایا ہوگا اور اس کا تعجب کیا ہے، جب بیداری میں ایسے اشتباہات احیاناً واقع ہو جاتے ہیں تو خواب کا کیا تعجب؟ بالخصوص جب خواب کا دیکھنے والا متہم ہو کسی عقیدہ فاسدہ کے ساتھ تو اس کا کذب یا اشتباہ دونوں غیر بعید ہیں۔

اس تقریر سے سب منامات ومکاشفات کا جواب ہو گیا اور بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھنا حق اس وقت ہوتا ہے جب آپ کا اصلی حلیہ میں دیکھے تو اس شرط پر دائرہ جواب کا اور وسیع ہوگا، علاوہ اس کے علماء باطن نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارک برزخ میں مثل آئینہ کے ہے، کہ بعض اوقات دیکھنے والے خود اپنے حالات وخیالات کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اندر مشاہدہ کر لیتے ہیں، بہر حال اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے دلائل شرعیہ صحیحہ کو چھوڑنا کیسے ممکن

ہے۔(امداد الفتاوی، ج:۱۱،ص:۵۴۳،۵۴۴،ط،زکریا بک ڈپو الہند)



قادیانی عقیدے میں مسیح کی روحانیت کے متعدد نزول

﴿سوال﴾:

قادیانیوں کے لٹریچر سے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں کیا نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں؟ مہربانی فرما کر جواب سے نوازیں۔

﴿الجواب﴾:

قادیانیوں کے لٹریچر کا ماحصل نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس طرح ایک روح کے لیے ایک بدن ضروری نہیں، وہ مختلف اوقات میں مختلف اجسام میں اتر سکتی ہے۔پس قادیانیوں کے نزدیک مسیح ایک فرد کا نام نہیں۔ یہ ایک روح ہے جو مختلف اوقات میں مختلف اجسام میں اترتی رہی ہے اور یہ ممکن ہے کہ قربِ قیامت میں وہ کسی بدن میں جلدی طور پر ظاہر ہو اور دنیا کی صفت لپیٹ دی جائے۔مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

> ”غور سے اس معرفت کے وقیقہ کو سنو کہ حضرت مسیح کو جو دو دفعہ یہ موقع پیش آیا کہ ان کی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا۔اول جبکہ ان کے فوت ہو جانے پر چھ سو برس گزر گیا اور یہودیوں نے اس بات پر حد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ بدکار مکار اور کاذب تھا اور اس کا ناجائز طور پر تولد تھا۔اس لیے وہ مصلوب ہوا.....تب بہ اعلام الٰہی مسیح کی روحانیت جوش میں آئی اور اس نے تمام الزاموں سے اپنی بریت ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے“۔[آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۲،خزائن ج ۵ ص۳۴۲]

الغرض قادیانی عقیدے کے مطابق روح مسیح کا پہلا جوش نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی صورت میں ظاہر ہوا۔

دوسرا جوش مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں قادیان میں اترا۔[العیاذ باللہ] اور مسیح کی روحانیت کا تیسرا جوش قیامت کے قریب ایک جلالی صورت میں ظاہر ہوگا۔تب دنیا کا اختتام ہوگا۔اس بات کے بارے میں مرزا نے لکھا ہے کہ یہ بات کشف کے ذریعہ مجھ پر منکشف ہوئی۔قادیانیوں کے لٹریچر سے یہ چیز عیاں ہوتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے خود لکھا ہے:

''ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آئے''۔[ازالہ اوہام ص ۱۵۵،خزائن ج ۳ ص ۱۷۹]

''ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا''۔[ازالہ اوہام ص ۲۰۰،خزائن ج ۳ ص ۱۹۷،۱۹۸]

قادیانیوں کا لٹریچر خود مرزا کے دعوؤں کی تردید کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کا ایک نشان ہیں اور جب تک وہ نشان ظاہر نہ ہو اور تمام اہل کتاب ان پر ایمان نہ لے آئیں وہ علامات پوری نہ ہوں گی جو قرآن نے ان کی آمد کی بتلائی ہیں اور اس پر چودہ سو سال سے امت کا اجماع چلا آرہا ہے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت کے قول سے مرزا قادیانی کے لیے مسیح کی سیٹ کا خالی نہیں کرائی جاسکتی۔یہ قادیانیوں کی دھوکہ دہی اور ڈھکوسلہ بازی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو قادیانیوں کے جدید حملوں سے محفوظ فرمائے۔آمین [مزید دلائل کا ذوق ہو تو اعلیٰ حضرت گولڑویؒ کی تصانیف کا مطالعہ کریں۔ان شاء اللہ ایمان وایقان میں اضافہ ہوگا]۔[فتاوی حکیمیہ ص ۳۲۹،۳۳۰] (فتاوی ختم نبوت،ج:۱،ص:۱۷۳،۱۷۴،ط،عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی کی طرف مائل شخص کے چند شبہات کا ازالہ

جناب بندہ۔ تسلیم مزاج شریف۔ اثناء تقریر میں جو آپ نے کل بمقام سہارنپور جلسہ میں بڑے لطف سے فرمایا تھا کہ ہم تمام قسم کے شکوک کو رفع اور اعتراضات کا بلاتعصب جواب دینے کو موجود ہیں کوئی محرک بن کر دکھادے۔ اسی سے مجھے جرأت ہوئی ہے کہ آپ کے قیمتی وقت کا کچھ حصہ لوں اگر چہ مجھ سے جناب مرزا صاحب قادیانی سے فی زمانہ کوئی سروکار نہیں اور میں ایک ایسی اسٹیج پر ہوں جو بباعث شکوک بالکل متزلزل اور قریب ہے کہ پھسل کر بالکل برباد ہو جانے والی ہو زیادہ تر میرا میلان آپ ہی لوگوں کی طرف ہے مگر تاہم میں جس قدر سوالات کروں گا ان سے میرا مرجع طبیعت زیادہ تر جناب مرزا صاحب ہی کی طرف ان کی مطابقت اصول میں ثابت ہوگا۔

﴿سوال اول﴾:

مسیح کی حیات وممات کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے جناب مرزا صاحب نے قرآن شریف کی تیس آیت مصرحہ مثل "**فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم**"۔ "**قد خلت من قبله الرسل**" وغیرہ سے ان کی ممات ثابت کی ہے کیا آپ کسی آیت سے ان کی حیات کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ مہربانی کر کے مرزا صاحب کے دلائل کی تردید کرتے ہوئے اپنے دعاوی کا ثبوت قرآن شریف کی آیات اور احادیث سے مع پتہ رکوع وسورۃ تحریر فرماویں۔

﴿سوال دوم﴾:

اگر مسیح کی وفات کو آپ تسلیم کرتے ہیں اور زمانہ نزول مسیح بھی کہا جاتا ہے کہ یہی ہے اور جناب ختم رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی مثیل موسیٰ مسلم ہو چکے ہیں تو پھر مرزا صاحب کو مسیح موعود کیوں نہ مانا جاوے اور اگر یہ بات ثابت ہو جاوے کہ مرزا صاحب ہی مسیح موعود ہے تو کیا پھر ان کی مخالفت میں کفر لازم ہوگا اور کیا یہ لازم نہیں کہ فی الفوران کی

بیعت کر لی جاوے۔

﴿سوال سوم﴾:

کیا فرشتوں کا نزول زمین پر بجسد ہوتا رہا ہے اور کیا کوئی مردہ پہلے زمانہ میں اس طرح مستقل طور سے زندہ ہوا ہے کہ جینے کے بعد برسوں جیتا رہے اور خدا نے ان کی نسل میں برکت دی اور پھولا پھلا۔

﴿سوال چہارم﴾:

اگر مسیح زندہ ہیں اور ان کو دوبارہ تشریف لانا ہے تو کیا اس سے جناب رسولت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم رسالت میں معاذ اللہ کوئی فرق لازم نہیں آتا فرض کرو حضور ایڈورڈ کی عہد حکومت میں لارڈ کرزن انگلستان سے آکر ہندوستان میں کچھ زمانہ حکومت کر کے واپس بلا لیا جاوے تو عملداری حضور ایڈورڈ کی سمجھی جاوے گی یا لارڈ کرزن کی اور کیا حضور ایڈورڈ کی حکومت کے ساتھ لفظ قیام اور ختم کا استعمال کیا جاوے گا اور لارڈ کرزن کی حکومت کے ساتھ اور کیا جب مسیح دوبارہ دنیا میں رونق افروز ہوں گے اس وقت بھی وہ رسول ہوں گے یا ان کا درجہ ان سے چھین لیا جاوے گا اور بہشت سے نکال کر پھر کیوں انہیں دنیا میں بھیجا جاوے گا از راہ کرم ان کے جواب سے مفصل مطلع فرماویں۔

جواب:

مکرم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں مسرور ہوا کہ آپ نے اپنے شبہات پیش فرمائے ہیں آئندہ کے لئے بھی اس خدمت سے مشرف ہونا چاہتا ہوں لیکن کچھ ضروری امور بطور اصول موضوعہ کے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں جن کی رعایت سے آپ کو اور مجھ کو سہولت رہے گی۔

نمبر ۱: جس دعوے کی آپ دلیل پوچھیں آپ کو تعین دلیل کا حق نہ ہوگا کہ قرآن سے ثابت ہو یا حدیث سے؟ شریعت کے اصول میں ہے جس اصل سے دل چاہے مجیب کو جواب دینا جائز ہوگا مع لحاظ درجہ دعوے کے۔

نمبر۲: اپنی جس دلیل یا مضمون کا آپ جواب چاہیں اس دلیل اور مضمون کی پوری تقریر کر دینا آپ کے ذمہ ہوگی اجمال اور اشارہ کافی نہ سمجھا جاوے گا نہ کسی دوسرے شخص کے بیان کا حوالہ کافی ہوگا وہی تقریر آپ نقل کریں گے مگر اپنی طرف منسوب کر کے۔

نمبر۳: دلیل کے جواب میں مجیب کو اختیار ہوگا کہ کسی خاص مقدمہ پر دلیل کا مطالبہ کرے جب تک اس مقدمہ پر دلیل نہ پیش کی جاوے گی اس وقت تک یہی مطالبہ جواب ہوگا اس کا نام منع ہے۔

نمبر۴: استدلال یا جواب استدلال میں آپ کو تطویل کے مطالبہ کا حق نہ ہوگا اگر جواب مختصر مگر کافی ہو آپ اس پر شبہہ نہیں کر سکتے کہ یہ جواب جھوٹا ہے۔

نمبر۵: وہی مضامین لکھ سکیں گے جو واقع میں آپ کو شبہہ میں ڈال رہے ہیں اور جواب کو خلو ذہن کے ساتھ معائنہ فرمانا ضرور ہوگا، کیونکہ محض سوچ کر کوئی شبہہ زبردستی صرف رد کرنے کی غرض سے پیش کر دینا یہ مجادلین کا کام ہے نہ طالبین حق کا اور اس سے کبھی فیصلہ نہیں ہو سکتا ہے۔

نمبر۶: جو سوال آپ کریں اس کی غرض اور غایت کا ضرور ساتھ ساتھ اظہار فرمایا جاوے اور جو وجہ اشکال کی ہو اس کو بھی ظاہر فرما دیا جاوے بدون اس کے کہ ایسے سوالوں کا جواب بذمہ مجیب نہ ہوگا، کیونکہ بے نتیجہ کام میں وقت صرف کرنا عبث ہے۔ اب جواب عرض کرتا ہوں۔

﴿جواب سوال اول﴾:

حضرت مسیح علیہ السلام میرے عقیدہ میں زندہ ہیں ان آیتوں میں سے جس جس کی تقریر آپ نقل کریں گے اس کا جواب میرے ذمہ ہوگا۔[اصول موضوع نمبر۲]

آپ کو ایسے سوال کا حق نہیں کہ آیت یا حدیث سے ثبوت دے سکتے ہیں، البتہ اتنا سوال کر سکتے ہیں کہ حیات کی کیا دلیل۔ پھر مجیب کو اختیار ہے جو دلیل چاہے بیان کرے اور آپ کو پھر اس پر موجہ شبہہ کرنے کا حق ہے۔[اصول موضوعہ نمبر۱]

﴿جواب سوال دوم﴾:

چونکہ اس سوال کے سب اجزاء اعتقاد وفات مسیح علیہ السلام پر متفرع ہیں اور میں خود وفات کا قائل نہیں، اس لئے کسی جز کا جواب میرے ذمہ نہیں۔

﴿جواب سوال سوم﴾:

سوال کی غرض اور جو اس میں وجہ اشکال ہے ظاہر فرمایئے تو جواب دیا جاوے۔ [اصول موضوعہ نمبر ۶]

﴿جواب سوال چہارم﴾:

فرق آنے کی وجہ لکھئے تو جواب دیا جاوے [اصول موضوعہ نمبر ۲] آگے جو مثال لکھی ہے اس کو مثل پر پورا بدلیل منطبق فرما کر پھر اشکال کیجئے۔ ان سوالات کے لئے ان ہی اصول موضوعہ کو کافی سمجھا گیا۔ اگر کسی جدید سوال سے کسی اور اصل موضوع کی ضرورت معلوم ہوگی اصول موضوعہ کا نمبر بڑھا دیا جاوے گا اصول موضوعہ کے لحاظ سے سوال فرمایئے تا کہ باضابطہ گفتگو ہو البتہ اگر کسی اصل موضوع کو آپ غلط ثابت کر دیں گے اس کا جواب یا رجوع میرے ذمہ ہوگا۔ والسلام (امداد الفتاوی، ج:۱۲،ص:۲۹۸ تا ۳۰۱، ط، زکریا بک ڈپو الہند)



ایک قادیانی کے چند سوالات معہ جوابات

ایک دن کا ذکر ہے کہ فقیر مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۹ء کو علاقہ لائل پور [فیصل آباد] موضع میترانوالی میں اپنے رفیقوں سے ملنے کی خاطر گیا اور رفیقوں میں سے ایک رفیق مسمی عبدالحکیم عطار نے یہ اعتراض تحریر شدہ فقیر کے پیش کر دیے اور کہا کہ یہ اعتراض ایک مرزائی نے بندہ کی طرف تحریر کیے ہیں اور کہتا ہے کہ ان اعتراضوں کا جواب اب تک کسی حنفی یا اہلحدیث نے نہیں دیا اور نہ ہی دے سکتے ہیں۔ لہٰذا عرض ہے کہ آپ مہربانی فرما کر ان

اعتراضوں کے جواب تحریر فرمائیں اور امید قوی ہے کہ آپ ان کے اعتراضوں کے جواب باصواب دندان شکن دے سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم ظاہری اور باطنی بذریعہ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ عطا بے حساب کیا ہوا ہے اور وہ اعتراض تحریر شدہ یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند سوالات بخدمت علمائے حنفیہ واہلحدیث واہل تشیع ومشائخ صوفیائی۔

﴿سوال ۱﴾:

اللہ تعالیٰ نے مسیح کی پیدائش کی خبر اس کی والدی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کی بشارت ان کی والدہ کو نہیں دی۔ پس افضل کون ہوا؟

﴿سوال ۲﴾:

مسیح کی والدہ کی نسبت فرمایا کہ وہ صدیقہ ہے مگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ کو صدیقہ نہیں فرمایا۔ پس افضل کون ہوا؟

نوٹ......: تمام اعتراضوں کے جواب تحریر کرنے کے واسطے تو اب اس جلد میں گنجائش نہیں رہی صرف تھوڑا سا بیان سوال نمبر اول ودوم کے بارہ میں تحریر کیا جاتا ہے جو مفصلہ ذیل ہے۔

﴿جواب﴾:

سوال نمبر ۱ ونمبر ۲ میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ کو آپ کی پیدائش کی بشارت نہیں دی گئی اور نہ ہی ان کی والدہ کو صدیقہ کہا گیا ہے اور مسیح کی والدہ کو بشارت بھی دی گئی اور صدیقہ بھی کہا گیا ہے لہٰذا کون شان میں افضل ہے؟

افسوس اب تک معترض کو معلوم نہیں ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مبارک باتفاق جمیع مسلمین تمام انبیاء علیہم السلام پر کئی وجوہات سے زیادہ ہے اور فقیر ان شاء اللہ تعالیٰ جلد چہارم میں نقشہ بنا کر دکھائے گا اور یہ جو معترض کے دل میں خیال گزرا ہے کہ جس کی والدہ کو پیشگی بشارت دی گئی اس کی شان زیادہ ہے اس کی نسبت انصاف فرمائیے کہ

جس شخص کی نسبت بشارت روز میثاق سے لے کر آدم علیہ السلام تک اور آدم علیہ السلام سے لے کر یکے بعد دیگرے انبیاء علیہم السلام مانند حضرت ابراہیم واسماعیل وحضرت موسیٰ علیہم السلام کی زبان فیض ترجمان سے ظاہر ہوئی اس کی شان زیادہ ہوگی یا جس کی بشارت صرف ایک عورت کو دی جائے؟ یعنی ایک شخص کی نسبت ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و بشارت دی گئی اور دوسرے شخص کی نسبت صرف ایک عورت عفیفہ کو بشارت ملی ہو۔ اب بتلایئے کس کی عزت ومنزلت عنداللہ زیادہ ہوگی؟ اور ان دلائل قاطعہ کے ثبوت میں دو تین آیات بھی تحریر کی جاتی ہیں تا کہ ناظرین کو یقین آجائے وھو ہذا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ. [آل عمران ۸۱]

یعنی جس وقت عہد لیا خداوند کریم نے پیغمبروں سے کہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے۔ پھر جب آئے تمہارے پاس سچا کرنے والا اس چیز کا جو پاس تمہارے ہے۔ ضرور اس کے ساتھ ایمان لائیں اور ضرور مدد دینا۔

تب تمام ارواح انبیاء نے اس پر اقرار کرلیا اور اس کی تائید پر یہ آیت ہے۔

وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا. [احزاب ۷]

یعنی جب ہم نے نوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ بن مریم علیہم السلام سے پکا اقرار لیا اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا تو انہوں نے بھی خود اپنی قوم کو بشارت دی اور کہا:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ. [صف ٦]

اور ایسا ہی اناجیل میں ہے۔ چنانچہ استثناء کی کتاب موسیٰ جلد۵ صفحہ۱۵ سے ۱۸ تک مذکور ہے۔

غرضیکہ عرب کے تمام مذاہب کے مردوں اور عورتوں کو پہلے سے ہی آپ کی تشریف آوری کی خبر کتابوں سے ظاہر ہو چکی تھی۔ یہاں تک بوقت مصیبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کا وسیلہ پکڑتے تھے اور یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ خاندان اسماعیل سے پشت بہ پشت نبی آخر الزمان نسب ہاشمی سے ہوگا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ "وتقلبک فی الساجدین"۔ یعنی اے میرے حبیب تو نمازیوں میں پھرتا چلا آیا ہے۔ پس اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ آپ کا خاندان آدم سے لے کر جہاں میں آپ نے ٹھکانا کیا ہے وہ سب کے سب صادقین وموحدین ہوئے اور مائی مریم پر جب مخالفین نے الزام زنا وغیرہ لگایا تو خداوند کریم نے ان کی بریت بیان کی اور کہا تم لوگ جھوٹے ہو وہ عفیفہ اور صادقہ ہے اور مائی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تو کسی فرد نے کس قسم کا الزام نہیں لگایا تو پھر خداوند کریم کو کیا ضرورت تھی کہ خواہ مخواہ ایک بے ضرورت قصہ بیان کرتا اور بشارتیں دیتا۔ باقی بیان ان شاء اللہ [جلد چہارم وپنجم فتاوی نظامیہ] وغیرہما میں کیا جائے گا۔ فقط والسلام علی من اتبع الھدی۔ [فتاوی نظامیہ ج ۳ص ۲۶۷ تا ۲۷۱] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۱۱۶، ۱۱۷، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانیوں کے بعض شبہات کا جواب

﴿سوال﴾:

قولہ تعالی: یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ، وَمَاقَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ، وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ، وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اَلَّا لَیُؤْمِنُنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ، فَلَمَّا

تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ.

الجواب:

ان التوفی عام لكل قبض وان كان مع الجسد ثم لا دلالة فی الواو علی الترتیب ويقع الموت اجماعا بعد النزول.

وكذا الرفع عام لما هو بالجسد والنص الرابع لما احتمل عود الضمير فی موته الی عیسی علیه السلام فكيف يدل علی المدعی وقد ذكر معنی التوفی فلم يصح الاستدلال بشيء من الآيات. (امداد الفتاوی، ج: ۱۲، ص: ٦٢ تا ٦٤، ط، زكريا بُك ڈپو الهند)



قادیانی استدلال کا ابطال

﴿سوال﴾:

صاحب مطول نے جولما بمعنی ظرف اور مستعمل علی طریقۃ الشرط کے تحت میں تحریر کیا ہے۔

يليه فعل ماض لفظاً أو معنی. وقال سيبويه: لما لوقوع أمر لوقوع غيره. تو جس قدر ''لما كذائيه'' قرآن مجید میں ہے سب اسی معنی پر واقع ہیں، مگر تین جگہ لما اس قاعدہ کے خلاف ہیں۔

اول: سورۂ یونس میں قوله تعالی: أَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ.

دوم: سورۂ شوریٰ میں قوله تعالی: وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيلٍ.

سوم: سورۂ ملک میں قولہ تعالی: فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْئَتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا.

اب جناب سے استفسار کیا جاتا ہے کیا لما ان ہرسہ جگہ میں حقیقی معنی پر مشتمل ہے یا مجازی پر اور جو صاحب مدارک وغیرہ نے یہاں حِیْنَ کے ساتھ تفسیر لما کی ظاہر کی ہے تو کیا مجازی طور پر ہے۔

اور اس صورت میں شرط کے معنی درست ہو سکتے ہیں یا نہ؟ اور کیا حِیْنَ شرط کے لئے مستعمل ہوتا ہے اور اذا جو استقبال کے لئے ہوتا ہے لما کو ان ہرسہ مواقع پر اس کے معنی میں کہنا درست یا نہیں؟

اور صاحب مدارک نے اس کے ساتھ کیوں تفسیر نہیں کی، جناب ان سب امور سے مفصل طور پر جواب فرماویں، حضرت صاحب اصلی مدعا اس سے عاجز کو دریافت کرنے کا یہ ہے کہ ایک مرزائی بدعقیدہ نے مجھ کو کہا کہ آیت یاتی من بعدی اسمه احمد، کا مصداق غلام احمد قادیانی علیہ ماعلیہ ہے تو میں نے اس کو جواب دیا کہ قطع نظر اور ادلہ کے خود یہی آیت اس مصداق بننے کی تردید کر رہی ہے، کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ. یعنی جس کی بابت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی وہ آچکے ہیں، یہ نہیں کہ آئندہ کو آئیں گے تو ان تین مواقع قرآن سے اعتراضاً میرے پر پیش کئے اور کہا کہ کیوں اسی جگہ پر ان مواقع کی طرح ہی معنی کئے نہ جاویں لہٰذا آپ کے پاس بغرض تفصیل کے یہ سوال بھیجا جاتا ہے، تاکہ احقر العباد کو کسی معتبر مثلاً کشاف وغیرہ سے بخوبی واضح کر دیں، ہمارے پاس سوائے کتب نحو درسیہ کے اور کوئی کتاب نہیں ہے اور نہ ہی اتنی لیاقت ہے، اس لئے ضرور بصد ضرور جواب سے مشرف فرمائیں؟

﴿الجواب﴾:

کیا مرزا کے اس دعوے کا بطلان اسی دلیل پر موقوف ہے، جو آپ اس کے سالم رہنے کی اس قدر سعی فرماتے ہیں، اس دلیل کو چھوڑ دیجئے اور ظاہر ہے کہ دلیل کے انتفاء سے

مدلول کا انتفاء لازم نہیں آتا۔

لأن الدليل والمدلول لازم اور **انتفاء الملزوم لايستلزم انتفاء للازم**.(امداد الفتاوى، ج: ۱۲، ص: ۷۷، ۷۸، ط، زكريا بُكْ ڈپو الهند)



قادیانی شبہ کا ازالہ اور آیت کی تفسیر

﴿سوال﴾:

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ یہ جو مولوی لوگ کہتے ہیں کہ نبوت جزئی اور کلی طور پر ختم ہو چکی ہے یہ بات غلط ہے حالانکہ اس آیت کے لفظی ترجمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسالت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا وہ آیت سورۂ اعراف میں یہ ہے:

يَابَنِيْ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيَاتِيْ.

اس آیت سے ضرور یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا ہے اگر منقطع ہو چکا ہے تو اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ اس کا جواب تسلی بخش ارقام فرماویں۔

﴿الجواب﴾:

آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ یہ آیت متصل ہے قصہ آدم علیہ السلام کے ساتھ بعد خطاب ''اھبطوا'' کے یہ بھی ارشاد ہوا کہ ''اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ الخ'' چنانچہ اس خطاب کے بعد بہت سے رسل آئے گو بعد ختم نبوت پھر نہیں آئے۔ (امداد الفتاوی، ج: ۱۰، ص: ۳۶۹، ط، زکریا بک ڈپو الہند)



ختم نبوت کے متعلق چند شکوک کا ازالہ

﴿سوال﴾:

از آیۃ ذیل معلوم مے شود کہ پس از حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسولان تا ساعت قیامت خواہند آمد قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَاءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا۔ [الاعراف ۳۵] چہ مراد از بنی آدم ہمہ افراد نوع انسانی اند الی یوم القیامۃ۔

﴿جواب﴾:

اینجا دو عموم اند یکے عموم افراد انسانی۔ دوئم عموم واحاطہ آمدن رسل ہمہ از مان راحتی کہ بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیز الی یوم القیامۃ وظاہر است کہ عموم اول مستلزم نیست عموم ثانی را بر نہجیکہ تجدد افراد انسانی مثلاً در ہر قرن ملزوم باشد برائے تجدد اتیانِ رسل وانزال وشاں بلکہ ممکن بامکان وقوعی است کفایت یک رسول برائے افراد انسانی اہل قرون کثیرۃ نمے بینی کہ مثلاً امت عیسویہ را آمدن یک رسول یعنی عیسیٰ علیہ السلام در قرون کثیرہ کفایت کرد وایں امریست موقوف بر مشیت ایزدی قدر کہ خواہد تحدیدش فرماید۔ بناءً علیہ ممکن است کہ اتیاں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافی باشد برائے ہمعصراں وتابعانش الی یوم القیامۃ لا کما زعم المستدل۔ الحاصل آیت مسطورہ بالا دلیل نیست بر عموم بلکہ ثابت است بقولہ تعالیٰ [خاتم النبیین] انقطاع سلسلہ رسالت ونبوت بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ [فتاوی مہریہ ص ۲۷، ۲۸] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۲۲۹، ۲۳۰، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



رجوع موتی پر شبہ کا جواب

﴿سوال﴾:

گزارش یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے مریدوں نے عدم رجوع موتی فی الدنیا پر سورۃ الانبیاء پارہ نمبر ۱۷ رکوع نمبر ۷ کی آیت نمبر ۹۵:

وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يُرْجِعُوْنَ.

اور مشکوۃ باب جامع المناقب فصل ثانی ص ۵۷۹ کی حدیث: **عن جابر**ؓ **قال لقینی رسل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فقال یا جابر مالی ایاک منکسرا قلت استشھد ابی وترک عیالاً ودیناً قال افلا یسرک بما لقی اللّٰہ بہ اباک قلت بلٰی یا رسول اللّٰہ، قال ما کلمہ اللّٰہ احد قط الا من وراء حجاب قال الرب تبارک وتعالی انہ قد سبق منی انھم لایرجعون فنزلت ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا. الایۃ . رواہ الترمذی.** پیش کی ہے اور فرقان حمید کی آیات مبارکہ [جن میں احیاء موتی کا ذکر ہے] سے مراد بے ہوشی سے ہوش میں آنا نیز کشف وغیرہ لیا ہے اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے معجزات [**واحیی الموتی باذن اللّٰہ**] کے معنی یہ کرتے ہیں کہ کافروں کو مسلمان ومومن کرنا برائے مہربانی اس آیت مبارکہ اور حدیث شریف کا صحیح مطلب تحریر فرمایئے۔

الجواب:

اول چند مقامات ضروریہ تمہید بیان کرتا ہوں۔ پھر آیت کے متعلق عرض کروں گا۔

مقدمہ اولی: کسی نص کی تفسیر میں ضرورت ہے، اس کے سیاق وسباق میں بھی نظر کرنے کی اور سیاق سباق کے خلاف محض ایک دھوکے سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔

مقدمہ ثانیہ: تعارض کے وقت عبارۃ النص کو اشارۃ النص پر مقدم کہا جائے گا۔

مقدمہ ثالثہ: خاص کے انتفاء سے عام کا انتفاء لازم نہیں آتا۔

مقدمہ رابعہ: اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

مقدمہ خامسہ: مستدل مدعی ہوتا ہے اس کو احتمال مضر ہے، اور مانع طالب دلیل ہوتا ہے اس کو احتمال مفید ہے۔

اب اس آیت کا صحیح مطلب سیاق وسباق پر نظر کر کے بیان کرتا ہوں۔

قال تعالی: اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنَ. [الانبیاء ۹۲] **الی قولہ تعالی بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ.** [الانبیاء آیت ۹۷]

تفسیر از بیان القرآن: اے لوگوں اوپر جو انبیاء علیہم السلام کا طریقہ توحید کا معلوم ہوا۔ الی قولہ اس وقت منکرین رجوع بھی رجوع کے قائل ہو جائیں گے۔ [ج ۷ ص ۵۸، ص ۲ تا ۱۷]

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ آیت میں مطلق رجوع کی نفی نہیں بلکہ رجوع خاص للحساب والکتاب کی نفی ہے، جیسا سیاق وسباق سے معلوم ہوا۔ پس اس سے مطلق رجوع کی نفی پر استدلال نہیں۔ للمقدمۃ الثالثۃ اور صرف بیچ کا ایک حصہ لے کر استدلال کرنا صحیح نہیں للمقدمۃ الاولیٰ اور اگر بالفرض اگر اس خاص حصہ کی دلالت کو مان لیا جائے تو وہ اشارۃ النص کا مدلول ہوگا اور مدلول مذکورہ بالا جو کہ سیاق وسباق سے مسوق لہ الکلام ہے عبارۃ النص کا مدلول ہے اور وہ اشارۃ النص پر مقدم ہے۔ للمقدمۃ الثانیۃ، اور بالفرض تقدیم بھی نہ ہو تو دونوں مدلول محتمل ہو جائیں گے اور احتمال ہوتے ہوئے استدلال نہیں ہو سکتا للمقدمۃ الرابعۃ اور یہ احتمال ہم کو مضر نہیں، کیونکہ ہم مستدل نہیں بلکہ مانع ہیں للمقدمۃ الخامسۃ اور یہ آیت اگر اس مدعاء میں قطعی الدلالۃ ہو تو کیا جمہور قائلین برجوع المسیح کی تکفیر کا الزام کیا جا سکتا ہے۔ جو آیت پر مطلع ہو کر بھی رجوع مذکور کے قائل ہیں۔ باقی حدیث سو اس میں عادت کی نفی ہے یعنی خاص وقوع معتاد مستمر کی نفی ہے نہ کہ مطلق وقوع کی پس خرق عادت کے طور پر کسی مادہ میں اس کا واقع ہو جانا اس کے معارض نہیں، جیسے ان حزب اللہ ھم

الغالبون میں اشکال مشہور کا ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ مقصود اس سے عادت کا بیان کرنا ہے..... یا جیسے یہود کی مغلوبیت یوم القیامۃ تک ارشاد فرمائی گئی ہے اور درمیان میں چالیس روز دجال کا غلبہ ہوگا، جو کہ یہودی ہے اس کو بھی عادۃ اکثر یہ محمول کیا گیا ہے۔ یعنی مغلوبیت کو عادت غالبہ اور غالبیت کو عارض کہا جائے گا، اور آیات میں جو احیاء کی تاویل ہے ہم کو اس لیے مضر نہیں کہ ہم امکان رجوع پر ان سے استدلال نہیں کرتے، بلکہ امکان عقلی کے ساتھ خاص مستقل دلیل نقلی سے وقوع کا اثبات کرتے ہیں۔ **کما ھو مبسوط فی کلام العلماء ردا علی الھواء، واللہ تعالی اعلم۔** (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۲۵۳، ۲۵۴، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



خاتم النبیین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

﴿سوال﴾:

خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں۔ آخری نبی یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں عطا کی جائے گی۔ مولانا صاحب اگر خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو حضرت عائشہؓ کے قول کی وضاحت کردیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ''اے لوگو یہ تو کہو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے مگر یہ نہ کہو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ [حضرت عائشہؓ، تکملہ مجمع البحار]

﴿جواب﴾:

اسی [تکملہ مجمع البحار ج ۵ ص ۵۰۲] میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے پیش نظر فرمایا ہے چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے ملی تھی اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کا منشا یہ ہے کہ کوئی بددین خاتم النبیین کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نہ آنے پر استدلال نہ کرے جیسا کہ مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ آیت خاتم النبیین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کو روکتی ہے۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ ارشاد مرزا قادیانی کی تردید وتکذیب کے لیے ہے۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۴۲] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۲۳۳،۲۳۴، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مرزا قادیانی کا ولو تقول علینا بعض الاقاویل سے استدلال

﴿سوال﴾:

مرزا قادیانی اپنے دعوے کی سچائی میں اس کو پیش کرتا رہا ہے اور اس کے مرید پیش کرتے ہیں:

ولو تقول علينا بعض الأقاويل لأخذنا منه باليمين الخ. سورۃ الحاقہ وہ کہتا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو کوئی الہام کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے وہ پکڑا جاتا ہے اور ہلاک کر دیا جاتا ہے اگر چہ اس آیت میں خاص حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہے اور ان کی سچائی کی دلیل بیان کی گئی ہے کہ یہ افترا کرتے تو ہم پکڑتے اور قطع وتین کر دیتے مگر یہ دلیل اس وقت ہو سکتی ہے کہ سنت اللہ اس طرح جاری ہو کہ جھوٹوں پر اخذ ہوا ہو اور قطع وتین یعنی ہلاک کر دئے گئے ہوں اگر پہلے ایسا نہ ہوا اور خاص جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہو رہا ہے تو منکرین پر حجت کس طرح ہو سکتی ہے اسی بنیاد پر مرزا کہتا ہے کہ اگر ہم جھوٹے ہوتے تو ہمارے ساتھ یہی معاملہ ہوتا ہمیں اس قدر ترقی وقبولیت نہ ہوتی بہت جلد یا کچھ مہلت کے بعد ہلاک کر دئے جاتے اور ایسا نہیں ہوا، بلکہ دعویٰ کے بعد ۲۳ برس سے زیادہ آرام کے ساتھ رہا، اس لئے یہ آیت ہماری حقانیت کی دلیل ہے تامل کر کے اس کا جواب شافی عنایت فرمایا جاوے اس کی بھی شرح سمجھ

میں نہیں آتی کہ اخذ بالیمین اور قطع وتین سے کیا مراد ہے۔ اگر موت مقصود ہے تو سچے اور جھوٹے سب مرتے ہیں موت کی کیفیتیں بھی ہر ایک میں مختلف ہوتی ہیں عمر میں بھی کمی بیشی ہر ایک کی ہوتی ہے یعنی کسی کا سن زیادہ ہوتا ہے اور کسی کا کم اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ تقول کے بعد ہی معاً اخذ ہوتا ہے یا کچھ مہلت بھی ہوتی ہے اگر مہلت ہوتی ہے تو اس کی حد بھی ہے یا نہیں مرزا ۲۳ برس اس کی حد بیان کرتا ہے، بہر حال جو کچھ ہو اس کی سند بھی بیان فرماویں؟

﴿جواب﴾:

اس آیت میں نہ کسی مدت کی حد ہے نہ خاص موت کی نص ہے مدت کی تعیین بلا دلیل ہے اور یہ دلیل کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ نبوت ۲۳ برس تھا اس لئے کافی نہیں اگر ایسا ہو تو اس مدت کے اندر سخت تلبیس کو جائز رکھا جاوے گا۔ وھو باطل اس آیت کا حاصل تو جیسا خازن میں ہے یہ ہے کہ مدعی کاذب کی اہانت کی جاتی ہے خواہ ہلاک سے یا مغلوبیت فی الحجۃ سے بس اب دعوی مرزا کا باطل ہو گیا اس لئے کہ اہانت بالحجۃ ان کی ظاہر ہے اور عاقل کے لئے یہ تقریر کافی ہے اور عوام کے لئے بہتر ہو کہ کچھ تاریخی نظائر بھی پیش کئے جاویں جن کا پتہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے ملنا آسان ہے مجھ کو تاریخ پر نظر نہیں ہے۔ فقط (امداد الفتاوی، ج:۱۲، ص:۴۹۰، ۴۹۱، ط، زکریا بک ڈپو الہند)



قد خلت میں قبلہ الرسل کا صحیح مفہوم

﴿سوال﴾:

کیا مذکورہ بالا آیت سے وفاتِ مسیح علیہ السلام کا استدلال نہیں ہوتا؟ مہربانی فرما کر وضاحت فرمائیں۔

﴿الجواب﴾:

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ خلت کا معنی ماتت اور توفت خود تصریحاتِ مرزا قادیانی کے بھی خلاف ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔ ''کہ وہ ایک رسول ہیں اس سے پہلے بھی رسول آتے رہے'' خلت کا معنی آتے رہنا کیا ہے ماتت نہیں کیا۔ باقی رہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ سے ثابت کرنا کہ جملہ انبیاء کرام علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں اور اسی پر اجماع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہے۔ منجملہ ازاں حضرت علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں۔ یہ تصریحات خود مرزا کی تحریروں کے خلاف ہیں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ''مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشینگوئی ایک اول درجہ کی پیشینگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح ستہ میں پیشینگوئی لکھی گئی ہیں کوئی پیشینگوئی اس کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے اور انجیل اس کی مصدق ہے۔ [ازالہ اوہام ص ۵۵۷ ج ۳ ص ۴۴۰]

الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام رفع جسمانی کے بارہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رفع جسمانی کی طرف متوجہ کیا ہوا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ الشریف آسمان پر زندہ ہیں اور قربِ قیامت نزول فرمائیں گے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باقی انبیاء علیہم السلام کی طرح وفات پا چکے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ خلت خلو سے مشتق ہے۔ جس کا معنی ہے تنہا ہونا، جدا ہونا، جگہ خالی کرنا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ ''وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ'' دوسرا معنی گزرنا ہے۔

جیسا کہ فرمایا "**ایام الخالیة قرون خالیة**" سال گذشتہ اب آیت مبارک کا معنی یہ ہے کہ گزر چکے ہیں قبل اس کے رسول اور یہ معنی ہر دو پر صادق آتا ہے جو مر چکے ہوں ان پر بھی اور جو زندہ ہوں مگر فریضہ رسالت سے فارغ ہو۔ جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام فلاں شہر میں ایک گورنر یا صدر مملکت ہو گزرا ہے۔ یہ ہر دو صورت میں صادق ہے۔ اگر مر گیا ہو تب بھی اگر ملازمت سے علیحدہ ہو یعنی بقید حیات موجود ہو تب بھی الرسل کے الف لام کو بآیت بل رفعہ اللہ الیہ سے مخصوص البعض ماننا پڑے گا۔ جیسا کہ "**نخلقکم من ماء مهین**"۔

مخصص ہے آیت مبارکہ "**خلقه من تراب**" سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مادہ منویہ نہیں ہے بلکہ وہ حکم باقی انسانیت کا ہے۔ اگر خلت کا معنی توفت اور ماتت کریں اور ان کے سوا دوسرا نہ کریں تو یہ خرابی لازم آئے گی کہ رب العزت نے فرمایا۔ "**سنة اللّٰه التی قد خلت**" یعنی سنت خداوندی مر چکی اور دوسری جگہ فرمایا۔

"**ولن تجد لسنت اللّٰه تبديلاً ولن تجد لسنت اللّٰه تحويلا**". [فاطر ۴۳]

''اللہ تعالیٰ کی سنت نہ تبدیل ہو سکتی ہے اور نہ ہی تحویل''۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کے مطابق عقائد ونظریات رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ [فتاوی حکیمیہ ص۳۳۳،۳۳۴] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۲۵۶، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



غلام احمد قادیانی کے وسوسوں کا جواب

﴿سوال﴾:

مرزا قادیانی کے بارے میں شرعی حکم اور اس کے بیان کیے گئے وسوسوں کا جواب نیز یہ کہ اس کے عقائد فاسدہ کیا تھے اس بدبخت شخص کا پس منظر کیا ہے اور اصولاً مسلمانوں کا ان سے کیا اختلاف ہے۔ تفصیل تحریر فرمائیں۔

﴿جواب﴾:

محترم ساجد گیلانی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قادیانی کافر ومرتد ہے۔ مرزا قادیانی ذہناً نیم پاگل اور انگریزوں کا ایجنٹ تھا۔ قادیانی وسوسوں کا مختصر جواب حاضر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں آخری نبی بتایا گیا ہے۔ نبی شریعت والا اور بلا شریعت کی کوئی بات قرآن وحدیث میں نہیں۔ یہ قادیانی مرتدین کی باطل تاویلیں ہیں چونکہ قرآن وسنت کے خلاف ہیں لہٰذا مردود ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی کسی صاحبزادے کو نبی نہیں فرمایا۔ یہ صریح جھوٹ ہے۔ ثبوت دیں۔ اگر زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ تعلیق المحال بالمحال ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں نہ انہوں نے زندہ رہنا تھا نہ نبی ہونا تھا جیسے قرآن میں ہے۔

قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین. [الزخرف ۸۱]

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ فرمائیں اگر اللہ رحمٰن کا بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرتا۔

تو کیا اس سے اللہ کے بیٹے کا جواز نکل آیا؟ نہ بیٹا ممکن نہ اس کی عبادت کرنا، یونہی نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا زندہ رہنا ممکن، نہ نبی بننا،

کیونکہ اللہ کے علم میں یہی طے تھا۔ لا نبی بعدی والی حدیث پاک کا جواب مرتد کے پاس نہ تھا اس لیے اس نے جھلا کر پوچھا اس کا کیا تک تھا؟ اس سے پوچھیں اس آیت کا کیا تک ہے کہ بیٹا ہوتا تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہوسکتا ہے؟

قرآن کریم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین، یعنی آخری نبی کہا گیا ہے۔ حدیث پاک میں لا نبی بعدی سے اس کی تشریح وتفسیر کر دی گئی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ایک مسلمان کے لیے یہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی قرآن میں یہ نہیں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس طرح وفات دی جس طرح باقی نبیوں کو۔ پس یہ مرزائی مرتد کا جھوٹ ہے۔ وہ زندہ آسمان پر ہیں اور قیامت کے قریب تشریف لائیں گے جیسا کہ قرآن وحدیث میں وضاحت ہے۔ اس مختصر میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔

قرآن کریم میں "اسریٰ بعبدہ" فرمایا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو سیر کرائی اور بندہ مکمل زندہ انسان پر بولا گیا ہے۔ صرف روح کو معراج ہوتی تو بروحہ کہہ دینا کوئی مشکل نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کو عربی زبان خوب آتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے مجدد اور مصلح ہوں گے۔ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ ایک کیسے ہوگئیں؟ قادیانی چونکہ اپنے مرتد کو کبھی مسیح اور کبھی مہدی کہتے ہیں جیسا کہ اس نے خود ایسے دعویٰ کیے ہیں اس لیے وہ دونوں کو ایک کہتے ہیں حالانکہ قادیانی مرتد ایک پاگل بیوقوف تھا۔ اس نے اپنی کتاب براہین وغیرہ میں اپنے آپ کو آدم، نوح، موسیٰ، عیسیٰ، مریم اور نہ جانے کیا کیا لکھا ہے۔ کیا ان تمام پاکیزہ ہستیوں کو بھی ایک ہی کہا جائے گا؟ اگر ایمان نہیں تو کم از کم عقل کو ہی استعمال کر لیتے۔ اگر یہ تمام حضرات ایک نہیں تو مرزا ان سب کا معجون ومرکب کیسے بن سکتا؟ کیا ایک ہی شخص کبھی موسیٰ، کبھی عیسیٰ، کبھی داؤد، کبھی ابراہیم، کبھی یہ کبھی وہ بن سکتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس قادیانی مرتد کے پاگل ہونے اور

گمراہ ہونے میں کیا شک رہ گیا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین والسلام۔ [منہاج الفتاوی ج ا ص ۳۵۷ تا ۳۵۹] (فتاوی ختم نبوت، ج:ا،ص: ۲۱۰، ۲۱۱، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



علمائے حق کی کتب سے تحریف کرکے قادیانیوں کی دھوکہ دہی

﴿سوال﴾:

مکرمی ومحترمی مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

ملتان سے آپ کا ایڈریس منگوایا۔ اس سے قبل بھی میں نے آپ کو خط لکھے تھے آپ کو یاد ہو مگر اب آپ کا ایڈریس بھول جانے کی وجہ سے ملتان سے منگوانا پڑا۔ عرض ہے کہ میں ایف ایس سی [میڈیکل] کر لینے کے بعد آج کل فارغ ہوں۔ میڈیکل کالج میں ایڈمشن میں ابھی کافی دیر ہے۔ اس لیے جی بھر کر مطالعہ کر رہا ہوں۔ مجھے شروع ہی سے مذہب سے لگاؤ ہے۔ ایک دوست [جو کہ احمدی ہے] نے مجھے اپنے لٹریچر سے چند رسائل دیے میں نے پڑھے۔ مولانا مودودی کے رسائل ''ختم نبوت'' اور ''قادیانی مسئلہ'' بھی پڑھے اور احمدیوں کی طرف سے ان کے جوابات بھی۔ مولانا کے دلائل وشواہد کمزور دیکھ کر بڑی پریشانی ہوئی۔ آپ کا پمفلٹ ''شناخت'' بھی پڑھا مگر اس کا جواب نہیں ملا۔ البتہ آج کل قاضی محمد نذیر [قادیانی] کی کتاب ''تفسیر خاتم النبیین'' پڑھ رہا ہوں جو آپ کی شائع کردہ آیت خاتم النبیین کی تفسیر کا جواب ہے۔ جس میں آپ نے مولانا محمد انور شاہ صاحب کے فارسی مضمون کا ترجمہ وتشریح کی ہے۔ اصل کتاب نہیں پڑھ سکا اس لیے جواب کے استحکام کو محسوس کرنا قدرتی امر ہے۔ بہر حال احمدی لٹریچر پڑھ کر میں یہ سمجھ سکا ہوں کہ ہمارے علماء کوئی ایسی بات پیش نہیں کرتے جس سے احمدی لاجواب ہو جائیں۔ وہ ہر ایک بات کا مدلل جواب دیتے ہیں۔ وہ مشائخ کی عبارت دے کر ثابت کرتے ہیں کہ ان کا

نظریہ وہی ہے جو ان مشائخ عظام کا تھا۔ اس بات سے بڑی الجھن ہوتی ہے۔ کیا ہم ان شواہد کو جھٹلا سکتے ہیں۔ آخر ایسی باتیں لکھنے کا کیا فائدہ جن کا مدلل جواب دیا جا سکتا ہے۔ آخر ایسی باتیں کیوں نہیں لکھی جاتیں جن سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ پھر کسی کو دودھ میں پانی ڈالنے کی جسارت نہ ہو۔ اگر ہم سچے ہیں تو ہماری سچائی مشکوک کیوں ہو جاتی ہے؟ جواب کا انتظار رہے گا۔

احقر عبد القدوس ہاشمی

﴿جواب﴾:

اس ناکارہ نے قادیانیوں کی کتابیں بھی پڑھی ہیں اور قادیانیوں سے زبانی اور تحریری گفتگو کا موقع بھی بہت آتا رہا ہے، قادیانی غلط بیانی اور خلط مبحث کر کے ناواقفوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ ہمارے اور ان کی بنیادی مسئلے دو ہیں۔ ایک ختم نبوت دوسرا نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ دونوں مسئلے ایسے قطعی ہیں کہ بزرگان سلف میں ان میں کبھی اختلاف نہیں ہوا بلکہ ان کے منکر کو قطعی کافر اور خارج از اسلام قرار دیا گیا۔ قادیانی صاحبان اپنا کام چلانے کے لیے اکابر کے کلام میں سے ایک آدھ جملہ جو کسی سیاق وسباق میں ہوتا ہے۔ نقل کر لیتے ہیں۔ کبھی کسی نے غلطی سے کسی بزرگ کا قول غلط نقل کر دیا اسی کو اڑا لیتے ہیں، ان کے ناواقف قاری یہ سمجھ کر کہ جن بزرگوں کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی قادیانیوں کے ہم عقیدہ ہوں گے دھوکہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہاں اس کی صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں، آپ نے پڑھا ہوگا کہ قادیانی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتاب ''تحذیر الناس'' کا حوالہ دیا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آسکتا ہے اور یہ کہ یہ امر خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ حالانکہ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر اسی کتاب میں موجود ہے کہ جو شخص خاتمیت زمانی کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو خاتمیت زمانی ظاہر ہے، ورنہ تسلیم لزوم وخاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات

نبوی مثل ’’**انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لانبی بعدی او کما قال**‘‘ [مشکوۃ ص ٥٦٣ باب مناقب علی ابن ابی طالب] جو بظاہر بطرز مذکورہ اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔اس باب میں کافی۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا۔ گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ، باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض ووتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا‘‘۔[تحذیر الناس طبع جدید ص ۱۸ طبع قدیم ۱۰]

اس عبارت میں صراحت فرمائی گئی ہے کہ:

(الف)......: خاتمیت زمانی، یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا۔آیت خاتم النبیین سے ثابت ہے۔

(ب)......:اس پر تصریحات نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متواتر موجود ہیں اور یہ تواتر رکعاتِ نماز کے تواتر کی مثل ہے۔

(ج)......:اس پر امت کا اجماع ہے۔

(د)......:اس کا منکر اسی طرح کافر ہے۔جس طرح ظہر کی چار رکعت فرض کا منکر اور پھر اسی تحذیر الناس میں ہے۔

’’ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔اور مجھ سے پوچھئے تو میرے خیال ناقص میں وہ بات ہے کہ سامع منصف ان شاء اللہ انکار نہ ہی کر سکے۔سو وہ یہ ہے کہ‘‘۔[طبع قدیم ص۹،طبع جدید ص۱۵]

اس کے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ لفظ خاتم النبیین سے خاتمیت مرتبی بھی ثابت ہے اور خاتمیت زمانی بھی۔ اور ''مناظرہ عجیبہ'' میں جو اسی تحذیر الناس کا تتمہ ہے ایک جگہ فرماتے ہیں:

''مولانا! حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول المخلوقات ہیں''۔ [مناظرہ عجیبہ ص۹ طبع جدید]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''البتہ وجوہ معروضہ مکتوب تحذیر الناس تولد جسمانی کی تاخیر زمانی کے خواستگار ہیں۔ اس لیے کہ ظہور تاخر زمانی کے سوا تاخر تولد جسمانی اور کوئی صورت نہیں''۔ [مناظرہ عجیبہ ص۱۰]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''اور اگر مخالفت جمہور اس کا نام ہے کہ مسلمات جمہور باطل اور غلط اور غیر صحیح اور خلاف سمجھی جائیں۔ تو آپ ہی فرمائیں کہ تاخر زمانی اور خاتمیت عصر نبوت کو میں نے کب باطل کیا؟ اور کہاں باطل کیا؟

''مولانا! میں نے خاتم کے وہی معنی رکھے جو اہل لغت سے منقول ہیں اور اہل زبان میں مشہور کیونکہ تقدیم وتاخر مثل حیوان، انواع مختلفہ پر بطور حقیقت بولا جاتا ہے، ہاں تقدم وتاخر فقط تقدم وتاخر زمانی ہی میں منحصر ہو تو پھر درصورت ارادۂ خاتمیت ذاتی ومرتبی البتہ تحریف معنوی ہوجاتے۔ پھر اس کو آپ تفسیر بالرائے کہتے تو بجا تھا۔ [مناظرہ عجیبہ ص۵۲]

مولانا! خاتمیت زمانی کی میں نے توجیہ کی ہے تغلیط نہیں کی۔ مگر ہاں آپ گوشہ عنایت وتوجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کروں۔ اخبار بالعلۃ

مکذب اخبار بالمعلول نہیں ہوتا، بلکہ اس کا مصدق اور مؤید ہوتا ہے۔
اوروں نے فقط خاتمیت زمانی اگر بیان کی تھی تو میں نے اس کی علت یعنی
خاتمیت مرتبی کو ذکر اور شروع تحذیر ہی میں ابتدائے مرتبی کا بہ نسبت
خاتمیت زمانی ذکر کردیا"۔ [مناظرہ عجیبہ ص ۵۴]

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"مولانا! معنی مقبول خدام والا مقام.... مختار احقر سے باطل نہیں
ہوتے، ثابت ہوتے ہیں۔ اس صورت میں بمقابلہ "**قضایا قیاساتھا
معھا**" اگر منجملہ "**قیاسات قضایا ھا معھا**" معنی مختار احقر کو کہے تو بجا
ہے بلکہ اس سے بڑھ کر لیجئے، صفحہ نہم کی سطر دہم سے لے کر صفحہ یازدہم کی
سطر ہفتم تک وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی اور
خاتمیت مرتبی تینوں بدلالت مطابقی ثابت ہوجائیں اور اسی تقریر کو اپنا مختار
قرار دیا ہے، چنانچہ شروع تقریر سے واضح ہے۔

سو پہلی صورت میں تو تاخر زمانی بدلالت التزامی ثابت ہوتا ہے
اور دلالت التزامی اگر دربارۂ توجہ الی المطلوب، مطابقی سے کمتر ہو مگر دلالت
ثبوت اور دل نشینی میں مدلول التزامی مدلول مطابقی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس
لیے کہ کسی چیز کی خبر تحقق اس کے برابر نہیں ہوسکتی کہ اس کی وجہ اور علت بھی
بیان کی جائے۔" "حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار
نہیں بلکہ یوں کہیے کہ منکروں کے لیے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا
اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جمادیے"۔ [مناظرہ عجیبہ ص
۷۱]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"اپنا دین وایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد

کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں۔ جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں‘‘۔[مناظرہ عجیبہ ص۱۴۴]

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ تمام تصریحات اسی تحذی الناس اور اس کے تتمہ میں موجود ہیں۔ لیکن قادیانیوں کی عقل وانصاف اور دیانت کی داد دیجئے کہ وہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں۔ جبکہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس احتمال کو بھی کفر قرار دیتے ہیں اور جو شخص ختم نبوت میں ذرا بھی تامل کرے اسے کافر سمجھتے ہیں۔

اس ناکارہ نے جب مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا تو شروع شروع میں خیال تھا کہ ان کے عقائد خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں مگر کسی کا حوالہ دیں گے تو وہ تو صحیح ہی دیں گے لیکن یہ حسن ظن زیادہ دیر قائم نہیں رہا۔ حوالوں میں غلط بیانی اور کتر بیونت سے کام لینا مرزا قادیانی کی خاص عادت تھی اور یہی وراثت ان کی امت کو پہنچی ہے اس عریضہ میں، میں نے صرف حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان کی غلط بیانی ذکر کی ہے۔ ورنہ وہ جتنے اکابر کے حوالے دیتے ہیں سب میں ان کا یہی حال ہے اور ہونا بھی چاہیے۔ جھوٹی نبوت جھوٹ ہی کے سہارے چل سکتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ عقل وایمان سے کسی کو محروم نہ فرمائیں۔[آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۱ص۲۱۳ تا ۲۱۷] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص: ۱۹۹تا۲۰۱، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ مہدیت و نبوت جھوٹا ہے

﴿سوال﴾:

قادیانیوں کے بارے ذہنی پریشانی ہے کہ ان سے کیسے تعلقات رکھنے چاہئیں۔ ایک طرف پمفلٹ چھاپے جاتے ہیں کہ شیزان قادیانیوں کی ملکیت ہے۔ لہٰذا ان کا بائیکاٹ ضروری ہے۔ دوسری طرف ایک اخبار میں خبر چھپی کہ غیر مسلم سے اچھا برتاؤ کرنا چاہیے جیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت سے ثابت ہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں اور گستاخوں کو بھی معاف کر دیا۔ مسئلہ یہ ہے ہماری کچھ سہلیاں قادیانی ہیں۔ ہم ان سے کیسے تعلقات رکھیں۔ وہ کہتی ہیں ہم آخری نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مانتی ہیں۔ مرزا غلام احمد کو صرف امام مہدی تسلیم کرتی ہیں۔ ہمیں ان کے عقائد کی تفصیل بیان فرمائیں تاکہ ہمیں رہنمائی مل سکے۔ مزید یہ کہ قطب کی طرف پاؤں کرنا کیسا ہے؟ چند دینی نصیحتیں بھی فرمائیں۔

فاطمہ عنبرین، نسرین کلاسوالہ

﴿جواب﴾:

محترمہ فاطمہ عنبرین صاحبہ و محترمہ نسرین صاحبہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

قادیانی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار، خواہ اس کو مہدی مانیں، خواہ نبی، خواہ مصلح ومجدد، سب کفار ومرتدین ہیں۔ اس لیے کہ اس شخص نے اپنے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے اور قرآن وسنت اور تمام امت کا اس پر قطعی فیصلہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کا قائل ہو قطعاً کافر و مرتد اور واجب القتل ہے۔ اسے مسلمان ماننا بھی کفر ہے چہ جائیکہ مجدد یا امام مہدی ماننا، لہٰذا مرزائیوں سے کسی قسم کے تعلقات رکھنا حرام، حرام قطعی حرام ہیں۔ اخبار میں جو کچھ لکھا ہے، غلط لکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی وموجودگی میں، جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

گستاخی کرے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے معاف کر سکتے تھے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی گستاخ رسول کو معاف کرنا، امت کے لیے جائز نہیں بلکہ امت پر واجب ہے کہ اسے قتل کر دے۔ اپنا حق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود معاف کر سکتے تھے۔ کسی اور کی یہ حیثیت ہی نہیں کہ گستاخ و مرتد کو معاف کرتا پھرے۔ کفار جو اسلامی حکومت میں ذمی بن کر رہیں، ہم ان کی جان و مال و عزت و معابد کی حفاظت کریں گے مگر وہ بھی اگر گستاخی رسول کا ارتکاب کریں تو واجب القتل ہیں۔ لہٰذا آپ قادیانیوں سے میل میلاپ کرنا چھوڑ دیں، یہ حرام ہے۔

ہاں مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری رسول مانتے تو مسلمانوں سے الگ تھلگ کیوں ہوتے؟ مرزے کو بھی نبی ماننا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی آخری رسول ماننا دین سے مذاق ہے۔ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید بھی مانتے ہیں اور بت پرستی بھی کرتے ہیں، ان سہیلیوں سے قطع تعلق کرنا فرض ہے۔

احترام قبلہ شریف کا لازم ہے یعنی بیت اللہ جو مکہ شریف ہے۔ قطب یعنی شمال کی طرف پاؤں کرنا جائز ہے۔

عشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ نماز، ذکر، درود، وسلام اور تلاوت قرآن کریم پابندی سے کرتے رہیں۔ [منہاج الفتاوی ج اول ص ۳۵۴، ۳۵۵] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۹۸، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا ہے

﴿سوال﴾:

مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود ماننے سے کیا حرج ہے؟ مہربانی فرما کر جواب سے نوازیں۔

﴿الجواب﴾:

میرے بھائی! مرزائیوں کے مقابلہ مسئلہ حیاتِ مسیح علیہ السلام پر بحث کرنا اصل بحث نہیں بلکہ ان کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات پر بحث کرنی چاہیے کیونکہ یہ سب اختلافات مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے اور مسیح موعود بننے سے ہی پیدا ہوئے ہیں۔ مرزا قادیانی کی شخصیت پر بحث کرنی چاہیے کہ اس طرح کا بکواس لکھنے والا شخص کبھی مہذب انسان بھی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ چہ جائیکہ ہم اسے مسیح موعود تسلیم کرلیں۔ مرزا نے اپنی ذلت ورسوائی کو چھپانے کے لیے مسئلہ حیات ووفات حضرت مسیح علیہ السلام اپنی عمارت کا بنیادی پتھر بنایا تاکہ مسلمانوں کو اس بحث میں الجھا کر ان کے ایمان کو لوٹا جاسکے۔ پس اس پر بھی ہم نے ان کے شکوک وشبہات کا رد بلیغ کردیا ہے تاکہ گم گشتہ راہ دوست ان کے فتنوں سے محفوظ رہ سکیں۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش نرالی تھی اور پھر ان کی زندگی بھی نرالی ہے سو اس طرح ان کا دور آخر پھر سے اس زمین پر آنا بھی کچھ نرالا ہونے کا متقاضی ہے۔ یہ نرالا ہونا عین عقل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم خاکی کے ساتھ اب تک آسمان میں زندہ رہنا اور قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہونا۔ قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ اگر مرزا قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کرلیں تو قرآن وحدیث کی سینکڑوں نصوص کو [نعوذ باللہ] جھوٹا تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم جو پہلے گزرا ہے وہ آنے والا ہے۔ اگر کوئی بد بخت یہ مان لے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ولد غلام مرتضیٰ یا پنجاب کا رہنے والا سچا مسیح موعود

ہے۔تو اس کے صاف معنی یہ ہوں گے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچی خبر نہیں دی اور آپ اور باقی سوالوں کے جواب ان شاء اللہ تعالیٰ [جلد چہارم پنجم] میں حسب استعداد فقیر تحریر ہوں گے۔مخبر صادق نہیں تھے اور نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وحی کامل تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم سچا تھا کہ آنا تھا مرزا قادیانی نے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو غلط خبر دی کہ آنے والا عیسیٰ ابن مریم نبی ناصری ہے۔پھر آنے والے نے قادیان آنا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دمشق میں نازل ہوگا۔پھر مسیح موعود نے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا تھا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان سے نازل ہوگا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام بعد نزول فوت ہوں گے اور میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں نہیں وہ تو فوت ہو چکے ہیں اور کشمیر میں جا دفن ہوئے۔نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسم نے فرمایا کہ دجال مقام لُد جو بیت المقدس میں ہے۔حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھ سے مقتول ہوگا۔ مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ نہیں دجال مقام لدھیانہ میں قتل ہوگا اور قتل تلوار سے نہیں قلم سے ہوگا وغیرہ وغیرہ غرضیکہ ہر ایک بات میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرزا مخالفت کی ہے۔کیا اتنا جھوٹ بولنے والے کے بارے میں تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ انسانیت سے بھی آشنا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی بدبخت حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ مان لے تو قرب قیامت میں ایک نئے مسیح کی آمد ماننی پڑے گی اور پھر مندرجہ ذیل باطل عقائد اس کو تسلیم کرنا پڑیں گے۔

۱......ختم نبوت کا منکر ضرور ہوگا جو کہ باجماعِ امت کفر ہے۔

۲......: مرزا قادیانی کو نبی اور رسول بھی یقین کرنا ہوگا چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اور رسول تھے جب غیر عیسیٰ کوئی آئے گا۔تو جدید نبی بعد از خاتم النبیین کہلائے گا اور یہ کفر ہے۔

۳......: اور اس کے علاوہ نبی کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا اور قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کرنے

سے گویا جھوٹا آدمی مسیح موعود ہوا تو یہ بھی کفر ہے۔

۴......: مرزا قادیانی کو خاتم الانبیاء ماننا پڑے گا کیونکہ اس صورت میں آخر النبی وہی ہوں گے اور اس طرح بھی کفر لازم آتا ہے۔

۵......: امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الامم نہ رہے گی کیونکہ پھر جدید نبی کی امت آخری امت ہوگی اور اس کا علیحدہ نام ہوگا حالانکہ یہ ممکن نہیں ہے۔

۶......: قرآن حکیم آخر الکتب نہ رہے گا کیونکہ آخر الکتب مرزا کی وحی ہوگی۔ جیسا کہ مرزا نے لکھا ہے۔

ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطا ہا ہمیں است ایمانم

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نامکمل نبی ثابت ہوں گے کیونکہ کامل کے بعد نامکمل نہیں آتا۔ نامکمل کے بعد کامل اس لیے آتا ہے کہ اس کی تکمیل کرے۔ دین ناقص ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب نبی آتا ہے تو ضرورت ثابت ہوتی ہے اور ضرورت تب ہی ہوتی ہے کہ سابقہ دین نامکمل ہوتا ہے۔ وفات مسیح علیہ السلام تسلیم کرنے سے کفر لازم آتا ہے کیونکہ نص قرآنی "انہ لعلم للساعۃ" سے ثابت ہے۔ جب علامت قیامت سے انکار ہوگا تو اصل قیامت سے بھی انکار ہوگا کیونکہ جب شرط فوت ہوتا ہے، اور قیامت کا منکر کافر ہے۔ اگر نزولِ مسیح علیہ السلام بروزی رنگ میں درست تسلیم کرلیں تو جتنے کاذب مسیح گزرے ہیں۔ سب سچ تسلیم کرنے پڑیں گے کیونکہ وہ بھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔

وہ شخص کیسا بدبخت اور گمراہ کن ہے جو رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جھٹلائے اور تمام افراد امت سے الگ ہوکر یہ اعتقاد بنائے کہ آپ کو [نعوذ باللہ] قرآن مجید سمجھ میں نہیں آیا تھا اور آپ کا ذہن ایسا ناقص تھا کہ وفات حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ سمجھے اور ہر ایک حدیث میں

عیسیٰ ابن مریم ہی فرماتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے ابھی تیرہ سو برس امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گمراہ رکھا کہ بروز نزول نہ بتایا۔[نعوذ باللہ]

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا تمام کارخانہ ہی غلط ہے اسے ایک عام آدمی سمجھنے سے بھی جھوٹ لازم آتا ہے چہ جائیکہ اسے مسیح موعود تسلیم، دعووں میں کاذب ہے کیونکہ اس کے دعویٰ کو تسلیم کرنے سے مسلمان کے دامن میں ایمان نہیں رہ سکتا۔ اس جھوٹے اور دجال شخص نے انگریزوں کی نمک حلالی کے لیے پوری امت مسلمہ کو کافر کہا ہے۔ میں اپنے بھولے بھالے بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ آیئے تجدید ایمان کریں اور توبہ کریں اور ان رسوائے زمانہ قادیانیوں کی غلیظ اور پراگندہ ذہنیت سے اپنے آپ کو محفوظ کر کے اپنا تعلق گنبد خضریٰ سے قائم کریں۔ اسی میں ہماری نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قادیانیوں کی پراگندگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ ذہن نشین کرلیں کہ آج کل انہوں نے اپنے پینترے بدلے ہوئے ہیں اپنے جھوٹ کو قرار ختم نبوت میں چھپا رہے ہیں۔ لہٰذا جب تک یہ منکرین ختم نبوت مرزا قادیانی کی تکذیب نہ کریں اس وقت تک ختم نبوت پر ایمان معتبر نہیں ہوسکتا۔[فتاویٰ حکیمیہ ص ۳۲۷ تا ۳۲۹] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۱۱۷ تا ۱۱۹، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



جھوٹا مدعی نبوت اور طوالت عمر

﴿سوال﴾:

مرزا قادیانی کے سچے ہونے کی یہ دلیل ہے کہ اس کی عمر نبوت میں لمبی دی گئی قرآن مجید اس بات پر شاہد ہے۔

﴿جواب﴾:

یہ بات کئی وجہ سے غلط ہے۔ دیکھو عبداللہ مہدی نے دعویٰ ۲۹۶ھ میں کیا اور ۳۲۴ء

میں اپنی موت سے مرا اور اس نے طرابلس و مصر بھی فتح کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر ج ۸ صفحہ ۹ اور اکبر بادشاہ نے ۱۱۹۱ء میں دعویٰ نبوت کر کے برابر ۲۷ برس اپنا کام چلاتا رہا۔ آخر الامر اپنی موت سے مرا۔

علاوہ اس کے فرمایا حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کہ میرے بعد کسی قسم کا نبی صادق نہیں آئے گا اور میرے بعد نبی ہوتا تو حضرت عمر فاروقؓ ہوتے اور قرآن مجید اسی بات پر شاہد ہے اور جو نبی ہوتا ہے وہ تمام جہاں کے علماء سے علم واتقا میں زیادہ ہوتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی علم معقول سے جاہل تھا۔ [دیکھو اعجاز المسیح صفحہ ۲۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳] تنکرون باعجازی یہاں پر تنکرون اعجازی ہونا چاہیے اور [صفحہ ۹ خزائن ج ۱۸ ص ۱۱] قالوا مفتری یہاں مفتر ہونا چاہیے تھا اور اسی صفحہ اعجاز المسیح ایضا میں واعطی ماطلبوہ یہاں واعطوہونا چاہیے تھا کیونکہ اس کا پہلا مفعول نائب عن الفاعل ہونے کا زیادہ مستحق ہے۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے مسیح کنجروں میل جول دیکھتا تھا۔ اس کی تین دادیاں نانیاں زنا کار تھیں، زنا کی کمائی کا عطر جوان عورتوں سے ملواتا تھا۔ دیکھو [ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱]

اور کتاب [اعجاز المسیح صفحہ ۳۰] میں لکھا ہے کہ ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان الہامات پر اس طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن مجید پر''۔ پس ان عبارات مرزا قادیانی سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان بھی نہ تھا نبی اور مجدد کا درجہ کجا۔ فقط۔ [فتاوی نظامیہ ج ۴ ص ۴۱۳، ۴۱۴] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱ص: ۲۳۰، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی اپنے کو ''احمدی'' کہہ کرفریب دیتے ہیں

سوال:

آپ کے مؤقر جریدہ کی ۲۹ دسمبر کی اشاعت میں یہ پڑھ کر تعجب ہوا کہ جہاں قادیانی حضرات کے مذہب کا شناختی کارڈ فارم میں اندراج ہوتا ہے وہاں شناختی کارڈ میں اس کا کوئی اندراج نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسی فروگزاشت ہے جس سے فارم میں اندراج کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے یہاں میں یہ گزارش کروں گا کہ قادیانیوں کے لیے لفظ ''احمد'' کا اندراج کسی طور جائز نہیں۔ یہ غلطی اکثر سرکاری اعلانات میں بھی سرزد ہوتی ہے۔ اس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ بہت سے حضرات اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ قادیانیوں نے لفظ ''احمدی'' اپنے لیے کیوں اختیار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو الفاظ ''اسمہ احمد'' آئے ہیں وہ دراصل مرزا قادیانی کی مراجعت کی پیش گوئی ہے حالانکہ چودہ سو سال سے جملہ مسلمین کا یہی اعتقاد رہا ہے لفظ ''احمد'' حضور مقبول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے آیا ہے اور آپ کا نام احمد مجتبیٰ بھی تھا اور شاید مرزا قادیانی کے والد بزرگوار کا بھی یہی اعتقاد ہو، جنہوں نے آپ کا نام ''غلام احمد'' رکھا تھا۔ اسی طرح انجیل میں لفظ ''فارقلیط'' علمائے اسلام کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی آمد کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ فارقلیط معرب ہے یونانی لفظ ''پیری کلی ٹاس'' کا جو بذات خود ترجمہ ہے عبرانی زبان میں ''احمد'' کا جس زبان میں پہلے انجیل لکھی گئی تھی اسے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ورود مسعود کی پیش گوئی شمار کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن قادیانی حضرات اسے بھی مرزا قادیانی کی آمد کی پیش گوئی شمار کرتے ہیں چنانچہ بجائے قادیانی کے لفظ ''احمدی'' کا استعمال قادیانی حضرات کے موقف اور ان کے پروپیگنڈے کو تقویت دینے کے مترادف ہے۔ اس لیے میرا ادنیٰ مشورہ یہ ہے کہ اس جماعت کے لیے لفظ قادیانی ہی استعمال کرنا مناسب ہے۔

﴿جواب﴾:

آپ کی رائے صحیح ہے۔قادیانیوں کا ''اسمہ احمد'' کی آیت کو مرزا قادیانی پر چسپاں کرنا ایک مستقل کفر ہے۔مرزا غلام احمد قادیانی [تحفہ گولڑویہ ص ۹۶ خزائن ج ۱۷ ص ۲۵۴] میں لکھتا ہے:

''یہی وہ بات ہے جو میں نے اس سے پہلے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھی تھی یعنی یہ کہ میں اسم احمد میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک ہوں''۔[آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۱ ص ۲۰۴،۲۰۳] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۲۰۲، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قرآن پاک میں احمد کا مصداق کون ہے؟

﴿سوال﴾:

قرآن پاک میں ۲۸ ویں پارے میں سورہ صف میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایک آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا اس سے مراد کون ہیں جبکہ قادیانی، مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں۔

﴿جواب﴾:

اس سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں۔کیونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے کئی نام ہیں، میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں''۔[مشکوۃ ص ۵۱۵ باب السماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصفاتہ]

قادیانی چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے اس لیے وہ اس کو بھی نہیں مانیں گے۔[آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۱ ص ۲۲۸، ۲۲۹] (فتاوی ختم نبوت،

ج:۱،ص:۲۰۶،ط،عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی کسی غیر مسلم کی سند سے مسلمان نہیں ہو سکتے

سوال:

مکرم ومحترم حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری صاحب دامت برکاتہم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

جنوبی افریقہ ایک عیسائی ملک ہے، یہاں کی عدالت میں اسلامی قانون کا کوئی لحاظ نہیں ایسی خالص غیر اسلامی عدالت میں ایک مرزائی احمدی نے یہ دعویٰ دائر کیا کہ وہ مسلمان ہے اور دوسرے مسلمان ان کو کافر ومرتد کہتے ہیں اور اپنی مساجد میں عبادت نہیں کرنے دیتے لہٰذا اس نے عدالت سے استدعا کی ہے کہ:

(۱): یہ غیر مسلم جج اس مرزائی احمدی کو مسلمان ہونے کا قطعی فیصلہ دے۔

(۲): یہ غیر مسلم جج اس مرزائی احمدی کو اسلامی حقوق دلوائے تاکہ وہ مسلمانوں کی مسجد میں عبادت کر سکے اور مسلمانوں کے قبرستان میں مدفون بھی ہو سکے۔

عدالت نے مسلمانوں کو طلب کیا کہ عدالت میں حاضر ہو کر اپنے دلائل پیش کریں وہ مرزائی احمدی کو کیوں مسلمان قرار نہیں دیتے، اور مرزائی احمدی بھی آ کر اپنے دلائل پیش کرے کہ وہ کس بنا پر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

یہ غیر مسلم یہودی یا عیسائی جج دلائل سننے کے بعد فیصلہ کرے گا کہ وہ مرزائی احمدی مسلمان ہے یا نہیں؟ اب جواب طلب امر یہ ہے کہ:

نمبر۱: غلام احمد اور اس کے متبعین دائرہ اسلام میں داخل ہیں یا نہیں؟

نمبر۲: اسلامی حقوق ان کو حاصل ہیں یا نہیں؟

نمبر۳: کیا غیر مسلم جج اس بات کی اہلیت رکھتا ہے کہ وہ مرزائیوں کے مسلمان

ہونے کا فیصلہ دے؟

نمبر۴: مسلمانوں کی جماعت کے لئے شرعاً کیا یہ جائز ہے کہ وہ ایسے مقدمہ میں حاضر ہوکر ایک غیر مسلم عیسائی یا یہودی جج کو یہ موقع دے کہ وہ مسلمانوں کے خالص دینی واعتقادی معاملہ میں فیصلہ کرے، براہ کرم مدلل جواب تحریر فرما کر کرم فرمائیں، بینوا توجروا۔

﴿الجواب حامداً ومصلیاً باللہ التوفیق﴾:

مرزا غلام احمد کے ساتھ اہل سنت والجماعت کا اختلاف اصولی اختلاف ہے، فروع اوراجتہادی اختلاف نہیں ہے کہ اسے نظر انداز کیا جاسکے، پوری امت اسلامیہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو گیا ہے، آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا اور یہ عقیدہ قرآن وحدیث سے ایسے محکم اور قطعی طریقہ پر ثابت ہے کہ اس میں ذرہ برابر شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، قرآن مجید میں آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اور خود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کردیا گیا ہے میں خاتم النبیین ہوں اور اب میرے بعد کوئی نیا نبی اللہ کی طرف سے نہیں آئے گا۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت سے لیکر آج تک پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ جس طرح توحید ورسالت قیامت وآخرت اور قرآن کے کلام اللہ ہونے کا منکر پنجگانہ نماز روزہ زکوۃ اور حج کا منکر مسلمان نہیں ہوسکتا، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا بھی کسی حال میں مسلمان نہیں ہوسکتا، ایسا شخص کذاب ہے ملعون ہے، دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہے اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، اگر وہ پہلے مسلمان تھا تو اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد قرار دیا جائے گا۔

امت کی پوری تاریخ میں عملاً یہی ہوتا رہا ہے مثلاً سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے ماننے والوں کے متعلق یہی فیصلہ صادر فرمایا تھا، حالانکہ یہ بات

محقق ہے کہ وہ لوگ توحید ورسالت کی قائل تھے ان کے یہاں اذان بھی ہوتی تھی اور اذان میں اشھد ان لا الہ اللہ اور اشھد ان محمداً رسول اللہ بھی کہا جاتا تھا، ختم نبوت سے متعلق یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔

لیکن غلام احمد نے اس بنیادی اور اجماعی عقیدہ سے بغاوت کی ہے اور اپنے لئے ایسے الفاظ کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کہ اس میں کسی طرح کی کوئی تاویل اور توجیہ کی گنجائش نہیں ہے اور اس کے معتقدین اس کو دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے مثل ''نبی'' کہتے ہیں، اور اس غلط عقیدہ پر ان کو بے حد اصرار بھی ہے، مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے حقیقۃ النبوۃ ایک کتاب شائع کی تھی جس کا موضوع ہی مرزا غلام احمد کی نبوت کو ثابت کرنا تھا اور اس کتاب میں مرزا صاحب کے نبوت کے دلائل خود مرزا غلام احمد کی کتابوں سے پیش کیے گئے ہیں، اس کے علاوہ مرزا غلام احمد نے اپنے لئے مسیحیت اور مہدویت کا اتنی کثرت سے دعویٰ کیا ہے کہ اس کا انکار یا اس کی تاویل ناممکن ہے، انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام جو بالاجماع معصوم ہیں ان کی بہت سخت توہین کی ہے اور بہت سے مقامات پر خود کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل بلکہ تمام انبیاء کی روح بتلایا ہے، نیز معجزات کا استہزاء کیا ہے، قرآن میں تحریف کی ہے، احادیث کی بے حرمتی کی ہے وغیرہ وغیرہ۔

دعویٰ نبوت واقوال کفریہ قادیانی کی تحریر کے آئینہ میں

(۱): خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ [اربعین نمبر ۳ ص ۴۴]

(۲): میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ [اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ حقیقۃ النبوت ص ۲۶۵]

(۳): میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں

میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں جن میں بطور نمونہ کسی قدر اس کتاب میں لکھے گئے ہیں۔[تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸]

(۴): سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ [دفع البلاء ص ۱۱]

(۵): میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔[مرزا صاحب کا آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ص ۱۹۰۸]

(۶): ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول و نبی ہیں۔[بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء]

(۷): پس اس میں کیا شک ہے کہ میری پیشن گوئیوں کے بعد دنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لئے ایک نشانی ہے، یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین میں تکذیب ہو مگر اس کی تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں۔[حقیقۃ الوحی ص ۱۶۱]

(۸): سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً**. پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔

اے غافلو تلاش کرو شاید تم میں کوئی خدا کی طرف سے نبی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔[تجلیات الٰہیہ ص ۹،۸]

(۹): خدا نے چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے۔[دفع

البلاء ص ۸]

(۱۰): تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔[دافع البلاء ص ۱۰]

(۱۱): الہامات میں میری نسبت بار بار کہا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔[انجام آتھم ص ۷۹]

(۱۲): **انا ارسلنا احمد الی قومه فاعرضوا وقالوا كذاب اشر.** [اربعین ج ۳ ص ۳۳]

(۱۳): **فكلمنى ونادانى وقال انى ارسلك الى قوم مفسدين وانى جاعلك للناس اماما وانى مستخلفك اكراماً كما جرت سنتى فى الاولين.** [انجام آتهم ص ۷۹]

(۱۴): اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کے ساتھ کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانیوں سے مجھ پر کھل گئی ہے، اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہوکر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میری پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی اسی طرح آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ خلیفہ اللہ ہوں مگر پیشین گوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔[ایک غلطی کا ازالہ از ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ ص ۲۶۴]

(۱۵): آپ [یعنی مرزا صاحب] نبی ہیں اور خدا نے اور اس کے رسول نے ان ہی الفاظ میں آپ کو نبی کہا ہے جس میں قرآن کریم اور احادیث میں پچھلے نبیوں کو نبی کہا گیا ہے۔ [حقیقۃ النبوۃ ص ۷۰]

(۱۶): پس اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح موعود قرآن کریم کے معنوں کی رو سے بھی نبی ہیں اور لغت کے معنوں سے بھی نبی ہیں۔ [حقیقۃ النبوۃ ص ۱۱۶]

(۱۷): پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس معنی کو مان کر حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔ [حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷۴]

(۱۸): بلحاظ نبوت ہم بھی مرزا صاحب کو پہلے نبیوں کی مطابق نبی مانتے ہیں۔ [حقیقۃ النبوۃ ص ۲۹۲]

مسیح ہونے کا دعویٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہمارا [یعنی اہل سنت والجماعت کا] عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا ہے، اور قیامت کے قریب تشریف لائیں گے مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میرا بھی پہلے یہی عقیدہ تھا، مگر بعد میں ان کا یہ خیال ہو گیا کہ اللہ نے ان کو بذریعہ وحی یہ بتلایا کہ یہ سراسر غلط خیال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، اور کسی وقت دنیا میں دوبارہ آئیں گے بلکہ وہ مسیح اور عیسیٰ جو آنے والا تھا وہ خود تو ہی ہے تیرا ہی نام ابن مریم رکھا گیا ہے، اس سلسلہ میں خود مرزا صاحب کا بیان ملاحظہ ہو۔

''اور میری آنکھیں اس وقت تک بالکل بند رہیں جب تک کہ خدا نے بار بار کھول کر مجھ کو نہ سمجھایا کہ عیسیٰ ابن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا ہے اور وہ واپس نہیں آئے گا اس زمانہ اور اس امت کے لئے تو ہی عیسیٰ ابن مریم ہے۔ [براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۸۵]

حضرت عیسیٰ پر فضیلت کا دعویٰ

پہلے تو مرزا جی مسیح موعود اور عیسیٰ ابن مریم ہی بنے تھے، لیکن پھر وہ اور آگے بڑھے اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی فضیلت کا اعلان شروع کر دیا، ان کے لڑکے مرزا بشیر احمد نے مرزا جی کا یہ قول نقل کیا ہے:

''میں مسیح علیہ السلام کی خدائی کا منکر ہوں ہاں بے شک وہ خدا کے نبیوں میں سے ایک نبی تھا مگر مجھے خدا نے اس سے برتر مرتبہ عطا کیا ہے''۔ [تبلیغ ہدایت ص ۱۶۹] ''اور دیکھو آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے''۔ [دافع البلاء ص ۱۳]

مرزا صاحب کا درج ذیل شعر بہت مشہور ہے اور خود مرزا صاحب کو اپنا یہ شعر بہت پسند تھا اس لئے انہوں نے بار بار اپنی تصنیفات میں اس کو نقل کیا ہے۔ شعر یہ ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

[معاذ اللہ] [دافع البلاء ص ۳]

مرزا جی کا دوسرا شعر ہے:

مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا
میری مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار

[درثمین]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

ہاں آپ کو [یعنی حضرت عیسیٰ کو] گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ [ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۵]

یہ بھی یاد رہے کہ کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی [استغفر اللہ]

۔[ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ نمبر۵]

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔[حاشیہ صفحہ۶ ضمیمہ انجام آتھم]

''مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحیٰی نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے قرآن کریم میں یحیٰی کا نام ''حصور'' رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہیں رکھا کیونکہ اسے ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے''۔[ازالہ اوہام حصہ اول ص ۱۵۸]

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی نسبت مرزاجی کے خیالات

کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیا بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں، اور میں نے سنا ہے کہ کل کے ذریعہ سے بعض چڑیا پرواز بھی کرتی ہیں۔
[ازالہ اوہام حصہ اول ص ۳۰۳]

کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک کے مارنے سے کسی طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے

باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے، اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہوجاتی ہے۔[توضیح المرام ص۹]

نوٹ:

اس حوالہ میں خط کشیدہ عبارت پر غور کیجئے، حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ پر کسی قدر گندہ بہتان لگایا ہے، قرآن مجید کی بیان کی ہوئی اس حقیقت پر تمام اہل اسلام کا بلاکسی شک وشبہ کے ایمان ہے کہ اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو بلاکسی شخص کی وساطت کے امر ''کن'' سے پیدا فرمایا تھا حضرت مریم عفیفہ اور پاک دامن تھیں، آپ کا کسی شخص سے تعلق قائم نہیں ہوا تھا، قرآن کی اس صریح وضاحت کے باوجود مرزا غلام احمد نے کس قدر غلط بات لکھی ہے، یہ قرآن کے بالکل خلاف ہے، اور قرآن کا انکار ہے، اس کے باوجود اس کو مسلمان سمجھنا اور اس کے متبعین کا اپنے کو مسلمان کہنا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے؟

''اوائل میں میرا بھی یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے، وہ خدا کے نبی ہیں اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا''۔[حقیقۃ الوحی ۱۴۸]

''اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام

نہ دے سکتے جو خدا نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔ **وھذہ تحدیث نعمۃ اللہ ولا فخر.** [حقیقۃ الوحی ص ۱۴۱]

حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام پر فضیلت کا دعویٰ

بس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعاء کر کے بھی قید سے بچالیا گیا مگر یوسف ابن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔ [براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۷۶]

میں سب کچھ ہوں

مرزا صاحب کا دعویٰ یہ تھا کہ میں تمام نبیوں کی روح اور ان کا خلاصہ ہوں، میری ہستی میں تمام انبیاء سمائے ہوئے ہیں، چنانچہ اس نے لکھا ہے:

''میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں، میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں..... سو ضرور ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جائے''۔ [تحفۃ حقیقۃ الوحی ص ۸۵]

معجزات کی کثرت

جب مرزا جی نے پیغمبری اور نبوت کا دعویٰ کیا تو معجزات کا دعویٰ بھی لازم تھا چنانچہ انہوں معجزات کا دعویٰ بھی معمولی انداز سے نہیں کیا بلکہ اللہ کے تمام نبیوں کو معجزات کے معاملہ میں بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ چنانچہ لکھتا ہے:

''اللہ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ [چشمہ معرفت ص ۳۱۷]

ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کردیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کردی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ [تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶]

''اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے''۔ [تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷]

''ان چند سطروں میں جو پیشین گوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانیوں پر مشتمل ہے جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گی اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر فائق ہیں''۔ [براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶]

''اگر بہت ہی سخت گیری اور زیادہ سے زیادہ احتیاط سے بھی ان کا شمار کیا جائے تب بھی یہ نشان جو ظاہر ہوئے دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔ [براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶]

احادیث کے متعلق مرزا جی کا خیال

''ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں،

اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ [ازالہ اوہام ص ۳۱۰ ص ۳۱۱]

شیخ المحدثین حضرت مولانا ادریس کاندھلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

فرقہ قادیانیہ ومرزائیہ:

اس زمانے کے گمراہ ترین فرقوں میں سے ایک فرقہ قادیانیہ اور مرزائیہ ہے جو مرزا غلام احمد ساکن قصبہ قادیان ضلع گورداسپور کا پیرو ہے، اس کا دعویٰ یہ تھا کہ میں مسیح موعود اور مہدی منتظر ہوں اور نبی اور رسول ہوں اور تمام پیغمبروں کا ظل اور بروز ہوں اور سب سے افضل واکمل ہوں۔

ومبدم گفتے کہ من پیغمبرم
وزہمہ پیغمبراں بالا ترم

اور نہایت ڈھٹائی اور بے حیائی سے یہ کہتا تھا کہ میں وہی رسول موعود اور مبشر معہود ہوں جس کی قرآن پاک میں بدیں الفاظ بشارت موجود ہے۔ **واذ قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوارۃ ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد.** گویا کہ مرزائے قادیان کے گمان میں یہ آیت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں نازل نہیں ہوئی بلکہ قادیان کے ایک دہقان کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اسی طرح بہت سی آیات جو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئیں ان کے متعلق کہتا ہے کہ یہ آیتیں میرے بارے میں نازل ہوئیں کوئی دیوانہ ہی ہوگا جو اس بات کو مانے گا کہ قرآن کی آیتیں مرزائے قادیان کے بارے میں نازل ہوئیں۔

آبلہ گفت دیوانہ باور کرد

اور کہا کہ میں کلمۃ اللہ ہوں اور روح اللہ اور عیسیٰ ہوں بلکہ اس سے

بڑھ کر ہوں جیسا کہ خود اس کا قول ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور جب مرزا نے یہ دعویٰ کیا کہ میں مثیل مسیح ہوں تو سوال ہوا کہ آپ عیسیٰ ابن مریم جیسے معجزات دکھلائے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہیں کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور کوڑھیوں اور اندھوں کو اچھا کرتے تھے، تو جواب میں یہ بولا کہ عیسیٰ کا یہ تمام کام مسمریزم تھا میں ایسی باتوں کو مکروہ جانتا ہوں ورنہ میں بھی دکھاتا۔

اور مرزا حضرت عیسیٰ کو یوسف نجار کا بیٹا بتاتا تھا اور بغیر باپ کے پیدا ہونے کا منکر تھا اور طرح طرح سے ان کی شان میں گستاخانہ کلمات کہتا تھا۔

علمائے ربانیین نے اس مسیلمہ پنجاب کے رد میں بے مثال کتابیں لکھیں، مرزا غلام احمد کی مایہ ناز کتاب ازالۃ الاوہام ہے، حضرت مولانا انوار اللہ خان حیدرآبادی نے اس کی تردید میں بے مثال کتاب لکھی جس کا نام افادۃ الافہام رکھا اور اس ناچیز نے بھی متعدد رسائل اس مسیلمہ پنجاب کے رد میں لکھے جو چھپ چکے ہیں، اے مسلمانو! عہد رسالت سے لے کر اس وقت تک سینکڑوں مدعی نبوت ورسالت اور مدعی عیسویت اور مہدویت گذر چکے ہیں جو مرزائیوں کے نزدیک بھی کافر اور مرتد اور ملعون تھے جس دلیل سے گذشتہ مدعیان نبوت مرزا کے نزدیک کافر اور مرتد تھے، اسی دلیل سے یہ جدید مدعی نبوت مرزائے قادیان بھی کافر و مرتد ہے۔

[عقائد اسلام، ص ۱۸۱، ۱۸۲، حصہ اول از حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ]

مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کفریہ میں سے چند اقوال کفریہ بطور نمونہ نقل کئے گئے

ہیں ان سے صراحۃً یہ ثابت ہو رہا ہے کہ وہ نبوت کا مدعی ہے اور اس کے معتقدین بھی اس کی نبوت کے قائل ہیں، لہٰذا غلام احمد قطعی طور پر اسلام سے خارج اور اس کے متبعین بھی جو اس کو تسلیم کرتے ہیں یا دعویٰ نبوت کے باوجود اسے دائرہ اسلام میں سمجھتے ہیں وہ لوگ بھی قطعی طور پر کافر مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔

علمی لطیفہ:

موقعہ کی مناسبت سے ایک علمی لطیفہ ذہن میں آیا، رنگون میں خواجہ کمال الدین پہنچا، بڑا عیار چالاک اور چالباز تھا، ان اہل رنگون کے سامنے اپنے اسلام کا دعویٰ کیا اور کہا کہ ہم غلام احمد کو نبی نہیں مانتے ہیں، اور یہ بات قسمیہ کہتا [جیسا کہ بہت سے خصوصاً لاہوری کہتے ہیں] خواہ مخواہ ہم کو بدنام کیا جاتا ہے، حالانکہ ہم پکے مسلمان ہیں، قرآن کو مانتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ کا سچا رسول سمجھتے ہیں، عوام اس کی باتوں میں آگئے، اس کی تقریریں ہونے لگیں بہت سے مقامات پر نماز بھی پڑھائی جمعہ تک پڑھایا رنگون کے ذمہ دار علماء بہت فکر مند تھے کہ عوام کو کس طرح اس فتنہ سے محفوظ رکھیں، عوام میں دن بدن اس کو مقبولیت حاصل ہو رہی ہے، مقامی علماء سے اس کی گفتگو بھی ہوئی مگر اپنی چالبازی کی وجہ سے اپنی اصلیت ظاہر نہ ہونے دیتا۔

مشورہ کر کے یہ طے پایا کہ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کو مدعو کیا جائے، چنانچہ تار دیدیا گیا اور وہاں اس کی شہرت بھی ہوگئی کہ بہت جلد مولانا عبدالشکور صاحب تشریف لا رہے ہیں وہ اس سے گفتگو کریں گے، خواجہ کمال الدین نے جو مولانا کا نام سنا تو راہ فرار اختیار کرنے میں ہی اپنی عافیت دیکھی چنانچہ مولانا کے وہاں پہنچنے سے پہلے پہلے چلا گیا، مولانا تشریف لے گئے، مولانا کی تقریریں ہوئیں عوام کو حقیقت سے خبردار کیا اور ذمہ داروں کی ایک مجلس میں فرمایا کہ آپ حضرات نے غور فرمایا کہ وہ کیوں یہاں سے چلا گیا دراصل وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھ گیا کہ میں اس سے یہ سوال کروں گا۔ ”کہ تو مرزا غلام احمد کی نبوت کا قائل نہیں مگر تو اسے مسمان سمجھتا ہے یا کافر؟“ اس کا جواب اس کے پاس نہیں تھا جو

جواب بھی دیتا پکڑا جاتا وہ مرزا کو کسی حال میں کافر تو کہہ نہیں سکتا تھا اگر مسلمان کہتا تو اس پر بھی اس کی گرفت ہوتی کہ جو شخص مدعی نبوت ہو وہ کسی حال میں مسمان نہیں رہ سکتا، ایسے آدمی کو مسلمان سمجھنا خود کفر ہے۔ میں اس سے یہی سوال کرتا، اور ان شاء اللہ اسی ایک سوال پر وہ لاجواب ہو جاتا اور اس کا راز فاش ہو جاتا یہ سوال آپ لوگوں کے ذہن میں نہیں آیا اس لئے آپ لوگ پریشان رہے۔

بہر حال یہ ایسا ظاہر و باہر مسئلہ ہے کہ اس میں کسی کو فیصل بنانے اور اس سے فیصلہ کرانے کی بھی ضرورت نہیں ہے، لہٰذا مرزائی احمدی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی غیر مسلم کے پاس اپنا مقدمہ لے جا کر اس سے اپنے مسلمان ہونے کی سند حاصل کرے اور ایسی سند سے وہ مسلمان بھی نہیں ہو سکتا، اس کو سچا اور پکا مسلمان ہونا ہے تو اس کی صورت صرف یہی ہے کہ جس راہ پر گامزن ہے اس کو چھوڑ کر صدق دل سے توبہ کرے اور اس کا اعلان کرے، مرزا غلام احمد کی نبوت کا انکار کرے، اور اس کی تکفیر کرے اور اس کے تمام عقائد باطلہ سے یکسر توبہ کرے، اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کے مطابق تجدید ایمان وتجدید نکاح کرے، جب وہ مسلمان ہی نہیں ہے تو اسلامی حقوق بھی اس کو حاصل نہیں ہوں گے اور اسلامی اصطلاحات کا استعمال بھی اس کے لئے جائز نہ ہوگا، لہٰذا اس کافر ومرتد کو اہل سنت والجماعت کی مسجد میں نماز پڑھنے اور مدارس میں داخلہ لینے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کا قطعاً حق حاصل نہیں ہے اور اس کا یہ مطالبہ بالکل غلط ہے۔

یہ مسلمانوں کا خالص دینی واعتقادی مسئلہ ہے ایسے معاملہ میں جو دین کے ماہر ہیں انہی کا فیصلہ قابل قبول ہو سکتا ہے، اس لئے عدالت کو چاہیے کہ اس معاملہ کو علمائے محققین کی کمیٹی کے سپرد کر دے، اس لئے کہ فیصلہ نافذ کرنے اور قاضی بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے اندر تمام شرائط شہادت موجود ہوں، اور شرائط شہادت میں سے پہلی شرط اسلام ہے، جب پہلی ہی شرط مفقود ہو تو وہ شرعی طور پر قاضی نہیں ہو سکتا اور اس کا فیصلہ شرعی فیصلہ نہیں کہا جا سکتا، یہ شرط فقہ کی تمام کتابوں میں درج ہے، مثلاً البحر الرائق میں ہے۔

(قوله اهله اهل الشهادة) ای اهل القضاء ای من یصح منه او من تصح تولیتهٗ (الیٰ قوله) وهو ان یکون حرا مسلماً بالغاً عاقلاً عدلاً (الی قوله) فلا تصح تولیة کافر وصبی. یعنی قاضی وہ شخص بن سکتا ہے جس میں (مسلمانوں کے باہمی معاملات میں) شہادت دینے کی صلاحیت ہو، اور صلاحیت اس شخص کے اندر ہوسکتی ہے جو آزاد ہو (غلام نہ ہو) مسلمان ہو (غیر مسلم نہ ہو) بالغ ہو (نا بالغ نہ ہو) عاقل ہو (مجنون اور دیوانہ نہ ہو) عادل اور ثقہ (فاجر اور فاسق نہ ہو) الی قولہ اسی بنا پر کافر اور بچہ کو عہدہ قضاء سپرد کرنا صحیح نہیں ہے۔ (ص ۲۶۰ نمبر کتاب القضاء)

اور کسی کمیٹی کو بھی اسلامی حیثیت اسی وقت حاصل ہوگی جب اس کے تمام ارکان میں شرائط شہادت مجتمع ہوں لہٰذا اگر کمیٹی کا ایک رکن بھی غیر مسلم ہوگا تو کمیٹی کی اسلامی حیثیت باقی نہ رہے گی اور اس کا فیصلہ اسلامی فیصلہ نہ ہوگا۔

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ عدالت میں اپنا موقف ظاہر کردیں اور یہ بتلادیں کہ یہ ہمارے خالص ایمان وعقائد کا مسئلہ ہے اور اس خالص دینی واعتقادی مسئلہ میں ہمارے لئے ماہرین دین علمائے اسلام ہی کا فیصلہ قابل قبول ہوسکتا ہے اور مسلمہ اصول ہے کہ ہر مسئلہ اور ہر معاملہ کے حل کے کچھ اصول وضوابط ہوتے ہیں اور مسئلہ انہیں ضوابط واصول کے ماتحت حل کیا جاتا ہے، اس مسئلہ کے حل کے لئے ہم اپنے اصول وضوابط کی پابندی کررہے ہیں اس لئے عدالت کو چاہئے کہ اس مسئلہ کے حل میں شریعت اسلام کے اصول وضوابط کی قدر کرے اور یہ مسئلہ مسلمانوں کی کمیٹی کے حوالہ کردے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاوی رحیمیہ، ج:۱، ص:۱۶۸ تا ۱۷۷، ط، دارالاشاعت کراچی)



کافر کی قسمیں اور مرزائیوں کو کیوں اقلیت قرار دیا گیا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ آج احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے کل شیعوں کو کافر قرار دینے اور پرسوں وہابیوں کو مرتد قرار دینے کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے، مسلمانوں کے تمام فرقے اہل قرآن، اہل حدیث، دیوبندی، اہل سنت والجماعت، بریلوی، شیعہ وشیعہ اسماعیلی، پرویزی، مودودی وغیرہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور ہر ایک دوسرے کو بدعتی، مشرک، منافق، کافر، مرتد، قابل گردن زدنی وغیرہ سمجھتے ہیں تو پھر قادیانی فرقہ کے جرم کی نوعیت کیا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی نے کئی جگہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف کی ہے مثلاً

وہ پیشوا ہمارا جس کا ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا وہی ہے

(درثمین اردو ص ۷۷)

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(درثمین فارسی ص ۸۱)

ما مسلمانیم با فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا

(درثمین فارسی ص ۱۱۴)

ہمت او خیر الرسل خیر الانام
بر نبوت را برو شد اختتام

(درثمین فارسی ص۱۱۴)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین

(درثمین اردو ص۱۱۱)

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں آتا تمہیں خوفِ عذاب

(درثمین اردو ص۱۱۱)

اس لیے لاہوری مرزائی مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ سنیوں کے پیچھے نماز بھی پڑھ لیتے ہیں لہذا فرمایا جائے کہ کیا وجہ ہے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی اور اگر باری باری وہابی شیعہ کو اقلیت قرار دیا گیا تو کون مسلمان رہے گا۔

﴿الجواب .... بعون العلام الوھاب﴾:

قانون شریعت کے مطابق کافر دو قسم کے ہیں۔(۱).....کافر عند اللہ۔(۲).....کافر عند الشریعت۔ وہ لوگ جو عند الشریعت کافر نہیں مگر عند اللہ کافر ہیں۔ جیسے بعض شیعہ، چکڑالوی اور اہل قرآن وغیرہ ان کے متعلق شریعت کا حکم اور قانون دوسرے کفار کے قوانین اور احکام سے مختلف ہیں اور مندرجہ ذیل چند قوانین کی بنا پر ان پر شرعی فتوے کی نوعیت کچھ اس طرح ہوگی۔

(۱).....شرعاً ان کو اجتماعی طور پر کافر نہیں کہا جا سکتا بلکہ ہر شخص کی علیحدہ علیحدہ کفر لزومی کی تحقیق ہوگی۔

(۲).....شرعی طور پر ان کو قومی کافر نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ تحقیق اگر کسی بات سے کفر ثابت ہو تو ان کو انفرادی طور پر کافر کہا جائے گا۔ نہ کہ اجتماعی۔

(۳).....یہی وجہ ہے کہ ان کو کسی بھی دار الاسلام میں اقلیت قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اقلیت صرف اجتماعی اور قومی کافروں کے لیے ہوتی ہے۔

(۴).....اس قسم کے کافر کے ہر لفظ پر شرعی طور پر مفتی اسلام خوب غور وفکر اور علمی تحقیق کرے گا۔ اگر ایسے شخص کے بولے ہوئے لفظ پر کوئی پہلو اسلام کا نہیں نکلتا۔ ہر طرف سے کفر ہی ثابت ہوتا ہے۔ تب اس کے لیے انفرادی طور پر فتوی کفر جاری کیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص اپنے آپ کو شیعہ یا وہابی یا چکڑالوی یا پرویزی کہتا ہے تو اس وقت یہ لفظ کہنے سے ہی اس کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ بلکہ اس کے عقائد اس کے منہ سے سنے جائیں گے اور پھر وہ عقائد اگر شرعی طور پر صرف کفر ہی ثابت ہو تو اس کو شرعاً کافر کہہ دیا جائے گا۔ دین اسلام کے تمام فرقوں کا یہی حکم ہے۔ اس لیے ہر شیعہ یا دیگر فرقہائے باطلہ کو اجتماعی طور پر کافر نہیں کہا جاسکتا۔ بخلاف دیگر کفار کہ وہ لوگ شرعی کافر ہیں شرعی کافر اجتماعی اور قومی کافر ہوتا ہے۔ ایسے کافروں کے عقائد اور الفاظ کی تحقیق یا تفتیش نہیں کی جاسکتی۔ یہ قومیت کے لحاظ سے کافر ہیں۔ مثلاً ایک شخص اپنے آپ کو ہندو، سکھ، عیسائی اور یہودی کہتا ہے تو اس اقرار سے ہی اس پر کفر کا فتویٰ جاری کر دیا جائے گا۔ وہاں لفظ چھان بین نہ ہوگی۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری جلد دوم ص ۲۷۹ پر ہے:

مسلم قال انا ملحد یکفر. [ترجمہ].....: مسلمان نے کہا میں ملحد ہوں اتنا کہتے ہیں کافر ہو جائے گا۔

ایسے کفار کو اقلیت قرار دیا جاتا ہے۔ ہر دو کفر میں مندرجہ ذیل تین بنیادی اصول ہیں:

(۱).....نبوت (۲).....کتاب (۳).....شریعت

موجودہ دور کے مرزائی لاہوری ہوں یا قادیانی، ان تین اصول کی بنا پر قومی اور اجتماعی کافر ہیں۔ لہٰذا وہ لوگ اسلامی فرقوں میں شامل نہیں ہوسکتے۔ اس وجہ سے حق مسئلہ یہ ہے کہ ان کو مرتد قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ ان کا کلمہ پڑھنا بھی شرعی طور پر منافقت ہے نہ کہ اسلام، اور منافق کافر مطلق ہوتا ہے۔ نہ کہ مرتد بے دین بدیں وجہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جانا شرعی حکم ہے۔ یہ ہے وہ بنیادی فرق کہ جس کی بنا پر یہ اسلامی فرقوں سے ممتاز ہے قادیانی فرقہ مرزے کو نبی اور اس کی تصنیفات کو اللہ کی وحی، اس کے اقوال بے ہودہ کو نئی شریعت مان

کر کافر و مرتد شرعی ہوئے اور لاہوری فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسے کافر کو جس کو شرعی مرتد کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ مسلمان کہہ کر کافر ہوئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر اور ارتداد ان ہی تین مندرجہ بالا بنیادی اصول سے ہے کہ اس نے پہلے اپنے آپ کو صحیح شرعی مسلمان بنا کر پھر اپنے لیے نبوت نئی کتاب اور نئی شریعت کا دعویٰ کیا۔ مرزا غلام احمد کا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کچھ نعتیں لکھنا۔ اس کے اسلام کی سند نہیں ہوسکتی اس لیے ہمارے آقا دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعتیں تو ہندوؤں، سکھوں نے لکھی ہیں۔ [فتاوی نعیمیہ جلد دوم ص ۱۹۲ تا ۱۹۴] (فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۲۷۷ تا ۲۷۹، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان)



لاہوری مرزائی کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ قادیانی و لاہوری احمدیوں کی شریعت غرا کی نگاہ میں کیا حیثیت ہے۔ آیا وہ کافر ہیں یا نہیں؟ ان پر نماز جنازہ پڑھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ان پر نماز جنازہ کی امامت کیسی ہے اور اس امام کا جس کو وہ جائز قرار دیتا ہے کیا حکم ہے؟ ان کے ساتھ نکاح کیسا ہے اور نکاح کے جائز قرار دینے والے کا کیا حکم ہے؟

﴿جواب﴾:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جدید نبوت کا مدعی یقیناً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسے نبی ماننے والے قادیانی یا مجدد اور مسلمان ماننے والے لاہوری ہوں دونوں طرح کے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کی نماز جنازہ پڑھانی یا پڑھنی جائز نہیں ہے۔ ان سے کسی مسلمان عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اگر نکاح کے بعد خاوند مرزائی مذہب اختیار کر لے۔ تب بھی بوجہ مرتد ہونے کے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ ان

کے ساتھ جائز قرار دینے والا شخص یا ان کی نماز جنازہ کے جواز کا قائل اگر مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو جان کر یہ فتویٰ اس بنیاد پر دیتا ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ اس کے نزدیک اسلام کا بنیادی عقیدہ نہیں ہے تو وہ بھی کافر ہے۔ اور اگر ختم نبوت کا اجماعی عقیدہ جو کتاب وسنت سے صراحۃً ثابت ہے اس پر کامل عقیدہ رکھ کر مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت یا اس کے عقائد باطلہ اور اس کے ضلال سے مطلع نہیں ہے تو وہ کافر نہیں ہے۔ البتہ اس کا فرض ہے کہ بغیر تحقیق مذہب قادیانی اس طرح کا فتویٰ نہ دے اور اس فتویٰ سے رجوع کر کے توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۱،ص: ۲۳۵، ۲۳۶/ ، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور/ فتاوی حقانیہ، ج:۱،ص: ۳۹۸، ۳۹۹، ط، سید احمد شہیدؒ اکوڑہ خٹک/ کفایۃ المفتی، ج:۱، ص: ۳۲۲، ۳۲۳، ط، دارالاشاعت کراچی/ فتاوی فریدیہ، ج:۱،ص: ۱۴۰، ۱۴۱/ فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص: ۵۷، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانیوں کے ''لاہوری گروپ'' سے تعلق رکھنے والے شخص کے چند کفریہ عقائد کا حکم

﴿سوال﴾:

ایک شخص کئی سال تک لاہوری، احمدیوں کے ایک تبلیغی رسالے کا ایڈیٹر رہتا ہے، اور اس کے عقائد یہ ہیں:

الف: ایک غیر عرب مسلمان کو [جو عربی نہیں جانتا] نماز میں اپنی مادری زبان میں قرآن کا ترجمہ جو لفظاً ہو پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

ب: امام ابوحنیفہؒ نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ ایک غیر عرب مسلمان جو عربی زبان نہیں جانتا نماز میں قرآن کا فارسی ترجمہ پڑھ سکتا ہے۔

ج: محنت کش طبقہ [کسان اور مزدور] کے لئے روزہ رکھنا ضروری نہیں، اور یہ

رمضان کے روزوں کے لئے وقت اور مہینے کی پابندی بھی لازم نہیں ہے۔ کیا ایسے شخص کو مسلمان شمار کیا جانا چاہئے؟ اور کیا اسے کسی اسلامی ادارے کی نگرانی اور ذمہ داری سونپی جاسکتی ہے جبکہ وہ اپنے عقائد کا تحریری وتقریری اظہار کرتا ہے؟

﴿جواب﴾:

اگر یہ صاحب اب بھی لاہوری، مرزائیوں کے عقائد سے متفق ہیں تب تو ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے، اور اگر ان عقائد سے تائب ہو چکے ہیں تب بھی ان کا یہ عقیدہ کہ روزوں کے لئے وقت اور مہینے کی پابندی لازم نہیں ہے، کفریہ عقیدہ ہے، اور غیر عرب کے لئے اپنی مادری زبان میں نماز کی اجازت بھی گمراہی ہے، امام ابوحنیفہؒ کی طرف جو بات انہوں نے منسوب کی ہے وہ بھی اس اطلاق کے ساتھ درست نہیں، امام صاحب کا مطلب کچھ اور تھا، اور ایسے شخص کو کسی اسلامی ادارے کی ذمہ داری سونپنا ہرگز درست نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (فتاوی عثمانی، ج:۱ص:۸۵، ط، مکتبہ معارف القرآن کراچی)



مرزا قادیانی اور اس کے پیرو کافر ہیں

﴿سوال﴾:

مرزا قادیانی اور اس کے متبع کافر ہیں یا نہ؟

الجواب:

قادیانی اور اس کے متبعین کافر ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿سوال﴾:

مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کا جو مذہب ہے اور وہ اپنے آپ کو مسیح ومہدی قرار دیتے ہیں کیا یہ واقعی مسیح ہے؟ اور اس کی کیا اصلیت ہے؟

﴿الجواب﴾:

مرزا قادیانی ایک شخص ضال ومضل یعنی خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا دجال اور کذاب تھا، وہ ہرگز مسیح موعود یا پیغمبر نہ تھا، اس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری اور مسیحیت کا کیا تھا، وہ اور اس کے پیرو سب گمراہ اور صراط مستقیم اور دین اسلام سے خارج وعلیحدہ ہیں، علمائے اہل حق نے اس کی اور اس کی جماعت کی تکفیر کی ہے، ایک رسالہ ''مرزا غلام احمد اور اس کے پیرو کافر ہیں'' آپ کے پاس بھی بھیجا جاتا ہے جس میں مرزا مذکور کے بہت سے اقوال اس کی تصنیف کردہ کتابوں سے منتخب کر کے جمع کیے گئے ہیں، جن سے مرزا کا دجال کذاب ہونا اور کافر ہونا ثابت ہوتا ہے، اور اس پر بہت سے علماء کے دستخط ہیں۔ واللہ ولی التوفیق وآخر دعوانا أن الحمدللہ رب العالمین. (فتاوی دار العلوم دیوبند، ج:۱۸، ص: ۴۵۵، ط، مکتبہ دار العلوم دیوبند/ کفایۃ المفتی، ج:۱، ص: ۳۲۵، ط، دار الاشاعت کراچی/ امداد الفتاوی، ج:۱۲، ص:۱۷۸، ۱۷۹، ط، زکریا بک ڈپو الہند/ فتاوی دار العلوم وقف دیوبند، ج:۲، ص:۲۸۸، ط، حجۃ الاسلام اکیڈمی الہند)



مرزا قادیانی کو کافرانہ عقائد کے باوجود کافر نہ سمجھنے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو بوجہ دعویٰ نبوت حقیقی وغیرہ پوری ملت اسلامیہ کے نزدیک کافر اور مرتد ہے اگر کوئی شخص یا جماعت غلام احمد قادیانی کو کافر نہ سمجھے بلکہ مسیح موعود، مہدی معہود، مامور من اللہ، ملہم، مجدد، محدث، امام زمان، ظل بروزی طور پر جزوی نبی مانتا ہو اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا قائل نہ ہو بلکہ وفات مسیح کا قائل ہو جیسا کہ لاہوری پارٹی کا عقیدہ ہے تو اس شخص یا جماعت کا کیا حکم ہے، اگر مندرجہ بالا عقائد کے بنا پر اگر وہ شخص یا

جماعت کافر اور خارج از اسلام ہے۔ تو اگر کوئی شخص یا جماعت مندرجہ بالا عقائد رکھنے والے شخص یا جماعت کو کافر نہ سمجھے، تو اسی بنا پر کافر کو کافر نہ کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

﴿الجواب﴾:

کافر کو مجدد ماننا اور اس کے کفریات کو تجدید دین ماننا بلاشک وشبہ کفر ہے۔ لہٰذا لاہوری پارٹی کے کافر ہونے میں کسی مسلمان کو تردد نہ کرنا چاہیے۔ لاہوری پارٹی حیات عیسیٰ علیہ السلام سے منکر ہیں۔ اور تمام معجزات میں تحریفات کرتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا مانتے ہیں۔

ملاحظہ ہو بیان القرآن مصنفہ محمد علی لاہوری۔ تو باوجود اس کے جو شخص یا جماعت ان کو کافر نہ مانیں تو وہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس کے پیچھے اقتداء کرنا، اس کے ساتھ نکاح کرنا، اس پر جنازہ پڑھنا غیر مشروع ہیں۔

والدليل على ما مر انهم انكروا مما ثبت بالضرورة وبالاجماع وهو كفر وعدم تكفير الكافر يستلزم استحسان كفره لزوما بينا وهو ايضا كفر. فقط (فتاوى فريديه، ج: ١، ص: ١٤١، ١٤٢/ عزيز الفتاوى، ص: ١٠١، ط، دار الاشاعت كراچى/ فتاوى ختم نبوت، ج: ١، ص: ٧٤، ط، عالمى مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مرزا قادیانی کو سچا ماننے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

ایک بزرگ جو اپنے آپ کو اللہ والا اور روحانیت کا بادشاہ جتاتے ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی کے معتقد اور موجودہ جماعت احمدیہ کے قائل ہیں۔ قوم ہنود کے ایک فرقے کے

اوتار ہونے کے مدعی اور مامور جماعت احمدیہ کے متمنی، مذکورہ اعتقاد رکھنے والے کی رائے امور شرعیہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ایسے بزرگ کا شرعی معاملات میں اعتماد کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

﴿جواب﴾:

جو شخص غلام احمد قادیانی کو ماننے اور ان کے دعوؤں کی تصدیق کرے اور اپنے آپ کو اوتار بتائے وہ گمراہ اور اسلام سے خارج ہے۔اس کی بات ماننا اور اس کو پیر بنانا یا اس کی جماعت میں شریک ہونا حرام ہے۔ مسلمانوں کو اس سے قطعاً محترز اور مجتنب رہنا چاہیے۔[کفایت المفتی ج ۱ص ۱۳۷] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۴۷، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت ومہدویت سے واقف ہونے کے باوجود اس کو مسلمان کہنے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت اور مہدیت سے واقف وآشنا ہوکر بھی کوئی شخص مرزا کو مسلمان سمجھتا ہے تو کیا وہ کہنے والا شخص مومن ہوسکتا ہے؟ مہربانی فرما کر جواب سے نوازیں۔

﴿الجواب﴾:

مرزا قادیانی کے عقائد ونظریات وخیالاتِ باطلہ اس حد تک غلیظ ہیں کہ ان سے واقف ہوکر کوئی مسلمان شخص مرزا کو مسلمان نہیں کہہ سکتا۔البتہ جسے اس کے عقائد باطلہ کا علم نہ ہو اور تاویل کرے اور اسے کافر نہ کہے تو ممکن ہے ورنہ نہیں۔ بہرحال جاننے کے بعد مرزا

کو کافر کہنا ضروری ہے۔ البتہ جو شخص بہ سبب کسی شبہ اور تاویل کے کافر نہ کہے تو ایسے شخص کی تکفیر میں احتیاط کی جائے گی پس اسے کافر نہ کہا جائے گا۔ معترض کا نفسیاتی تجزیہ کر کے دیکھا جائے کہ وہ مرزا کے بارے میں کیا کہتا ہے تب قول کیا جائے احتیاط یہی ہے کہ عدم تکفیر کا قول کیا جائے۔ [فتاوی حکیمیہ ص ۳۲۹] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص: ۵۷۶، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



غلط فہمی کی وجہ سے قادیانی کو مسلمان کہنے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

ایک شخص اگر غلط فہمی کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو اعلیٰ مسلمان کہا کرے۔ اور کہدے کہ اس پر کفر کا فتویٰ غلط ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا الخ پھر اس سے سوشل وسماجی بائیکاٹ کیا اور عقیدہ بالا سے رجوع کر لیا تو کیا یہ تجدید نکاح کرے گا یا نہ؟ اور یہ اعلان کرے گا یا نہ؟

﴿الجواب﴾:

چونکہ یہ شخص غلط فہمی کی وجہ سے مرزا کو مسلمان قرار دینے والا تھا لہٰذا اس پر تجدید نکاح ضروری نہیں ہے اگرچہ بہتر اور احوط ہے۔ البتہ اگر اس نے اس عقیدہ کا اظہار علی الاعلان کیا ہو۔ تو براءت بھی علی الاعلان کرے گا۔ ان سر فسر وان جھر فجھرا. وھو والموفق (فتاوی فریدیہ، ج:۱،ص:۱۴۳)



جولوگ مرزا قادیانی کو مجدد اور فیضِ نبوت سے مستفید جانتے ہیں وہ کافر و مرتد ہیں

سوال:

ہم ان تمام احکامات پر جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کے ہیں ایمان رکھتے ہیں، اور اس کی پیروی کی کوشش کرتے ہیں، اور حضرت مرزا صاحب کو مجدد اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے فیض نبوت سے مستفید جانتے ہیں، از روئے شریعت محمد یہ ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب:

واضح ہو کہ اگر کسی شخص میں باوجود تمام عقائد اسلامیہ کے ماننے کے ایک عقیدہ بھی کفریہ ہو، اور کسی ایک امر کا ضروریات دین سے بھی انکار کرے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے، پس جو شخص باوجود دعویٰ اسلام و عقائدِ اسلام کے ایک ایسے مرتد و ملحد کو جس کی کتابوں سے اس کی کفریات ثابت ہیں مسلمان سمجھے، بلکہ اس کو مجدد اور فیض نبوت سے مستفید سمجھے وہ بھی کافر ہے، کیوں کہ اس نے کافر کو مسلمان اور کفر کو اسلام سمجھا، پس جب کہ محقق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بہ وجہ دعویٰ نبوت و توہینِ انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام وغیرہما کے قطعاً کافر ہے۔ تو جو شخص ایسے کافر ملعون کو مجدد و مستفید از فیض نبوت سمجھے اس کے کفر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی دار العلوم دیوبند، ج: ۱۸، ص: ۴۵۷، ط، مکتبہ دار العلوم دیوبند/ فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۶۶، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی کی تعریف کرنے والے کا حکم

سوال:

جو لوگ غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے ہیں وہ اگرچہ قادیانی تو نہیں ہیں لیکن کسی دنیاوی مصلحت کی وجہ سے ان کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ بڑے با اخلاق، مہمان نواز اور اپنی وضع کے پابند لوگ ہیں، تو ایسا شخص فاسق ہے یا مرتد ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق:

اگر ان کا عقیدہ قادیانی کو نبی ماننے کا نہیں ہے، تو وہ لوگ فاسق اور گناہ گار مسلمان ہیں، کیوں کہ قادیانی مرتد اور کافر ہیں، ان کی تعریف اور ان کی دعوت کرنے والا فاسق ہے، مرتد اور کافر نہیں ہے۔ چونکہ قادیانی بے دین ہیں اور بے دین کی تعظیم کرنے والا فاسق ہو جاتا ہے۔ (فتاوی دار العلوم وقف دیوبند، ج:۲، ص:۲۹۳، ط، حجۃ الاسلام اکیڈمی الہند/ فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۶۷، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



جھوٹا مدعی نبوت اور اس کی تصدیق کرنے والے کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ استفتاء کے کہ:

کیا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا اور اس دعویٰ کی تصدیق کرنے والا مومن ہے یا کافر؟

نوٹ: جواب قرآنی دلائل سے دیا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قرآن کریم میں مذکور ہے: ﴿ما

كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين ﴾ الآیۃ لہٰذا جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ شخص نص قرآنی کا منکر ہے اور قرآن شریف کی کسی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے یہی حال اس شخص کا ہے جو ایسے مدعی نبوت پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (فتاوی محمودیہ، ج: ۲، ص: ۱۱٤)



قادیانیوں سے نرمی کرنے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم وابدہم وایدہم اس مسئلہ میں کہ ایک سنیوں کے محلّہ میں بکر قادیانی آ کر بسا، زید سنی نے مردوں عورتوں کو اس کے گھر میں جانے سے، اس سے خلا ملا میل جول حصہ بخرہ رکھنے سے منع کیا، ہندہ جس کے بیٹے وغیرہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہیں، اس نے کہا کہ بڑے نمازیئے، پڑھ کر ملا ہو گئے، ہم عذاب ہی بھگت لیں گے۔ اس بیچارے قادیانی کو دق کر رکھا ہے، تو اب ہندہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

﴿الجواب﴾:

ہندہ نماز کی تحقیر کرنے اور عذاب الٰہی کو ہلکا ٹھہرانے اور قادیانی کو اس فعل مسلمانان سے مظلوم جاننے اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم وناحق سمجھنے کے سبب اسلام سے خارج ہوگئی۔ اپنے شوہر پر حرام ہوگئی جب تک نئے سرے سے مسلمان ہوکر اپنے ان کلمات سے توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [احکام شریعت، احمد رضا خان ص ۱۹۷ مشملہ فتاوی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۵۴] (فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۷٦، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مرزا غلام احمد قادیانی ختم نبوت، معراج جسمانی کا منکر ہے؟

﴿سـوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ختم نبوت کا منکر ہیں اور معراج جسمانی کے بھی منکر ہیں، ان دونوں باتوں کا کیا جواب ہے، کیا اور پارٹی بھی ختم نبوت کی منکر ہے۔

﴿الجواب وباللّٰہ التوفیق﴾:

ختم نبوت کا منکر نص قطعی کے انکار کی بناء پر کافر مرتد خارج از اسلام ہے۔

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين. [الأحزاب: ٤٠]

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم: فأنا موضع اللبنة، جئت فختمت الأنبياء عليهم السلام. الحديث [مسلم شريف، كتاب الفضائل، باب ذكر كونه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم خاتم النبيين، النسخة الهندية ٢/ ٢٤٨، بيت الأفكار، رقم: ٢٢٨٧، وفي البخاري: وأنا خاتم النبيين الخ، كتاب المناقب، باب خاتم النبيين، النسخة الهندية ١/ ٥٠١، رقم: ٣٤١٠، ف: ٣٥٣٥، وفي صحيح ابن حبان: ختم بي الرسل، صحيح ابن حبان، كتاب التاريخ، ما ذكر تمثيل المصطفىٰ صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم مع الأنبياء بالقصر المبنى ٦/ ٨٣، رقم: ٦٤١٥، مشكوة ٢/ ٥١١، نبراس ٢٧٩]

وفي رواية: ختم بي الأنبياء. [مسند أبي داؤد الطيالسي، دار الكتب العلمية بيروت ٢/ ٣٦٧، رقم: ١٨٩٤]

معراج جسمانی مسجد حرام سے بیت المقدس تک نص قطعی سے ثابت ہے، اس کا منکر کافر ہے، بیت المقدس سے آسمان تک حدیث مشہور سے ثابت ہے، اس کا منکر فاسق ہے، آسمان سے جنت وعرش الٰہی وغیرہ تک اخبار آحاد سے ثابت ہے، اس کا منکر گنہگار ہوگا، توبہ لازم ہے۔

فالاسراء وهو من المسجد الحرام الى بيت المقدس قطعي، أى يقيني ثبت بالكتاب، أى القرآن، ويكفر منكره، والمعراج من الأرض الى السماء مشهور، أى ثابت بالحديث المشهور، فلايكفر منكره، بل يفسق، ومن السماء الى الجنة أو العرش أو غير ذلك أحاد أى مروى بخبر الآحاد، ويأثم منكره.الخ. [نبراس شرح عقائد/ ۲۹٥]

ہاں اور پارٹی بھی ختم نبوت کی منکر گذری ہے، مثلاً یمامہ کے قبیلہ بنی حنیفہ میں مسیلمہ کذاب اور یمن میں اسود عنسی وغیرہ۔

وكفر من كفر من العرب، وهذه الفرقة طائفان: احداهما صاحب مسيلمة من بني حنيفه وغيرهم الذين صدقوه على دعواه فى النبوة، وأصحاب أسود العنسي ومن كان من مستجيبيه من أهل اليمن وغيرهم، وهذه الفرقة بأسرها منكرة لنبوة سيدنا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم مدعية للنبوة لغيره. [بذل المجهود، كتاب الزكوة، مكتبة يحيى سهارنپور ۳/ ۲، دار البشائر الاسلامية بيروت لبنان ٦/ ۲۹۸] فقط واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم (فتاوی قاسمیه، ج: ۲، ص: ۳۱۰تا ۳۱۲، ط، مکتبه اشرفیه دیوبند)



اسلامی انجمن میں قادیانیوں کوممبر بنانا

﴿سوال﴾:

کسی اسلامی انجمن میں قادیانیوں کوممبر بنانا شرعاً کیا حکم ہے۔اگر کثرت رائے اور متفقہ رائے سے یہ تجویز منظور ہوجائے کہ قادیانیوں کوبھی ممبر بنایا جائے پھراس انجمن میں شریک ہونا یااس کی امداد کرنا کیسا ہے؟

﴿جواب﴾:

قادیانیوں کوکسی انجمن میں ممبر نہ بنایا جائے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس انجمن سے علیحدہ ہوجانا چاہیے۔(کفایۃ المفتی ،ج:۱،ص:۳۲۷، ۳۲۸،ط، دارالاشاعت کراچی)



مرزائیت سے توبہ کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کوجھوٹا کہنا ضروری ہے

﴿سوال﴾:

مسمی مشتاق احمد جومرزائی جماعت سے تعلق رکھتا ہے وہ پچاسوں مسلمانوں کی موجودگی میں میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔اوراس نے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جوشخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ لعنتی ہے۔اس نے مرزا قادیانی کا نام لے کر کافر یا لعنتی نہیں کہا۔اب شہر میں کچھ لوگ ہیں جن کا موقف یہ ہے کہ یہ آدمی مسلمان نہیں ہوا۔کیوں کہ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر نہیں کہا۔صرف مدعی نبوت کولعنتی کہا ہے۔ جب کہ لاہوری مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی مدعی نبوت ہی نہیں تھا۔ جب تک یہ مرزا غلام احمد کا نام لے کراس کوکافر،مرتد،لعنتی نہ کہے اوراس کے پیروکار دونوں جماعتوں لاہوری اور قادیانی کوکافر نہ کہے تو یہ مسلمان نہیں۔اس نے دھوکا دیا ہے۔اب آپ فرمائیں کہ یہ آدمی

مسلمان ہوا ہے یا کہ نہیں؟

﴿الجواب﴾:

صورتِ مسئولہ میں اس شخص سے صراحۃً مرزا غلام احمد کے بارے میں پوچھا جائے، اگر وہ مرزا غلام احمد اور مرزائیوں کی ہر دو جماعت کو برملا کافر اور ان کے مرتد ہونے کا اعلان کردے، اور مرزائیت اور ہر دینِ باطل سے توبہ کرے تو مسلمان سمجھا جائے وگرنہ اس کا صرف اتنا کہہ دینا ''کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے میں اس پر لعنت بھیجتا ہوں''۔ اس پر مسلمان کا حکم لگانے کے لئے کافی نہیں۔

وفی الخامس بهما مع التبری عن کل دین یخالف دین اسلام بدائع واٰخر کراهیة الدرر وحینئذ لیستفسر من جهل حاله بل عم فی الدرر اشتراط التبری من یهودی ونصرانی ومثله فی فتاوی المصنف.

اگر یہ شخص مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق اسلام قبول کرلے تو بھی اسے ایک عرصہ تک کوئی دینی، اجتماعی یا انفرادی ذمہ داری نہ سونپی جائے اور اس کے بارے میں محتاط رویہ اختیار کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (خیر الفتاوی، ج:۱، ص:۸۰، ۸۱، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



قادیانی وغیرہ کلمہ گو کیا مسلمان ہیں؟

﴿سوال﴾:

ایک شخص کہتا ہے کہ مسلمانوں میں جتنے بھی فرقے ہیں، قادیانی ہوں یا شیعہ سب کلمہ گو ہیں اور سب قبلہ والے ہیں، سب مسلمان ہیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

عقائد، فقہ اور نصوصِ قطعیہ کے خلاف فرقے اسلام سے خارج ہیں، محض کلمہ گو ہونے

یا نماز پڑھنے سے وہ اہل قبلہ ہو کر مسلمان نہیں ہونگے۔ کذا فی اکفار الملحدین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی محمودیہ، ج:۲، ص:۱۱۵)



قادیانی کیوں کافر ہیں؟

﴿سوال﴾:

قادیانی فرقہ کو کیوں کافر قرار دیا گیا ہے؟

﴿جواب﴾:

قادیانی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں، حالانکہ قرآن مجید نے بالکل صریح الفاظ میں جناب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمادیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> ''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں''۔

حدیثیں اس سلسلہ میں بکثرت وارد ہیں، چنانچہ امت محمدیہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کا دعویٰ نبوت کرنا جھوٹ ہے، امام طحاوی العقیدۃ الطحاویۃ میں لکھتے ہیں:

> ''من ادعی بعدہ النبوۃ فھو کاذب''.
>
> ''ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ بالاجماع کفر ہے''۔

خود مرزا غلام احمد صاحب نے جب تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا، اس حقیقت کا اعتراف واعلان کرتے تھے کہ سلسلہ نبوت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرنا کفر ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''مجھے کب جائز ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں''۔

پس گویا اس بات پر مرزا صاحب کا بھی اتفاق ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کفر ہے، لیکن افسوس بعد کو چل کر خود مرزا صاحب نبوت کا دعوی کر بیٹھے، جس کو وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں بجا طور پر باعث کفر سمجھتے تھے، اسی لئے مسلمان ان کے دعوی نبوت، اس دعوت پر ایمان لانے والے اور ان کی تصدیق کرنے کو کفر قرار دیتے ہیں، اور تمام امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے، خود مرزا صاحب نے بھی اپنے اوپر ایمان نہ لانے والوں یعنی تمام مسمانوں کو ایسا کافر قرار دیا ہے جس کے دل پر مہر لگ چکی ہے، کہتے ہیں:

''مگر بدکار رنڈیوں کی اولاد، جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے، وہ مجھے قبول نہیں کرتے''۔

مرزا صاحب پر ایمان رکھنے والے بھی تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں، چنانچہ میاں بشیر الدین محمود احمد خلیفہ دوم قادیانی کہتے ہیں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوتے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا کافر ہیں، اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں''۔

اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کا دائرہ اسلام سے خارج ہونا ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے، مسلمانوں کو اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ رہنا چاہیے، اور قادیانی حضرات جو بہرحال انسانی نقطہ نظر سے ان کے بھائی ہیں کو راہ حق اور ایمان کی طرف دعوت دینا چاہئے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیلمہ کذاب کے متبعین کی طرح ان کو بھی ہدایت سے سرفراز فرمادے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز وبہ التوفیق. (کتاب الفتاوی، ج:۱، ص:۳۷۴ تا ۳۷۶، ط، زمزم پبلشرز کراچی)



قادیانی کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا

﴿سوال﴾:

چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ شخصے بنام عبدالعزیز مرا کہ من قسم بخدائے ذوالجلال والاکرام صحیح العقیدہ مسلمان ہستم۔ مرزائی بگوید و پروپیگنڈا بکند ایں را سزا از روئے قرآن کریم وحدیث شریف وفقہ چیست۔ بینوا توجروا

﴿جواب﴾:

منجملہ از شروط صحت اسلام و درستی عقیدہ ایں ہم است کہ یقین حاصل باشد کہ بعد از ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر کہ دعوی نبوت کردہ آں دجال، کافر، کذاب ہست، اگر فی الواقعہ شما ایں عقیدہ میدارید ونیز دیگر ضروریات دین را یقین میکنید وبا ایں ہمہ کسے شمارا مرزائی یا کافر گوید۔ آں مجرم است وآن را خوف کفر است توبہ کردن لازم۔ لیکن شرط ایں است کہ او بالیقین ایں قسم جملہ گفتہ باشد۔ وبا قاعدہ شہادت شرعی بر گفتن او ازیں قسم جملہ ھائی موجود باشد۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۱، ص: ۲۳۰، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



مرزا کے ایک قول کا حوالہ

﴿سوال﴾:

ایک دفعہ جناب والا نے قادیانی ملعون کا تذکرہ فرماتے ہوئے اس کا ایک الہام ذکر فرمایا تھا کہ ''آج رات خدا نے میرے سے قوت رجولیت کا اظہار کیا [ہمبستری کی] جس کے نتیجہ میں مجھے حمل قرار پا گیا'' یہ الہام کس کتاب میں ہے؟ جناب والا کو یاد ہو تو تحریر فرمادیں۔

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:
صفحہ تو محفوظ نہیں لیکن مرزا کی کتابوں سے عشرہ کاملہ میں بھی نقل کیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی محمودیہ، ج:۲، ص:۱۳۴)



مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھنے پر سزا کا گمراہ کن پروپیگنڈہ

﴿سوال﴾:
میرے ساتھ ایک عیسائی لڑکی پڑھتی ہے وہ اسلام میں دلچسپی رکھتی ہے میں اسے اسلام کی متعلق بتاتی ہوں لیکن جب میں نے اسے اسلام قبول کرنے کو کہا تو وہ کہنے لگی تمہارے یہاں تو کلمہ پڑھنے پر سخت سزا دی جاتی ہے اخبار میں بھی آیا تھا برائے مہربانی مجھے بتائیں میں اسے کیا جواب دوں۔

﴿جواب﴾:
اسے یہ جواب دیجئے کہ اسلام قبول کرکے کلمہ پڑھنے سے منع نہیں کرتے نہ اس پر سزا دی جاتی ہے البتہ وہ غیر مسلم جو منافقانہ طور پر اسلام کا کلمہ پڑھ کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ان کو سزا دی جاتی ہے۔[آپ کے مسائل اوران کا حل ج ا ص ۲۰۰] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۳۱۶، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



ایک قادیانی کا خود کو مسلمان ثابت کرنے کے لیے گمراہ کن استدلال

بخدمت جناب مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہ

السلام علی من اتبع الھدی

جناب عالی! گذارش ہے کہ جناب کی خدمت میں مکرم ومحترم جناب بلال انور صاحب نے ایک مراسلہ ختم نبوت کے موضوع پر لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا آپ نے اس مراسلہ کے حاشیہ پر اپنے ریمارکس دے کر واپس کیا ہے یہ مراسلہ اور آپ کے ریمارکس خاکسار نے مطالعہ کیے ہیں۔ چند ایک معروضات ارسال خدمت ہیں آپ کی خدمت میں مؤدبانہ اور عاجزی سے درخواست ہے کہ خالی الذہن ہو کر خدا تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرتے ہوئے ایک خداترس اور محقق انسان بن کر ضد وتعصب، بغض وکینہ دل سے نکال کر ان معروضات پر غور فرما کر اپنے خیالات سے مطلع فرمائیں یہ عاجز بہت ممنون ومشکور ہوگا۔

سوال ۱:

جناب بلال صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کی تھی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمان ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید پر، جو خدا تعالیٰ کا آخری کلام ہے، اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر کامل ایمان رکھتے ہیں، تمام آسمانی کتابیں، جن کی سچائی قرآن مجید سے ثابت ہے، ان سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ صوم وصلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج تمام ارکان اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور اسلام پر کاربند ہیں۔

آپ نے ریمارکس میں لکھا ہے کہ ”منافقین اسلام بھی اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو منافق قرار دیا ہے۔ یہی حال قادیانیوں کا ہے“۔

مکرم جناب مولانا صاحب یہ آپ کی بہت بڑی زیادتی، جسارت اور ناانصافی ہے اور ضد وتعصب اور بغض وکینہ کی ایک واضح مثال ہے۔ سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو قرآن کریم میں منافق ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے وہ کسی مولوی یا مفتی کا قول نہیں ہے اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے منافق ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا تھا۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا اور ان کو منافق کہنے والی اللہ تعالیٰ کی علیم وخبیر ہستی تھی جو کہ

انسانوں کے دلوں سے واقف ہے کہ جس کے علم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود یا آپ کے رفقاء نے اپنے زمانہ میں کسی کے متعلق کفر یا منافق کا فتویٰ صادر کیا ہو۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی مثال ہو تو تحریر فرمائیں یہ عاجز بے حد آپ کا ممنون ومشکور ہوگا۔

﴿سوال ۲﴾:

مکرم مولانا اگر آپ کے اس اصول کو درست تسلیم کرلیا جائے کہ کسی انسان کا اپنے عقیدہ کا اقرار تسلیم نہ کیا جائے تو مذہبی دنیا سے ایمان اٹھ جائے گا۔ اس حالت میں ہر فرقہ دوسرے فرقہ پر کافر اور منافق ہونے کا فتویٰ صادر کردے گا اور کوئی شخص بھی دنیا میں اپنے عقیدہ اور اپنے ایمان کی طرف منسوب نہ ہو سکے گا اور یہ سلوک آپ کے مخالفین آپ کے ساتھ بھی روا رکھیں گے اور آپ کو بھی اپنے عقیدہ اور ایمان میں مخلص قرار نہ دیں گے کیا آپ کے اس اصول کو تسیلم کریں گے۔

کیا خدا تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو ایسا کہنے کی اجازت دی ہے؟ دنیا کا مسلمہ اخلاقی اصول جو آج تک دنیا میں رائج ہے اور مانا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص اپنا جو عقیدہ اور مذہب بیان کرتا ہے اس کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ آپ ایک مسلمان کو مسلمان اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، ایک ہندو کو ہندو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہندو کہتا ہے اسی طرح ہر سکھ کہلانے والے عیسائی کہلانے والے اور دیگر مذاہب کی طرف منسوب ہونے والوں سے معاملہ کیا جاتا ہے اور اس اخلاقی اصول کو دنیا میں تسلیم کیا گیا ہے اور ساری دنیا اس پر کاربند ہے۔ پس جب تک احمدی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ وہ

(ا)......ا: اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔

۲......: اس کے سب رسولوں کو مانتے ہیں۔

۳......: اللہ تعالیٰ کی سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

۴.....:اللہ تعالیٰ کے سب فرشتوں کو مانتے ہیں۔

۵.....:اور بعث بعد الموت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

اور اسی طرح پانچ ارکان دین پر عمل کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں اور اسلام کو آخری دین مانتے ہیں اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ اس وقت تک دنیا کی کوئی عدالت، دنیا کا کوئی قانون، دنیا کی کوئی اسمبلی اور دنیا کا کوئی حاکم اور کوئی مولوی، ملاں اور مفتی جماعت کو اسلام کے دائرہ سے نہیں نکال سکتی اور نہ ہی ان کو کافر یا منافق کہہ سکتے ہیں اس لیے کہ ہمارے پیارے نبی دل وجان سے پیارے آقا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔

کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور سے پوچھا ''ایمان'' کیا ہے؟ حضور نے فرمایا:

(۲).....اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور بعث بعد الموت پر۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا درست ہے۔

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسلام کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، قائم کرنا نماز کا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور اگر استطاعت ہو تو ایک بار حج کرنا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے درست ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو انسان کی شکل میں ہو کر تمہیں تمہارا دین سکھلانے آئے تھے۔ [ملاحظہ ہو صحیح بخاری کتاب الایمان ج ۱ ص ۱۲ باب سوال جبرائیل]

(۳).....آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

۱......: یہ ماننا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

۲......: نماز قائم کرنا۔

۳......: رمضان کے روزے رکھنا۔

۴......: زکوۃ دینا۔

۵......: زندگی میں ایک بار حج کرنا۔

(۴)......: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص ہماری طرح کی نماز پڑھتا ہے۔ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارے ذبیحہ کو کھاتا ہے وہ مسلمان ہے، اور اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت اس کو حاصل ہے پس اے مسلمانو! اس کو کسی قسم کی تکلیف دے کر خدا تعالیٰ کو اس کے عہد میں جھوٹا نہ بناؤ۔

[بخاری ج اول باب فضل استقبال القبلۃ کتاب الصلوٰۃ ص ۵۶]

(۵)......: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:

''ایمان کی تین جڑیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہہ دے تو اس کے ساتھ کسی قسم کی لڑائی نہ کرو اور اس کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ بنا اور اسلام سے خارج مت قرار دے۔

پس مسلمان کی یہ وہ تعریف ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائی اور جس کی تصدیق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کی۔

اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ اسلام کے دائرہ میں داخل ہے اور مسلمان اور مومن ہے۔ اب انصاف آپ کریں کہ آپ کا بیان کہاں تک درست اور حق پر مبنی ہے۔

دوبارہ جماعت احمدیہ کے عقیدہ پر غور کر لیجئے۔

جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔

ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا زیادہ کرے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہیں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض جانتے ہیں۔

اور ہم آسمان اور زمین کو گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے اور قیامت کے دن ہمارا اس پر دعوی ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔

ان حالات میں اب کس طرح ہم کو منکر اسلام کہہ سکتے ہیں۔ اگر تحکم سے ایسا کریں گے تو آپ ضدی اور متعصب تو کہلا سکیں گے مگر ایک خدا ترس اور متقی انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ امید ہے کہ آپ انصاف کی نظر سے اس مکتوب کا مطالعہ فرما کر اس کے جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔ محمد شریف

﴿جواب﴾:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم و محترم ھدانا اللہ وایاکم الی صراط المستقیم.

جناب کا طویل گرامی نامہ طویل سفر سے واپسی پر خطوط کے انبار میں ملا۔ میں عدیم

الفرصتی کی بناء پر خطوط کا جواب ان کے حاشیہ میں لکھ دیا کرتا ہوں۔ جناب کی تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ جب آپ دین کی ساری باتوں کو مانتے ہیں تو آپ کو خارج از اسلام کیوں کہا جاتا ہے؟

میرے محترم! یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ آپ کے اور مسلمانوں کے درمیان بہت سی باتوں میں اختلاف ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں اور مسلمان اس کے منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اگر واقعتاً نبی ہیں تو ان کا انکار کرنے والے کو کافر ہوئے اور اگر نبی نہیں تو ان کو ماننے والے کافر۔ اس لیے آپ کا یہ اصرار تو صحیح نہیں کہ آپ کے عقائد ٹھیک وہی ہیں جو مسلمانوں کے ہیں، جبکہ دونوں کے درمیان کفر و اسلام کا فرق موجود ہے، آپ ہمارے عقائد کو غلط سمجھتے ہیں اس لیے ہمیں کافر قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی، حکیم نور دین قادیانی، مرزا محمود قادیانی اور مرزا بشیر احمد قادیانی، نیز دیگر قادیانی اکابر کی تحریروں سے واضح ہے اور اس پر بہت سی کتابیں اور مقالے لکھے جا چکے ہیں۔

اس کے برعکس ہم لوگ آپ کی جماعت کے عقائد کو غلط اور موجب کفر سمجھتے ہیں، اس لیے آپ کی یہ بحث تو بالکل ہی بے جا ہے کہ مسلمان، آپ کی جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج کیوں کہتے؟ البتہ یہ نکتہ ضرور قابل لحاظ ہے کہ آدمی کن باتوں سے کافر ہو جاتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تمام باتیں جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول چلی آتی ہیں اور جن کو گذشتہ صدیوں کے اکابر مجددین بلا اختلاف ونزاع، ہمیشہ مانتے چلے آئے ہیں [ان کو ضروریات دین کہا جاتا ہے] ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے اور منکر کافر ہے کیونکہ ''ضروریات دین'' میں سے کسی ایک کا انکار آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب اور پورے دین کا انکار کو مستلزم ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی ایک آیت کا انکار پورے قرآن مجید کا انکار ہے اور یہ اصول کسی آج کے ملا، مولوی کا نہیں بلکہ خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد فرمودہ ہے اور بزرگان سلف ہمیشہ اس کو لکھتے آئے

ہیں۔ چونکہ مرزا قادیانی کے عقائد میں بہت سی ''ضروریات دین'' کا انکار پایا جاتا ہے اس لیے خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے تحت مسلمان ان کو کافر سمجھنے پر مجبور ہیں۔ پس اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپ کا حشر اسلامی برادری میں ہو تو مرزا قادیانی اور ان کی جماعت نے جو نئے عقائد ایجاد کیے ہیں ان سے توبہ کر لیجیے ورنہ ''لکم دینکم ولی دین'' . والسلام علی من اتبع الھدی. [آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۰۷ تا ۲۱۲] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۲۰۲ تا ۲۰۶، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مرزائی لوگ اہل کتاب نہیں مرتد ہیں

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ مرزائی اہل کتاب کہلا سکتے ہیں اور مرزائی عورت ایک عیسائی عورت کی سی حیثیت رکھتی ہیں؟ پھر جب کہ ایک مرزائی عورت گونگی ہے۔ اور اس صورت میں وہ مذہبی عقائد کو سمجھ بھی نہیں سکتی۔ اس صورت میں نکاح ہوسکتا ہے؟

﴿الجواب﴾:

مرزائی لوگ مرتد ہیں، نہ اہل کتاب ہیں اور نہ اہل اسلام ہیں مرتد کے ساتھ نکاح درست نہیں ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ اور گونگی سے بذریعہ اشارات کے معلومات ہوسکتی ہیں اگر اشارات سے معلومات نہ ہوسکتی ہوں تو اس کو مرزائی کہنا غلط ہے۔ صرف نسب کی وجہ سے مذہب متعین نہیں ہوسکتا ہے۔ والمسئلة من الواضحات فلاحاجة الی نقل العبارات. وھو الموفق (فتاوی فریدیہ، ج:۱، ص:۱۴۳)



قادیانی کا حکم

﴿سوال﴾:

ایک شخص جو پہلے سے پختہ مسلمان تھا وہ اب قادیانی ہوگیا ہے اور اپنی بہن کو زبردستی کر کے قادیانی بنالیا اور اپنی والدہ کو بھی قادیانی ہوجانے پر مجبور کر رہا ہے اور بیوی کو بھی قادیانی کرلیا ہے، صرف ایک چھوٹا بھائی قادیانی نہیں ہے، گزارش ہے کہ قادیانی کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا مرتد ہوجاتا ہے اور اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں؟

اگر کوئی قادیانی ہوجانے کے بعد توبہ کرلے تو اس کا دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

قادیانی کے ساتھ بیع وشراء اور کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

مرزا غلام احمد قادیانی نے عقائد کفریہ اختیار کئے جس کی وجہ سے اسلام سے خارج اور مرتد ہوگیا جو شخص بھی اس کے کفریہ عقائد کی تصدیق کرے گا اس کا حکم یہی ہوگا، اگر کوئی شخص مرتد ہوجائے تو اس کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے، بیوی نکاح سے خارج ہوجاتی ہے ایسے شخص سے سلام وکلام، بیع وشراء سب ختم کردینا لازم ہے، اس کو مسجد میں آنے سے بھی روک دیا جائے، اس سے وہ شخص بات کرے جو اس کے غلط عقائد کی تردید کرسکتا ہو، اگر وہ توبہ کر کے اسلام میں دوبارہ داخل ہوچکا ہے تو نکاح دوبارہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی محمودیہ، ج:۲، ص:۱۱۵)



مرزا قادیانی کے ساتھ ''علیہ اللعنت'' کہنا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ کسی کا نام لیکر کافر کہنا یا لعنت بھیجنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں جن کا نام لیکر اللہ جل شانہ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے یا ان کے کافر ہونے کی خبر دی ہے ان کو کافر ملعون کہنا گناہ نہیں۔ اس عبارت کے پیش نظر مرزا قادیانی کو کافر وملعون وعلیہ اللعنت کہنا جائز ہے؟

﴿الجواب﴾:

محترم المقام السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ لعنت سے مراد اللہ کی رحمت سے ہمیشہ کے لئے دور ہونا ہوتا ہے جس کا لازمی معنی خلود فی النار ہے اور اس کے سزا کا مستحق وہ شخص ہوتا ہے جس کا خاتمہ کفر پر ہوا اور ہم ماسوائے ان اشخاص کے جن کے متعلق اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافر ہونے کی خبر دی ہو جیسے ابلیس فرعون ابولہب وغیرہ اور کسی کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے یا نہیں مختصر یہ کہ ہم منصوص کفار کے متعلق یہ فیصلہ کر سکتے ہیں جو کہ عند اللہ کافر ہیں اور اصولی کافر کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتے جو عند الشرع کافر ہیں بسا اوقات ایک شخص عند الشرع کافر ہوتا ہے لیکن عند اللہ وہ تائب ہو کر مرا ہوتا ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق ملعون عند الشرع اور کافر عند الشرع کا اعتقاد رکھیں گے لیکن کافر اور ملعون عند اللہ کا فیصلہ نہ کرینگے۔ (فتاوی فریدیہ، ج: ۱، ص: ۱۴۲)



قادیانیوں کے ساتھ موالات

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین فہم اللہ للصواب حسب ذیل مسئلہ میں:

کوئی شخص یا جماعت کسی داعی نبوتِ کاذبہ پر ایمان لانے کی وجہ سے بالاتفاق اُمت دائرہ اسلام سے خارج ہو، اور اُن کا کفر یقینی اور شک وشبہ سے بالاتر ہو، اس کے علاوہ اُن میں حسب ذیل وجوہ بھی موجود ہوں:

(۱): وہ اسلام کا لبادہ اُوڑھ کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہوں اور تمام عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوں۔

(۲): مسلمانوں کی جانی ومالی ہر طرح کی ایذاء پہنچانے میں تا مقدور کوتاہی نہ کرتے ہوں۔

(۳): ان کی مادی قوت اور مالی وسائل میں روز افزوں ترقی کا تمام تر انحصار مسلمانوں کے استحصال پر ہوں، اُن کے کارخانے اور انڈسٹریاں مسلمانوں کے ذریعہ چلتی ہوں اور وہ اسلامی ملک کے تمام کلیدی مناصب پر فائز اور معاشی وسائل پر قابض ہونے کی کوششیں کر رہے ہوں۔

(۴): دُشمن اسلام بیرونی طاقتوں، یہودی اور مسیحی حکومتوں اور ہندوستان کی اسلام دُشمن حکومت سے اُن کے روابط ہوں، الغرض مسلمانوں کے لئے دینی، معاشی، اقتصادی اور معاشرتی اعتبار سے اُن کا طرزِ عمل سنگین خطرات کا باعث ہو بلکہ ان کی وجہ سے ایک اسلامی مملکت کو بغاوت وانقلاب کے خطرات تک لاحق ہوں۔

(۵): حکومت یا حکومت کی سطح پر یہ توقع نہ ہو کہ اس فتنہ سے ملک وملت کو بچانے کی کوئی تدبیر کی جائے گی اور یہ اُمید نہ ہو کہ جس شرعی سزا کے وہ مستحق ہیں وہ ان پر جاری ہو سکے گی، اندریں حالات بے بس مسلمانوں کو اس فتنہ کی روک تھام کے لئے کیا کرنا

چاہیے؟ اور اس سلسلہ میں شرعی طور پر اُن پر کیا فریضہ عائد ہوتا ہے؟ کیا ان حالات میں اس جماعت یا فرد کی بڑھتی ہوئی جارحیت پر قدغن لگانے کے لئے حسب ذیل امور کے جواز یا وجوب کی شرعاً کوئی صورت ہے کہ:

(الف): امت اسلامیہ اس فرد یا جماعت کے ساتھ برادرانہ تعلقت منقطع کرے۔

(ب): ان سے سلام وکلام، میل جول، نشست و برخاست، شادی وغمی میں شرکت نہ کی جائے بلکہ معاشرتی سطح پر اُن سے مکمل طورر پر قطعِ تعلق کرلیا جائے۔

(ج): ان سے تجارت، لین دین اور خرید وفروخت کی جائے یا نہیں؟

(د): ان کے کارخانوں، فیکٹریوں سے مال خریدا جائے یا اُن کا مکمل اقتصادی مقاطعہ کیا جائے؟

(ھ): اُن کی تعلیم گاہوں، ہوٹلوں، ریسٹورانوں میں جانا جائز ہے یا نہیں؟

(و): اُن سے رواداری برتی جائے یا نہیں؟

(ز): اُن کے کارخانوں اور فیکٹریوں کی مصنوعات استعمال کی جائیں یا نہیں؟

غرض ان سے مکمل سوشل بائیکاٹ یا مقاطعہ کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ کیا تمام مسلمانوں کو بھی شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ انہیں راہ راست پر لانے کے لئے اُن کا بائیکاٹ کریں۔ جبکہ اُس کے سوا اور کوئی چارہ اصلاح موجود نہ ہو۔

﴿الجواب باسمہٖ تعالیٰ﴾:

بلاشبہ قرآن کریم کی وحی قطعی، جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیثِ متواترہ قطعیہ اور اُمت محمدیہ کے قطعی اجماع سے ثابت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہر نبوت کا مدعی کافر اور دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہے۔

اور جو شخص اس مدعی نبوت کی تصدیق کرے۔ اور اُسے مقتدا اور پیشوا مانے وہ بھی

کافر ومرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اس کفر اور ارتداد کے ساتھ اگر اُس میں وجوہ مذکورہ فی السوال میں سے ایک وجہ بھی موجود ہو تو قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور فقہ اسلامی کے مطابق وہ اسلامی اخوت اور اسلامی ہمدردی کا ہرگز مستحق نہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کے ساتھ سلام وکلام، نشست وبرخاست اور دلین دین وغیرہ تمام تعلقات ختم کردیں۔ کوئی ایسا تعلق یا رابطہ اس سے قائم کرنا جس سے اُس کی عزت واحترام کا پہلو نکلتا ہو یا اُس کو قوت وآسائش حاصل ہوتی ہو جائز نہیں۔ کفار، محاربین اور اعداء اسلام سے ترک موالات کے بارے میں قرآن کریم کی بے شمار آیات موجود ہیں اسی طرح احادیثِ نبویہ اور فقہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

یہ واضح رہے کہ کفار محاربین جو مسلمانوں سے برسر پیکار ہوں، انہیں ایذاء پہنچاتے ہوں، اسلامی اصطلاحات کو مسخ کرکے اسلام کا مذاق اُڑاتے ہوں، اور مار آستین بن کر مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے کے درپے ہوں، اسلام ان کے ساتھ سخت سے سخت معاملہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ رواداری کی ان کافروں سے اجازت دی گئی ہے جو محارب اور موذی نہ ہوں۔ ورنہ ''کفار محاربین'' سے سخت معاملہ کرنے کا حکم ہے۔

علاوہ ازیں بسا اوقات اگر مسلمانوں سے کوئی قابل نفرت گناہ سرزد ہوجائے تو بطور تعزیر وتادیب ان کے ساتھ ترک تعلق اور سلام وکلام ونشست وبرخاست ترک کرنے کا حکم شریعت مطہرہ اور سنت نبوی میں موجود ہے چہ جائیکہ کفار محاربین کے ساتھ۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے اسلامی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان فتنہ پرداز مرتدین پر ''من بدل دینه فاقتلوه'' کی شرعی تعزیر نافذ کرکے اس فتنہ کا قلع قمع کرے اور اسلام اور ملت اسلامیہ کو اس فتنہ کی یورش سے بچائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے فتنہ پرداز موذیوں اور مرتد وکافر سے جو سلوک کیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اور بعد کے خلفاء اور سلاطین اسلام نے بھی کبھی اس فریضہ سے غفلت اور تساہل

پسندی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

لیکن اگر مسلمان حکومت اس قسم کے لوگوں کو سزا دینے میں کوتاہی کرے یا اُس سے توقع نہ ہو تو خود مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ بحیثیت جماعت اُس قسم کی سزا کا فیصلہ کریں جو ان کے دائرہ اختیار میں ہو، الغرض ارتداد، محاربت، بغاوت، شرارت، نفاق، ایذا، مسلمانوں کیساتھ سازش، یہود و نصاریٰ و ہنود کے ساتھ ساز باز ان سب وجوہ کے جمع ہو جانے سے بلاشبہ مذکور فی السوال فرد یا جماعت کے ساتھ مقاطعہ یا بائیکاٹ نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے، اگر مسلمانوں کی جماعت بہیئتِ اجماعتی اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے مقاطعہ یا بائیکاٹ جیسے ہلکے سے اقدام سے بھی کوتاہی کرے گی تو وہ عند اللہ مسئول ہوگی۔

یہ مقاطعہ یا بائیکاٹ ظلم نہیں بلکہ اسلامی عدل و انصاف کے عین مطابق ہے، کیونکہ اس کا مقصد ہے کہ مسلمانوں کی اُن کی محاربت اور ایذاء رسانی سے محفوظ کیا جائے اور ان کی اجتماعیت کو ارتداد و نفاق کے دست بُرد سے بچایا جائے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ خود ان محاربین کے لئے بھی اس میں یہ حکمت مضمر ہے کہ وہ اس سزا یا تادیب سے متاثر ہو کر اصلاح پذیر ہوں اور کفر و نفاق کو چھوڑ کر صحیح ایمان و اسلام قبول کریں، اس طرح آخرت کے عذاب اور ابدی جہنم سے اُن کو نجات مل جائے، ورنہ اگر مسلمانوں کی ہیئت اجتماعیہ ان کے خلاف کوئی تادیبی اقدام نہ کرے تو وہ اپنی موجودہ حالت کو مستحسن سمجھ کر اس پر مُصر رہیں گے اور اس طرح ابدی عذاب کے مستحق ہوں گے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر ابتداءً یہی طریقہ اختیار فرمایا تھا کہ کفار مکہ کے قافلوں پر حملہ کر کے اُن کے اموال پر قبضہ کیا جائے تاکہ مال اور ثروت سے ان کو جو قوت و شوکت حاصل ہے وہ ختم ہو جائے جس کے بل بوتے پر وہ مسلمانوں کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور مقابلہ کرتے ہیں اور مختلف سازشیں کرتے ہیں، قتل نفس اور جہاد بالسیف کے حکم سے پہلے مقاطعہ اور دشمنوں کو اقتصادی طور پر مفلوج کرنے کی یہ تدبیر اس لئے اختیار کی گئی تھی تاکہ اس سے ان کی جنگی صلاحیت ختم ہو جائے اور وہ اسلام کے مقابلہ میں آکر کفر

کی موت نہ مریں۔ گویا اس اقدام کا مقصد یہ تھا کہ اُن کے اموال پر قبضہ کر کے ان کی جانوں کو بچایا جائے۔ کیونکہ اموال پر قبضہ اُن کی جان لینے سے زیادہ بہتر تھا۔

علاوہ ازیں اس تدبیر میں یہ حکمت و مصلحت بھی تھی کہ کفار مکہ کے لئے غور و فکر کا ایک اور موقعہ فراہم کیا جائے تا کہ وہ ایمان کی نعمت سے سرفراز ہو کر ابدی نعمتوں کے مستحق بن سکیں اور عذاب اُخروی سے نجات پا سکیں۔ لیکن جب اس تدبیر سے کافر اور مشرکین کے عناد کی اصلاح نہ ہوئی تو ان کے شر و فساد سے زمین کو پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جہاد بالسیف کا حکم دیدیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے قریش کے تجارتی قافلہ کے بجائے اُن کی عسکری تنظیم سے مسلمانوں کا مقابلہ کرا دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ابتداء کی تدبیر سے اُمت مسلمہ کو یہ ہدایت ضرور ملتی ہے کہ خاص قسم کے حالات میں جہاد بالسیف پر عمل نہ ہو سکے تو اس سے اقل درجہ کا اقدام یہ ہے کہ کفار محاربین سے نہ صرف اقتصادی بائیکاٹ کیا جائے بلکہ ان کے اموال پر قبضہ کیا جا سکتا ہے مگر ظاہر ہے کہ عام مسلمان نہ تو جہاد بالسیف پر قادر ہیں، نہ انہیں اموال پر قبضہ کی اجازت ہے، اندریں صورت ان کے اختیار میں جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ ان موذی کافروں سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر کے اُن کے معاشرہ سے جُدا کر دیا جائے۔

بدن انسانی کا جو حصہ اس درجہ سڑ گل جائے کہ اس کی وجہ سے تمام بدن کو نقصان کا خطرہ لاحق ہو اور جان خطرہ میں ہو تو ناسور کو جسم سے پیوستہ رکھنا دانشمندی نہیں، بلکہ اسے کاٹ دینا ہی عین مصلحت و حکمت ہے، تمام عقلاء اور حکماء و اطباء کا اسی پر عمل اور اتفاق ہے اور پھر جب یہ موذی کفار مسلمانوں کا خون چوس چوس کر پل رہے ہوں اور طاقتور ہو کر مسلمانوں ہی کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کر رہے ہوں تو ان سے خرید و فروخت اور لین دین میں مکمل مقاطعہ، اسلام اور ملت اسلامیہ کے وجود و بقاء کے لئے ایک ناگزیر ملی فریضہ بن جاتا ہے، آج بھی اس متمدن دُنیا میں مقاطعہ یا اقتصادی ناکہ بندی کو ایک اہم دفاعی مورچہ سمجھا جاتا ہے اور اس کو سیاسی حربہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے مگر مسلمانوں کے لئے

یہ کوئی سیاسی حربہ نہیں بلکہ اُسوۂ نبی، سنت رسول اور ایک مقدس مذہبی فریضہ ہے۔ اسلام کی غیرت ایک لمحہ کے لئے یہ برداشت نہیں کرتی کہ اسلام اور ملت اسلامیہ کے دشمنوں سے کسی نوعیت کا کوئی تعلق اور رابطہ باقی رکھا جائے۔

اب ہم آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور فقہاء امت اسلامیہ کے وہ نقول پیش کرتے ہیں جن سے اس مقاطعہ کا حکم واضح ہوتا ہے:

(١): **"اذا سمعتم آیات اللّٰہ یکفر بها ویستهزأ بها فلاتقعدوا معهم".** [النساء: ١٣٩]

"جب سنو تم کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جارہا ہے اور ان کا مذاق اُڑایا جارہا ہے تو ان کے ساتھ نشست و برخاست ترک کردو"۔

(٢): **"واذا رأیت الذین یخوضون فی ایٰتنا فاعرض عنهم".** [الانعام: ٦٨]

"اور جب تم دیکھو اُن لوگوں کو جو مذاق اڑاتے ہیں ہماری آیتوں کا تو ان سے کنارہ کشی اختیار کرلو"۔

اس آیت کے ذیل میں حافظ الحدیث امام ابوبکر الجصاص الرازیؒ لکھتے ہیں:

"وهذا یدل علی ان علینا ترک مجالسة الملحدین وسائر الکفار لاظهار هم الکفر والشرک وما لایجوز علی اللّٰہ تعالی اذا لم یمکننا انکاره....." الخ.

"یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ہم [مسلمانوں] پر ضروری ہے کہ ملاحدہ اور سارے کافروں پر اُن کے کفر اور شرک اور اللہ پر ناجائز باتیں کہنے کی روک نہ کرسکیں تو ان کے ساتھ نشست و برخاست ترک کردیں"۔

(٣): **"یاایها الذین آمنوا لاتتخذوا الیهود**

والنصارى أولياء". [المائدة: ٥١]

''اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ''۔

امام ابو بکر الجصاصؒ لکھتے ہیں:

"وفی هذه الآية دلالة على ان الكافر لايكون وليا للمسلمين لا فی النصرف ولا فی النصرة وتدل علی وجوب البراء ة من الكفار والعداوة لهم لان الولاية ضد العداوة فاذا أُمرنا بمعاداة اليهود والنصاری لكفرهم فغيرهم من الكفار بمنزلتهم والكفر ملة واحدة".

اس آیت میں اس امر پر دلالت ہے کہ کافر مسلمانوں کا ولی [دوست] نہیں ہوسکتا، نہ تو معاملات میں اور نہ امداد وتعاون میں.... اور اس سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ کافروں سے برأت اختیار کرنا اور ان سے عداوت رکھنا واجب ہے کیونکہ ولایت، عداوت کی ضد ہے اور جب ہم کو یہود ونصاریٰ سے ان کے کفر کی وجہ سے عداوت رکھنے کا حکم ہے تو دوسرے کافر بھی اُن ہی کے حکم میں ہیں، سارے کافر ایک ہی ملت ہیں۔

(۴) ''سورۃ ممتحنہ'' کا تو موضوع ہی ''کفار سے قطع تعلق'' کی تاکید ہے۔ اس سورۃ میں بہت سختی کے ساتھ کفار کی دوستی اور تعلق سے ممانعت کی گئی ہے، اگرچہ رشتہ دار، قرابت دار ہوں۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن تمہارے یہ رشتے کام نہیں آئیں گے۔ اور یہ کہ جو لوگ آئندہ کفار سے دوستی اور تعلق رکھیں گے، وہ راہ حق سے بھٹکے ہوئے اور ظالم شمار ہوں گے۔

(۵): "لاتجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباء هم او ابناء هم او اخوانهم او عشيرتهم". [المجادلة: ٢٢]

''تم نہ پاؤ گے کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور آخرت پر
کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہیں اللہ کے اور اُس کے رسول کے خواہ
وہ اُن کے باپ ہوں، بیٹے ہوں، بھائی ہوں یا خاندان والے ہوں''۔

آگے چل کر آیت کریمہ سے اُن مسلمانوں کو جو باوجود قرابت داری کے محارب کافروں سے دوستانہ تعلقات ختم کردیتے ہیں، سچے مؤمن کہا گیا ہے، انہیں جنت اور رضوان الٰہی کی بشارت سنادی گئی ہے اور ان کو''حزب اللہ'' کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا ہے، جس سے واضح ہوجاتا ہے کہ خدا اور رسول کے دُشمن، موذی کافروں سے تعلقات رکھنا، ان سے گھل مل کر رہنا اور انہیں کسی قسم کی تقویت پہنچانا کسی مومن کا کام نہیں ہوسکتا۔

بطور مثال ان چند آیات کا ذکر کیا گیا ہے ورنہ بے شمار آیات کریمہ اس مضمون میں موجود ہیں۔

اب چند احادیث نبویہ ملاحظہ ہوں:

(۱): جامع ترمذی کی ایک حدیث جو سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

''حکم دیا گیا ہے کہ مشرکوں اور کافروں کے ساتھ ایک جگہ سکونت
بھی اختیار نہ کرو۔ ورنہ مسلمان بھی کافروں جیسے ہوں گے''۔

(۲): نیز ترمذی کی ایک حدیث میں جو جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''انا بریٔ من کل مسلم یقیم بین اظہر المشرکین''.

''یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہار برأت فرمایا اُس
مسلمان سے جو محارب کافروں میں سکونت پذیر ہو''۔ [حوالہ بالا]

(۳): صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ''قبیلہ عکل'' اور ''عرینہ'' کے آٹھ نو اشخاص کا ذکر ہے جو مرتد ہوگئے تھے، ان کے گرفتار ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، اور ان کی آنکھوں میں گرم کرکے لوہے کی کیلیں پھیر دی جائیں اور اُن کو مدینہ طیبہ کے کالے کالے پتھروں پر دھوپ میں ڈال دیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، یہ لوگ پانی مانگتے تھے لیکن پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ ہیں: **"یستسقون فلایسقون"**. اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: **"حتی ان احدھم یکدم بفیه الارض، فرأیت الرجل منھم یکدم الارض بلسانه حتی یموت"**. کہ وہ پیاس کے مارے زمین چاٹتے تھے مگر انہیں پانی دینے کی اجازت نہ تھی۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

> **"ان المحارب المرتد لاحرمة له فی سقی الماء ولا غیره، ویدل علیه ان من لیس معه ماء الا للطھارة لیس له ان یسقیه المرتد ویتیمم بل یستعمله ولو مات المرتد عطشاً"**.
>
> "اس سے معلوم ہوا کہ محارب مرتد کا پانی وغیرہ پلانے میں کوئی احترام نہیں، چنانچہ جس شخص کے پاس صرف وضو کے لئے پانی ہو تو اس کو اجازت نہیں ہے یہ کہ پانی مُرتد کو پلا کر تیمّم کرلے، بلکہ اس کے لئے حکم ہے کہ پانی مرتد کو نہ پلائے اگرچہ وہ پیاس سے مرجائے بلکہ وضو کرکے نماز پڑھے"۔

(۴): غزوۂ تبوک میں تین کبار صحابہ کعب بن مالک، ہلال بن اُمیہ واقفی بدری اور مرارۃ بن ربیع بدری عمری [رضی اللہ تعالیٰ عنہم] کو غزوہ میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے سخت سزا دی گئی، آسمانی فیصلہ ہوا کہ ان تینوں سے تعلقات ختم کرلئے جائیں ان سے مکمل مقاطعہ کیا جائے، کوئی شخص ان سے سلام وکلام نہ کرے حتی کہ ان کی بیویوں کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ بھی ان سے علیحدہ ہوجائیں اور ان کے لئے کھانا بھی نہ پکائیں، یہ حضرات روتے روتے نڈھال ہوگئے اور حق تعالیٰ کی وسیع زمین اُن پر تنگ ہوگئی وحی قرآنی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

”وعلى الثلاثة الذين خلفوا حتى ضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجأ من الله الا اليه“.

اور ان تینوں پر [بھی توجہ فرمائی] جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین اُن پر باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی، اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اسی کی طرف کے“۔

پورے پچاس دن یہ سلسلہ جاری رہا آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور معافی ہوگئی۔

قاضی ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

”وفيه دليل على ان للامام ان يعاقب المذنب بتحريم كلامه على الناس أدباً وعلى تحريم أهله عليه“.

”اس قصہ میں امر کی دلیل ہے کہ امام کو حق حاصل ہے کہ کسی گنہگار کی تادیب کے لئے لوگوں کو اس بول چال کی ممانعت کردے۔ اور اس کی بیوی کو اس کے لئے ممنوع ٹھہرادے“۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

”وفيها ترك السلام على من اذنب وجواز هجره اكثر من ثلاث.... الخ.

”اس سے ثابت ہوا کہ گنہگار کو سلام نہ کہا جائے اور یہ کہ اس سے قطع تعلق تین روز سے زیادہ بھی جائز ہے“۔

بہرحال کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء کا یہ واقعہ قرآن کریم کی ”سورۃ توبہ“ میں مذکور ہے اور اس کی تفصیل صحیح بخاری، صحیح مسلم اور تمام صحاح ستہ میں موجود ہے۔

امام ابوداؤد نے اپنی کتاب سنن أبی داؤد میں کتاب السنۃ' کے عنوان کے تحت متعدد ابواب قائم کئے ہیں:

(الف): **باب مجانبة اهل الاهواء** [اہل ھوا باطل پرستوں سے کنارہ کشی کرنے اور بغض رکھنے کا بیان]

(ب): **باب ترک السلام علی اهل الاهواء** [اہل ھواء سے ترک سلام کا بیان]

سنن أبی داؤد میں حدیث ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلوق [زعفران] لگایا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو سلام کا جواب نہیں دیا۔

غور فرمایئے کہ معمولی خلاف سنت بات پر جب یہ سزا دی گئی تو ایک مُرتد موذی اور کافر محارب سے بات چیت، سلام وکلام اور لین دین کی اجازت کب ہوسکتی ہے؟

امام خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ ''معالم السنن'' میں حدیث کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں تصریح فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کے ساتھ بھی ترک تعلق اگر دین کی وجہ سے ہو تو بلا قید ایام کیا جاسکتا ہے جب تک توبہ نہ کریں''۔

(۵): مسند احمد وسنن ابی داؤد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''القدرية مجوس هذه الامة ان مرضوا فلاتعودوهم وان ماتوا فلاتشهدوهم''.

''تقدیر کا انکار کرنے والے اس اُمت کے مجوس ہیں اگر بیمار ہوں تو عیادت نہ کرو اور اگر مرجائیں تو جنازے پر نہ جاؤ''۔

(۶): ایک اور حدیث میں ہے:

''لاتجالسوا أهل القدر ولاتفاتحوهم''.

"منکرین تقدیر کیساتھ نہ نشست و برخاست رکھو اور نہ اُن سے گفتگو کرو"۔

(۷): سنن کبریٰ بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"امرنی رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم أن أغور ماء آبار بدر".

"جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ بدر کے کنوؤں کا پانی خشک کردوں"۔

اور ایک روایت میں ہے:

"ان تغور المیاہ کلها غیر ماء واحد نلقی القوم علیه".

"کہ سوائے ایک کنویں کے جو بوقت جنگ ہمارے کام آئے گا باقی سب کنویں خشک کردیئے جائیں"۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے پاس چند بددین زندیق لائے گئے تو آپ نے انہیں آگ میں جلا دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس کی اطلاع پہونچی تو فرمایا: اگر میں ہوتا تو انہیں جلاتا نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے: کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سزا مت دو بلکہ میں انہیں قتل کرتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"من بدل دینه فاقتلوه".

"جو شخص مرتد ہوجائے اسے قتل کردو"۔

صحیح بخاری میں صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ رات کی تاریکی میں مشرکین پر حملہ ہوتا ہے تو عورتیں

اور بچے بھی زد میں آجاتے ہیں فرمایا: وہ بھی انہی میں شامل ہیں۔

بہر حال یہ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔عہد نبوت کے بعد عہد خلافت راشدہ میں بھی اس طرز عمل کا ثبوت ملتا ہے۔

مانعین زکوٰۃ کے ساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعلان جہاد کرنا بخاری ومسلم میں موجود ہے۔

مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ، سدی اور اُن کے پیرؤوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اس سے حدیث وسیر کا معمولی طالب علم بھی واقف ہے۔

عہد فاروقی میں ایک شخص صبیغ عراقی قرآن کریم کی آیات کے ایسے معانی بیان کرتا تھا، جس میں ہوائے نفس کا دخل تھا، اور اُن سے مسلمانوں کے عقائد میں تشکیک کا راستہ کھلتا تھا، یہ شخص فوج میں تھا، جب عراق سے مصر گیا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ گورنر مصر کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مدینہ بھیجا اور صورت حال لکھی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ اس کا موقف سنا اور دلائل۔ بحث ومباحثہ میں وقت ضائع کئے بغیر اس کا ''علاج بالجرید'' ضروری سمجھا، فوراً کھجور کی تازہ شاخیں منگوائیں اور خود اپنے ہاتھ سے اس کے سر پر بے تحاشہ مارنے لگے، اتنا مارا کہ خون بہنے لگا۔وہ چیخ اٹھا: ''امیر المؤمنین'' آپ مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہیں تو مہربانی کیجئے تلوار لے کر میرا قصہ پاک کردیجئے، اور اگر صرف میرے دماغ کا خناس نکالنا مقصود ہے تو آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اب وہ بھوت نکل چکا ہے''۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے چھوڑ دیا اور چند دن مدینہ رکھ کر اسے عراق بھیج دیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا: ''ان لایجالسہ احد من المسلمین''. کہ کوئی مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھے۔اس مقاطعہ سے اس شخص پر عرصہ حیات تنگ ہوگیا، تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ اب اس کی حالت ٹھیک ہوگئی ہے، تب حضرت عمرؓ نے لوگوں کے کو اس کے پاس بیٹھنے کی اجازت دی۔

اب فقہ کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

(۱): علامہ دردیر مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ ''شرح کبیر'' میں باغیوں کے احکام میں لکھتے ہیں:

''وقطع المیرة والماء عنهم الا ان یکون فیهم نسوة وذراری''.

''ان کا کھانا پانی بند کردیا جائے الا یہ کہ اُن میں عورتیں اور بچے ہوں''۔

(۲): کوئی قاتل اگر حرم مکہ میں پناہ گزیں ہوجائے اس سلسلہ میں ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''قال أبوحنیفه وأبو یوسف ومحمد وزفر والحسن بن زیاد: اذا قتل فی غیر الحرم لم یقتص منه ما دام فیه، ولکنه لایبایع ولایؤاکل الی أن یخرج من الحرم''.

امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، محمد، زفراور حسن بن زیاد رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جب حرم سے باہر قتل کرکے حرم میں داخل ہوتو جب تک حرم میں ہے اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا لیکن نہ اس کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی جائے نہ اس کو کھانا دیا جائے یہاں تک کہ وہ حرم سے نکلنے پر مجبور ہوجائے۔

(۳): درمختار میں ہے:

''وافتی الناصحی بوجوب قتل کل موذ وفی ''شرح الوهبانیة: ویکون بالنفی عن البدل وبالهجوم علی بیت المفسدین وبالاخراج عن الدار وبهدمها''.

ناصحی نے فتویٰ دیا ہے کہ ہر موذی کا قتل واجب ہے اور ''شرح

وہبانیہ‘‘ میں ہے کہ تعزیر یوں بھی ہو سکتی ہے کہ شہر بدر کر دیا جائے اور ان کے مکان کا گھیراؤ کیا جائے انہیں مکان سے نکال باہر کیا جائے اور مکان ڈھا دیا جائے۔

(۴): ابن عابدین الشامی رحمہ اللہ تعالیٰ ردالمحتار میں لکھتے ہیں:

’’قال فی احکام السیاسة: وفی المنتقیٰ: واذا سمع فی داره صوت المزامیر فادخل علیه لانه لما اسمع الصوت فقد اسقط حرمة الدار، وفی حدود ’’البزازیة‘‘ وغضب ’’الهندیة‘‘ وجنایة ’’الدرایة‘‘ ذکر الصدر الشهید عن اصحابنا انه یهدم البیت علی من اعتاد الفسوق وأنواع الفساد فی داره حتی لابأس بالهجوم علی بیت المفسدین وهجم عمر علی نائحة فی منزلها وضربها بالدرة حتی سقط خمارها فقیل له فیه، فقال: لاحرمة لها بعد اشتغالها بالمحرم والتحقت بالاماء...... وعن عمر رضی الله تعالی عنه انه حرق بیت الخمار عن الصفار الزاهد: الامر بتخریب دار الفاسق‘‘.

احکام السیاسۃ میں ’’المنتقیٰ‘‘ سے نقل کیا ہے کہ جب کسی کے گھر سے گانے بجانے کی آواز سنائی دے تو اس میں داخل ہو جاؤ کیونکہ جب اُس نے یہ آواز سنائی تو اپنے گھر کی حرمت کو خود ساقط کر دیا۔ اور ’’بزازیہ کی کتاب الحدود اور ’’نہایۃ‘‘ کے باب الغضب اور ’’درایہ‘‘ کی کتاب الجنایات میں لکھا ہے کہ صدر الشہید نے ہمارے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ جو شخص فسق وبدکاری اور مختلف قسم کے فساد کا عادی ہو ایسے شخص پر اس کا مکان گرا دیا جائے حتیٰ کہ مفسدوں کے گھر میں گھس جانے میں بھی مضائقہ نہیں...... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نوحہ گر عورت کے گھر میں گھس آئے اور اس

کے ایسا درہ مارا کہ اس کے سر سے چادر اُتر گئی اور اپنے طرزِ عمل کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ: حرام میں مشغول ہونے کے بعد اس کی کوئی حرمت نہیں رہی اور یہ لونڈیوں کی صف میں شامل ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے ایک شرابی کے مکان کو آگ لگا دی تھی صفازاہد کہتے ہیں کہ فاسق کا مکان گرا دینے کا حکم ہے۔

(۵): ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ ''مرقاۃ شرح مشکوۃ'' میں لکھتے ہیں:

وهـذا تنصيص على أن الضرب تعزير يملكه الانسان وان لم يكن محتسبا وصرف فى "المنتقى" بذلك".

اور یہ اس امر کی تصریح ہے کہ مارنا ایسی تعزیر ہے جس کا انسان اختیار رکھتا ہے خواہ محتسب نہ ہو۔ ''المنتقی'' میں اس کی تصریح کی ہے۔

یاد رہے کہ اس قسم کے مقاطعہ کا تعلق درحقیقت ''**بغض فى الله**'' سے ہے جس کو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''**احب الاعمال الى الله**'' فرمایا ہے۔

''**بغض فى الله**'' کے ذیل میں امام غزالی ''احیاء العلوم'' میں بطور کلیہ لکھتے ہیں:

"الاول: الكافر، فالكافر ان كان محارباً فهو يستحق القتل والارقاق، وليس بعد هذين اهانة، الثانى: المبتدع الذى يدعو الى بدعته فان كانت البدعة بحيث يكفر بها فامره اشد من الذمى لانه لايقر بجزية، ولايسامح بعقد ذمه، وان كان ممن لايكفر به فامره بينه وبين الله اخف من امر الكافر لامحالة، ولكن الأمر فى الانكار عليه اشد منه على الكافر، لان شر الكافر غير متعد فان المسلمين اعتقدوا كفره فلايلتفتون الى قوله....." الخ.

اول کافر: پس کافر اگر حربی ہو تو اس بات کا مستحق ہے کہ قتل کیا

جائے یا غلام بنالیا جائے اور یہ ذلت واہانت کی آخری حد ہے۔ دوم صاحب بدعت جو اپنی بدعت کی دعوت دیتا ہو، پس اگر بدعت حد کفر تک پہونچی ہوئی ہو تو اس کی حالت کافر ذمی سے بھی سخت تر ہے، کیونکہ نہ اس سے جزیہ لیا جاسکتا ہے۔ نہ اس کو ذمی کی حیثیت دی جاسکتی ہے، اور اگر بدعت ایسی نہیں جس کی وجہ سے اس کو کافر قرار دیا جائے تو عنداللہ تو اس کا معاملہ کافر سے لامحالہ اخف [ہلکا] ہے مگر کافر کی بہ نسبت اس پر نکیر زیادہ کی جائے گی کیونکہ کافر کا شر متعدی نہیں اس لئے مسلمان کافر کو ٹھیٹھ کافر سمجھتے ہیں لہٰذا اس کے قول کو لائق التفات ہی نہیں سمجھیں گے۔ الخ

''ردالمحتار'' میں قرامطہ کے بارے میں لکھا ہے:

''ونقل عن علماء المذاهب الاربعة انه لايحل اقرارهم في ديار الاسلام بجزية ولاغيرها، ولاتحل مناكحتهم ولا ذبائحهم.... والحاصل انهم يصدق عليهم اسم الزنديق والمنافق والملحد. ولايخفى ان اقرارهم بالشهادتين مع هذا الاعتقاد الخبيث لايجعلهم في حكم المرتد لعدم التصديق ولايصح اسلام احدهم ظاهراً الا بشرط التبرئ عن جميع ما يخالف دين الاسلام لانهم يدعون الاسلام ويقرون بالشهادتين. وبعد الظفر بهم لاتقبل توبتهم اصلاً....'' الخ

مذاہب اربعہ سے منقول ہے کہ انہیں [قرامطہ کو] اسلامی ممالک میں ٹھہرانا جائز نہیں نہ جزیہ لے کر نہ بغیر جزیہ کے۔ نہ ان سے شادی بیاہ جائز ہے نہ اُن کا ذبیحہ حلال ہے..... حاصل یہ ہے کہ اُن پر زندیق، منافق اور ملحد کا مفہوم پوری طرح صادق آتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس خبیث عقیدہ

کے باوجود ان کا کلمہ پڑھنا انہیں مرتد کا حکم نہیں دیتا۔ کیونکہ وہ تصدیق نہیں رکھتے۔ اور اُن کا ظاہری اسلام غیر معتبر ہے جب تک ان تمام امور سے جو دین اسلام کے خلاف ہیں براءت کا اظہار نہ کریں، کیونکہ وہ اسلام کا دعویٰ اور شہادتین کا اقرار تو پہلے سے کرتے ہیں [مگر اس کے باوجود پکے بے ایمان اور کافر ہیں] اور ایسے لوگ گرفت میں آجائیں تو ان کی توبہ اصلاً قابل قبول نہیں۔

فقہ حنفی کی معتبر کتاب "معین الحکام" میں بسلسلہ تعزیر ایک مستقل فصل میں لکھا ہے:

والتعزير لايختص بفعل معين ولا قول معين، فقد عزر رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم بالهجر، وذلك في حق الثلاثة الذين ذكرهم اللّٰه تعالى في القرآن العظيم فهجروا خمسين يوماً، لا يكلمهم احد، وقصتهم مشهورة في الصحاح، عزر رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم بالنفي، فامر باخراج المخنثين من المدينة ونفاهم، وكذالك الصحابة من بعده، ونذكر من ذلك بعض ماوردت به السنة مما قال ببعضه اصحابنا، وبعضه خارج المذهب:

فمنها: ان عمر رضي اللّٰه تعالى عنه حلق رأس نصير بن الحجاج ونفاه من المدينه لما شببت النساء في الاشعار وخشي الفتنة.

ومنها: ما فعله عليه الصلوة والسلام بالعرنيين.

ومنها: ان ابابكر استشار الصحابة في رجل ينكح كما تنكح المرأة، فاشاروا بحرقه بالنار فكتب أبوبكر بذلك الى خالد بن الوليد، ثم حرقهم عبداللّٰه بن الزبير في

خلافته، ثم حرقهم هشام بن عبدالملک.

ومنها: ان ابابكر حرق جماعة من اهل الردة.

ومنها: امره صلى الله عليه وسلم بكسر دنان الخمر وشق ظروفها.

ومنها: امره صلى الله عليه وسلم يوم خيبر بكسر القدور التى طبخ فيها لحم الحمر الاهلية، ثم استاذنوه فى غسلها، فاذن لهم، فدل على جواز الامرين لان العقوبة بالكسر لم تكن واجبة.

ومنها: تحريق عمر المكان الذى يباع فيه الخمر.

ومنها: تحريق قصر عمر سعد بن ابى وقاص لما احتجب فيه عن الرعية فصار يحكم فى داره.

ومنها: مصادرة عمر عماله باخذ شطر أموالهم وقسمتها بينهم وبين المسلمين.

ومنها: انه ضرب الذى زور على نقش خاتمه واخذ شيئا من بيت المال مائة، ضربه فى اليوم الثانى مائة: ثم ضربه فى اليوم الثالث مائة: وبه اخذ مالک لأن مذهبه التعزير يزاد على الحد.

ومنها: ان عمر رضى اللّٰه تعالى عنه لما وجد مع السائل من الطعام فوق كفايته وهو يسأل، اخذ ما معه واطعمه ابل الصدقة، وغير ذلک مما يكثر تعداده وهذه قضايا صحيحة معروفة....الخ.

ترجمہ: اور تعزیر کسی معین فعل یا معین قول کے ساتھ مختص نہیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان تین حضرات کو [جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے اور] جن کا واقعہ اللہ تعالی نے قرآن عظیم میں ذکر فرمایا ہے، مقاطعہ کی سزا دی تھی۔ چنانچہ پچاس دن تک ان سے مقاطعہ رہا، کوئی شخص ان سے بات تک نہیں کر سکتا تھا۔ ان کا مشہور قصہ صحاح میں موجود ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جلاوطنی کی سزا بھی دی۔ چنانچہ مخنثوں کو مدینہ سے نکالنے کا حکم دیا اور انہیں شہر بدر کر دیا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی مختلف تعزیرات جاری کیں، ہم ان میں سے بعض کو جو احادیث کی کتابوں میں وارد ہیں یہاں ذکر کرتے ہیں، ان میں سے بعض کے ہمارے اصحاب قائل ہیں اور بعض پر دیگر ائمہ نے عمل کیا ہے:

❁ ..... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبیغ نامی ایک شخص کو مقاطعہ کی سزا دی یہ شخص ''الذاریات'' وغیرہ کی تفسیر پوچھا کرتا تھا اور لوگوں کو فہمائش کیا کرتا تھا کہ وہ مشکلات قرآن میں تفقہ پیدا کریں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی سخت پٹائی کی، اور اسے بصرہ یا کوفہ جلاوطن کر دیا اور اس سے مقاطعہ کا حکم فرمایا۔ چنانچہ کوئی شخص اس سے بات تک نہیں کرتا تھا، یہاں تک کہ وہ تائب ہوا اور وہاں کے گورنر نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے تائب ہونے کی خبر لکھ بھیجی تب آپ نے لوگوں کی اجازت دی کہ اس سے بات چیت کر سکتے ہیں۔

❁ ..... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نصیر بن حجاج کا سر منڈوا کر اُسے مدینہ سے نکال دیا تھا جبکہ عورتوں نے اشعار میں اس کی تشبیب شروع کر دی تھی اور فتنہ کا اندیشہ لاحق ہو گیا تھا۔

❁ ..... آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ عرینہ کے افراد کو

جو سزا دی [اس کا قصہ صحاح میں موجود ہے]۔

❁ .....حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو بدفعلی کراتا تھا، صحابہ سے مشورہ کیا، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مشورہ دیا کہ اسے آگ میں جلا دیا جائے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ حکم لکھ بھیجا بعد ازاں حضرت عبداللہ بن زبیر اور ہشام بن عبدالملک نے بھی اپنے اپنے دور خلافت میں اس قماش کے لوگوں کو آگ میں ڈالا۔

❁ .....حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتدین کی ایک جماعت کو آگ میں جلا دیا۔

❁ .....آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شراب کے مٹکے توڑنے اور اس کے مشکیزے پھاڑ دینے کا حکم فرمایا۔

❁ .....آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے دن ان ہانڈیوں کو توڑنے کا حکم فرمایا۔

جن میں گدھوں کا گوشت پکایا گیا تھا، پھر صحابہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ انہیں دھو کر استعمال کرلیا جائے تو آپ نے اجازت دے دی۔ یہ واقعہ دونوں باتوں کے جواز پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ ہانڈیوں کو توڑ ڈالنے کی سزا واجب نہیں تھی۔

❁ .....حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکان کے جلا دینے کا حکم فرمایا جس میں شراب کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔

❁ .....حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمال کے مال کا ایک حصہ ضبط کر کے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

❁ .....ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہر پر جعلی مہر

بنوالی تھی اور بیت المال سے کوئی چیز لے لی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سو دُرے لگائے، دوسرے دن پھر سو دُرے لگائے اور تیسرے دن بھی سو دُرے لگائے، امام مالک نے اسی کو لیا ہے، چنانچہ ان کا مسلک ہے کہ تعزیر مقدار حد سے زائد بھی ہوسکتی ہے۔

❁ .....حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ایک ایسا سائل دیکھا جس کے پاس قدرِ کفایت سے زائد غلہ موجود تھا، اس کے باوجود بھیک مانگتا پھر رہا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس جو کچھ تھا چھین کر صدقہ کے اونٹوں کو کھلا دیا۔

ان کے علاوہ اس نوعیت کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں اور یہ صحیح اور معروف فیصلے ہیں۔

اور ''شرح الکبیر'' میں ہے:

''ولاباس بان یبیع المسلمون من المشرکین ما بدالھم من الطعام والثیاب وغیر ذلک الا السلاح والکراع والسبی، سواء دخلوا الیھم بأمان أو بغیر أمان، لانھم یتقوون بذلک علی قتال المسلمین ولایحل للمسلمین اکتساب سبب تقویتھم علی قتال المسلمین، وھذا المعنی لایوجد فی سائر الامتعۃ، ثم ھذا الحکم اذا لم یحاصروا حصنا من حصونھم. اما اذا حاصروا حصنا من حصونھم فلاینبغی لھم ان یبیعوا من اھل الحصن طعاما ولاشراباً ولاشیئاً یقویھم علی المقام، لانھم انما حاصروھم لینفد طعامھم وشرابھم، حتی یعطوا بایدیھم ویخرجوا علی حکم اللّٰہ، ففی بیع الطعام وغیرہ منھم اکتساب ما یتقوون علی المقام فی حصنھم،

بخلاف ما سبق، فان اهل الحرب فی دارهم یتمکنون من اکتساب ما یتقون به علی المقام لا بطریق الشراء من المسلمین، فأما اهل الحصن لایتمکنون من ذلک بعد ما احاط المسلمون بهم فلایحل لاحد من المسلمین ان یبیعهم شیئاً من ذلک، ومن فعله فعلم به الامام أدبه علی ذلک لارتکابه ما لایحل.

''اور کوئی مضائقہ نہیں کہ مسلمان کافروں کے ہاتھ غلہ اور کپڑا وغیرہ فروخت کریں مگر جنگی سامان اور گھوڑے اور قیدی فروخت کرنے کی اجازت نہیں، خواہ وہ امن لے کر اُن کے پاس آئے ہوں یا بغیر امان کے، کیونکہ ان چیزوں کے لئے ایسی کوئی چیز حلال نہیں جو مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کو تقویت پہونچانے کا سبب بنے، اور یہ علت دیگر سامان میں نہیں پائی جاتی۔ پھر یہ حکم جب ہے جبکہ مسلمانوں نے ان کے کسی قلعہ کا محاصرہ نہ کیا ہو، لیکن جب انہوں نے ان کے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا ہوا ہو تو ان کے لئے مناسب نہیں کہ اہل قلعہ کے ہاتھ غلہ یا پانی یا کوئی ایسی چیز فروخت کریں جو ان کے قلعہ بند رہنے میں مدد و معاون ثابت ہو، کیونکہ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ اسی لئے تو کیا ہے کہ ان کی رسد اور پانی ختم ہو جائے اور وہ اپنے کو مسلمانوں کے سپرد کر دیں، اور اللہ تعالی کے حکم پر باہر نکل آئیں۔ پس ان کے ہاتھ غلہ وغیرہ بیچنا اُن کے قلعہ بند رہنے میں تقویت کا موجب ہوگا۔ بخلاف گذشتہ بالا صورت کے کیونکہ اہل حرب اپنے ملک میں ایسی چیزیں حاصل کر سکتے ہیں جن کے ذریعہ وہاں قیام پذیر رہ سکیں، انہیں مسلمانوں سے خریدنے کی ضرورت نہیں، لیکن جو کافر کہ قلعہ بند ہوں، اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر رکھا ہو وہ مسلمانوں کے علاوہ کسی

سے ضروریات زندگی نہیں خرید سکتے، لہٰذا کسی بھی مسلمان کو حلال نہیں کہ ان کے ہاتھ اس قسم کی کوئی چیز فروخت کرے، جو شخص ایسی حرکت کرے اور امام کو اس کا علم ہو جائے تو امام سے تادیب اور سرزنش کرے کیونکہ اُس نے غیر حلال فعل کا ارتکاب کیا ہے"۔

مذکورہ بالا نصوص اور فقہاء اسلام کی تصریحات سے حسب ذیل اصول منقح ہو کر سامنے آجاتے ہیں:

(۱): کفار محاربین سے دوستانہ تعلقات ناجائز اور حرام ہیں۔ جو شخص ان سے ایسے روابط رکھے وہ گمراہ، ظالم اور مستحق عذاب الیم ہے۔

(۲): جو کافر مسلمانوں کے دین کا مذاق اُڑاتے ہیں اُن کے ساتھ معاشرتی تعلقات، نشست و برخاست وغیرہ بھی حرام ہے۔

(۳): جو کافر مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہوں ان کے محلے میں ان کے ساتھ رہنا بھی ناجائز ہے۔

(۴): مُرتد کو سخت سے سخت سزا دینا ضروری ہے۔ اس کی کوئی انسانی حرمت نہیں یہاں تک کہ اگر پیاس سے جان بلب ہو کر تڑپ رہا ہو تب بھی اسے پانی نہ پلایا جائے۔

(۵): جو کافر مُرتد اور باغی مسلمانوں کے خلاف اندیشہ دوانیوں میں مصروف ہوں ان سے خرید و فروخت اور لین دین، جبکہ اس سے ان کو تقویت حاصل ہوتی ہو، جائز نہیں، بلکہ اُن کی اقتصادی ناکہ بندی کر کے اُن کی جارحانہ قوت کو مفلوج کر دینا واجب ہے۔

(۶): مفسدوں سے اقتصادی مقاطعہ کرنا ظلم نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کا اہم ترین حکم اور اُسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

(۷): اقتصادی اور معاشرتی مقاطعہ کے علاوہ مُرتدین، موذیوں اور مفسدوں کو یہ سزائیں بھی دی جاسکتی ہیں، قتل کرنا، شہر بدر کرنا، اُن کے گھروں کو ویران کرنا، اُن پر ہجوم

کرنا وغیرہ۔

(۸): اگر محارب کافروں اور مفسدوں کے خلاف کاروائی کرتے ہوئے ان کی عورتیں اور بچے بھی تبعاً اس کی زد میں آجائیں تو ان کی پرواہ نہیں کی جائے گی، ہاں اصالۃً عورتوں اور بچوں پر ہاتھ اُٹھانا جائز نہیں۔

(۹): ان لوگوں کے خلاف مذکورہ اقدامات کرنا دراصل اسلامی حکومت کا فرض ہے، لیکن اگر حکومت اس میں کوتاہی کرے تو خود مسلمان بھی ایسے اقدامات کر سکتے جو ان کے دائرہ اختیار کے اندر ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ عوام کے اختیار میں مکمل مقاطعہ ہی ایک ایسا اقدام ہے جو مؤثر بھی ہے اور پُر امن بھی۔

(۱۰): مکمل مقاطعہ صرف کافروں اور مفسدوں سے ہی جائز نہیں بلکہ کسی سنگین نوعیت کے معاملہ میں ایک مسلمان کو بھی یہ سزا دی جاسکتی ہے۔

(۱۱): زندیق اور ملحد جو بظاہر اسلام کا کلمہ پڑھتا ہو مگر اندرونی طور پر خبیث عقائد رکھتا ہو اور غلط تاویلات کے ذریعہ اسلامی نصوص کو اپنے عقائد خبیثہ پر چسپاں کرتا ہو، اس کی حالت کافر اور مُرتد سے بھی بدتر ہے کہ کافر اور مُرتد کی توبہ باتفاق قابل قبول ہے مگر بقول شامی زندیق کا نہ اسلام معتبر ہے، نہ کلمہ، نہ اس کی توبہ ہی قابل التفات ہے۔ الا یہ کہ وہ اپنے عقائد خبیثہ سے برأت کا اعلان کرے۔

ان اصول کی روشنی میں زیر بحث فرد یا جماعت کی حیثیت اور اُن سے اقتصادی ومعاشی اور معاشرتی وسیاسی مقاطعہ [یا مکمل سوشل بائیکاٹ] کا شرعی حکم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: ولی حسن ٹونکی

بینات / ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ

(فتاوی بینات، ج:۱، ص: ۲۱۷ تا ۲۴۰، ط، مکتبہ بینات کراچی)



قادیانیوں سے تعلق

سوال:

بدقسمتی سے ہمارے قصبہ کے دو تین شخص مرتد ہوکر مرزائی فرقہ ضالہ میں شریک ہوگئے اور ہندوستان کے دیگر علاقوں کی طرح ہمارے قصبہ میں بھی ابتداء اس فرقہ کے استیصال کی طرف توجہ نہ کی گئی اور مرتدین کے ساتھ خلط ملط اور اکل وشرب وغیرہ کا سلسلہ بدستور جاری رہا، تقریباً دس سال ہوئے مولانا مولوی محمد ایوب صاحب بیگ فاضل دیوبند نے اہل قصبہ کو اس فرقہ کے دجل سے آگاہ کرتے ہوئے اہل قصبہ کو ان سے انقطاع تعلقات کی تلقین فرمائی، بحمد اللہ تعالیٰ اس مردِ حق کی پند ونصیحت کا اچھا اثر ہوا اور اہل قصبہ نے مرتدین سے یہاں تک مقاطعہ کیا کہ قصبہ میں ان کے لئے رہنا دشوار ہوگیا اور کچھ عرصہ کے لئے قصبہ چھوڑ کر مرتدین کے چلے جانے سے قصبہ پاک ہوگیا، عوام ان کے دامِ تزویر سے بچ گئے اور آج تک قصبہ میں مرتدین کو کسی نے رشتہ وغیرہ نہیں دیا۔

اب کچھ عرصہ سے مرتدین کے رشتہ دار اور دیگر ضعیف الایمان لوگ چھپ چھپ کر مرتدین سے ملتے ہیں اور سوائے تعلقات مناکحت کے جو آشکارا کئے بغیر نہیں ہوسکتے، دیگر ہر قسم کے تعلقات رکھتے ہیں، بظاہر مقاطعہ کئے ہوئے ہیں، چند خدام دین جو یہ چاہتے ہیں کہ یہ دجل وضلالت کا پودا اس قصبہ میں نشو ونما نہ پائے بلکہ ہر ممکن کوشش سے قصبہ کو اس فتنہ سے پاک کیا جائے، عوام کو مرتدین سے مقاطعہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں، نہ صرف یہ بلکہ جو لوگ مرتدین سے براہِ راست تعلق رکھتے ہیں ان سے بھی مقاطعہ کرنے کو کہتے ہیں۔ براہ نوازش اپنا قیمتی وقت اس کارِ خیر میں صرف فرما کر تمام مضمون کو بغور ملاحظہ فرماویں اور مندرجہ ذیل مسائل کا مفصل جواب حوالہ جات کے ساتھ فرما کر عنداللہ وعندالناس مشکور ہوں۔

۱......: وہ لوگ جو مرتدین سے تعلقات اکل وشرب اور ہر قسم کے تعلقات رکھتے ہیں آیا وہ بھی مرتد ہوجاتے ہیں یا صرف گنہگار؟ اگر گنہگار ہوتے ہیں تو کس درجہ میں؟ آیا عام

فاسق وفاجر یا بے نمازیوں اوران لوگوں میں کچھ فرق ہے یا سب یکساں گنہگار ہیں؟ ایسے لوگوں سے جو مرتدین سے میل جول اور اکل وشرب وغیرہ تعلقات رکھتے ہیں، قصبہ کے عام مسلمان میل ملاپ رکھیں یا اس غرض سے تعلقات منقطع کردیں کہ وہ مرتدین سے میل جول چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں؟

۲......: وہ لوگ جو مرتدین سے تعلقات اکل وشرب ومناکحت وغیرہ تو نہیں رکھتے، لیکن نشست وبرخاست گفت وشنید اور خلط ملط رکھتے ہیں وہ کس درجہ میں گنہگار ہیں، عام گنہگاروں اوران میں کیا فرق ہے اوران کے ساتھ قصبہ کے دیگر مسلمان تعلق رکھیں یا نہیں؟

۳......: ایک شخص جس کا داماد مرزائی ہے، برادری کے انقطاعِ تعلقات کی وجہ سے متعدد بار توبہ کر چکا ہے اور قسم کھا چکا ہے کہ میں اپنی بیٹی اور داماد سے آئندہ کوئی تعلق نہ رکھوں گا، لیکن ہر توبہ کے بعد یہ ہوتا ہے کہ داماد اور بیٹی کے پاس آتا جاتا ہے اوران سے ہر قسم کے تعلقات رکھتا ہے، ایسے شخص کی توبہ پر کب تک اعتماد کیا جائے؟

۴......: ایک لڑکی جس کا خاوند مرتد ہو گیا اور برادری کے شور وغوغا کی وجہ سے اپنے والد اور تایا سے کہتی ہے کہ اگر میرے نان ونفقہ کا انتظام کردو تو میں اپنے خاوند کو جو مرتد ہونے کی وجہ سے خاوند بھی شرعاً نہیں رہا چھوڑ دوں گی لیکن اس کا باپ اور تایا باوجود قدرت رکھنے کے اس کے نان ونفقہ کی کفالت سے انکار کرتے ہیں، یہ دونوں کس درجہ کے گنہگار ہیں اوران سے قصبہ کے عام مسلمان تعلقات رکھیں یا منقطع کردیں اور اگر رکھیں تو کس قسم کے تعلقات رکھ سکتے ہیں؟

احقر یار محمد عفی عنہ۔

برائے نوازش بغور مطالعہ فرمانے کے بعد تمام سوالات کا مفصل جواب علیحدہ علیحدہ تحریر فرمادیں، قرآن وحدیث کا حوالہ حتی الامکان دیا جائے۔

مسلم جنرل ٹریڈنگ کمپنی پوسٹ نمبر ا کراچی۔

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

قال اللّٰہ تعالی: ﴿ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار﴾ الآیة. والرکون الی الشیء هو السکون الیه بالأنس والمحبة، فاقتضی ذلک النهی عن مجالسة الظالمین ومؤانستهم والانصات الیهم وهو مثل قوله تعالی: ﴿فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین﴾ اهـ. أحکام القرآن: ۳/ ۲۰۵.

وقال تعالی: ﴿یاأیها الذین آمنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزواً ولعبا﴾.

وقال تعالی: ﴿فأعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوة الدنیا، ذلک مبلغهم من العلم، ان ربک هو أعلم بمن ضل عن سبیله وهو أعلم بمن اهتدی﴾.

مرزائی لوگ بفتویٰ علمائے حق کافر و مرتد ہیں، ان کے ساتھ رشتہ مناکحت قطعاً ناجائز ہے اور ایسا نکاح منعقد نہیں ہوتا بلکہ وہ زنا کے حکم میں ہے، جتنے لوگ ایسے نکاح میں شریک ہوں یا باوجود قدرت کے ایسے نکاح کو نہ روکیں وہ سب حسبِ حیثیت گنہگار ہوں گے۔

مرتد کے ساتھ اکل وشرب ومجالست وغیرہ بھی ناجائز ہے قلبی محبت بھی قطعاً ممنوع ہے جو مسلم عورت کسی مرزائی کے نکاح میں ہے تمام اہل قدرت پر حسب قدرت اس کو چھڑانا واجب ہے خاص کر جب کہ وہ خود بھی اس سے علیحدہ ہونے کی خواہشمند ہو، جو شخص جس قدر صاحبِ اختیار ہے اور اس کے چھڑانے میں کوتاہی کرے اسی قدر وہ گنہگار رہے۔ اگر کوئی مرتد صدق دل سے توبہ کرے اور تجدید ایمان کرے تو اس کی توبہ قبول ہوجائے گی اگر ترک تعلقات کے ذریعہ سے اس کی توقع ہے کہ کوئی مسلمان کسی مرزائی سے تعلق نہیں رکھے گا تو ضرور ایسے شخص سے ترک تعلق کردیا جائے۔ اگر یہ خیال ہے کہ نرمی سے سمجھانے اور اخلاق

کے ساتھ پیش آنے پر اپنی حرکت سے باز آجائے گا اور ترک تعلق سے اس کی ضد اور زیادہ ہو گی تو اس سے نرمی کا معاملہ کیا جائے۔

الغرض مرتد خدا کے دشمن ہیں ان سے جس قدر کوئی محبت کا تعلق رکھے گا اسی قدر وہ خدا کی رحمت سے دور ہوگا۔ ''المرء مع من احب'' کے ماتحت اسی جماعت میں اس کا حشر ہوگا، اور دنیا و آخرت میں خدا کے دشمنوں کا شریک و رفیق سمجھا جائے گا اور یہ گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہے جن کا تعلق محض اپنے نفس سے ہے کیونکہ ایسا شخص خدائی باغیوں کا ہم پلہ ہے والعیاذ باللہ۔ فقط سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:۲،ص:۱۲۷ تا ۱۳۰/ کفایۃ المفتی، ج:۱،ص:۳۲۳، ۳۲۴، ط، دار الاشاعت کراچی/ احسن الفتاوی، ج:۶،ص:۳۵۹، ۳۶۰، ط، ایم ایچ سعید کراچی/ خیر الفتاوی، ج:۱،ص:۳۸۶، ۳۸۷، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان/ فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۱،ص:۲۲۸ تا ۲۳۰، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور/ فتاوی فریدیہ، ج:۱،ص:۱۴۳، ۱۴۴/ ارشاد المفتین، ج:۱،ص:۴۶۵ تا ۴۶۷، ط، مکتبۃ الحسن لاہور/ فتاوی قاسمیہ، ج:۲،ص:۳۰۹، ط، مکتبہ اشرفیہ دیوبند)



رشتہ داری کی وجہ سے قادیانیوں سے میل جول رکھنا

﴿سوال﴾:

جو لوگ خلاف حکم علمائے کرام قادیانیوں سے مراسم و تعلقات بہ باعث رشتہ داری یا راہ و رسم سابقہ کے رکھتے ہیں، مگر عقائد میں وہ ان کے پیرو نہیں ہیں، تو کیا ان سے بھی تعلقات و مراسم قطع کر لینا لازم ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

اگر وہ لوگ مرزائیوں کے عقائد پر نہیں ہیں مگر کسی مجبوری کی وجہ سے میل جول کرتے ہیں اور دل میں ان سے اور ان کے عقائد باطلہ سے نفرت اور بیزاری ہے، تو وہ کسی درجہ میں

بعض صورتوں میں معذور ہوسکتے ہیں، لہٰذا ان سے مقاطعت کا حکم کلیۃً نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج:۱۸،ص:۴۵۸، ۴۵۹، ط، مکتبہ دارالعلوم دیوبند)



قادیانیوں کے ساتھ اشتراک تجارت اور میل ملاپ حرام ہے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں:

قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اپنی جماعت کے مرکزی فنڈ میں جمع کراتے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف تبلیغ اور ارتدادی مہم پر خرچ ہوتا ہے چونکہ قادیانی مرتد کافر اور دائرہ اسلام سے متفقہ طور پر خارج ہیں۔ تو کیا ایسے میں ان کے اشتراک سے مسلمانوں کا تجارت کرنا یا ان کی دکانوں سے خرید وفروخت کرنا یا ان سے کسی قسم کے تعلقات یا راہ رسم رکھنا از روئے اسلام جائز ہے؟

﴿جواب﴾:

صورت مسئولہ میں اس وقت چونکہ قادیانی کافر محارب اور زندیق ہیں اور اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت نہیں سمجھتے بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ تجارت کرنا خرید وفروخت کرنا ناجائز وحرام ہے، کیونکہ قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ لوگوں کو قادیانی بنانے میں خرچ کرتے ہیں۔ گویا اس صورت میں مسلمان بھی سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنانے میں ان کی مدد کر رہے ہیں لہٰذا کسی بھی حیثیت سے ان کے ساتھ معاملات ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح شادی، غمی، کھانے پینے میں ان کو شریک کرنا، عام مسلمانوں کا اختلاط، ان کی باتیں سننا، جلسوں میں ان کو شریک کرنا، ملازم رکھنا، ان کے ہاں ملازمت کرنا یہ سب کچھ حرام بلکہ دینی حمیت کے خلاف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ا ص ۲۲۹] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۵۱۳، ط، عالمی مجلس تحفظ

ختم نبوت ملتان)



قادیانی کی زمین اجارہ پر لینا

﴿سوال﴾:

ایک شخص تقریباً تیس سال سے قادیانی ہوگیا ہے اور شخص مذکور ضلع پشاور میں مالک زمین ومیانہ جات ہے۔اب اگر کوئی مسلمان اس قادیانی کا زمین اجارہ پر لے گا یا نصف حصہ پر کاشت کرے تو بروئے شرع شریف وہ اجارہ گیرندہ یا کاشت کنندہ شخص پر کوئی گناہ تو نہ ہوگا؟

﴿جواب﴾:

قادیانی کی زمین اجارے پر یا تقسیم پیداوار لینے والا خارج از اسلام نہ ہوگا لیکن اگر قادیانی کی زمین نہ لے تو ایک مسلمان کے لیے یہ اچھا ہے۔[کفایۃ المفتی، ج:۷،ص:۳۴۴](فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۵۱۴، ط،عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی سے مقاطعہ جائز ہے

﴿سوال﴾:

زید نے کہا کہ کمیٹی مجھ کو چھوڑ دے مگر قادیانیوں کو نہیں چھوڑوں گا اس وجہ سے کمیٹی نے زید سے ترک موالات کرلیا اسی باعث کمیٹی والے تقریب وغیرہ میں نہ تو زید کو بلاتے ہیں نہ زید کے یہاں جاتے ہیں مگر زید کے ساتھ کمیٹی والے ہمدردی ہی کرتے ہیں زید کے ساتھ نشست اور خلا ملا ہی ہے تو آیا ترک موالات کامل ہے یا ناقص ترک موالات کی تعریف مشرح طور سے تحریر فرمائی جائے تاکہ اس پر عمل کیا جاوے؟

﴿الجواب﴾:

زید کا ایسا کہنا سخت گناہ ہے اور کفر کا اندیشہ ہے لیکن فقط اتنی بات سے خارج نہیں ہوا لہٰذا جو حقوق عام مسلمانوں کے ہیں ان کا وہ بھی حقدار ہے مثلاً مل جائے تو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا، بیمار ہو تو عیادت کرنا وغیرہ اس لئے ایسے حقوق عامہ کو ترک نہ کیا جائے مگر خصوصی تعلقات نکاح شادی وغیرہ بالکل قطع کردیئے جائیں اور اگر یہ خیال ہو کہ ترک موالات کرنے اور قطع تعلق کرنے سے وہ راہ راست پر آجائے گا تو اس میں بھی مضائقہ نہیں کہ چند روز کے لئے بالکل قطع تعلقات کردیا جائے مگر اس صورت کو ہمیشہ نہ رکھیں۔ **وقد صرح العینی فی شرح المنیۃ بکراھۃ المعاشرۃ تبارک الصلوٰۃ فھذا اولی.**

واللّٰہ تعالیٰ اعلم(امداد المفتین، ص: ۸۴۹، ط، دار الاشاعت کراچی)



قادیانیوں کی تقریب میں شریک ہونا

﴿سوال﴾:

اگر پڑوس میں زیادہ اہلسنت جماعت رہتے ہوں چند گھر قادیانی فرقہ کے ہوں ان لوگوں سے بوجہ پڑوسی ہونے کے شادی بیاہ میں کھانا پینا ویسے راہ رسم رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

﴿جواب﴾:

قادیانیوں کا حکم مرتدین کا ہے ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا یا ان کی تقریب میں شریک ہونا جائز نہیں قیامت کے دن خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اس کی جوابدہی کرنی ہوگی۔[آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۱ص ۲۳۱] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۵۰۵،ط،عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



خوش اخلاقی قادیانیوں کا دامِ فریب ہے

﴿سوال﴾:

قادیانیوں سے میل جول اور عام زندگی میں تعلقات کی نوعیت کیا ہونی چاہیے۔ خاص طور پر جب وہ خوش اخلاق اور خدمت گار ہو؟ جبکہ خوش اخلاقی اچھی عادت ہے۔

محمد رشید چینوٹ

﴿جواب﴾:

محترم محمد رشید صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قادیانی علی العموم کفار و مرتدین ہیں۔ ان سے سلام، کلام، کھانا، پینا، بیاہ، شادی، لین دین کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں، حرام حرام قطعی حرام ہے۔ کوئی شخص کسی لحاظ سے بہترین صفات کا حامل ہو، اس کا اللہ، رسول اور قرآن، اسلام اور اہل اسلام کا دشمن ہونا اور ان سے بغاوت کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ کوئی ذاتی خوبی، اس کا مداوا نہیں کر سکتی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

لاتجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر یوآدون من حاد اللّٰہ ورسولہٗ ولو کانوا اٰبآء ھم او ابنآئھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ اولٰئک حزب اللّٰہ الا ان حزب اللّٰہ ھم المفلحون. [المجادلۃ: ۲۲]

”تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے

دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمایا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جایا جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان سے ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے، سن لو کہ اللہ کی جماعت ہی کامیاب رہے گی''۔

یہ ہے اہل ایمان کا عمل، کہ وہ اللہ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے محبت نہیں کرتے۔ خواہ باپ ہو، بیٹا ہو، بھائی ہو، دوست ہو لہٰذا آپ قادیانی سے ہر قسم کی قطع تعلقی کریں۔ وہ اتنا ہی خوش اخلاق ہے تو کفر وارتداد کو چھوڑے، قادیانی مرتد پر لعنت بھیجے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لائے، مرتد ہونا اخلاق نہیں بداخلاقی ہے۔ جو شخص خود جہنم کا ایندھن بن جائے اور دوسروں کو بھی اپنی طرف کھینچے۔ اس کی بہترین خدمات نہیں، بدترین مہلکات ہیں۔ واللّٰہ الھادی وصلی اللّٰہ علی خیر خلقه ونور عرشه قاسم رزقه محمد والهٖ وصحبه وسلم. [منہاج الفتاوی ص ۳۵۶، ۳۵۷] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۵۰۷، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مسلمانوں اور مرزائیوں کی متحدہ جماعت کو ووٹ دینے کی شرعی حیثیت

﴿سوال﴾:

ایک مسلم پارٹی کا قادیانیوں سے انتخابی اتحاد ہوا ہے، ایسی متحدہ جماعت کو ووٹ دینا مسلمانوں کے لیے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

قادیانی چونکہ مرتد اور خارج من الاسلام ہیں، ان سے اتحاد کرنے سے اگرچہ کسی

وقتی مصلحت کی بناء پر کچھ معمولی فائدے حاصل ہو سکتے ہیں، لیکن ان کے ارتداد اور کفر کی وجہ سے ان کے جو مذموم مقاصد ہیں اتحاد کی صورت میں وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے، اس لیے قادیانیوں سے اتحاد کرنے میں فائدہ کم اور نقصان کا احتمال زیادہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگرچہ یہودیوں سے اتحاد کیا تھا لیکن اس سے کوئی اسلامی شعائر متاثر نہیں ہوا تھا۔

تاہم صورت مسئولہ کے مطابق اگر مسلمان کسی نیک مقصد کی تکمیل کے لیے قادیانیوں سے اتحاد کرلیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بنیادی طور پر کفار اور مشرکین سے اتحاد کرنا ممنوع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لایتخذ المؤمنون الکافرین اولیآء من دون المؤمنین ومن یفعل ذٰلک فلیس من اللّٰہ فی شیء الا ان تتقوا منهم تقٰه ویحذرکم اللّٰہ نفسه والی اللّٰہ المصیر. [سورة آل عمران، آية ۲۸]

لیکن جہاں کہیں مسلمانوں کو کفار اور مشرکین سے دینی اور دنیوی فائدہ ہو تو ایسی صورت میں ان سے اتحاد کرنا مرخص ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی مدینہ منورہ میں آنے کے بعد یہودیوں کے دو مشہور قبائل بنونضیر اور بنوقریظہ سے اتحاد کیا تھا، اور صلح حدیبیہ بھی اسی قسم کے اتحاد اور معاہدہ کی ایک کڑی تھی۔ اسی طرح آج بھی حالات کو دیکھا جائے گا کہ اگر مسلمانوں اور اسلام کو کفار کے ساتھ اتحاد کرنے میں کوئی معقول فائدہ ہو تو ان سے اتحاد کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

لما قال الامام شمس الدین السرخسی رحمه اللّٰہ تعالی: ولان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم صالح اهل مکة عام الحدیبیة علی ان وضع الحرب بینه وبینهم

عشر سنين فكان ذٰلك نظراً للمسلمين لمواطئة كانت بين اهل مكة واهل خيبر وهي معروفة ولان الامام نصب ناظراً ومن النظر حفظ قوة المسلمين اولاً فربما ذٰلك في الموادعة اذا كانت للمشركين شوكة. [المبسوط للسرخسی، ج ١٠ ص ٨٦ كتاب السير]

وقال الامام ابوبكر جصاص رحمه الله تعالى في تفسير هذه الآية: وان جنحوا للسلم فاجنح لها. قال ابوبكر قد كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عاهد حين قدم المدينة اصنافاً من المشركين منهم النضير وبنو قينقاع وقريظة وعاهد قبائل من المشركين. [احكام القرآن، ج ٣ ص ٨٦ سورة الانفال](فتاوی حقانیه، ج: ٢، ص: ٢٠٨تا ٢١٠، ط، مكتبه سيد احمد شهيد اكوڑه خٹك)



بیماری قادیانی کی تیمارداری

﴿سوال﴾:

مرزائی مفلوج الجسم اور مفلس، تنگ دست رشتہ دار کی خدمت جسمانی یا امداد مالی مثلاً ماموں ہے، کرنا اور کوئی اس کا رشتہ دار خدمت کرنے والا نہ، محض مخلوق خدا کافر اور پلید سمجھ کر جیسے کتے وغیرہ کی خدمت ہے جائز ہے یا نہیں؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

مرزائی صرف کافر ہی نہیں بلکہ مرتد ہیں، جو معاملہ دیگر کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے، مرتد کے ساتھ شرعاً نہیں کیا جاتا اس لئے مرتد کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں چاہئے، البتہ اگر یہ

توقع ہو کہ وہ خوش اخلاقی اور تیمارداری سے متاثر ہو کر ارتداد سے تائب ہو جائے گا اور اسلام قبول کرلے گا تو پھر یہ تیمارداری مستقل تبلیغ کا حکم رکھتی ہے، بشرطیکہ نیت یہی ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی محمودیہ، ج:۲،ص:۱۳۱)



قادیانیوں کو کسی اسلامی جلسہ یا ادارہ میں شریک کار بنانا

سوال:

قادیانیوں، مرزائیوں اور احمدی ہو یا محمودی میل جول رکھنا ان کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، شادی بیاہ کرنا اور ان سے مسلمانوں کو اپنی مساجد اور قبرستانوں کے لئے چندہ لینا یا ان کو اشاعت اسلام کی غرض سے چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) وقتی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کو اپنی انجمنوں مجلسوں وغیرہ کا قادیانیوں کو ممبر عام اس سے کہ وہ خصوصی ہوں یا عمومی بنا کر رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) کچھ لکھے پڑھے کہتے ہیں کہ قادیانی یہاں صرف بیس ہی تو ہیں اگر ان کو شامل کرلیا جائے تو کیا حرج ہے مسلمانوں کی شان نہیں کہ وہ اس قلیل مقدار سے خوف زدہ ہو کر اس اشتراک عمل سے باز رہیں یہ ایک مولوی صاحب کا مقولہ ہے لہٰذا ہم کو بتایا جائے کہ یہ مولوی صاحب ٹھیک فرماتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:

مرزا غلام احمد قادیانی باتفاق امت کافر ہیں ان کے وجوہ کفر اور عقائد کفریہ کو علماء نے مستقل رسالوں میں جمع کر دیا ہے ضرورت ہو تو رسائل ذیل میں لکھ لیا جائے اشد العذاب مصنفہ مولانا مرتضیٰ صاحب، القول الصحیح فتاوی تکفیر قادیان اور جب کہ یہ لوگ کافر و مرتد ٹھہرے تو ان کو اسلامی اداروں کا رکن بنایا جاوے گا تو گویا خود علماء اسلام ان کو ایک عزت دینے کے عہدہ پر جگہ دے رہے ہیں اس سے عوام پر یہ اثر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو مثل علمائے

اسلام کے مقتدا سمجھنے لگتے ہیں اور ان کے فتوے ماننے لگتے ہیں جو سراسر ضلالت و گمراہی ہے اور جس قدر مصالح ان لوگوں کی شرکت میں پیش نظر ہیں اس سے بہت زیادہ نقصانات شدیدہ کا خطرہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے اس لئے ہرگز ان لوگوں کو اسلامی مجالس میں شریک نہ کرنا چاہیئے ہمارے اکابر اساتذہ نے بہت غور وفکر اور تجارب کے بعد ہی رائے قائم کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (امداد المفتین، ص: ۸۴۸، ط، دارالاشاعت کراچی)



کیا قادیانی ذمی ہیں؟

﴿سوال﴾:

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ قادیانی ذمی ہیں اور وہ پاکستان میں رہ سکتے ہیں جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ قادیانی [مرزائی] یہود و نصاریٰ کی طرح الگ مذہب ہے جسے جزیہ کی شرط پر ذمی [اور محفوظ] قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ یہ امت میں ایک فتنہ تھا جو غلام احمد نے برپا کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور یہ آخری امت ہے اس لئے ان لوگوں کو تسلیم کرنا تو کیا اس مذہب کو مٹانا ضروری ہے۔

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

صورت مسئولہ میں ڈاکٹر اسرار احمد کا قادیانیوں کو ذمی قرار دینا اور اسلامی ملک میں تحفظ اور سکونت کا مستحق کہنا درست نہیں، کیوں کہ قادیانی عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہونے کی وجہ سے مرتد ہیں اور مرتد کا حکم یہ ہے کہ اگر تین دن کی مہلت میں اسلام قبول کرلیں اور توبہ کرلیں تو ان کی توبہ قبول کی جائے گی ورنہ قتل کیا جائے گا اور مرتد کی توبہ کلمہ شہادت اور بقیہ تمام ادیان سے براءت کا اظہار ہے اور قادیانیوں کے مسلمان ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اور اس کی جماعت پر لعنت کریں۔

"قال العلامة الالوسی البغدادیؒ فی تفسیره [تحت

قوله: وخاتم النبيين] المراد بالنبى ما هو أعم من الرسول فيلزم من كونه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم خاتم النبيين كونه خاتم المرسلين والمراد بكونه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم خاتمهم انقطاع حدوث وصف النبوة فى احد من الثقلين بعد تحليه عليه الصلوة والسلام بها فى هذه النشأة ولايقدح فى ذلك ما أجمعت الامة عليه واشتهرت فيه الاخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوى ونطق به الكتاب على قول ووجب الايمان به واكفر منكره". [روح المعانى ۲۲/ ۳٤]

"وفى الدر: واعلم ان كل مسلم ارتد فانه يقتل ان لم يتب". [الدر المختار على الشامى ۳/ ۳۲٦]

"وفى الخانية: يعرض الاسلام على المرتد والمرتدة حراً كان أو حرة، عبداً كان أو أمة فان أسلم المرتد والا قتل ولايجب عرض الاسلام لأنه ممن بلغته الدعوة..... واسلامه أن يأتى بكلمة الشهادة ويتبرأ عن الأديان كلها سوى دين الاسلام". [التتارخانية ٥/ ۳۷٤]

"وايضا فيه: ولايترك المرتد على ردته باعطاء الجزية ولا بأمان مؤقت". [التتارخانية ٥/ ۳۷٥](ارشاد المفتين، ج: ۱، ص: ٤٥۳، ٤٥٤، ط، مكتبة الحسن لاهور)



قادیانی اہل کتاب نہیں ہیں

﴿سوال﴾:

عیسائی اپنی نسبت انبیاء کی طرف کیوں کرتے ہیں اور کیا عیسائیت کا نام قرآن نے ان کے لیے وضع کیا ہے؟

﴿الجواب﴾:

محترم محمد سلیم صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

''عیسائی'' عرف عام میں ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کریں۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ نسبت فی الواقع درست ہے یا نہیں، جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اپنی نسبت اسلام کی طرف کرتے تھے اور منافقین بھی۔ عام اس سے کہ کس کی نسبت صحیح ہے کس کی غلط؟

دراصل بلند مرتبت ہستیوں کی طرف قدیم زمانہ سے لوگ اپنے آپ کو منسوب کرتے آئے ہیں۔ اس کی ایک مثال سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ان کی مقبولیت کی عالم یہ ہے کہ عرب کے مشرک بھی اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کرتے تھے۔ یہودی بھی، عیسائی بھی اور مسلمان بھی حالانکہ سب کے عقائد ونظریات باہم مختلف ومتضاد ہیں۔ جس سے واضح ہوا کہ فی الواقع یہ تمام لوگ آپ کے پیروکار تھے نہ ہیں لیکن عقیدت واتباع کا دعویٰ جیسے صدیوں پہلے تھا، آج بھی ہے۔ اس حقیقت کو قرآن عزیز نے یوں بیان فرمایا:

ما كان ابراهيم يهوديا ولا نصرانيا ولكن كان حنيفا مسلما وما كان من المشركين. [آل عمران: ٦٧]

[حضرت] ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے، نہ عیسائی بلکہ ہر باطل سے الگ تھلگ مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

ان اولى الناس بابراهيم للذين اتبعوه وهذا النبي

والذین اٰمنوا واللہ ولی المؤمنین. [آل عمران: ٦٧، ٦٨]

بے شک تمام لوگوں میں ابراہیمؑ سے قریب تر وہ ہیں جو ان کے پیروکار ہوئے اور یہ نبی، اور ایمان والے اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔

تو ''عیسائی'' نہ قرآن کی اصطلاح نہ بائبل کی بلکہ عرف عام ہے۔ قرآن نے ان کو نصاریٰ کہا ہے۔ بہر حال عیسائی کہلائیں یا نصاریٰ یا کچھ اور، یہ ان کی اپنی اصطلاحیں ہیں جیسے ''شیرِ عالم'' خواہ بزدل ترین ہی کیوں نہ ہو۔ ''محمد فاضل'' خواہ ان پڑھ ہی کیوں نہ ہو، ''محمد مسلم'' خواہ اللہ کے آگے کبھی سر جھکایا ہی نہ ہو، آپ خواہ کہیں یا نہ کہیں ''مرزائی، قادیانی یا احمدی'' مرزا قادیانی کو نبی ماننے والے مرتدین ہیں۔ نہ ہم مسلمان کہیں، نہ قرآن وسنت، مگر جس طرح منافقین اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر کہہ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے اور قرآن نے وما ھم بمؤمنین کہہ کر ان کے ایمان کی نفی کی۔ اسی طرح باقی جھوٹے مدعیان اسلام کو سمجھ لیں۔

ہم اس لیے ان [نصاریٰ] کو اہل کتاب کہتے ہیں کہ قرآن نے انہیں اہل کتاب کہا ہے۔ [یا اھل الکتاب] ان کے علماء ومشائخ نے بادشاہوں اور سرمایہ داروں، جاگیر داروں کے ایماء پر، روپیہ بٹورنے کے لیے بیشک اللہ تعالیٰ کے کلام میں لفظی ومعنوی تحریفات کیں مگر وہ اپنے اس جرم پر ہمیشہ پردے ڈالتے تھے اور کبھی کھل کر اپنے انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتابوں کا انکار نہیں کرتے تھے۔ آخر انہوں نے اپنے جاہل عوام پر حکومت تو کرنی تھی۔ جو انبیائے کرام اور بزرگان دین سے عقیدت رکھتے تھے البتہ عوام کی جہالت وسادہ لوحی سے اللہ تعالیٰ کے کلام ونظام میں من مانی تاویلات وتحریفات میں مصروف رہتے تاکہ حق بات عوام تک پہنچنے نہ پائے اور ان کا طلسم ٹوٹ نہ جائے۔ شریعت کے جس حکم میں فائدہ نظر آتا بیان کر دیتے۔ جہاں ان کی بدعقیدگی وبدعملی کا ذکر آتا یا وہ احکام شرع جو ان کی خواہشات ومفادات سے متعارض ہوتے ان میں ''بقدر ضرورت'' تبدیلی کر دیتے۔

ان کو اہل کتاب اس لیے نہیں کہا جاتا کہ وہ اسے سر بسر مانتے ہیں بلکہ اس لیے کہا

جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو سچے نبی اور کتاب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ گویا حقیقت میں یہ نسبت غلط اور ناقابل اعتبار ہے۔ دیکھتے نہیں کہ مسلمان بھی ان تمام لوگوں کو کہا جاتا ہے جو اسلام وایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عملاً ہم کتنے سچے مسلمان ہیں؟ اسے ہم خود سمجھتے ہیں اور خدا ورسول بھی اس پر گواہ ہیں۔ ذرا اپنے عوام، نام نہاد مشائخ وعلماء [الا ماشاء اللہ] سیاستدان اور اہل دانش کو دیکھ لیں۔

چو می گویم مسمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

ا......: احمدیوں [قادیانیوں] کو مسلمان اس لیے نہیں مانتے کہ ان کے پیشوا نے قرآن، انبیائے کرام اور دین اسلام کی توہین کی۔

۲......: عقیدہ ختم نبوت کا انکار کیا، چونکہ پہلے مسلمان تھے، ارتداد کے بعد مرتد ہوگئے۔ [اور ان کی اولاد تمام قادیانیوں کی طرح زندیق وملحد] لہٰذا وہ مرتد ہیں، اہل کتاب نہیں۔ وہ خود بھی اہل کتاب نہیں کہتے۔ مسلمان کہلاتے ہیں۔ جو ارتداد کی وجہ سے ختم ہوگیا۔ اسلام سے نکلے مرتد ہونے کی وجہ سے، اہل کتاب اس لیے نہیں کہ وہ اہل کتاب نہیں ہیں، نہ کہلاتے ہیں۔ [منہاج الفتاوی، جلد اول ص ۳۴۹ تا ۳۵۱] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۵۸ تا ۶۰، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



پاسپورٹ میں قادیانی لکھوانا

﴿سوال﴾:

بعض مسلمان کسی کافر ملک کا ویزا بسہولت حاصل کرنے کے لیے یا کسی دنیوی مصلحت کی خاطر پاسپورٹ اور ویزا کے فارم میں اپنے آپ کو قادیانی لکھ دیتے ہیں، اتنی بات تو طے شدہ ہے کہ یہ انتہائی قبیح حرکت اور بہت بڑا گناہ ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ایسے

شخص کی تکفیر کی جائے گی یا نہیں؟ غور کرنے سے جو نقطہ نظر سامنے آیا ہے، اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

(۱): کسی کلمہ کے موجبِ کفر ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہو تو احتیاط عدمِ تکفیر میں ہے۔

(۲): جو کلمہ فی نفسہا موجبِ کفر ہو اس کے تلفظ و تکلم کی کئی صورتیں ہیں:

۱: ناسیاً یا خطاء۔

اس صورت میں بالاتفاق تکفیر نہیں کی جائے گی۔

۲: عامداً تکلم ہو، یعنی تکلم قصد سے ہو اور اس کلمہ کے موجب کفر ہونے کا علم بھی ہو اور کفر کا ارادہ بھی ہو۔

اس صورت میں بالاتفاق تکفیر کی جائے گی۔

۳: جاہلاً تکلم ہو، یعنی تکلم تو ارادے سے ہو لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

اس صورت میں اختلاف ہے، تکفیر و عدمِ تکفر دونوں قول ہیں۔

۴: ہازلاً تکلم ہو، یعنی تکلم ارادے سے ہو اور اس کے موجبِ کفر ہونے کا علم بھی ہو مگر ایقاعِ حکم یعنی کفر کا ارادہ نہ ہو۔

اس صورت میں تکفیر کی جائے گی۔

۵: لاعباً تکلم ہو، یعنی بطورِ استہزاء کلمہ کفر کہا جائے۔

یہ استخفاف ایمان ہے، اس کے قائل کی بھی تکفیر کی جائے گی۔

اس تفصیل کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو قادیانی لکھتے ہوئے اگر علم ہو کہ یہ باعث کفر ہے لیکن اعتقاد کفر نہ ہو تو لاعباً یا ہازلاً قرار پائے گا لہٰذا تکفیر کی جائے گی اور اگر موجبِ کفر ہونے کا علم نہ ہو تو اختلاف کی بناء پر عدمِ تکفیر احوط ہے۔

چند عبارات یہ ہیں:

قال العلامة ابن نجيم رحمه الله تعالى: ومن هزل بلفظ كفر وارتد وان لم يعتقده للاستخفاف، فهو ككفر العناد. [البحر الرائق، ۵/ ۱۲۰]

وقال العلامة خير الدين رحمه الله تعالى: وفى الفتاوى: اذا أطلق الرجل كلمة الكفر عمداً لكنه لم يعتقد الكفر قال بعض أصحابنا: لايكفر، لأن الكفر يتعلق بالضمير ولم يعقد الضمير على الكفر، وقال بعضهم: يكفر، وهو الصحيح عندى لأنه استخف بدينه اهـ. وفى الخلاصة: اذا كان فى المسألة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتى أن يميل الى الوجه الذى يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم. زاد فى البزازية: الا اذا أخرج بارادته موجب الكفر فلاينفعه التأويل حينئذ. وفى التتارخانية: لايكفر بالمحتمل لأن الكفر نهاية فى العقوبة فيستدعى نهاية فى الجناية ومع الاحتمال لا نهاية اهـ. قال فى البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلاً أو لاعباً كفر عند الكل، ولا اعتبار باعتقاده كما صرح قاضيخان فى فتاواه، ومن تكلم بها خطأً أو مكرهاً لايكفر عند الكل، من تكلم بها عامداً عالماً كفر بها عند الكل، ومن تكلم بها اختيارا جاهلا بأنها كفر ففيه اختلاف، والذى تحرر أنه لايفتى بتكفير مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان فى كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة، فعلى هذا فاكثر ألفاظ التكفير المذكورة لايفتى بالتكفير بها، ولقد ألزمت نفسى أن لا أفتى

بشـیء منها. اهـ. واللّٰه اعلم. [الفتاوی الخيرية بهامش تنقيح الفتاوی الحامدية، ۱/ ۱۷۷]

وقال الامام أبوبكر الجصاص الرازی رحمه اللّٰه تعالی: ولأن الفرق بين الجد والهزل أن الجاد قاصد الی اللفظ والی ايقاع حكمه، والهازل قاصد الی اللفظ غير مريد لايقاع حكمه. [أحكام القرآن، ۳/ ۱۹۳]

وقال الملاجيون رحمه اللّٰه تعالی: وكذا غير المكره اذا أجری علی لسانه كلمة الكفر استهزاء وجهلا يكون كافرا فيكون الآية دليلا علی أن ركن الايمان التصديق والاقرار جميعاً، ولكن التصديق لايحتمل السقوط بحال والاقرار يحتمله فی حالة الاكراه. [التفسيرات الأحمديه، ص: ۵۰۱]

مزید دو باتیں قابل غور ہیں:

(۱): عام لوگوں کی دینی حالت یہ ہے کہ تکفیر کا فتویٰ معلوم ہونے کے باوجود بہت سے لوگ دنیوی مفاد کو ترجیح دیں گے اور یہ حرکت نہیں چھوڑیں گے اور تکفیر کے فتویٰ کا علم ہوجانے کے بعد یہ حرکت بہر حال کفر ہوگی، اس لیے تکفیر کا فتویٰ دینے کی صورت میں بظاہر یہ مضائقہ ہے کہ کفر سے بچنے کا جو ایک راستہ تھا وہ بھی بند ہوجائے گا۔

(۲): اگر تکفیر نہ کی جائے تو خطرہ ہے کہ اس حرکت کی حوصلہ افزائی ہو۔

ان دونوں باتوں پر غور کرتے ہوئے تقاضائے مصلحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ بتاتے یا لکھتے ہوئے صاف تکفیر تو نہ کی جائے، تاکہ پہلا حرج لازم نہ آئے، البتہ مذمت و وعید کے الفاظ سخت بتائے جائیں لیکن یہ بھی درست ہوگا کہ فقہی طور پر اس کی گنجائش ہو۔

امید ہے کہ رائے گرامی سے قدرے جلد مطلع فرمائیں گے۔ بینوا توجروا

﴿الجواب باسم ملہم الصواب﴾:

سوال میں کلمہ کفر کہنے کی جن پانچ صورتوں کے احکام لکھے گئے ہیں ان میں جاہلاً تکلم کی یہ تفسیر کہ ''یہ معلوم نہ ہو کہ اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے'' درست نہیں، جہل سے مراد یہ ہے کہ اس کو اس کے کلمہ کفر ہونے کا علم نہ تھا، کلمہ کفر ہونے کا علم اور اس کلمہ کفر کے اطلاق سے کافر بن جانے کا علم دو الگ الگ چیزیں ہیں، سوال میں خیریہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

''من تکلم بھا اختیارا جاھلاً بأنھا کفر ففیه اختلاف''.

یہ فیصلہ کہ آدمی اس کلمہ کفر سے کافر کب بنتا ہے؟ اہل افتاء کا کام ہے اور اس میں بڑی تفصیل ہے جیسا کہ سائل نے خود بھی پانچ صورتیں تحریر کی ہیں۔

اگر کسی کو معلوم نہ ہو کہ قادیانیت کفر ہے تو یہ جہل کی صورت ہے، مگر آج کل کون نہیں جانتا کہ قادیانی کافر ہیں اور قادیانیت کفر عظیم کا دوسرا نام ہے، اس لیے پاسپورٹ وغیرہ میں اپنے آپ کو قادیانی لکھوانا جہل کی صورت نہیں۔

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اگرچہ ایمان اصلاً تصدیق قلبی ہی کا نام ہے، تاہم اجراء احکام کے لیے اقرارِ لسانی شرط ہے، اسی طرح بوقتِ مطالبہ بھی اقرار باللسان شرط ہے، پاسپورٹ پر مذہب کا خانہ مطالبہ ہے، بوقت مطالبہ خود کو قادیانی تحریر کروانے سے اقرار باللسان، جو شرط ایمان ہے، مفقود ہوگی۔

فتجری أحکام الکفر لا الاسلام ولو کان صادقا فیما بینه وبین اللّٰه.

علاوہ ازیں کلام فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ کفر کہنا اور بات ہے اور خود کو کسی مشہور فرقہ کافرہ کی طرف منسوب کرنا اور بات ہے۔ اس لیے حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ''أنا یھودی'' اور ''انا نصرانی'' کہنے والے کی بلا تفصیل تکفیر کی ہے، لہٰذا قادیانیت کے کفر ہونے کا علم ہوتے ہوئے بغیر اکراہ کے خود کو قادیانی لکھوانا اور

بتانا بلاشبہہ موجبِ کفر ہے، ایسا شخص مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اگر وہ شادی شدہ ہے تو نکاح بھی جاتا رہا، اگر وہ اس کفر سے توبہ کرے تو حکومت اسلامیہ پر اس کو تہ تیغ کرنا فرض ہے، اسی طرح اگر حج پہلے کیا ہو تو اس کا اعادہ بھی فرض ہے۔

مندرجہ ذیل جزئیات سے حکم بالا کی تائید ہوتی ہے:

قال العلامة ابن قاضی سماوہ رحمه اللّٰه تعالیٰ: أتی بكلمة الكفر مع علمه أنها كفر فلو كان عن اعتقاد لاشک أنه يكفر، ولو لم يعتقد أو لم يعلم أنها كفر ولكن أتی بها عن اختيار كفر عامة العلماء، ولايعذر بجهل ولو بلا قصد.

وقال أيضا: ومن أضمر الكفر وهم به كفر، ومن كفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن بالايمان كفر، ولاينفعه ما فی قلبه اذا الكافر انما يعرف بنطقه فلو نطق بكفر كفر عندنا وعنداللّٰه تعالی. [جامع الفصولين، ٢/ ٢٩٧]

وقال العلامة ابن نجيم رحمه اللّٰه تعالی: وبقوله لمسلم: ياكافر، عند البعض، ولو أحد الزوجين للآخر، والمختار للفتویٰ أن يكفر ان اعتقده كافراً، لا ان أراد شتمه، وبقوله لبيک جوابا لمن قال: ياكافر، يا يهودی، يا مجوسی، وبقوله: أنا ملحد، لأن الملحد كافر، ولو قال: ما علمته لايعذر. [البحر الرائق، ٥/ ١٢٣] . **واللّٰه سبحانه وتعالی اعلم**(احسن الفتاوی، ج: ١٠، ص: ٢٠تا ٢٤ ط، ایم ایچ سعید کراچی)



قادیانی اور ہندو کو دل سے چاہنا

﴿سوال﴾:

قادیانی یا ہندوؤں میں سے کسی کو دل سے اچھا سمجھنا شرعاً کیسا ہے؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

قادیانی اور ہندو دونوں ہی کافر ہیں، البتہ مسلمان کے لیے قادیانی ہندو کے مقابلے میں زیادہ ضرر رساں ہیں، اس لیے کہ ہندو کو ہر شخص کافر سمجھتا ہے اور اس سے دوری اختیار کرتا ہے، جب کہ قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو فریب دیتا ہے، بسا اوقات بھولے بھالے مسلمان اس کے دام فریب میں آجاتے ہیں، ان میں سے کسی کو بھی عقیدے کے لحاظ سے اچھا سمجھنا جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص کسی کافر کو خواہ وہ قادیانی ہو یا ہندو یا کوئی اور، دل سے اچھا سمجھے اور اس کے کفر کے تعلق سے دل میں کسی طرح کی نفرت محسوس نہ کرے، تو یہ اس کے لیے بالکل ناجائز ہے، اس لیے کہ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں، جن سے دلی دوستی نہایت خطرناک امر ہے۔ ہاں! اگر اس کے کفر کو دل سے بُرا سمجھے، لیکن وطنی یا انسانی برادری کی وجہ سے اس کے ساتھ حسن سلوک اور ہمدردی کا برتاؤ کرے، تو شرعاً جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، الا یہ کہ وہ مسلمانوں کو ضرر پہونچانے والوں کا تعاون کرتا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (فتاوی فلاحیہ، ج:۱، ص:۲۴۲)



قادیانی کی تعظیم کرنا ناجائز ہے

﴿سوال﴾:

حکومت کے ایک محکمے میں ایک قادیانی اعلیٰ افسر ہے، اس کی نگرانی میں بیسیوں مسلمان کام کرتے ہیں، قادیانی مرتد کی نگرانی میں شرعاً کام کرنا کیسا ہے؟ اس قادیانی افسر کو

سلام کا جواب دینا اور اس کے اعزاز میں پروگرام رکھنا اس کو صاحب کہہ کر پکارنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

یہ قادیانی شخص زندیق اور کافر ہے، اس کی نگرانی میں کام کرنے کی گنجائش ہے، لیکن اس کو سلام کرنے میں پہل نہ کی جائے اگر وہ سلام کرے تو جواب میں صرف ''وعلیک'' کہا جائے اور اس کو سلام کرنا یا صاحب کہنا وغیرہ اگر کسی صحیح اور دینی غرض کی وجہ سے ہو تو گنجائش ہے کسی اور مقصد کے لئے اس قسم کی تعظیم شرعاً جائز نہیں ہے۔

"فلا یسلم ابتداء علی کافر لاتبدء والیھود ولا النصاریٰ بالسلام..... [بخاری] ولو سلم یھودی أو نصرانی أو مجوسی علی مسلم فلابأس بالرد ولکن لایزید علی قولہ [وعلیک] کما فی الخانیة ولو سلم علی الذمی تبجیلاً یکفر لأن تبجیل الکافر کفر ولو قال لمجوسی یا أستاذ تبجیلاً کفر کما فی الأشباہ [تبجیلاً] قال فی المنح قید بہ لأنہ لو لم یکن کذلک بل کان لغرض من الأغراض الصحیحة فلابأس بہ ولا کفر". [الدر مع الرد، ۵/ ۲۹۲] واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب(ارشاد المفتین، ج: ۱، ص: ۴۵۴، ط، مکتبة الحسن لاھور)



دعویٰ نبوت کرنے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کو کافر مانیں گے یا کچھ اور؟

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کافر ہے۔

"وکذلک نکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ای فی زمنہ کمسیلمۃ الکذاب والاسود العنسی او ادعی نبوۃ احد بعدہ فانہ خاتم النبیین بنص القرآن والحدیث وھذا تکذیب للہ ورسولہ". واللہ تعالی اعلم بالصواب[مجموعہ رسائل الکمشمیری، ۳/ ۵۷، ۵۶] (ارشاد المفتین، ج: ۱، ص: ۲۶۵، ط، مکتبۃ الحسن لاھور)



مدعی نبوت اور منکر ختم نبوت کا حکم

﴿سوال﴾:

سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے کہ "بھاؤنگر" میں "یعقوب" نامی ایک شخص رہتا ہے، ذات کے اعتبار سے گھانچی ہے، پنج وقتہ نمازوں کا پابند ہے، بہ ظاہر شریعت کے احکام کی پیروی کرتا ہے، لیکن وہ کہتا ہے کہ میں محمد ہوں اور جو پہلے گذر گئے ہیں، وہ احمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے، یعنی جن کو ہم لوگ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں ان کو یعقوب بھائی احمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں، نیز یعقوب بھائی کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ [محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] صرف ملک عرب کے نبی تھے اور میں پوری دنیا کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

وہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ مجھ پر ایمان نہ لانے والے لوگ حیران وپریشان ہوں گے۔ الغرض اس طرح کی غلط

باتیں اس کے دل ودماغ پر مسلط ہیں، ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوری دنیا کے لیے نبی اور رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول قیامت تک آنے والا نہیں ہے۔حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیے بغیر کوئی شخص اسلام کے اندر داخل ہو ہی نہیں ہوسکتا۔جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رسول نہ مانے، یا رسول تو مانے، مگر آخری رسول نہ مانے، تو وہ کافر ہے۔اسی طرح جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پوری دنیا کے لیے رسول نہ مانے، صرف ملک عرب ہی کے لیے ان کی رسالت کو تسلیم کرے، وہ بھی مسلمان نہیں کافر ہے۔جو شخص اپنے رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری رسول تسلیم نہیں کرتا، اس لیے اس کے مرتد وکافر ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے، علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر ہے۔مسلمان جن کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے جانتے ہیں اور جن کے آخری نبی ہونے پر ان کا ایمان ہے، قرآن مجید میں ان کو ''محمد'' [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] کے نام سے پکارا گیا ہے، سورہ احزاب میں ہے:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین.

ترجمہ: حضرت محمد [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

مذکورہ آیت شریفہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''محمد'' کہا گیا ہے اور ''رسول'' اور ''خاتم النبیین'' بھی۔

''خاتم'' کا معنی ہوتا ہے ''آخری'' حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ سلسلہ نبوت کو ختم کرنے

والے ہیں، تمام نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جن لوگوں [مثلاً: اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب وغیرہ] نے نبوت کا دعویٰ کیا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کو کافر اور مرتد گردانا اور ان کے ساتھ جہاد کیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہوا، اس لیے قرآن کریم اور حدیث پاک کی روشنی میں پوری امت کا غیر متزلزل عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور کوئی رسول آنے والا نہیں ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت کریمہ پر غورر کریں:

الیوم أکملت لکم دینکم وأتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً.

ترجمہ: آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کردیا، اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کردیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کرلیا۔ [ترجمہ حضرت تھانویؒ]

مذکورہ دونوں آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ یہ امت قیامت تک رہے گی اور اس کی ہدایت کے لیے محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی نبی ہیں، دوسرا کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، اگلی امتوں کے لیے اس طرح کی کوئی خوش خبری اور دین ومذہب کی تکمیل کی بشارت نہیں تھی، ان کا دین ناقص تھا، جب کہ دین اسلام کامل و مکمل ہے، اور یہ دین اسی وقت کامل ومکمل ہوگا، جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں عقیدہ ختم نبوت کا بالکل واضح بیان موجود ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''میری مثال اگلے انبیاء کے مقابلے میں ایسی ہے، جیسے کسی شخص نے کوئی مکان بنایا اور اس کی تعمیر خوب اچھے انداز میں کرائی، البتہ اس کے

ایک کونے میں صرف ایک اینٹ کے برابر جگہ چھوڑ دی، لوگوں نے چکر لگاتے ہوئے اسے دیکھا اور کہا کہ یہاں ایک اینٹ کے برابر جگہ کیوں چھوڑ دی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مثال کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ آخری اینٹ میں ہوں، مجھے خاتم النبیین بنا کر بھیجا گیا ہے، میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے''۔ [بخاری شریف، ۱/۱ ۵۰]

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''میں محمد ہوں، میں ماحی ہوں، میرے ذریعہ اللہ رب العزت کفر کو مٹائے گا، میں حاشر ہوں، لوگ میرے اٹھنے کے بعد اٹھیں گے، میں عاقب ہوں، میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے''۔ [بخاری شریف، ۱/۱ ۵۰]

الغرض عقیدہ ختم نبوت کے سلسلے میں احادیث متواتر ہیں، جن سے یقین کا فائدہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کئی مبارک نام ہیں، ان ناموں میں سے محمد اور احمد بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی۔ بہر حال یعقوب نامی شخص، لوگوں کو دھوکا دے رہا ہے، وہ کافر اور مرتد ہے، اس سے خود بھی دور رہیں اور لوگوں کو بھی دور رہنے کی تلقین کریں۔

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''نبوت اور رسالت ختم ہوگئی ہے، میرے بعد کوئی نبی اور رسول آنے والا نہیں ہے''۔

واضح رہے کہ جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو پیغمبر مانتے ہیں، وہ بھی کافر اور مرتد ہیں، ان کے متعلق مختلف ممالک کے معتبر و مستند علماء کرام نے دو سال قبل یہی فتوی دیا ہے۔ اس شخص [یعقوب] کا حال بھی ویسا ہی ہے، اس لیے یہ خود بھی مرتد ہے اور اس کے ماننے والے دیگر لوگ بھی کافر و مرتد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (فتاوی فلاحیہ، ج: ۱، ص: ۲۲۰ تا ۲۲۴)



مرزا صاحب اور استخارہ

سوال:

مکرمی جناب مدیر ماہنامہ ''بینات'' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

۱: ہمارے علاقہ میں کچھ مرزائی رہتے ہیں اور وہ مسلمانوں میں اس بات کا چرچا کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم نبی تسلیم نہیں کرتے بلکہ مجدد مانتے ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ کہاں تک صحیح ہے؟

۲: نیز وہ مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ اگر تم مرزا قادیانی کی صداقت میں کسی قسم کا شک وشبہ ہے تو تم استخارہ کر کے معلوم کرلو، کیا یہ شرعاً درست ہے؟ براہ کرم مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسمہ تعالیٰ:

آپ کے پہلے سوال کے جواب میں چند باتیں قابل ذکر ہیں۔

۱: ان مرزائی صاحبان کا یہ پروپیگنڈہ کہ وہ مرزا صاحب کو نبی نہیں بلکہ صرف مجدد مانتے ہیں محض دجل وتلبیس پر مبنی ہے یا پھر وہ خود اپنے مذہب سے جاہل ہیں، یا ان کے بڑوں نے انہیں قصداً جاہل رکھا ہے ان مرزائی صاحبان سے کہیے کہ اگر ان کا واقعۃً یہی مسلک ہے تو اپنے خلیفہ ربوہ مرزا ناصر احمد صاحب سے لکھوالائیں کہ ''جو شخص مرزا کو نبی مانے خواہ کسی تاویل سے ہو وہ انکار ختم نبوت کی بناء پر کافر ومرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے''۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین.

۲: مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹا دعویٰ نبوت ایسا نہیں جسے مکر وفریب کے غلیظ پردوں میں لپیٹ کر گول کیا جاسکے، مرزا صاحب کی وہ کتابیں جن میں انہوں نے جھوٹی نبوت کا بار افتراء اپنے سر لیا ہے ساری دنیا کے سامنے ہیں اور آج بھی ربوہ سے ''روحانی خزائن'' کے نام سے چھپ رہی ہیں، اس لئے اگر مرزائی صاحبان کسی مصلحت کی بناء پر مرزا

صاحب کے دعویٰ نبوت کا انکار کرتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ مرزا صاحب کو ان کے دعویٰ نبوت میں جھوٹا سمجھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو شخص اتنا بڑا جھوٹا دعویٰ کرے اسے ''جھوٹ کا مجدد'' کہنا تو بجا ہے مگر اسے مجددِ اسلام تسلیم کرنا نہ عقل وفہم کی رو سے روا ہے نہ دین ومذہب کے اعتبار سے جائز ہے، اس لئے مرزا صاحبان سے کہئے کہ یا تو مرزا صاحب کے دعووں کے مطابق انہیں نبی تسلیم کریں اور ان کے نقش قدم پر چل کر جہاں سے وہ خود پہنچے ہیں وہاں پہنچیں یا پھر اسلام کی تعلیمات کے مطابق مدعی نبوت کاذبہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر ان سے بیزاری کا اعلان کریں۔

۳: اگر کبھی آپ کو مرزا صاحب کی کتابوں کے مطالعہ کا اتفاق ہوا ہے تو آپ ہماری اس رائے سے اتفاق کریں گے ادعائے نبوت، ادعائے معجزات، ادعائے وحی والہام، مخالفین کی تکفیر وتذلیل، تمام انبیاء علیہم السلام سے برتری کا دعویٰ اور اولوالعزم انبیاء کرام کی توہین وتنقیص کے سوا مرزا صاحب کی کتابوں کے انبار میں اور کوئی پیغام نہیں ملتا وہ اپنی ہر چھوٹی بڑی کتاب میں انہی باتوں کے اصرار وتکرار دہرانے کے ایسے خوگر ہیں کہ ان کا قاری اکتا کر رہ جاتا ہے مثلاً:

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔ [دافع البلاء، ص ۱۱ طبع قدیم]

''ہمارا دعوی ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں''۔ [اخبار بدر، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء]

''خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے مسیح موعود [مرزا صاحب] کا نام نبی ورسول رکھا''۔ [نزول المسیح ص ۴۸]

''صدہا نبیوں کی نسبت ہمارے معجزات اور پیش گوئیاں سبقت لے گئی ہیں''۔

''خدا نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف

سے ہوں اس قدر نشان [معجزات] دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے''۔[چشمۂ معرفت ص ۳۱۷]

''جو کوئی میری جماعت میں داخل ہوگیا وہ صحابہ میں داخل ہوگیا''۔[خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱]

''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں''۔[تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸]

''اوائل میں میرا بھی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا، مگر بعد میں جو خدائے تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی تو اس نے مجھ کو اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر بھی مسیح کا خطاب مجھے دیا گیا''۔[حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹،۱۵۰]

''مگر میں خدا تعالیٰ کی ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیوں کر رد کرسکتا ہوں میں اس کی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہوچکی ہیں''۔[حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰]

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجا ست تا بنہد پا بمنبرم

[ازالۂ اوہام، ص ۶]

ترجمہ: ہاں! میں وہ ہوں جو بشارتوں کے موافق آیا ہوں، عیسیٰ کہاں ہے جو میرے منبر پر قدم رکھے۔

منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

ترجمہ: میں ہی مسیح زماں ہوں اور میں ہی کلیم خدا ہوں میں ہی محمد اور احمد مجتبیٰ ہوں۔ [تریاق القلوب ص۳]

کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا.

ترجمہ: کل مسلمانوں نے مجھے مان لیا ہے اور تصدیق کی ہے مگر کنجریوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔ [آئینہ کمالات اسلام ص۱۲۵]

ان العدا صاروا خنازیر الفلا
ونسائھم من دونھن الاکالب

ترجمہ: میرے دشمن جنگلوں کے سور اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔ [رسالہ نجم الہدیٰ ص۱۰]

''ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے''۔ [مکتوب مرزا صاحب بنام ڈاکٹر عبدالحلیم ..... مندرجہ الذکر الحکیم، نمبر۴، ص:۲۴]

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود [مرزا صاحب] کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود [مرزا صاحب] کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔ [مرزا محمود کا فتویٰ آئینہ صداقت ص۳۵]

یہ مرزا صاحب کی سینکڑوں عبارتوں میں سے چند عبارتیں ہیں جن سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت، وحی اور معجزات کا دعویٰ کیا، اپنی نبوت کو تمام

انبیاء کرام کے ہمرنگ بتایا، اپنی وحی کو قرآن جیسی قطعی وحی قرار دیا، اولوالعزم انبیاء علیہم السلام سے افضلیت کا دعویٰ کیا اپنے ماننے والوں کو صحابہ کی صف میں شامل کیا اور نہ ماننے والوں کے حق میں لعنت کے مکروہ ترین الفاظ استعمال کر کے انہیں غیر مسلم، کافر، جہنمی اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ان تمام باتوں کے باوجود اگر کوئی کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ صرف مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو وہ حقائق کی دنیا میں نہیں بلکہ احمقوں کی جنت میں رہتا ہے آخر بتایا جائے کہ اسلامی تاریخ کی چودہ صدیوں میں کون ایسا مجدد ہوا جس پر قرآن نازل ہوا کرتا تھا جو انبیاء علیہم السلام کے برابر کرسی نشینی کا دعوی کرتا تھا جو اپنے کو نبی اور رسول کہلاتا تھا جو اپنے ماننے والوں کو ''صحابی'' کے خطاب سے سرفراز کرتا تھا جو بانگ دہل اعلان کرتا تھا کہ نبی کون ہوتے ہیں جو میرے منبر پر قدم بھی رکھیں، جو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیتا تھا اور جو ایمان نہ لانے والوں کو حرام زادے، جہنمی اور کافر ٹھہراتا تھا؟ اگر اسی کا نام ''مجدد'' ہے تو نہ جانے ملحد اور زندیق کا مفہوم کس پر صادق آئے گا۔

۴: علاوہ ازیں مرزا صاحب کا کفر وضلال صرف دعوئ نبوت میں منحصر نہیں بلکہ اس کے بہت سے اسباب میں سے صرف ایک سبب اور نہایت اہم سبب ہے، ورنہ مرزا صاحب کے کفریات کی فہرست خاصی طویل ہے انہوں نے اسلام کے لیے ایسے متعدد قطعی عقائد کا انکار کیا کہ ان میں سے ہر ایک کا انکار ایک مستقل کفر ہے، انہوں نے متعدد آیات کو جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق تھیں اپنی ذات پر منطبق کیا انہوں نے ''ظل وبروز'' کے پردے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت کو علی وجہ الکمال اپنی جانب منسوب کیا انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو برہنہ گالیاں دیں انہیں ناجائز حمل کی پیدا وار بتایا اور ان کی والدہ حضرت مریم بتول پر تہمت دھری، ان کے سلسلہ نسب پر فحش الفاظ میں طعن کیا انہیں شرابی کا لقب دیا، ان کے قطعی معجزات کو پائے تحقیر سے ٹھکرایا۔

الغرض اس قسم کے بے شمار ہذیانات ہیں جن کے حوالے نقل کیئے جائیں تو اس کے لئے ایک دفتر درکار ہے اور علماء امت کی تصانیف میں ان امور کی پوری تفصیل موجود ہے اس

لئے بالفرض اگر مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت نہ بھی کیا ہوتا اور مرزائی امت انہیں واقعۃً نبی کے بجائے ''مجدد'' تسلیم کرتی تب بھی ان کفریات کے ہوتے ہوئے ان کو مجدد ماننا درحقیقت ان کفریات پر ''ص'' [تصحیح وتصویب] کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ مرزائیوں کی لاہوری شاخ جو مرزا صاحب کو مجدد اور ''مسیح موعود'' کہتی ہے امت مسلمہ کے نزدیک دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہے جس طرح کہ مرزا محمود کی قادیانی جماعت۔

ہمیں معلوم ہے کہ لاہوری اور قادیانی پارٹیوں کا یہ باہمی اختلاف درحقیقت جنگ زرگری کی پیداوار ہے ورنہ ان کے خلیفہ اول حکیم نوردین کے زمانے تک مسٹر محمد علی ''امیر جماعت لاہور'' بھی مرزا صاحب کو برملا نبی مانتے تھے اور اس کا تحریری ثبوت ہمارے پاس موجود ہے آپ کے معاملات میں جھگڑا ہوا تو لاہوری جماعت نے اپنا الگ موقف پیش کرنا شروع کردیا اس کے باوجود اب بھی مرزا صاحب کو ''مسیح موعود'' کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ''مسیح موعود'' کی کوئی اصطلاح اگر اسلام میں ہے تو کیا وہ نبی کے سوا کسی دوسرے پر راست آتی ہے؟ اس کے صاف معنیٰ ''مسیح موعود'' کے پردے میں مرزا صاحب کی نبوت کا اعلان نہیں تو اور کیا ہے؟

الغرض مرزا صاحب کے دعاوی کی تصدیق وتائید میں مرزائیوں کی دو شاخیں [قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت] ہم زبان ہیں فرق ہے تو صرف عنوان اور تعبیر کا فرق ہے، یہی وجہ ہے کہ قادیانی جماعت کے خلیفہ دوم تمام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں مگر لاہوری مرزائیوں کو کافر نہیں بلکہ ''غیر مبایع'' کہتے ہیں۔ ادھر لاہوری جماعت بھی قادیانی جماعت کو کافر نہیں کہتی۔ حالانکہ اگر ان کا یہی عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب نبی نہیں تو غیر نبی کو نبی ماننا کفر ہے ان کا فرض تھا کہ وہ قادیانی جماعت کو کافر قرار دیتے اسی طرح مرزا محمود صاحب کی قادیانی پارٹی کا فرض تھا کہ وہ مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے کی بناء پر جس طرح تمام مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں مسٹر محمد علی اور ان کی پارٹی کی بھی تکفیر کرتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مرزائیوں کی دونوں پارٹیاں مرزا صاحب کو ''مسیح موعود'' مانتی

ہیں اور دونوں کا عقیدہ ہے کہ یہ منصب ایک نبی کا منصب ہے، دونوں مرزا صاحب کی تصدیق ان دعاوی میں کرتی ہیں، دونوں ایک دوسرے کو مسلمان بھی کہتی ہیں صرف اپنے ''برانڈ مارکہ'' کی شناخت کے لئے ایک نے مسیح موعود کو کھلے بندوں ''نبی'' کہا اور دوسری جماعت نے ''مسیح موعود'' بمعنی آخری مجدد کہا حالانکہ یہ دونوں لفظ نبوت ہی کی ایک تعبیر ہے اس سے ان بعض پڑھے لکھے جاہلوں کی گمراہی واضح ہوگی جو لاہوری مرزائیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں حالانکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جو لعین، مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات کی تصدیق کرتا ہے اور جو مرزا صاحب ایسے دجال کو مسیح موعود اور آخری زمانہ کا مجدد کہتا ہے اس کے کفر وضلال میں کیا شک ہے؟

اس کے باوجود اگر کوئی انہیں مسلمان سمجھے تو ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر آج ایسی جماعت پیدا ہو جو مسیلمہ کذاب کو ''مسیح موعود'' اور ''مجدد اعظم'' مانے اس کے بارے میں کیا ارشاد ہوگا؟

تاریخ اور سیرت کی کتابیں اٹھا کر دیکھئے آپ کو معلوم ہوگا کہ مسیلمہ کذاب کا دعوی مرزا غلام احمد [مسیلمہ پنجاب] کے مقابلہ میں بالکل صفر نظر آتا ہے اگر اس کے ماننے والے ''فی النار والسقر'' ہیں تو مرزا صاحب نے کون سا قصور کیا کہ ان کے ماننے والوں کو ''**لهم خزی فی الحیوة الدنیا ولهم فی الآخرة عذاب النار**'' کی دولت سے محروم رکھا جائے حاصل یہ کہ کسی مدعی نبوت کو مجدد ماننے کا مطلب اس کے تمام دعاوی کی تصدیق کرنا ہے اور کفر خالص کی تصدیق بھی کفر ہے اور اس کو کفر نہ سمجھنا خود کفر آمیز جہالت ہے۔

۵: آخری بات اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا ہے کہ مرزا صاحب کی جھوٹی نبوت کا کھوٹ ساری دنیا پر کھل چکا ہے مرزا صاحب اور ان کی ذریت کے کفر ونفاق کی دھجیاں میدان مناظرہ سے عدالت کے کٹہرے تک اور منبر ومحراب سے لے کر اسمبلی ہال تک فضا میں تحلیل ہو چکی ہیں، مسلمانوں کا بچہ بچہ مرزائیوں کے خداع ودجل اور مرزا صاحب کی

جھوٹی افسانہ نبوت سے واقف ہو چکا ہے اس کے باوجود مرزائیوں کی ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ مسلمانوں کے گھروں اور ان کی عبادت گاہوں میں گھس گھس کر ان کے دین وایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں مرزا صاحب کے دین باطل کے زہر کو دجل وفریب کی شیرینی میں لپیٹ کر مسلمانوں کے حلق سے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں مال ودولت کا لالچ دیتے ہیں سادہ لوح نوجوانوں کو نوکری اور ملازمت کا سبز باغ دکھاتے ہیں، پڑھے لکھے طبقے کو تبلیغ اسلام کے خوش کن پروپیگنڈہ سے مسحور کرتے ہیں قرآن کریم کے تحریف شدہ نسخے ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کرتے ہیں اور اس مہم میں اسرائیلوں کی طرح ان کی پوری پوری قوم لگی ہوئی ہے اس سے مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں اور انہیں غفلت کی نیند سے بیدار ہونا چاہیے مسلمانوں نے مرزائیوں کے مقابلہ میں دفاعی پوزیشن اختیار کر رکھی ہے جب مرزائی ان کے گرد وپیش پر حملہ آور ہوتے ہیں تو انہیں تنبہ ہوتا ہے حالانکہ امت محمدیہ کے سبھی طبقات علماء، خطباء، وکلاء، طلباء، اور تجار وغیرہ کا فرض یہ ہے کہ ان کے جو بھائی محض جہالت وناواقفی یا مال ودولت کے لالچ کی وجہ سے مرزائی کفر کی دلدل میں پھنس چکے ہیں انہیں ہر ممکن طریقے سے اسلام کے آب حیات کی طرف لایا جائے جو لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن رحمت کو چھوڑ کر مرزا غلام احمد کی جھوٹی مسیحیت کے دامن سے چپک گئے ہیں انہیں اس وادی خارزار سے نکالنے کی فکر کی جائے؟ آخر یہ کیا ستم ہے کہ مرزائی کفر گلی کوچوں میں ناچتا پھرے اور مسلمان مہر بلب ہوں اور ان کی زبانیں گنگ ہوں۔ ''سگہا رابستہ وسنگہا راکشادہ''۔

﴿جواب سوال دوم﴾:

مرزائیوں کا یہ مشورہ کہ مرزا صاحب کی صداقت معلوم کرنے کے لئے استخارہ کا نسخہ آزمایا جائے یہ بھی دوز بردست مغالطّوں پر مبنی ہے، اول یہ کہ انہوں نے اول ہی سے فرض کرلیا ہے کہ مرزا صاحب کا صادق یا کاذب ہونا مسلمانوں کے نزدیک محل تردد ہے، حالانکہ یہ بات مرزا صاحب کے دعوی نبوت کی طرح سو فیصد غلط اور سفید جھوٹ ہے مسلمانوں کو

جس طرح حضرت ختمی مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت پر ایمان ہے ٹھیک اسی طرح مرزا صاحب کے کاذب ومفتری ہونے کا یقین ہے جس میں شک وارتیاب کا کوئی شائبہ نہیں، اس لئے کہ:

اولاً: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت ایسا قطعی عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا مدعی بغیر کسی شک وشبہ کے کذاب ودجال ہے اور جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے اس عقیدہ سے متعلق ''شرح شفاء'' سے چند جملے یہاں نقل کئے جاتے ہیں:

وکذالک نکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم ای فی زمانہ کمسیلمۃ الکذاب والاسود العنسی، او ادعی نبوۃ احد بعدہ فانہ خاتم النبیین بنص القرآن والحدیث، فھذا تکذیب اللّٰہ ورسولہ او من ادعی النبوۃ لنفسہ بعد نبینا صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کالمختار بن ابی عبید الثقفی وغیرہ.

قال ابن حجر: ویظھر کفر کل من طلب منہ معجزۃ لانہ یطلبہ منہ مجوزا لصدقہ مع استحالتہ المعلومۃ من الدین ضرورۃ، نعم ان اراد بذالک تسفیھہ وبیان کذبہ فلا کفر بہ. انتھیٰ. وکذالک من ادعی منھم انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ فھولاء المذکورون کلھم کفار محکوم بکفرھم لانھم مکذبون النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم...الخ.

ترجمہ: اور اسی طرح جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کی نبوت کا دعوی کرے جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے کیا تھا یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت کا دعوی کرے اسے کافر

قرار دیا جائے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا قرآن وحدیث کے قطعی دلائل سے ثابت ہے اس لئے ایسا مدعی اللہ ورسول کی تکذیب کرتا ہے اسی طرح جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اپنی ذات کے لئے نبوت کا دعوی کرے وہ بھی کافر ہے جیسا کہ مختار بن ابی عبید وغیرہ نے کیا تھا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جو شخص اس مدعی نبوت سے بطور ثبوت کے معجزہ طلب کرے اس کا کفر بھی ظاہر ہو جائے گا کیونکہ ثبوت طلب کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس مدعی نبوت کے سچا ہونے کا امکان ہے حالانکہ دین کے قطعی دلائل سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کے سچا ہونے کا کوئی امکان نہیں وہ قطعاً جھوٹا ہے ہاں اگر اس کی حماقت اور جھوٹ کا پول کھولنے کے لئے معجزہ کا مطالبہ کرے تو مطالبہ کنندہ کافر نہیں ہوگا اسی طرح جو شخص یہ دعوی کرے کہ اس پر وحی آتی ہے اگر چہ صاف طور پر نبوت کا دعوی نہ کرے [وہ بھی کافر ہے] الغرض یہ مذکور الصدر سارے لوگ کافر ہیں ان پر کفر کے احکام جاری ہوں گے کیونکہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں...الخ۔

الغرض مرزا صاحب نے نبوت، وحی اور معجزات وغیرہ کے جو دعوے کئے [جو ان کی کتابوں میں آج بھی موجود ہیں] اور جن کے چند فقرے پہلے سوال کے ذیل میں نمبر۳، پر ہم بھی نقل کر چکے ہیں ان کے ہوتے ہوئے مرزا صاحب کے دجال وکذاب ہونے میں کسی ادنیٰ شک وارتیاب کی گنجائش نہیں رہ جاتی اس لئے جو شخص ان کے جھوٹا ہونے میں معمولی شک کرے وہ بھی مسلمان نہیں رہتا چہ جائیکہ ان کو مجدد تسلیم کرے یا ان کے مجدد ہونے کے بارے میں استخارہ کرتا پھرے، بنابریں مسلمانوں سے استخارہ کرنے کا مطالبہ کرنا درحقیقت انہیں غیر محسوس طریقے پر کافر بنانے کی سازش ہے۔

ثانیاً: مرزا صاحب ''مراق'' کے مریض تھے جو اطباء کی تصریح کے مطابق ''مالیخولیا'' کا ایک شعبہ ہے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی یعنی مراق اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی کثرت بول''۔ [اخبار بدر، جلد۲ نمبر۲۳ ص مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء، رسالہ تشحیذ الاذھان جلد نمبر۱ اشارہ نمبر۲ بابت جون ۱۹۰۶ء]

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں میرا تو یہ حال ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہوں تاہم مصروفیت کا یہ حال بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہوجاتا ہے تاہم میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں [یہ بھی مراق ہی کا اثر ہے] اس لئے مرزا صاحب کے نبوت، مسیحیت اور مجددیت کے دعوؤں کو جوش جنون کا کرشمہ تو کہا جاسکتا ہے لیکن کوئی عاقل ایک مراقی آدمی کی مجنونانہ بڑ کو لائق التفات بھی نہیں سمجھے گا چہ جائیکہ اس کے لئے استخارہ کیا کرے۔

ثالثاً: مرزا صاحب نفسیاتی مریض بھی تھے ان پر مختلف نفسیاتی کیفیات طاری ہوا کرتی تھیں وہ کبھی خوابوں کی دنیا میں ''خدا'' اور کبھی ''خدا کی مانند'' بن جاتے تھے۔ [حاشیہ اربعین نمبر۳، ص۳۰، آئینہ کمالات ص۵۶۵]

اور کبھی کشفی حالات میں ان پر نسوانی کیفیت طاری ہوتی تھی اور اللہ تعالیٰ رجولیت کی طاقت کا اظہار کرتے [قاضی یار محمد کا مرتبہ ٹریکٹ نمبر۳۴، موسومہ ''اسلامی قربانی''] اسی کشفی سلسلہ میں انہیں نسوانی وظائف، حیض، حمل اور وضع حمل کے تجربات سے بھی گزرنا پڑا [ملاحظہ فرمائیے حقیقۃ الوحی کا حاشیہ اور اس کا تتمہ، یاد رہے کہ انبیاء کا کشف وحی قطعی کے مترادف ہوتا ہے]

انہیں کبھی کبھی ہسٹر کے دورے بھی پڑتے تھے [سیرۃ المہدی] جو مرزائیوں کے اعتراف کے مطابق امراض مخصوصہ زنان میں شمار ہوتا ہے۔ غرض ایسے نفسیاتی مریض کے

نبی یا مجدد ہونے کا سوال ہی خارج از بحث ہے کجا کہ اس کے لئے استخاروں کے مشورے دیئے جائیں۔

رابعاً: مزید برآں خود مرزا صاحب کے اپنے چیلنج کے مطابق ان کا کذاب ہونا ساری دنیا میں روز روشن کی طرح کھل چکا ہے مثلاً انہوں نے [محمدی بیگم] کے نکاح آسمانی کی پیش گوئی کی تھی اور پوری دنیا کو اس کا چیلنج دیا تھا اور اسے اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا مگر یہ آسمانی منکوحہ جس کا نکاح بقول ان کے خدا نے آسمان پر پڑھا تھا کبھی ان کے حبالہ عقد میں نہ آئیں، بالآخر انہیں اقرار کرنا پڑا کہ خدا نے یہ نکاح فسخ کر دیا اور خود ان کے مقرر کردہ معیار کے مطابق ان کا مفتری اور کذاب ہونا خدا تعالیٰ نے ساری دنیا کو دکھا دیا۔

نیز انہوں نے مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت کے لئے ایک تاریخ مقرر فرمائی اور اسے عظیم الشان ''نشان'' اور ''ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی'' دلیل قرار دیا مگر دنیا جانتی ہے کہ وہ اس مقررہ تاریخ تک نہیں مرا اس طرح خود مرزا صاحب کے اقرار سے ان کے کاذب ہونے کی شناخت کے لئے یہ عظیم الشان نشان کافی ہو گیا۔ نیز انہوں نے مولانا ثناء اللہ مرحوم کو مباہلہ کی دعوت دیتے ہوئے حق تعالیٰ سے فیصلہ کن دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کے سامنے مر جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو جھوٹے ہونے کا آخری فیصلہ فرما دیا اور مرزا صاحب، مولانا مرحوم کی حیات میں دار الجزاء پہنچ گئے اس نوعیت کے متعدد واقعات ہیں جن کی تفصیل کے لئے ایک دفتر چاہیے، ہمیں ان واقعات سے کوئی دلچسپی نہیں کہ یہ مرزا صاحب کی نجی روائیداد حیات ہیں یہاں صرف یہ کہنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایک دو بار نہیں بلکہ دسیوں بار خود مرزا صاحب کے چیلنج کے مطابق انہیں جھوٹا ثابت کر دیا ہے، اور بالآخر خود ان کی موت نے ان کے جھوٹ پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے تو اس کے بعد ان کا صدق و کذب معلوم کرنے کے لئے استخارے کی یا کسی اور چیز کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے مرزا صاحب کے یہاں تو سرتاپا کذب ہی کذب ہے شر ہی شر ہے وہاں استخارے کا کیا سوال؟

اور دوسرا مغالطہ اس مشورہ استخارہ میں یہ ہے کہ استخارہ ایسے امور کے لئے مشروع ہے جن کا کرنا نہ کرنا شرعاً دونوں جائز ہوں مگر آدمی یہ فیصلہ نہ کرسکے کہ میرے لئے اس کے کرنے میں تاخیر ہے یا نہ کرنے میں مثلاً فلاں جگہ رشتہ کروں یا نہ کروں اور فلاں جگہ ملازمت ٹھیک رہے گی یا نہیں وغیرہ لیکن جن امور کا خیرِ محض ہونا دلائل شرعیہ سے ثابت ہو وہاں استخارہ کی ضرورت نہیں، اسی لئے مشہور مقولہ ہے کہ ''در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست''، اسی طرح جن امور کا شر محض ہونا دلائل شرعیہ سے ثابت ہو وہ بھی استخارہ کا محل نہیں۔

کوئی شخص شراب نوشی یا بدکاری کے لئے استخارہ کرنے لگے اسے زندیق کہا جائے گا اسی طرح اگر کوئی شخص استخاروں کے ذریعہ معلوم کرنا چاہے کہ فلاں شخص سچا ہے یا جھوٹا ہے، نبی ہے یا نہیں، مجدد ہے یا نہیں اسے بھی احمق اور زندیق کہا جائے گا مرزا صاحب کا شر محض، کذاب محض اور ضلال محض ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے جو شخص اس خالص کفر کے لئے استخارہ تجویز کرے اس کے زندیق اور بے ایمان ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں مرزائی امت آسمان کے تارے توڑ لائے آسمان وزمین کے قلابے ملادے اور مشرق ومغرب کے احمقوں کو جمع کرے مگر وہ واللہ العظیم مرزا غلام احمد قادیانی کے کذاب ومفتری اور دجال ومضل ہونے میں ادنیٰ شبہ نہیں ہوسکتا اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچے ہیں، قرآن سچا ہے اور اسلام سچا ہے تو مرزا صاحب جھوٹے ہیں اور قطعاً جھوٹے ہیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ ''بلعم باعورا'' کو اسی استخارے نے گمراہ کیا تھا اسے تین دن سخت تنبیہ ہوتی رہی لیکن جب وہ اپنی حماقت سے باز نہ آیا اور چوتھے دن بھی استخارہ کیا تو کوئی تنبیہ نہ ہوئی اس سے وہ احمق سمجھا کہ یہ حق ہے، بالآخر **واضلہ اللہ علی علم**، کا مصداق بنا اور **مثلہ کمثل الکلب**، کا طوق اس کے گلے کا ہار بنا، الغرض یہ خالص زندیقانہ مشورہ ہے جو مرزائیوں نے سادہ لوح مسلمانوں کو جہنم میں لے جانے کے لئے تجویز کیا ہے علماء امت کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس فتنے سے متنبہ کریں۔

نوٹ: اس مضمون کے تمام حوالے ''اکفار الملحدین'' اور ''محمدیہ پاکٹ بک'' سے لئے گئے ہیں۔[مدیر]

بینات، ذوالقعدہ ۱۳۹۳ھ

(فتاوی بینات، ج:۱،ص: ۲۰۳ تا ۲۱۴، ط، مکتبہ بینات کراچی)



توہین رسالت کی ویب سائٹ کا حکم

﴿سوال﴾:

محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

امید کرتا ہوں کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں گے، ذیل میں میں نے توہین رسالت کے ایک المناک واقعے کو بیان کیا ہے اور اس سلسلے میں آپ کی رہنمائی کی اشد ضرورت ہے، یہاں میں اجمالی طور پر بیان کر دیتا ہوں تاکہ واقعہ سمجھنے اور فتوی تحریر کرنے میں آپ کو آسانی ہو، مئی ۲۰۱۰ء میں توہین رسالت کا ایک ایسا واقعہ سامنے آیا کہ جس کی پہلے شاید ہی کہیں نظیر ملتی ہو، فیس بک [facebook] نامی ویب سائٹ [websate] پر سرور کونین محبوب خدا امام المرسلین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاکے بنانے کا عالمی مقابلہ ''ایوری باڈی ڈرا محمد ڈے'' [Draw Muhammad Everybody] کے نام سے منعقد کیا گیا ''نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ من ذلک'' اس واقعے کی ضروری تفصیلات میں نے ذیل میں بیان کر دی ہیں۔

میں نے آپ کے قیمتی وقت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ اپنی تحریر مختصر، خوشخط، واضح اور جامع انداز میں پیش کروں تاکہ آپ کو کسی قسم کی کوئی مشکل درپیش نہ ہو۔

امید کرتا ہوں کہ آپ رہنمائی سے ضرور مستفید فرمائیں گے اور احقر کی اس ادنیٰ

کاوش پر اپنی نظر کرم ضرور فرمائیں گے، نجانے آپ کی راہنمائی سے کتنے ہی مسلمان اس گستاخ ویب سائٹ کی ملک میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بائیکاٹ کرنے پر آمادہ ہوجائیں اور کیا معلوم کہ آپ کا جاری کردی فتویٰ اس گستاخ ویب سائٹ کی ملک میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پابندی کا سبب بنے۔

آخر میں میں آپ سے عاجزانہ گزارش کروں گا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور میرے لیے ضرور دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے یہ استطاعت عطا فرمائے کہ میں ان گستاخان رسول کی نجس حرکات کو دنیا کے سامنے آویزاں اور ان کی تدبیروں کو اکارت اور ان کے حربوں کو ناکارہ اور ان کے حوصلوں کو پست کرسکوں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام ملت اسلامیہ کو اتحاد و اتفاق نصیب فرمائے اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسی عقیدت و محبت اور ان کی ایسی تعظیم و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جیسا کہ کرنے کا حق۔[آمین]

رسول کریم کا ادنیٰ غلام، محمد سلمان حیدر قریشی پشاور میڈیکل کالج

333. 9175608

ای میل:pms. salmanqureshi@gmail. com

تعارف:

غالبًا وہ ۱۹ مئی ۲۰۱۰ء کا دن تھا کہ جب یہ خبر منظر عام پر آئی کہ فیس بک[facebook] نامی ویب سائٹ کے جس کے ذریعے ایک گستاخ گروپ ''ڈرا محمد ڈے''[Draw Muhammad day] پر رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہستی کے مزاحیہ خاکے بنانے کا عالمی مقابلہ منعقد کررہا تھا، جس پر لاہور ہائی کورٹ کی جانب سے بھی پابندی لگادی گئی، جہاں اس المناک واقعے کو سن کر صدمہ ہوا وہاں لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کو سن کر خوشی بھی ہوئی مگر وہ خوشی اس دن ختم ہوگئی کہ جب یہ منظر عام پر آئی کہ لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے فیس بک پر عائد کردہ پابندی ہٹادی گئی، جس پر مجھے یہ محسوس ہوا کہ ''فیس بک'' پر لگائے جانے والی پابندی کا مقصد فیس بک کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ مسلمانوں

کے اس گروہ کو ٹھنڈا کرنا تھا کہ جو اس واقعے سے مشتعل ہوئے، پھر بھی دل میں یہ شک پیدا ہوا کہ فیس بک نے مسلمانوں کی طرف سے کیے جانے والے احتجاج کے ردعمل میں اس گھٹیا مقابلے کو منعقد کرنے سے روک دیا ہو، چنانچہ میں نے اپنا کمپیوٹر لگایا اور اس واقعے سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے مختلف ویب سائٹس کھولنی شروع کر دیں، اور جب میں اصل حقیقت سے آشنا ہوا تو حیران ہو کر میں رہ گیا کیونکہ توہین رسالت کا یہ واقعہ تو میری توقعات سے بھی بالاتر نکلا، نامی ویب سائٹ پر یہ درج تھا کہ یہ قصہ تو اپریل سے ہی شروع تھا اور ۲۶ اپریل ۲۰۱۰ء تک تقریباً ۶۰۰۰ گستاخ اس گستاخی میں شریک ہو چکے تھے (۱) پھر ایک ویب سائٹ پر میں نے یہ خبر پڑھی کہ ۱۹ مئی ۲۰۱۰ء تک ۴۱۰۰۰ سے زائد گستاخ اس گستاخی میں شامل ہو چکے تھے (۲) ساتھ ہی اس ویب سائٹ میں درج تھا کہ ''فیس بک'' کے نمائندے نے ''فوکس نیوز'' کو بتایا کہ ان کا اس گستاخانہ حرکت کو روکنے کا کوئی ارادہ نہیں (۳) پر ایک ویب سائٹ پر یہ دردناک خبر بھی میری گنہگار آنکھوں سے گزری کہ ان ملعون گستاخوں کی کاوش کے نتیجے میں رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذات اقدس ۴۰۰۰ سے مزاحیہ خانے خاکے منظر عام پر آئے [استغفر اللہ] (۴) جاکارتہ پوسٹ نامی اخبار کے مطابق اس نیچ حرکت کو اکتالیس ہزار تین سو [۴۱۳۰۰] گستاخ لوگوں نے سراہا (۵) قہر تو یہ ہے کہ گستاخان رسول نے فقط اس پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس نیچ عمل کے دیکھا دیکھی اس جیسے اور گروپ دوسرے ناموں سے بنا ڈالے اور پوری دنیا سے حق کے منکروں کو کھلی دعوت دی کہ وہ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاکیزہ ہستی کے نعوذ باللہ خاکے بنا کر بھیجیں، مذکورہ بالا اخبار نے اپنی ویب سائٹ پر ایسے دو مختلف گستاخانہ گروپس کی نشاندہی کی ہے جن میں سے ایک کا نام جب کہ دوسرے گروپ کا نام بیان کیا ہے (۶) ایک ویب سائٹ نے تو اس سے بڑھ کر بیان کیا اس ویب سائٹ کے مطابق گستاخ گروپ کو تو ایک لاکھ سے اوپر گستاخوں نے سراہا تھا (۷) جب کہ گستاخان کی تعداد اسی ہزار [۸۰۰۰۰] تک بتائی جو اس گستاخ گروپ کا حصہ بنے جب کہ اس گستاخ گروپ کے ذریعے منظر عام پر آنے والے

گستاخانہ خاکوں کی تعداد ۲۰ مئی ۲۰۱۰ء تک چھ ہزار پانچ سو اکاون [۶۵۵۱] بیان کی [نعوذ باللہ من ذلک] (۸) پہلے تو کسی ایک گستاخ ملک کا کوئی سرکش اخبار چند ایک خاکے شائع کرنے کی ہمت کرتا تھا مگر اس بار تو پوری دنیا میں ۶۰۰۰ سے زائد خاکے نشر کیے گئے، اس سے بھی زیادہ افسوس مجھے اس وقت ہوا کہ جب مجھے اس بات کی خبر ملی کہ اس قدر توہین آمیز خاکے نشر ہونے کے بعد بھی نہ صرف لاہور ہائی کورٹ نے اس گستاخ ویب سائٹ سے پابندی ہٹائی بلکہ اس اسلامی مملکت کی عوام نے بھی اس فیصلے پر لبیک کہتے ہوئے دوبارہ سے اس ویب سائٹ کے ساتھ اپنا پرانا رشتہ جوڑ دیا۔

توہین رسالت کے اس الم ناک واقعے کو دیکھ کر میرے اقدام....فتویٰ کی ضرورت:

جب مجھے اس الم ناک واقعے کی خبر ملی تو بہت رنج ہوا اور اب کی بار میں نے طے کرلیا کہ دنیا کے مشاغل خواہ کتنے ہی مجھے اس کام سے روکیں مگر اس بار میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آبرو کی حفاظت کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہے، چنانچہ اسی سلسلے میں میں نے مختلف طریقوں سے گستاخان رسول کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی اور ان شاء اللہ تعالیٰ کرتا رہوں گا۔

☆ عالم اسلام کو اس کے مقصد سے روشناس کرانے، مسلمانان عالم کو اپنا کردار ادا کرنے، ان کے اندر غیرت ایمانیہ جگانے، عاشق رسول کے بلند مقام سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے، گستاخان رسول کی سازشوں کو بے نقاب کرنے اور ان کے خلاف مثبت اقدام کرنے کے سلسلے میں میں نے بہت سے اصلاحی مضامین مرتب یا تحریر کیے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) گستاخ رسول کی سزا موت کیوں؟....علمی دلائل کی روشنی میں [مرتب کردہ] (۲) گستاخ رسول کی سزا موت کیوں؟.....عقلی دلائل کی روشنی میں (۳) توہین رسالت کا ذمہ دار کون؟ (۴) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آبرو کا نگہبان کدھر ہے؟ (۵) کدھر ہے ہماری غیرت ایمانیہ (۶) آفریں ہے ہمارے حکمرانوں پر (۷) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم پر پوری ملت اسلامیہ قربان! (۸) اے مسلمان اٹھ اور اپنا حق عاشقی ادا کر (۹) گمنام عاشق رسول [مرتب کردہ] (۱۰) ایمان افروز کلمات [مرتب کردہ] (۱۱) غیور سرفروشوں کی باہمت مستورات [مرتب کردہ]

English Section

(12)Blasphemy,a Game Jame Just Discovered

(13)Evidences of upsetting event Draw Muhammad Day

(14)Boyeott Facebook

(15)General Misconceptions Regarding Boycott of Facebook

☆ سب سے پہلے تو میں نے خود اس گستاخ ویب سائٹ کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بائیکاٹ کیا۔

☆ میں نے میسجز کے ذریعے اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور عزیزوں کو اس الم ناک خبر سے ہوشیار کیا اور انہیں اس گستاخانہ ویب سائٹ کو ہمیشہ کے لیے بائیکاٹ کرنے کو کہا، اس سلسلے میں کہیں پر مثبت نتیجہ سامنے آیا تو بعض حضرات مجھ سے اس معاملے پر بحث کرنے لگے۔

☆ چنانچہ لوگوں کی اس سلسلے میں غلط فہمیاں دور کرنے کے لیے میں نے تقریباً سولہ سوالات اور ساتھ ان کے مدلل دلائل سے آراستہ جوابات پر مشتمل ایک انگریزی آرٹیکل لکھا اور لوگوں کو گستاخان رسول کے خلاف متحد کرنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی جو الحمدللہ اب تک جاری ہے۔

☆ آپ کی طرف رجوع کرنا بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، حقیقتاً آپ کے قلم سے لکھی گئی بات اور آپ کی جانب سے جاری کردہ فتویٰ میری جانب سے کہی گئی بات سے

کہیں زیادہ معتبر ہوگا اور ان شاء اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں پر بھی اثر کرے گا۔

☆ جب محترم جناب مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا فیس بک کے بائیکاٹ کے سلسلے میں بیان سنا تو حقیقی طور پر بہت خوشی ہوئی، انہوں نے اپنے بیان میں فرمایا تھا کہ اس سلسلے میں ایک تحریک چلائی جائے، چنانچہ میں نے سوچا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کام سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ نے استطاعت دی تو اس کاوش کو ایک عالمی تحریک کی شکل دوں گا [ان شاء اللہ تعالیٰ] اور سارے عالم اسلام کو ان گستاخوں سے قطع تعلقی کی دعوت دوں گا، اور صاحب اقتدار سے ان کا کردار ادا کرنے کی گزارش کروں گا [ان شاء اللہ تعالیٰ]

گستاخ فیس بک کا قصور:

لاہور ہائی کورٹ نے اس ویب سائٹ پر دس روزہ پابندی لگوائی تھی مگر ساتھ ہی اس میعاد پابندی کو بڑھانے کا اختیار بھی رکھا تھا، تاہم ذرائع کے مطابق دس روز کے بعد لاہور ہائی کورٹ نے فیس بک پر سے پابندی اس لیے ہٹا دی کہ فیس بک نے یہ گستاخانہ مواد بعد میں پاکستان اور کچھ دوسرے ملکوں میں نشر کرنا بند کر دیا۔

(۹) حالانکہ یہ بات بھی اپنی جگہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ:

☆ فیس بک ان ایک لاکھ گستاخان کے لیے بطور پلیٹ فارم ثابت ہوا۔

☆ فیس نہ صرف ان گستاخان کو اس نجس حرکت کا ایک موقع فراہم کیا بلکہ ان کی اس گھٹیا حرکت کی حمایت بھی کی۔

☆ فیس بک کو دیے گئے بیان میں اوپر بھی ذکر کر چکا ہوں کہ جس میں فیس بک کے نمائندے نے اس گستاخانہ گروپ کو بند کرنے سے صراحتاً انکار کر دیا۔

☆ بہت سی ویب سائٹ پر یہ بات بیان کی گئی ہے کہ فیس بک کو بے شمار لوگوں نے جن کی تعداد کم از کم ۳۴۰۰۰ ہے اس گستاخانہ گروپ کی اطلاع دی اور اسے بند کرنے کو کہا مگر فیس بک نے پھر بھی اس گستاخانہ گروپ کو بند نہ کیا۔

(۱۰) جس کے نتیجے میں عالم اسلام کے لیے ایسے دردناک اور دل کو مجروح کر دینے

والے نتائج سامنے آئے کہ جن کا ذکر اوپر تفصیل سے ہو چکا۔

☆ یہ وہی فیس بک ہے کہ جس نے مسلمانوں کے بہت گروپس جن میں شامل ہیں کو اپنی ویب سائٹ سے ہٹایا۔

(۱۱) مگر اس گستاخانہ گروپ کا آخر تک ساتھ دیا۔

☆ اس بات کے باوجود یہ گستاخانہ گروپ فیس بک کی اپنی بنائی گئی پالیسوں کے منافی تھا، پھر بھی فیس بک نے اس گروپ کو ہٹانے سے انکار کر دیا۔

(۱۲) جب کہ دوسری طرف اسرائیل میڈیا منسٹر کی درخواست پر فلسطینیوں کا حمایتی پیج ہٹا دیا گیا۔ (۱۳)

☆ جیسا کہ میں نے بیان کیا کہ فیس بک پر ہونے والا یہ الم ناک واقعہ توہین رسالت کی تاریخ کا ایسا قبیح واقعہ ہے کہ جس کی شاید پہلے نظیر ملتی ہو، اس واقعے نے جہاں دنیا بھر میں موجود گستاخان رسول کو گستاخی کا ایک نیا طرز سکھایا ہے وہاں بہت سی دوسری ویب سائٹس کو بھی اس گستاخانہ فعل سے متاثر کیا ہے، نتیجتاً نامی گستاخ ویب سائٹ پر تقریباً ۲۵ سے زائد ایسی ویب سائٹ یا پیجز کے ایڈریس ہیں کہ جنہوں نے اس گستاخانہ مقابلے میں حصہ لیا۔

☆ ایک ویب سائٹ کے مطابق تو یہ بات بھی سامنے آئی کے فیس بک کا ایک کارندہ خود اس کا ہے۔ (۱۴) جب کہ دوسری ویب سائٹ پر ایک شخص نے یہ انکشاف کیا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ سارا کھیل خود فیس بک کا ہی تیار کردہ ہوتا کہ زیادہ سے لوگ اس ویب سائٹ کی طرف متوجہ ہوں (۱۵) اور یوں اس گستاخ ویب سائٹ کو مالی فائدہ ہو اور مشہوری ملے، الغرض یہ بات درست ہو یا نہ ہو مگر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ فیس بک نے اس گستاخانہ عمل کے لیے نہ صرف اس گستاخوں کو ایک موقع فراہم کیا بلکہ انہیں ایک پلیٹ فارم بھی مہیا کیا اور ساتھ ہی ان کی حمایت بھی کی اور ان کے گستاخانہ گروپ کو اپنی ویب سائٹ سے ہٹانے سے انکار کر دیا جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

فیس بک کیا ہے؟

فیس بک ایک کمیونٹی بیسڈ ویب سائٹ ہے جو اپنے یوزرز کو یہ موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ اپنا اکاؤنٹ بنائیں، دوسرے یوزرز سے رابطے میں رہیں، اپنے مختلف قسم کے خیالات کا اظہار کریں، اپنی تصاویر یا ویڈیو وغیرہ کو اپنے اکاؤنٹ میں شامل کریں دوسروں سے براہ راست میسج کے ذریعے بات کریں، ویب سائٹ پر مختلف گیمز کھیلیں، وغیرہ وغیرہ۔

عالم اسلام فیس بک کے منافع کا ایک اہم ذریعہ:

عالم اسلام میں فیس بک کو بہت مشہوری حاصل ہے، انڈونیشیا مسلمانوں کا دنیا میں سب سے بڑا ملک ہے اور فیس بک انڈونیشیا کے یوزرز کی تعداد تمام دوسرے ممالک کے مقابلہ میں دوسرے نمبر پر ہے جو کہ ایک ویب سائٹ کے مطابق ۳۹۵۶۸۶۲۰ ہے (۱۶) اسی طرح پاکستان میں فیس بک کے استعمال کرنے والوں کی تعداد ۵۱۳۵۲۲۰ ہے۔ (۱۷) جب کہ ترکی فیس بک کے یوزرز کی تعداد ۲۹۹۵۱۹۶۰ ہے (۱۸) فیس بک پر موجود مسلمان یوزرز کی تعداد کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ فیس بک پر موجود صرف چار اسلامی پیجز جو کہ فیس بک اپنی سائٹ سے ہٹا دیے، کے ساتھ ڈھائی ملین سے زیادہ لوگ منسلک تھے (۱۹) جب کہ نامی اسلامی ویب سائٹ پر کچھ لوگوں نے اپنا ذاتی حساب لگاتے ہوئے یہ انکشاف کیا ہے کہ فیس بک پر تقریباً ایک سو ملین مسلمان یوزرز ہیں۔ (۲۰)

مختلف ذرائع کے مطابق:

☆ شیخ الاسلام محترم جناب مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے جمعہ کے دن فیس بک کے بائیکاٹ کے متعلق بیان فرماتے ہوئے یہ فرمایا کہ انہیں کسی شخص سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس فیس بک کی ویب سائٹ کو کوئی شخص ایک مرتبہ کلک کرے تو اس کو یعنی فیس بک کو ڈھائی ڈالر کا فائدہ پہنچتا ہے۔ (۲۱)

☆ ایک ویب سائٹ کے مطابق دنیا میں موجود مسلمان یوزرز گستاخ فیس بک کی

آمدنی کا ۴۷ فیصد ذریعہ ہیں (۲۲) جب کہ ایک پاکستانی ویب سائٹ کے مطابق یہ شرح ۵۰ فیصد ہے (۲۳) جب کہ ایک ویب سائٹ پر ایک نوجوان نے ۴۵ فیصد بیان کی ہے۔ (۲۵)

☆ ایک پاکستانی نے اپنی ویب سائٹ پر اپنی ذاتی حساب کے ذریعے یہ اندازہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ ۲۰۱۰ء میں فیس بک کے بائیکاٹ کے ذریعے فیس بک کا کس قدر مالی نقصان ہوا ہوگا، بقول اس کے فیس بک کو ان دس دنوں کے دوران صرف پاکستان کے بائیکاٹ سے ۲۴۲،۲۸۰$ ڈالر نقصان ہوا اور یہ مقدار زیادہ بھی ہوسکتی ہے۔ (۲۶)

☆ پاکستان کی جانب سے فیس بک کے بائیکاٹ کے ذریعے فیس بک کے مالی نقصان کی خبر ایکسپریس نیوز کے صحافی جاوید چوہدری نے بھی اپنے پروگرام ''کل تک'' میں بھی دی تھی۔

☆ ایک ویب سائٹ کے مطابق صرف پاکستان کے لوگوں کے ذریعے فیس بک کو ایک سال میں ۲۹، ۲۸۱، ۶۳۱، ۵$ ڈالر جو کہ پاکستان روپیہ کے مطابق ۱۶، ۰۶۶، ۶۵، ۷، Rs:۴۶۱ بنتے ہیں، ملتے ہیں، اسی ویب سائٹ کے مطابق فیس بک پوری دنیا میں موجود مسلمان یوزرز کے ذریعے ۰۰۰، ۰۰۰، ۱۷$ کماتا ہے۔ (۲۷)

الغرض کہ یہ بات بہت سے ذرائع سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ فیس بک کو اپنے یوزرز سے مالی فائدہ پہنچتا ہے اور اس ویب سائٹ کو استعمال کرنے کا مطلب گویا اس سے تعلق جوڑنا اور اس کو فائدہ پہنچانا ہے اور نیز یہ کہ فیس بک کی آمدنی میں عالم اسلام کا بہت بڑا ہاتھ ہے اور عالم اسلام کی جانب سے کیا جانے والا فیس بک کا مکمل بائیکاٹ اس گستاخ فیس بک کی معیشت کو تباہی کے دہانے تک پہنچا سکتا ہے۔ [ان شاء اللہ تعالیٰ]

فتوی کے لیے سوالات:

(۱): ایک عام مسلمان کی اس سلسلے میں کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

(۲): کیا اس سلسلے میں اس گستاخ ویب سائٹ سے فقط چند روزہ بائیکاٹ کافی

ہے؟

(۳): وہ صاحب اقتدار حضرات کہ جن کے پاس یہ طاقت ہو کہ وہ اس گستاخ ویب سائٹ کو ملکی یا عالمی سطح پر بند کرواسکیں یا اس نجس حرکت میں ملوث گستاخان کو ان کے کیفر کردار تک پہنچاسکیں یا سزا دلوانے کے لیے مثبت اقدام کرسکیں تو ایسے مسلمان حضرات پر قرآن سنت کی رو سے کیا حکم لاگو ہوتا ہے؟

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

(۱): یقیناً سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ایمان کے لیے شرط ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کے بغیر ایمان کا دعویٰ بے کار ہے، لہٰذا ایک عام مسلمان جو اس ویب سائٹ کو بند کروانے کی طاقت نہیں رکھتا اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس ویب سائٹ کے استعمال سے مکمل پرہیز کرے، اور کوئی مسلمان اس ویب سائٹ میں زیورا کاؤنٹ نہ بنائے، کیونکہ جب کوئی اس ویب سائٹ میں اکاؤنٹ بناتا ہے تو مخصوص رقم اس ویب سائٹ کے مالک کے اکاؤنٹ میں چلی جاتی ہے، جو کہ معاونت علی المعصیت کی وجہ سے حرام ہے۔

(۲): ایسی غلیظ اور سوائے زمانہ ویب سائٹ سے فقط چند روزہ بائیکاٹ کافی نہیں ہے، کیونکہ مسلمانوں کے دل میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہمیشہ رہتی ہے لہٰذا اس گستاخ ویب سائٹ سے نفرت اور بائیکاٹ بھی ہمیشہ کے لیے ضروری ہے، اور یہ ایسی ویب سائٹ بھی نہیں ہے جس پر ہماری ضروریات زندگی موقوف ہوں کیونکہ ہر وہ شخص جو اس ویب سائٹ کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات رکھتا ہے اسے معلوم ہے کہ یہ محض بے حیائی فحاشی اور وقت کے ضیاع کا ذریعہ ہے، بہت کم لوگ اس سے کاروباری لحاظ سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اگر اس ویب سائٹ پر ہماری ضروریات کا انحصار ہوتا تب بھی تمام مسلمان ایسی ویب سائٹ سے نفرت کرتے جس میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی ہوئی ہو اور یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین". (بخاری: ۱/۷)

"ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی لاتعاونوا علی ارتکاب المنہیات". (تفسیر مظہری: ۳/۴۸)

"عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالی عنہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم قال من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان". (مشکوۃ المصابیح: ۲/۴۳۶)

(۳): وہ ارباب اقتدار حضرات جواس ویب سائٹ کو عالمی یا ملکی سطح پر بند کرنے کی طاقت رکھتے ہوں ان پر لازم ہے کہ وہ اس غلیظ ویب سائٹ کو عالمی کم از کم ملکی سطح پر بند کروائے، اور ان گستاخان کو قتل کروائے تاکہ دوبارہ کوئی ایسی قبیح حرکت کی جسارت نہ کرسکے۔

"وخلاصۃ الکلام من ابصر ما انکر الشرع [فلیغیرہ بیدہ] ای بان یمعنہ بالفعل بان یکسر الآلات ویرتق الخمر ویرد المغصوب الی مالکہ فان لم یستطع ای التغییر بالید وازالتہ بالفعل لکون فاعلہ اقویٰ منہ [فبلسانہ] ای فلیغیرہ بالقول وتلاوۃ ما انزل اللّٰہ من الوعید علیہ وذکر الوعظ والتخویف والنصیحۃ [فان لم یستطع] ای التغییر باللسان ایضاً [فبقلبہ] بان لایرضیٰ بہ وینکر فی باطنہ علی متعاطیہ فیکون تغییراً معنویا". (مرقات المفاتیح: ۹/۳۲۴، ۳۲۳)

"ایما رجل مسلم سب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی

علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالی وبانت منہ امرأتہ فان تاب والا قتل". (ردالمحتار: ۳/۳۱۹)

"**امر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بقتل کعب ابن الاشرف بلا انذار وکان یؤذیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وکذا امر بقتل ابی رافع الیہودی وکذا امر بقتل ابن اخطل لھذا وان کان متعلقا باستار الکعبۃ**". (رسائل ابن عابدین: ۱/۳۲۸)(ارشاد المفتین، ج: ۱، ص: ۲۷۰تا ۲۷۸، ط، مکتبۃ الحسن لاہور)



قادیانی کی منگنی کی مٹھائی

﴿سوال﴾:

بات چیت طے ہونے یعنی منگنی وغیرہ ہونے پر قادیانی لڑکے یا مسلم لڑکی کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے مشترکہ طور پر تقسیم کی گئی مٹھائی کھانا اور انہیں مبارکباد دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر مٹھائی کھا سکتے ہیں اور مبارک باد دے سکتے ہیں تو کیوں؟ جبکہ نکاح ہی جائز نہ ہو اور یہ ایک ناجائز فعل کی ابتداء کے شگون میں تقسیم کی گئی ہو؟

﴿جواب﴾:

مٹھائی کھانا اور مبارک باد دینا بھی رضا کی علامت ہے۔ ایسے لوگوں کو بھی اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیے۔

﴿سوال﴾:

اس سلسلے کی مٹھائی کو جائز قرار دینے کے لیے میرے دوست نے دلیل دی کہ ہندوستان میں لوگ [مسلمان] اپنے ہندو پڑوسی کے یہاں شادی وغیرہ کی تقریبات میں

شرکت کرتے تھے اور کھاتے تھے۔ میرا نظریہ یہ ہے کہ وہ ہندوؤں کی آپس کی شادی ہوتی تھی، ایک ہی مذہب کا معاملہ تھا۔ لیکن یہاں مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان لڑکی بھی اب مرتد ہوگئی یا ہوجائے گی۔ لہٰذا یہ ایک مرتد اور زندیق میں اضافہ پر یا لڑکی کے مذہب تبدیل کرنے، اسلام سے پھر جانے کی خوشی میں مٹھائی ہوگی۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ جنہوں نے مٹھائی کھائی اور اس فعل پر لڑکی لڑکے کو [منگنی کے بندھن میں بندھنے پر] مبارک باد دی، اب وہ کیا کریں؟ اگر انہوں نے انجانے میں ایسا کیا، اگر انہوں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ ناجائز فعل ہے، ایسا کیا، اب وہ کیا کریں؟

﴿جواب﴾:

غیر مسلموں کی آپس کی شادی میں مبارک باد دینے کا تو معمول رہا ہے۔ لیکن کسی مسلمان لڑکی کا عقد کسی غیر مسلم سے کردیا جائے یا نعوذ باللہ کسی مسلم لڑکی کو مرتد کر کے غیر مسلم سے اس کی شادی کردی جائے تو اس صورت میں کسی مسلمان کو کبھی مبارک باد پیش کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ بلکہ غیرت مند مسلمانوں میں ایسے خبیث جوڑے کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی مثالیں موجود ہیں۔ بہر حال جو لوگ اس میں ملوث ہوئے ہیں ان کو توبہ کرنی چاہیے اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیے۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۵ ص ۷۱ تا ۷۳] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۴۱۲، ۴۱۳، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مسلمان کا قادیانی عورت سے نکاح کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ میجر ناصر محمود مسلمان خاندان کا فرد ہے، اس نے ۹۹-۴-۳۰ کو تبسم علوی احمد قادیانی خاتون سے دوسرا نکاح کیا جس کا خاندان بھی احمدی رقادیانی ہے، بوقت نکاح کوئی ایسی شہادت یا ثبوت

نکاح نامہ پر یا علیحدہ تحریری طور پر مسماۃ تبسم علوی کے مشرف بہ اسلام ہونے کی تصدیق نہیں کرتا، چار ماہ بعد ۹۹، ۸، ۲۸ کو مسماۃ تبسم علوی نے تحریری طور پر مسلمان ہونے کا اقرار کیا، جس کی شرعی وقانونی حیثیت مبہم ہے۔

(۱): تحریری طور پر گواہوں کے مسلمان ہونے پر شہادت نہیں ہے۔

(۲): مسلمان ہونے کے لیے کسی عالم کی تصدیق نہیں ہے۔

(۳): مرزا غلام احمد قادیانی کی تغلیظ وتکفیر کا اعلان نہیں ہے۔

(۴): کسی مجاز عدالت سے مسلمان ہونے کی دستاویز نہیں ہے۔

(۵): کسی کمشنر یا مجاز افسر کی تحریر تصدیقی مہر نہیں ہے۔

(۶): مسماۃ تبسم علوی کے احمدی/قادیانی ہونے کا دستاویزی ثبوت ہے کہ بوقت نکاح ۹۹۔۴۔۳۰ کو مسلمان نہ تھی میجر ناصر محمود اور مسماۃ تبسم علوی میاں بیوی کی طرح ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں، نکاح نامہ مورخہ ۹۹۔۴۔۳۰ اور مسماۃ تبسم علوی کے تحریری بیان مؤرخہ ۹۹، ۸، ۲۸ کا مطالعہ فرما کر قرآن پاک کے احکامات اور شریعت کی رو سے وضاحت فرمائیں کہ نکاح جائز ہے یا باطل؟

﴿الجواب باسم الملک الوهاب﴾:

بشرط صحت سوال اگر مسماۃ تبسم علوی نکاح کے وقت احمدی/قادیانی تھی تو چونکہ باجماع امت وعلماء امت قادیانی کافر دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہیں اس لیے میجر ناصر کا نکاح مرتدہ کے ساتھ باطل ہے۔

"لایجوز نکاح المجوسیات والوثنیات وسواء فی ذلک..... وکل مذهب یکفر به معتقده کذا فی فتح القدیر". (الهندیة: ۱/ ۲۸۱)

"ولایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولامسلمة ولا کافرة اصلیة وکذالک لایجوز نکاح المرتدة مع احد کذا

فی المبسوط. (الهندية: ۱/ ۲۸۲) والله تعالیٰ اعلم بالصواب(ارشاد المفتين، ج: ۱، ص: ۱۰۰، ط، مكتبة الحسن لاهور/ كفايت المفتی، ج: ۱، ص: ۳۲۰تا ۳۲۲، ط، دار الاشاعت كراچی)



مسلمان عورت کا قادیانی سے نکاح کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے آٹھ ماہ پہلے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا جس کا علم اس بیوہ کے تین بچوں کو ہے اور کسی کو اس کا پتہ نہیں ہے، اور ایک بچہ اس نکاح کا گواہ بھی تھا، پھر چند ماہ بعد اس عورت کی بیٹی نے جو کہ پہلے خاوند سے تھی ایک قادیانی سے آن لائن نکاح کیا، میں اس میں شامل نہیں ہونا چاہتا تھا لیکن بامر مجبوری مجھے اس مجلس میں شامل ہونا پڑا اور مجھ کو اس نکاح میں لڑکی کا وکیل بنا دیا گیا، لڑکے کے قادیانی ہونے کا مجھے علم تھا، میں نے کسی عالم سے پوچھا تو اس نے کہا کہ تجدید نکاح کروانا پڑے گا، میں نے اس بات کا ذکر اپنی بیوی سے کیا تو اس نے تجدید نکاح سے انکار کر دیا، اور کہا کہ میں تجدید نکاح نہیں کروں گی مجھے طلاق دے دو، اور تقریباً چھ ماہ ہو گئے ہیں میں اس کے قریب نہیں گیا، وہ اس بات کو بہانہ بنا کر کہہ رہی ہے کہ مجھے طلاق ہو گئی ہے، لہٰذا تم بھی اپنے منہ سے کہہ دو، مذکورہ تحریر کے پیش نظر چند سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

(۱): مسلمان عورت کا نکاح قادیانی سے جائز ہے یا ناجائز؟

(۲): آن لائن نکاح کا شرعاً کیا حکم ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟

(۳): جو لوگ اس نکاح کی مجلس میں شامل تھے ان کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کریں گے؟

(۴): اگر کوئی آدمی چھ ماہ تک بیوی کے قریب نہ جائے تو کیا اس سے اس کی بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟

قرآن وسنت کی روشنی میں بالدلائل جواب عنایت فرمائیں۔

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

(۱): قادیانی چونکہ مرتد ہیں اور کسی بھی مرد وعورت کا نکاح مرتد مرد یا عورت سے حرام اور باطل ہے۔

"ولایصح ان ینکح مرتدا ومرتدة احدا من الناس مطلقاً، قوله مطلقاً ای مسلما او کافرا او مرتداً". (درمختار مع الشامی: ۲/۴۳۰)

"وتصرف المرتد فی ردته علی اربعة اوجه.... ومنها ما هو باطل بالاتفاق نحو النکاح فلایجوز له ان یتزوج امرأة مسلمة ولامرتدة ولاذمية لا حرة ولامملوكة". (هندية: ۲/۲۵۵)

(۲): آن لائن نکاح درست نہیں ہے کیونکہ نکاح کے لیے لڑکا اور لڑکی یا ان کے وکلاء کا ایک ہی مکان اور مجلس نکاح میں حاضر ہونا ضروری ہے، نیز گواہوں کا بھی اس مجلس نکاح میں موجود ہونا ضروری ہے۔

"فمنها اتحاد المجلس اذا كان الشخصان حاضرين فلو اختلف المجلس لم ينعقد". (بحر الرائق: ۳/۱۴۸)

"ولنا ان الوکیل هو العاقد حقیقة فکانت حقوق العقد راجعة الیه کما اذا تولی المؤکل بنفسه". (بدائع الصنائع: ۵/۳۷)

(۳): جو لوگ اس مجلس نکاح میں شامل تھے ان کے لیے تجدید ایمان ونکاح

ضروری نہیں تاہم گناہ گار ہونے کی وجہ سے توبہ ضروری ہے۔

"ما من قوم یعمل فیھم بالمعاصی ثم یقدرون علی ان یغیروا اثم لایغیرون الا یوشک ان یعمھم اللّٰہ بعقاب".

(مرقاۃ شرح مشکوۃ: ۲۳۲/ ۹)

(۴): اگر کوئی شخص عدم قرب پر قسم اٹھائے بغیر ویسے ہی چھ تک بیوی کے پاس نہیں گیا تو اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

"باب الایلاء ھو لغۃ الیمین وشرعاً الحلف علی ترک قربانھا مدتہ ولو ذمیا ...... ورکنہ الحلف..... لایکون ایلاء بلانیۃ". (شامی: ۵۹۲، ۲/۵۹۱)(ارشاد المفتین، ج: ۱، ص: ٤٨٤ تا ٤٨٦، ط، مکتبۃ الحسن لاھور)



مرزائی کی لڑکی سے نکاح اور اس سے تعلقات کا کیا حکم ہے؟

﴿سوال﴾:

ایک شخص نے مرزائیوں کے یہاں اپنے لڑکے کی شادی کرلی اور جو شخص مرزائی کی لڑکی کو بیاہ کرلایا ہے اس سے مسلمانوں کو تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

اگر اس مرزائی لڑکی کا عقیدہ بھی مرزائی ہے تو اس سے مسلمان سنی کا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اس شخص مسلمان سے کہدیا جاوے کہ مرزائی عورت کو علیحدہ کردے یا اس کو اسلام کی تلقین کر کے اور مسلمان کر کے تجدید نکاح کرے۔ فقط [قادیانی کے کفر پر علماء امت متفق ہیں](فتاوی دار العلوم دیوبند، ج: ۷، ص: ۴۵۶، ط، مکتبہ دار العلوم دیوبند)



مرزائی کی مسلمان اولاد سے رشتہ کرنا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ باپ کٹر مرزائی احمدی ہے اس کی اولاد جو کہ بالغ ہے اپنی والدہ کے ساتھ انگلینڈ میں رہتے ہیں۔ کٹر مرزائی باپ کچھ دنوں سے یہاں اس ملک میں آیا ہوا ہے۔ اولاد کے خطوط سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہیں۔ ہم شرع کے مطابق جو کچھ کہلوانا چاہیں ان کو کہلایا جاسکتا ہے۔ ہم احمدی نہیں ہیں نہ ہم احمدیوں سے رشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ایسے کٹر مرزائی کی اولاد جو کہ اپنے آپ کو مسلمان کہے اور جو یہ کہے کہ شرع محمدی کے مطابق جو کچھ مسلمان ثابت ہونے کے لیے شرائط ہیں۔ وہ ہم سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ کیا ایسی اولاد کے رشتے ناطے کروانا، رشتہ ناطہ میں معاون بننا شرعاً جائز ہے۔ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ شرع محمدی میں مرزائی کی اولاد کے یے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر پھر بھی پرکھنے کے لیے کیا ضابطے ہیں؟

﴿جواب﴾:

اگر اس مرزائی کی اولاد غلام احمد مرزا کو کاذب اور دائرہ اسلام سے خارج مانتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں اور دیگر ایمان واسلام کے تمام ضروری عقائد رکھتے ہیں تو وہ مسلمان شمار ہوں گے اور جو معاملات مسلمانوں کے ساتھ جائز ہیں وہ ان کے ساتھ جائز ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۱،ص:۲۳۲، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



مشتبہ مرزائی کی رشتہ سے پہلے تحقیق

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مرزائی ہے اس نے اپنے بھائی کو مرزائیت کی طرف دعوت دی۔ چنانچہ وہ اس طرف مائل ہوگیا اور ربوہ بھی گیا تھا اور اس کو مجدد ماننے لگا۔ بعدہ اس کے سسرال والوں نے اس کی تبدیلی عقائد کی وجہ سے اس کی بیوی اور بچوں کو اپنے گھر میں روک لیا ہے۔ سنا ہے کہ وہ اس اعتقاد سے رجوع کر کے پھر اسلام میں داخل ہوگیا ہے۔ لیکن سسرال والے یہ سنی سنائی بات پر اعتبار نہیں کرتے اور لوگوں کا بھی یہی خیال ہے کہ وہ اسلام میں داخل نہیں ہوا ہے اس کے سسرال والے اس کی بیوی بچوں کو اس کے گھر واپس نہیں بھیج رہے۔ لیکن اس شخص نے کہا تھا کہ میں نے مرزائیت چھوڑ دی ہے اور مسلمان ہوگیا ہوں چنانچہ اس نے نکاح ثانی بھی کیا تھا۔ لیکن سسرال والوں نے اعتبار نہیں کیا۔ اس کی بیوی کو اس کے گھر نہیں بھیجا۔ اب سوال یہ ہے کہ نکاح اس کا شرعاً باقی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب:

تحقیق کی جائے ایسے خفیہ طور پر کہ اسے معلوم نہ ہو کہ اس شخص کے عقائد موجودہ کیا ہیں، اگر واقعی صدق دل سے تائب ہو چکا ہے تو نکاح ثانی بھی درست ہے اور بیوی بھی اس کے حوالہ کر دی جائے اگر معلوم ہو کہ اس نے دھوکہ کیا ہے اور اس کے عقائد بھی ویسے ہی ہیں جیسے پہلے تھے تو یہ نکاح ثانی بھی غلط ہوا اور بیوی اس کے حوالہ نہ کی جائے بہر حال خوب تحقیق کی جاوے۔ محض خیالات وشبہات کی بناء پر کوئی فیصلہ نہ کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۱، ص:۲۳۳ تا ۲۳۴، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



مؤمنہ عورت کے لئے قادیانی شوہر کے پاس رہنا جائز نہیں ہے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:
قادیانی کی بیوی کے نام زید نے زمین رہن رکھی ہے [جو خود حرام ہے] اس بات پر کہ وہ مؤمنہ ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ یا زنا کا دروازہ کھول رہا ہے اور حرام کاری ہو رہی ہے یا کوئی بات نہیں کیسا ہے؟

﴿الجواب وباللّٰہ التوفیق﴾:

اگر شوہر قادیانی ہے اور بیوی مؤمنہ ہے تو دونوں میں تفریق اور علیحدگی واجب ہے، ورنہ آپس کی ازدواجی زندگی حرام کاری اور زنا کاری میں شمار ہوگی۔ اولاد کو اولادِ زنا کہا جائے گا۔

ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح، وأولاده أولاد زنا. الخ. (شامی، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب لایقتل اذا ارتد، زکریا ٦/ ٣٩٠، کراچی ٤/ ٢٤٦، ٢٤٧، بدائع ٢/ ٢٧)

وطؤه مع امراته زنا، والولد المتولد فی هذه الحالة یکون ولد الزنا. (الفتاوی التاتارخانية، کتاب احکام المرتدین، الفصل الاول، مکتبه زکریا ٧/ ٢٨٤، رقم: ١٠٤٩٥، المحيط البرهانی، کتاب السیر، الفصل الثانی والأربعون، المجلس العلمی ٧/ ٣٩٩، رقم: ٩١٨٣) فقط واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم

(فتاوی قاسمیه، ج: ٢، ص: ٣١٠، ط، مکتبه اشرفیه دیوبند)



مرزائی کو بیٹی کا رشتہ دینے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

زید نے اپنی ایک بیٹی کا نکاح مرزائی سے کر رکھا ہے اور وہ بچی صاحبِ اولاد ہے اور زید کا مرزائیوں سے ملنا جلنا جاری ہے شنید میں ہے کہ بچی کا رشتہ زید نے شیعہ سے کر رکھا ہے۔ براہِ کرم تحریر فرمائیں کہ زید جو خود مدعی اہل سنت والجماعت ہے اس کے بیٹے کے ساتھ کسی مسلمان بچی کا نکاح درست ہے؟

﴿الجواب﴾:

ایسے مرزائیت پسند لوگ بھی عجب نہیں کہ مرزائیوں کے زمرہ میں شامل کر دیئے جائیں "قال تعالی: ومن یتولهم منکم فانه منهم"۔ یہودیوں اور نصرانیوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے والوں کے بارے میں وعید فرمائی گئی ہے اور مرزائی بھی چونکہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں پس ان کے ساتھ یا مرزائیت پسند لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا یا رشتہ داری کے تعلقات پیدا کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، لہٰذا زید کے بیٹے کے ساتھ کسی مسلمان بچی کا نکاح نہ کیا جائے تاوقتیکہ وہ قطعی طور پر اپنے والدین سے برأت و علیحدگی اختیار نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (خیر الفتاوی، ج: ۴، ص: ۳۴۷، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



نابالغ اولاد مذہب میں باپ کی تابع ہوتی ہے، مرزائی باپ کی لڑکے سے مناکحت جائز نہیں ہے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ میں کہ ایک نابالغہ

لڑکی کا نکاح اس کے باپ حقیقی نے ایک نابالغ لڑکے سے کردیا جس لڑکے نابالغ مذکور سے اس لڑکی نابالغہ مذکورہ کا نکاح ہوا اس لڑکے کا باپ مرزائی تھا اب جبکہ دونوں لڑکی اور لڑکا بالغ ہو چکے ہیں تو لڑکی مذہب اہل سنت والجماعت پر پختہ اعتقاد رکھتی ہے اور لڑکا مرزائی بن گیا ہے اور لاہوری جماعت سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ لڑکے مذکور نے اب تک باپ سے نہ علیحدگی اختیار کی ہے اور نہ مرزائیت سے نفرت کرتا ہے بلکہ ایک ہی عقیدہ رکھتے ہیں آیا شرعاً اس لڑکی مذکورہ کا نکاح مرزائی لڑکے سے باقی ہے یا نہیں اگر نکاح باقی ہے تو لڑکی مذکورہ اب جہاں چاہے دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿جواب﴾:

شرعاً نابالغ لڑکا لڑکی دین میں تابع ماں باپ کے ہوتے ہیں تو صورت مسئولہ میں جبکہ نابالغی میں مرزائی کے لڑکے کا نکاح ایک اہل سنت والجماعت لڑکی سے اس کے باپ نے کیا اور اس لڑکے کے ماں باپ مرزائی تھے تو یہ لڑکا بھی والدین کے تابع ہوکر مرزائی شمار ہوگا اور مرزائی کے ساتھ کسی مسلمان عورت کا نکاح منعقد نہیں ہوتا کیونکہ مرزائی خواہ قادیانی ہو یا لاہوری جملہ علماء کے نزدیک کافر و مرتد ہیں جن حضرات علماء کو ان کے مذہب پر اطلاع ہوئی سب نے باجماع ان کی تکفیر کی ہے اور مسمان عورت کا نکاح کسی کافر سے کسی طرح جائز و حلال نہیں۔

لقوله تعالی: ”لن یجعل الله للکافرین علی المؤمنین سبیلا“.

درمختار ص۲۰۰ ج۳ میں ہے کہ:

”ولا یصلح ان ینکح مرتد او مرتدة احدا من الناس“.

اور شامی میں ہے:

”لانه قبل البلوغ تبع لابویه“.

لہٰذا اس لڑکی سے مرزائی لڑکے کا نکاح نابالغی میں منعقد ہی نہیں ہوا تو عورت جہاں

چاہے دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۴، ص:۶۰۶، ۶۰۷، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



قادیانیت سے تائب مسلمان لڑکی کا قادیانی سے نکاح

﴿سوال﴾:

۱: ایک لڑکی نابالغہ مسماۃ ہندہ کے والدین فوت ہوچکے تھے اور بھائی نے ہندہ مذکورہ کا نکاح ایک نابالغ لڑکے سے کردیا تھا۔ نیز واضح رہے کہ زوجین کے متولی مرزائی تھے۔ جب لڑکی بالغہ ہوئی تو بھائی مرزائی نے لڑکے نابالغ مرزائی کے ساتھ شادی کردی۔ ایک ہفتہ لڑکی آباد رہی بعدہٗ انکار کردیا کہ میں مرزائی نہیں ہوں اگرچہ میرے والدین وباقی رشتہ داران مرزائی ہیں۔ میں مرزائی مرد کے ساتھ آباد ہونے سے انکاری ہوں۔ اب لڑکی بھائی مرزائی کے گھر ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ میرا سابقہ نکاح فسخ کیا جائے تاکہ دوسری جگہ نکاح کروں۔ لڑکا مذکور ابھی تک نابالغ ہے اور وہ بھی اور اس کے والدین سب مرزائی ہیں۔ اب شرعی فیصلہ کرنا ہے اور لڑکا حکم شرعی کے سامنے پیش بھی نہیں ہوتا فقط لڑکی پیش ہوتی ہے فیصلہ کی کیا صورت ہے مفصلاً مرقوم فرماکر مشکور فرمائیں۔ اگر یہ صورت ہو تو پہلے بوجہ مطابقت والدین دونوں کافر تھے۔ اب لڑکی بعد بلوغت کے مسلمان ہوگئی تو کیا لڑکے کے بالغ ہونے تک انتظار ضروری ہوگا یا قبل از بلوغ فیصلہ ہوسکتا ہے۔ فیصلہ کی تمام صورتوں کو بیان فرماکر مشکور فرمائیں۔

۲: حیلہ ناجزہ میں ارتداد کی بعض صورتوں میں یہ لکھا ہے کہ اگر خاوند مرتد ہوگیا تو دارالحرب میں تفریق کی ضرورت نہیں تین حیض کے بعد جدا ہوجائے گی اور دارالاسلام میں تفریق شرط ہے۔ کیا بموافق فتویٰ دارالحرب عمل کیا جائے یا احتیاطاً تفریق کی جائے؟

﴿جواب﴾:

تحکیم تو فریقین کی رضا مندی سے ہوتی ہے۔ جب ایک فریق [شوہر] کی طرف سے ثالثی منظور نہیں ہوئی تو ثالثی کا فیصلہ بھی متصور نہیں۔ رہا نکاح کا قصہ تو صورتِ مسئولہ میں قابل تحقیق یہ امر ہے کہ لڑکی کا باپ جس وقت مرزائی ہوا اس وقت یہ لڑکی پیدا ہو چکی تھی یا نہیں؟ اگر پیدا ہو چکی تھی اور بعد میں اس کا باپ مرزائی ہوا تو یہ لڑکی مسلمہ قرار دی جائے گی کیونکہ باپ کے ارتداد سے لڑکی پر جو مسلمہ قرار دی جا چکی، حکم ارتداد نہ ہوگا اور اس صورت میں اس کے مرتد بھائی نے اس کا جو نکاح کیا وہ نکاح ہی صحیح نہیں ہوا کیونکہ کافر کو مسلمان پر ولایت حاصل نہیں۔ لیکن اگر لڑکی حال ارتداد پدر میں پیدا ہوئی اور اس کی ماں بھی مرزائیہ تھی تو لڑکی بھی کافرہ ہی قرار پائے گی۔ مگر اس حال میں اس کے مرتد بھائی کا کیا ہوا نکاح موقوف رہے گا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ لیکن جبکہ وہ مسلمان نہ ہوا اور لڑکی مسلمان ہوگئی اور اس نے اس نکاح موقوف کو رد کر دیا تو نکاح رد ہو گیا۔ کیونکہ نکاح موقوف قبل اجازت مجیز جائز حکم عدم میں ہوتا ہے۔ [کفایت المفتی ج ۶ ص ۱۵۲، ۱۵۳] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۴۲۹، ۴۳۰، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مرزائی باپ نابالغہ کا ولی نہیں ہوسکتا

﴿سوال﴾:

ایک کنواری لڑکی عاقلہ بالغہ نے جس کے [والدین اور دادا اور دیگر رشتہ دار موجود ہیں] اپنے دادا کو ولی بنا کر اپنا نکاح اپنی برادری کے ایک لڑکے سے احکام شرعی کے مطابق کر لیا ہے لڑکی کا باپ کچھ عرصہ سے مرزائی ہو گیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں لڑکی کسی مرزائی کو دوں گا قادیان والوں نے حکم دیا ہے کہ اگر لڑکا مرزائی مذہب اختیار کرے تب لڑکی دی جا سکتی ہے۔ اس صورت میں جو نکاح لڑکی کا دادا کی ولایت سے ہوا جائز ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

اس صورت میں اول تو لڑکی خود بالغہ عاقلہ ہے تو خود اس کی اجازت سے اس کا نکاح کفو میں صحیح ہے کسی ولی کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے:

"وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر الخ لامکلفۃ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضیٰ ولی الخ".

اور ثانیا یہ کہ اگر ولی کے ذریعہ سے ہی نکاح اس کا کیا جاوے جیسا کہ سنت ہے تو ولی اس کا اس صورت میں اس کا دادا ہے باپ بوجہ مرزائی ہو جانے کے ولی نہیں رہا ولایت اس کی باطل ہو گئی پس دادا نے جو نکاح اُس بالغہ کا اُس کی اجازت سے کیا وہ صحیح ہو گیا باپ کو اُس نکاح کو توڑنے کا اختیار اور دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے اور مرزائی لڑکے سے نکاح صحیح نہیں ہوگا الحاصل جو نکاح بولایت دادا ہو گیا وہ صحیح ہے، قادیان والوں کا حکم باطل ہے۔فقط۔(فتاوی دار العلوم دیوبند، ج: ۸، ص: ۱۴۰، ط، مکتبہ دار العلوم دیوبند)



کیا قادیانی نکاح کا وکیل ہو سکتا ہے؟

﴿سوال﴾:

ہمارے اطراف میں نکاح کی مجلس اس طرح منعقد ہوتی ہے کہ لڑکی کا باپ یا چچا نانا وغیرہ میں سے کوئی ایک دو گواہوں کو لے کر لڑکی کے پاس جاتا ہے اور لڑکی سے یوں کہتا ہے کہ میں تمہارا وکیل بن کر فلاں کا لڑکا فلاں سے مبلغ اتنے مہر میں ان دو گواہوں کے روبرو نکاح کر دوں، جب لڑکی ہاں کہہ دیتی ہے تو یہ وکیل اور دونوں گواہ مجلس میں آتے ہیں، بعدہٗ محلّہ کا پیش امام خطبہ نکاح پڑھتا ہے اور وکیل سے کہتا ہے کہ یوں کہو کہ میں اپنی وکالت سے فلاں کی لڑکی فلانہ کو مبلغ اتنے مہر میں ان دو گواہوں اور حاضرین کے سامنے تمہارے عقد میں

دیا،تم نے قبول کیا؟ تو وہ لڑکا کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا۔

صورتِ بالا پیش نظر رکھتے ہوئے اگر لڑکی کا نانا قادیانی مذہب کا ہے وہ وکالت کرتا ہے اور دونوں گواہ مسلمان اہل سنت والجماعت ہیں وہ قادیانی ایجاب وقبول کرتا ہے تو ایسی صورت میں نکاح ہوگیا یا نہیں؟ واضح ہو کہ ''بہشتی زیور'' میں ہے کہ کوئی کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں بن سکتا ہے؟ لہٰذا برائے مہربانی اس صورت پر نظر فرما کر جواب سے مطلع فرمائیں۔

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

ولی اور وکیل میں فرق ہے، نکاح میں وکیل کا کام صرف الفاظ کی تعبیر تک رہتا ہے، اصل ایجاب وقبول زوجین کا ہوتا ہے۔ بیان کردہ صورت میں نکاح ہوگیا ہے، قادیانی کی وکالت بیکار گئی۔ اگر لڑکی کی طرف سے اصالۃً یا وکالۃً یا دلالۃً کسی کا ایجاب نہ بھی تسلیم کیا تب بھی اس نکاح پر لڑکی کا راضی ہونا اور اس کے لوازمات کو بجالانا یہ اجازت فعلی ہے جو کہ شرعاً معتبر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی محمودیہ، ج:۱۱،ص:۵۳۸،۵۳۹)



توہین رسالت کرنے والے کے نکاح کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ عبدالقادر نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی ہے اور اس پر علماء کا فتویٰ کفر کا آچکا ہے اور وہ توبہ سے انکار کرتا ہے اس کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں، اور اس کے بھائی بھتیجے اس کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اس کے معاون ہیں ان کا نکاح بھی عندالشرع ٹوٹ گیا یا نہیں اور اگر ٹوٹ گیا ہے تو ان کی مطلقہ بیویوں کا نکاح دوسرے مسلمانوں سے جائز ہے یا نہیں اور وہ مطلقہ بیویاں مہر کی لین دار ہیں یا نہیں؟ اس کا جواب بحوالہ کتب معتبرہ عطا فرمایا جائے، عنداللہ ماجور ہوں گے۔

﴿الجواب﴾:

جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرے یقیناً کافر ہے اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی اور جو اس کی توہین پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے ایسے جتنے لوگ ہوں خواہ توہین کرنے والوں کے عزیز قریب ہوں، یا غیر ان سب کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں اور فی الحال وہ اپنے مہر کا مطالبہ کر سکتی ہیں، ان عورتوں کو اختیار ہے کہ عدت کے بعد جس مسلمان سے چاہیں نکاح کر لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [فتاوی رضویہ ج ۱۴ ص ۳۲، ۳۳] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۴۳۱، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



لاہوری مرزائی سے نکاح کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ قادیانی واحمدیہ لاہوری شریعت غرا کی نگاہ میں کیسے ہیں؟

(۱): آیا وہ کافر ہیں یا نہیں؟

(۲): ان پر نماز جنازہ پڑھا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳): ان پر نماز جنازہ کی امامت کیسی ہے اور اس امام کا جس کو وہ جائز قرار دیتا ہے کیا حکم ہے؟

(۴): ان کے ساتھ نکاح کیسا ہے؟ اور نکاح کے جائز قرار دینے والے کا کیا حکم ہے؟

﴿جواب﴾:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جدید نبوت کا مدعی یقیناً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسے نبی ماننے والے قادیانی یا مجدد اور مسلمان ماننے والے لاہوری

ہوں۔ دونوں طرح کے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کی نماز جنازہ پڑھانی یا پڑھنی جائز نہیں ہے۔ ان سے کسی مسلمان عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اگر نکاح کے بعد خاوند مرزائی مذہب اختیار کرلے۔ تب بھی بوجہ مرتد ہونے کے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کے ساتھ نکاح جائز قرار دینے والا شخص یا ان کی نماز جنازہ کے جواز کا قائل اگر مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو جان کر یہ فتویٰ اس بنیاد پر دیتا ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ اس کے نزدیک اسلام کا بنیادی عقیدہ نہیں ہے۔ تو وہ بھی کافر ہے اور اگر ختم نبوت کا اجماعی عقیدہ جو کتاب سنت سے صراحۃً ثابت ہے۔ اس پر کامل عقیدہ رکھ کر مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت یا اس کے عقائد باطلہ اور اس کے ضلال سے مطلع نہیں ہے....تو وہ کافر نہیں ہے۔ البتہ اس کا فرض ہے کہ بغیر تحقیق مذہب قادیانی اس طرح فتویٰ نہ دے اور اس فتویٰ سے رجوع کرکے توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [فتاوی مفتی محمود ج ا ص ۲۰۲،۲۰۳] (فتاوی ختم نبوت، ج:ا،ص: ۴۲۲، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مسلمان لڑکی کا قادیانی سے نکاح کرنے والے ملاّ کے ایمان ونکاح کا حکم

﴿سوال﴾:

ایک ملاّ نے ایک دختر سنیہ کا نکاح ایک مرزائی عقیدہ سے کردیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اور ملاّ وحاضرین کا نکاح ٹوٹا یا نہیں اور اس ملاّ کی بیعت وامامت کا کیا حکم ہے؟

﴿الجواب﴾:

دختر سنیہ کا نکاح مرزائی عقیدہ کے شخص سے جائز نہیں ہے، پس ملاّ نے فساد کا عقیدہ اس مرزائی کے جاننے کے باوجود نکاح پڑھا وہ گنہگار وفاسق ہے اور اس کی بیعت درست

نہیں اور امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے مگر اس کا نکاح باقی ہے اور حاضرین کا نکاح بھی باقی ہے ان سب کو توبہ کرنا چاہیے اور ظاہر کر دینا چاہیے کہ یہ نکاح جو مرزائی سے ہوا صحیح نہیں ہوا۔ فقط (فتاوی دار العلوم دیوبند، ج:۷، ص:۴۵۸، ط، مکتبہ دار العلوم دیوبند)



باپ کی رضامندی پر قاضی (مرزائی) کا پڑھایا ہوا نکاح صحیح ہے

بخدمت جناب مکرم ومحترم حضرت مفتی محمود صاحب زید مجدہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مزاج شریف خیر الجانبین من اللہ مندرجہ ذیل صورت کے متعلق تحقیقی جواب سے ممنون فرمائیں۔

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی نابالغہ لڑکی کے نکاح کرنے کا دوسرے کو کہا کہ آپ میری لڑکی کا نکاح فلاں شخص سے کر دیں۔ یعنی اس آدمی کا نکاح خوان تجویز کیا۔ جیسا کہ آج کل رواج ہے اور اسی لڑکی کا باپ بھی مجلس عقد میں موجود تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ نکاح خوان جس کو عرف میں قاضی کہتے ہیں مرزائی قادیانی تھا۔ تو بیان فرمائیں کہ یہ نکاح شرعاً معتبر ہوگا یا نہ؟ باحوالہ تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

﴿جواب﴾:

قواعد کی رو سے یہ نکاح جائز معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ باپ کی موجودگی میں نکاح خوان ایک معبر اور سفیر محض سمجھا جائے گا اور اُس کے یہ الفاظ منتقل ہوں گے باپ کی طرف سے عاقد باپ ہی ہوگا۔ کیونکہ اصل اور معبر جہاں دونوں موجود ہوں وہاں عقد نکاح اصل کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

ونظیرہ ما فی الدر المختار ص ۲۴/ ۲۵ ج ۳ امر الاب رجلاً ان یزوج صغیرتہ فزوجھا عند رجل او مرأتین والحال ان الاب حاضر صح

لان یجعل عاقداً حکماء و الا لا۔

اس پر شامی نے لکھا ہے:

قولہ لان یجعل عاقداً حکماً لان الوکیل فی النکاح سفیر معبر ینقل عبارۃ المؤکل فاذا کان المؤکل حاضراً کان مباشراً لان العبارۃ تنقل الیہ وھو فی المجلس.

اسی طرح اگلے صفحہ پر ہے:

ولو زوج بنتہ البالغۃ العاقلۃ بمحضر شاھد جاز ان کانت ابنتہ حاضرۃ لانھا تجعل عاقدۃ و الا لا الاصل ان الامر متی حضر جعل مباشراً ج ۳ ص ۲۵۔

تردد اس میں ہے کہ کافر کی وکالت صحیح ہوگی یا نہیں تو اس میں یہ حکم ہے کہ مرتد آدمی کو اگر وکیل بنائے تو اس کی یہ توکیل جائز ہے اور نافذ ہے۔

کما فی الدرالمختار ص ۵۱۱ ج ۳ وتوقف توکیل مرتد.

اسی پر شامی نے ص ۵۱۱ ج ۳ میں لکھا ہے:

بخلاف توکلہ عن غیرہ کما سنذکرہ وفی الدر بعید ھذا العبارۃ اذا کان الوکیل یعقل العقد الخ.

اسی پر علامہ شامی نے لکھا ہے:

ان یعقل ان البیع سالب للمبیع مالب للثمن و ان الشراء بالعکس وفی البحر مایرجع الی الوکیل فالعقل فلا یصح توکیل مجنون وصبی لایعقل لا البلوغ و الحریۃ وعدم الردۃ فیصح توکیل المرتد ولا یتوقف الی آخرہ ما قال. فقط واللّٰہ تعالی اعلم. (فتاوی مفتی محمودؒ، ج: ٤، ص: ٣٤٦،

۳۴۷، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



مرزائی کا دھوکہ دیکر سنی عورت سے نکاح کرنا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنے کو سنی المذہب ہونے کا یقین دلا کر نکاح کیا لڑکی اگرچہ نکاح سے مطلقاً متنفر تھی لیکن اس کے والد نے نکاح اس سے کر دیا تین ماہ خاوند کے گھر رہی ہم بستر بھی ہوئی حمل ٹھہر گیا بعدش بعض شرائط نکاح کے پورا نہ کرنے پر و نیز اچھا سلوک نہ کرنے پر لڑکی اپنے والدین کے گھر آئی وہ شخص کہ جب تک لڑکی اس کے گھر میں تھی اسے سنیوں کے مترجم قرآن پڑھنے سے منع کرتا تھا منکوحہ کو بایں وجہ بھی زید سے نفرت ہے اور تھی اور کہتی ہے کہ خنزیر کے یہاں میں جانا نہیں چاہتی ہوں اندریں صورت کیا حکم ہے کہ آیا اس کا نکاح زید سے فسخ ہوگیا یا شرعا کیا صورت ہے اور نیز زید لاہور میں ہے اور اس کی منکوحہ اور اس کے والد ملتان میں اور وضع حمل ملتان میں ہوا۔ اس نے اس مدت میں اپنی بیوی کی خیر خبر بھی نہیں لی؟

﴿الجواب﴾:

مرزائی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری جمہور علماء کے نزدیک کافر و مرتد ہیں ہندوستان اور بیرون ہند میں جن علماء حضرات کو ان کے مذہب پر اطلاع ہوئی سب نے باجماع ان کی تکفیر کی ہے اور مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر سے کسی طرح حلال نہیں۔ "**لن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا**"۔ اس لئے عورت کا نکاح مرزائی سے متعلقہ ہی نہیں ہوا اب دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے قانونی گرفت سے بچنے کے لئے حکام وقت سے اجازت لے لی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (امداد المفتین، ص: ۴۲۶، ط، دار الاشاعت کراچی)



چار بچوں کے بعد معلوم ہوا شوہر قادیانی ہے کیا کرے؟

﴿سوال﴾:

ایک عورت کا عقد ایک شخص کے ساتھ ہوا جس کو عرصہ نو سال کا ہوا اور چار لڑکیاں بھی ہوئیں۔ اب معلوم ہوا کہ وہ قادیانی ہے اور لڑکیوں کو قادیان میں دینا چاہتا ہے۔ عورت علیحدہ ہونا چاہتی ہے۔

﴿جواب﴾:

ہاں اس صورت میں عورت کو حق ہے کہ وہ اپنا نکاح فسخ کرالے کیونکہ قادیانی فرقہ جمہور علمائے اسلام کے فتوے کے بموجب اسلام سے خارج ہے۔[کفایت المفتی ج ۵ ص ۲۲۴] (فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ٤٤٤، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی عورت سے نکاح کرنے والے سے تعلقات کا حکم

﴿سوال﴾:

اس شخص سے معاشرتی تعلق روا رکھنا جائز ہے یا نہیں جسے علاقے کے لوگ مختلف اداروں میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اس کی بیوی قادیانی ہے؟ لوگوں کا موقف یہ ہے کہ اس کا مذہب اس کے ساتھ ہے ہمیں اس کے مذہب سے کیا لینا، یہ ہمارے مسائل حل کراتا ہے تو از روئے شریعت اس کا کیا حکم ہے؟

﴿جواب﴾:

یہ شخص جب تک قادیانی عورت کو علیحدہ نہ کردے اس وقت تک اس سے تعلقات رکھنا جائز نہیں۔ جو لوگ مذہب سے بے پروا ہو کر محض دنیوی مفادات کے لیے اس سے

تعلقات رکھتے ہیں، وہ سخت گنہگار ہیں۔ اگر انہیں اپنا ایمان عزیز ہے اور اگر وہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے خواستگار ہیں تو ان کو اس سے توبہ کرنی چاہیے اور جب تک یہ شخص اس قادیانی مرتدہ کو علیحدہ نہیں کر دیتا اس سے تمام معاشرتی تعلقات منقطع کر لینے چاہئیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:

لاتجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الآخر یوآدون من حآد اللّٰہ ورسولہ ولو کانوا آبائھم او ابنآئھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللّٰہ الا ان حزب اللّٰہ ھم المفلحون. [المجادلة ۲۲]

"جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر [پورا پورا] ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں۔ گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے ہی کیوں نہ ہوں۔ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان [قلوب] کو اپنے فیض سے قوت دی ہے [فیض سے مراد نور ہے] اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے۔ یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے"۔ [آپ کے مسائل اوران کا حل ج۵ص ۶۸ تا ۷۱] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص: ۴۲۵، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



شوہر کے مرزائی ہونے کے بعد نکاح کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا نکاح دسمبر ۱۹۹۴ء کو میرے بڑے ماموں کے بیٹے سے ہوا تھا، تب وہ اہل سنت والجماعت میں سے تھا، اب میری رخصتی ہوئی اور مجھے پتہ چلا ہے کہ میرا شوہر اپنے باپ کے پیچھے احمدی جماعت میں شامل ہو گیا ہے اور پوری فیملی کہتی ہے کہ ہم احمدی ہیں اور مرزا قادیانی امام مہدی ہے، آپ بتائیں کہ مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں کیا کرنا چاہیے؟ اگر میرا شوہر اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر آجاتا ہے تب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں میری راہنمائی فرمائیں؟

﴿الجواب باسم الملک الوهاب﴾:

مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے [لاہوری ہوں یا قادیانی] باجماع امت کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، ان کے ساتھ کسی مسلمان کا نکاح نہیں ہوسکتا، لہٰذا بربنائے صحت سوال اگر یہ لڑکا نکاح کے وقت مرزائی نہیں تھا تو نکاح درست ہوا تھا مگر جب قادیانی ہو گیا تو نکاح ٹوٹ گیا، اب اس مسلمان لڑکی کو اس کے ساتھ بحیثیت بیوی رہنا حرام ہے، البتہ اگر وہ توبہ کرکے مسلمان ہو جائے اور اس کے اسلام پر یقین بھی ہو جائے تو دوبارہ نکاح کرکے میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں ورنہ بصورت دیگر نہیں۔

”(قوله وارتداد احدهما فسخ عاجل) بلا قضاء ای بلا توقف علی قضاء القاضی اهـ“. [در علی ردالمحتار، ۲/ ۴۲۵]

”قوله وكل مسلم ارتد فتوبته مقبولة اهـ“.

[ردالمحتار، ۳/ ۳۲۶]

”واسلامه ان یأتی بکلمة الشهادة ویتبرأ عن الادیان

كـلهـا سـوى الاسـلام وان تبـرأ عـمـا انتقل اليه كفى كذا فى الـمـحـيـط اهـ". [الهندية، ۲/ ۲۵۳] واللّٰه تعالىٰ اعلم بالصواب(ارشاد المفتين، ج: ۱، ص: ۴۵۶، ط، مكتبة الحسن لاهور)



قادیانی ہوجانے سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے

﴿سوال﴾:

اگر کوئی اہل سنت والجماعت قادیانی ہوجاوے، تو اس کی بیوی جو اہل سنت والجماعت ہے اس کے نکاح میں رہ سکتی ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

جو شخص قادیانی ہوگیا وہ مرتد وکافر ہوگیا، اس کی زوجہ فوراً اس کے نکاح سے خارج ہوگئی۔

قال فى الدر المختار: وارتداد أحدهما.... فسخ....عاجل. الخ. فقط(فتاوی دار العلوم دیوبند، ج: ۱۸، ص: ۴۵۷، ط، مکتبه دار العلوم دیوبند/ کفایت المفتی، ج: ۱، ص: ۳۲۰تا ۳۲۲، ط، دار الاشاعت کراچی)



مرزائی شوہر سے فسخ نکاح کے بعد عدت ومہر کا کیا حکم ہے؟

﴿سوال﴾:

ہندہ اور خالدہ نے اپنے اپنے شوہروں سے جو مرزائی تھے فسخ نکاح کرلیا اس وجہ سے

کہ وہ کافر اور مرتد ہیں کیا فی الواقع علماء کا ایسا فتویٰ ہے اور مہر وعدت و وراثت کے متعلق کیا حکم ہے؟

﴿الجواب﴾:

فی الواقع مرزائیوں کے بارے میں ایسا ہی فتویٰ ہے ان کا کافر و مرتد ہونا متفق علیہ ہوگیا ہے لہٰذا کوئی عورت سنیہ مسلمہ ان کے نکاح میں نہیں رہ سکتی علیحدگی ضروری ہے اور مہر وعدت لازم ہے اور وراثت ثابت نہ ہوگی۔ فقط (فتاوی دار العلوم دیوبند، ج:۸، ص:۲۱۵، ط، دارالاشاعت کراچی)



شادی کے ذریعہ مسلم نوجوانوں کو مرتد بنانے کا حال

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

۱.....: ایک بالغ نوجوان اپنی مرضی اور خوشی سے ایک نوجوان قادیانی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ بقول نوجوان کے، لڑکی خفیہ طور پر مسلمان ہونے کا وعدہ کررہی ہے اس انداز میں کہ لڑکی کے والدین اور خاندان والے اس کے مسلمان ہونے سے آگاہ نہ ہوں۔

۲.....: لڑکی کے ماں باپ نوجوان سے اپنے احمدی طریقہ کار سے نکاح کرنا چاہتے ہیں بعد میں اسلامی اور شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق بھی نکاح کرنے پر تیار ہیں۔ [احمدی حضرات کے نکاح نامہ کی فوٹو سٹیٹ برائے ملاحظہ منسلک ہے]۔

۳.....: مسلم نوجوان کا بھی اصرار ہے کہ لڑکی کے ماں باپ احمدی طریقہ سے نکاح کرتے رہیں، ہم بعد میں اسلامی طریقہ سے نکاح کرلیں گے۔

۴......: ہر دو صورتوں میں کیا دونوں یا ایک، کون سا طریق کار شرعی حیثیت رکھتا ہے؟ اور کیا دونوں طریقوں پر نکاح جائز ہے؟ یا کون سا نکاح اول ہو اور کون سا بعد میں؟ کیا یہ طریقہ کار شریعت میں جائز ہے؟

قادیانیوں کے نکاح نامہ کے مرسلہ فوٹوسٹیٹ سے ظاہر ہے کہ قادیانی طریقہ کار میں لڑکے کی طرف سے اس کے باپ کی شرکت لازمی ہے اور دو گواہ بھی ضروری ہیں کیا لڑکے کے باپ اور گواہان نیز لڑکی کے بھائی بہن والدہ اور دیگر عزیز و اقارب کی قادیانی طریقہ پر نکاح میں شرکت سے شرکت کرنے والوں کی دینی، ایمانی اور اسلامی حیثیت برقرار رہے گی؟ نیز آئندہ زندگی کا لائحہ عمل کیسے طے کیا جائے؟ نکاح کے لیے آمادہ نوجوان اور ماں باپ کے ساتھ آئندہ تعلقات کی شرعی نوعیت کیا ہوگی؟ باقی اولاد اور افراد خاندان کی بقیہ زندگی میں مذکور لوگوں سے بھی کاروباری اور معاشرتی زندگی کے تعلقات کس بنیاد پر استوار ہوں گے؟

تمام متعلقہ امور پر سیر حاصل شرعی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔ کیا متعدد نوجوان اور دیگر افراد خانہ کو ''قادیانی چنگل'' میں جانے سے بچانے کے لیے کوئی ''حیلہ'' کی شکل ہوسکتی ہے؟

﴿جواب﴾:

سوالنامہ کے نمبر ۲ میں ذکر کیا گیا ہے کہ ''لڑکی کے ماں باپ نوجوان لڑکے سے اپنے احمدی طریقہ پر نکاح کرنا چاہتے ہیں''۔ اور نمبر ۳ میں لکھا گیا کہ مسلم نوجوان بھی احمدی طریقہ پر تیار ہے اور یہ کہ بعد میں اسلامی طریقہ پر نکاح کرلیں گے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ''احمدی طریقہ نکاح'' کیا ہے؟ آپ نے قادیانیوں کے نکاح کا فارم جو ساتھ بھیجا ہے، اس میں آٹھویں نمبر پر ''تصدیق امیر یا پریذیڈنٹ'' کے عنوان کے تحت یہ عبارت درج ہے:

مسمی...... [یہاں دولہا کا نام]...... پیدائشی احمدی ہے یا......فلاں تاریخ سال سے

احمدی ہے“۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی جب کسی کو اپنی لڑکی دیتے ہیں تو پہلے لڑکے سے اس کے قادیانی ہونے کا اقرار کرواتے ہیں۔ اور ان کا امیر یا پریذیڈنٹ اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ یہ لڑکا پیدائشی قادیانی ہے یا فلاں وقت سے قادیانی چلا آتا ہے۔ گویا کسی لڑکے کو قادیانیوں کا لڑکی دینا اس شرط پر ہے کہ لڑکا پیدائشی قادیانی ہو، یا فلاں وقت سے قادیانی چلا آتا ہو، اور قادیانیوں کے ذمہ دار افراد اس کے قادیانی ہونے کی باقاعدہ تصدیق کریں۔ اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ قادیانیوں کا کسی مسلمان لڑکے کو لڑکی دینا دراصل اس کو قادیانی بنانے کی ایک چال ہے۔ یہ مسلم نوجوان جب قادیانیوں کا فارم پر کرکے ان کے طریقہ پر نکاح کرے گا تو آپ ہی بتایئے کہ اس کا ایمان کہاں رہا؟

علاوہ ازیں چونکہ قادیانیوں کی تبلیغ پر پابندی ہے۔ اس لیے قادیانیوں نے ایک خفیہ اسکیم چلائی ہے کہ مسلم نوجوانوں کو لڑکیوں کے جال میں پھنسا کر قادیانی بناؤ، اس لیے قادیانیوں کی لڑکی جب تک اعلانیہ مسلمان ہوکر اپنے قادیانی والدین اور عزیز واقارب سے قطع تعلق نہیں کرلیتی کسی مسلم نوجوان کو اس جال میں نہیں پھنسا چاہیے۔ اور لڑکے کو، لڑکے کے والدین کو اور دیگر عزیز واقارب کو ایسے نکاح میں شرکت کرنا جائز نہیں جس کہ وجہ سے ایمان ضائع ہوجانے کا قوی اندیشہ ہو۔

اور قادیانی لڑکی کا یہ وعدہ کرنا کہ وہ نکاح کے بعد یا نکاح سے پہلے خفیہ طور پر مسلمان ہوجائے گی، اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ خفیہ طور پر مسلمان ہوجانے کا وعدہ کرنے کے باوجود ظاہر طور پر قادیانی ہی رہے گی۔ یہ بھی قادیانیوں کی ایک گہری چال اور سوچی سمجھی سازش ہے۔ جس کے ذریعہ بھولے بھالے نوجوانوں کا شکار کرتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ نکاح کے بعد لڑکے کو تدریجا قادیانی بنانے کی کوشش کی جاتی ہے، اگر وہ قادیانی بن جائے [جیسا کہ اکثر یہی ہوتا ہے] تو قادیانیوں کی مراد حاصل ہوئی اور اگر لڑکا قادیانی نہ بنے تو قادیانیوں کی طرف سے اس کو انتقام کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جس میں یہ لڑکی ان کی پوری پوری مدد کرتی

ہے اور لڑکے کو ایسے مخمصہ میں پھنسا دیا جاتا ہے جس سے وہ ساری عمر نہ نکل سکے۔ میرے سامنے اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ اس لیے کسی مسلمان نوجوان کو قادیانی لڑکی کے عشق میں مبتلا ہو کر اپنا ایمان ضائع نہیں کرنا چاہیے اور لڑکی کے اس عیارانہ وعدہ پر کہ ''وہ خفیہ طور پر مسلمان ہوجائے گی''۔ قطعاً اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۵ ص ۲۰۳ تا ۲۰۶] (فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۴۳۷، ۴۳۸، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



شوہر کے ظلم سے جو عورت قادیانی ہوئی... پھر مسلمان... اس کی شادی

﴿سوال﴾:

ہندہ زوجہ زید نے مذہب قادیانی اختیار کرلیا، علماء نے حکم ارتداد جاری کر کے فسخ نکاح کا حکم کیا، اب جبکہ ہندہ اپنے عقائد کفریہ سے تائب ہوگئی اس سے تجدید نکاح کے لیے کہا گیا جس کے جواب میں ہندہ نے کہا کہ بوجہ ناراضگی اپنے شوہر کے کہ مجھ کو نان ونفقہ نہیں دیتا تھا اور نہ طلاق دیتا تھا مذہب قادیانی اختیار کیا تھا لہٰذا اگر مجھ کو اسی شخص سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جائے گا تو میں پھر اس مذہب کو اختیار کرلوں گی اور کسی قادیانی سے عقد کرلوں گی، اس صورت میں ہندہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

﴿الجواب اقول وباللہ التوفیق﴾:

ارتداد سے بچانے کے لیے روایت شامی وظاھرہ ان لھا التزوج بمن شاء ت. [شامی ملخص ج ۲ ص ۳۳۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ] پر عمل کیا جائے اور یہ مسئلہ جو محتالہ کے لیے ہے کہ جبراً اس کو مسلمان کر کے شوہر اول کے ساتھ تجدید نکاح کیا

جائے یہ دار الاسلام میں ہوسکتا ہے نہ کہ دار الحرب میں کما ہو ظاہر۔ فقط۔ [فتاوی دار العلوم دیوبند ج ٨ص ٣٤٧] (فتاوی ختم نبوت، ج:١،ص: ٤٤٥، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مرزائی شوہر سے فسخ نکاح کے بعد عدت و مہر کا کیا حکم ہے؟

سوال:

ہندہ اور خالدہ نے اپنے شوہروں سے جو مرزائی تھے فسخ نکاح کرلیا اس وجہ سے کہ وہ کافر اور مرتد ہیں کیا فی الواقع علماء کا ایسا فتویٰ ہے اور مہر وعدت و وراثت کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب:

فی الواقع مرزائیوں کے بارے میں ایسا ہی فتویٰ ہے ان کا کافر و مرتد ہونا متفق علیہ ہوگیا ہے۔ لہٰذا کوئی عورت سنیہ مسلمہ ان کے نکاح میں نہیں رہ سکتی علیحدگی ضروری ہے اور مہر وعدت لازم ہے اور وراثت ثابت نہ ہوگی۔ فقط۔ [درمختار ج ٢ص ٢٨١تا ٢٨٣ باب المہر مکتبہ رشیدیہ، فتاوی دار العلوم دیوبند ج ٨ص ٢٦٠] (فتاوی ختم نبوت، ج:١،ص: ٤٤٥، ٤٤٦، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



کسی کو قادیانی کہنے والے کے نکاح کا حکم

سوال:

ایک عالم دوسرے عالم کو اختلاف کی وجہ سے قادیانی کہتا ہے ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور کیا اس کا نکاح باقی رہا؟

﴿جواب﴾:

ا.....: حدیث میں ہے کہ جس نے دوسرے کو کافر کہا ان میں سے ایک کفر کے ساتھ لوٹے گا، اگر وہ شخص جس کو کافر کہا واقعتاً کافر تھا تو ٹھیک ورنہ کہنے والا کفر کا وبال لے کر جائے گا۔ کسی کو کافر کہنا گناہ کبیرہ ہے۔

۲.....: وہ خود عالم ہے۔ اپنے نکاح کے بارے میں خود جانتا ہوگا۔ اوپر لکھ چکا ہوں کہ یہ گناہ کبیرہ ہے اور ایک عالم کا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہونا بے حد افسوس ناک ہے، ان صاحب کو توبہ کرنی چاہیے اور مظلوم سے معافی مانگنی چاہیے۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۸ ص ۳۵۴] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱ ص:۴۵۰، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مسلمان، قادیانی ہو کر پھر مسلمان ہو جائے تو اس کے نکاح کا حکم

﴿سوال﴾:

ایک شخص پہلے اہل سنت والجماعت تھا۔ پھر مرزائی عقائد کا پابند ہو گیا تھا۔ اب وہ پھر اہل سنت والجماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ اس کی بیوی اسی کے عقائد کی پابند رہی۔ اب اس کو دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت یا نہیں؟

﴿جواب﴾:

اگر وہ شخص سچے دل سے توبہ کرے اور اقرار کرے کہ قادیانی عقیدہ غلط اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے جھوٹے تھے اور ان کے دونوں فریق لاہوری اور قادیانی گمراہ ہیں۔ میں دونوں سے بیزار ہوں تو وہ اہل سنت والجماعت میں شامل ہو سکتا ہے۔ اگر شوہر اور بیوی ایک ہی وقت میں ساتھ ساتھ قادیانی یا احمدی ہوئے تھے اور پھر ایک ہی وقت میں دونوں نے توبہ کی ہو جب تو ان کے نکاح کی تجدید لازم نہیں ہے اور وہ اپنے سابقہ نکاح پر رہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر قادیانی یا احمدی ہونے میں تقدم و تاخر ہوا ہے یا توبہ کرنے اور واپس آنے میں

آگے پیچھے ہوگئے ہیں تو نکاح کی تجدید بھی لازم ہوگی۔ [کفایت المفتی ج ۶ ص ۱۴۴]
(فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۴۵۳، ۴۵۴، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



بیوی قادیانی ہوگئی قادیانی سے شادی کرلی اب اس کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

﴿سوال﴾:
ایک شخص کی عورت قادیانی ہوگئی اور قادیانی سے نکاح کرلیا اس سے لڑکی پیدا ہوئی اس لڑکی سے اس کی ماں کا پہلا خاوند نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:
نہیں کرسکتا۔

لقوله تعالى: وربائبكم اللاتي في حجوركم من نسائكم اللاتي دخلتم بهن. [سورة نساء الآية]

قال في الدرالمختار: وبنت زوجته الموطؤته دام زوجته وجداتها مطلقاً. [فتاوى شامي ج ٢ ص ٣٠٢ مكتبه رشيديه، فتاوى دار العلوم ديوبند ج ٧ ص ٣٨١](فتاوى ختم نبوت، ج: ١، ص: ٤٥٤، ط، عالمي مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی کی دعوت کھانا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اگر کوئی مرزائی مسلمانوں کو کھانے کی دعوت دے تو ان کے گھر کھانا جائز ہے یا نہ؟ اگر کوئی دعوت کھائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿جواب﴾:

مرزائی کی دعوت کھانا عوام المسلمین کے لیے جائز نہیں یہ اس طرح دھوکہ دیتے ہیں۔ (فتاوی مفتی محمودؒ، ج: ۱، ص: ۲۳۲، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاھور)

مرزائی کی دعوتِ طعام قبول کرنا

﴿سوال﴾:

ہمارے محلے میں چند مرزائی رہتے ہیں، وہ کبھی کبھی کسی خوشی کے موقعہ پر دعوت کرتے ہیں اور اس میں ہم مسلمانوں کو بھی بلاتے ہیں، کیا مرزائیوں کی دعوت کو قبول کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

مرزائی مرتد ہو کر واجب القتل ہیں، اس لیے مرتد سے کسی قسم کے تعلقات رکھنا یا اس کے ہاں دعوت کھانا جائز نہیں۔

لما قال شیخ الاسلام محافظ الدین النسفیؒ: یعرض الاسلام علی المرتد وتکشف شبھة ویحبس ثلاثة ایام فان اسلم والا قتل. [کنز الدقائق علی ھامش البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۵، باب احکام المرتدین](فتاوی حقانیه، ج: ۵، ص: ۳۳۷،

ط، مکتبہ سید احمد شہیدؒ اکوڑہ خٹک)



مرزائیوں کے گھر کا کھانا پینا جائز نہیں

﴿سوال﴾:

مرزائیوں کے گھر کا کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ کافر ہیں یا مرتد؟

﴿الجواب﴾:

مرزائی جماعت کا فرو مرتد ہے، ان کے کفر پر تمام علمائے حقانی کا فتوی ہو چکا ہے، ان کے ساتھ ریل میل کھانا پینا ناجائز ہے، ان سے بالکل احتراز اور اجتناب کرنا چاہیے۔ فقط (فتاوی دار العلوم دیوبند، ج:۱۸،ص:۴۵۹، ط، مکتبہ دار العلوم دیوبند)



قادیانیوں کے ہاں کھانا کھانے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

یہاں قادیانی لوگ ہیں۔ مگر بڑے بے شرم ہیں۔ ان کو کتنا جواب دیں مگر وہ لوگ نہیں مانتے اور ان کے ہاں جو شخص کھانا کھا آیا اس کے لیے کیا سزا ہونی چاہیے؟

﴿جواب﴾:

قادیانیوں کے یہاں جس شخص نے کھانا کھایا ہے۔ اس سے توبہ کرالی جائے کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔ اور قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا رکھنا خطرناک ہے۔ (کفایۃ المفتی، ج:۱،ص:۳۲۵، ط، دار الاشاعت کراچی)



دانستہ قادیانی کے گھر کھانا کھانے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین درمیان اس مسئلہ کے زید خاندان قادریہ وچشتیہ میں خلیفہ ہے اور مولود خواں بھی ہے اور علم فارسی میں دخل رکھتا ہے، علاوہ ازیں کلام نعتیہ میں اس کی تصنیفات بھی موجود ہیں اور حاجی بھی ہے، اور یہ زید کو علم تھا کہ بکر قادیانی ہے دانستہ اس کے مکان پر واسطے کھانا کھانے گیا لہٰذا اس کی نسبت از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟ اور زید سے محفل مولود شریف پڑھوانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

﴿الجواب﴾:

زید گنہگار ہوا، اس نے حکم شریعت کے خلاف کیا، اس سے علانیہ توبہ کی جائے، اگر نہ مانے تو اس سے محفل شریف نہ پڑھوائی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وامّا ینسنک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین. [الانعام آیة: ٦٨] **واللّٰه تعالی اعلم** [فتاوی رضویه ج ٢١ ص ٦٤٨](فتاوی ختم نبوت، ج: ١، ص: ٥٢١، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



غلام احمد قادیانی کی تعریف اور ضیافت کرنے والا کیسا ہے؟

﴿سوال﴾:

خواجہ کمال الدین لاہوری مرزا غلام احمد قادیانی کی فصاحت بلاغت کی تعریف کرتے ہیں، یا ان کا استقبال کرنا یا ان کو اپنے یہاں مہمان کرنا کیسا ہے؟ ایسا شخص مرتد ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

مرتد تو نہیں فاسق و عاصی ضرور ہے کہ بے دین کی تعظیم کرتا ہے، باقی جو معتقد عقائد قادیانی کا ہے اس کے ارتداد پر فتویٰ علماء کا ہو چکا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی دار العلوم دیوبند، ج:۱۸،ص:۴۵۷، ط، مکتبہ دار العلوم دیوبند)



مرزائی کے گھر افطاری کرنا

﴿سوال﴾:

ایک مرزائی رمضان المبارک میں افطاری کا اہتمام کرتا ہے۔اس کے ہاں اس کے گھر جا کر روزہ افطار کرنا جائز ہے؟ جن لوگوں نے روزہ افطار کیا کیا ان کا روزہ ہو گیا یا وہ دوبارہ روزہ رکھیں جبکہ روزہ کھولنے والے لوگ مرزا قادیانی اور مرزائیت سے پوری طرح واقف بھی ہوں۔

﴿جواب﴾:

یہ ان لوگوں کی خطا ہے وہ اس سے توبہ کریں اور آئندہ کے لیے ایسا نہ کریں پھر وہ غور کریں اگر کوئی نصرانی عیسائی انہیں اپنے گھر بلا کر روزہ افطار کروائے تو وہ ایسا کرنے کو تیار ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: [**الیوم احل لکم الطیبات**] الآیۃ [آج حلال ہوئیں تم کو سب پاک چیزیں اور اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے]اور مرزائی عیسائی سے بھی بدتر ہیں۔[احکام و مسائل ص ۴۵۵] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۵۲۰، ۵۲۱،ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی کو سلام کرنا حرام ہے مگر کفر نہیں

﴿سوال﴾:

یہاں کے عالم یہ فرماتے ہیں کہ قادیانی سے سلام کرنے والا اور خاص قادیانی بھی دونوں کافر ہیں، یہ مسئلہ درست ہے یا کہ خلاف ہے؟

﴿الجواب﴾:

قادیانی کے عقائد بے شک کفر کو پہنچے ہوئے ہیں، اور قادیانی کو علمائے حقانی نے کافر کہا ہے، پس میل جول رکھنا ان سے اور سلام کرنا بے شک حرام اور گناہ ہے، مگر کفر نہیں، کیوں کہ کافر کو بھی سلام کرنا کفر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی دار العلوم دیوبند، ج: ۱۸، ص: ۴۵۶، ط، مکتبہ دار العلوم دیوبند)



قادیانیوں سے مسجد کے لیے زمین لینے کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں کی مسجد کے ساتھ قادیانیوں [مرزائیوں] کی زمین لگتی ہے اور قادیانی مسجد کے لیے جگہ دینے کے لیے تیار ہیں، کیا ہمیں مسجد کے لیے یہ زمین لینا درست ہے کہ نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

قادیانیوں سے مسجد کے لیے زمین لینا درست نہیں کیونکہ یہ مرتد اور زندیق ہیں اور مرتد کا وقف اور دیگر معاملات [بیع وشراء وغیرہ] درست نہیں۔

”ان یکون للواقف ملة فلا یصح وقف المرتد ان قتل

او مات علی ردته". [البحر الرائق، ٥/ ٣١٦]

"مطلب فی وقف المرتد والکافر ذکرہ بطل وقفه بزازیه وفی الفتح لو وقف المرتد فقتل او مات او ارتد المسلم بطل وقفه [قوله بطل وقفه] هو المختار جامع الفصولین وغیره". [الدر مع الرد، ٣/ ٣٩٥]

"وکذا عدم جواز وقف المرتد زمن ردته ان قتل علی ذلک او مات لان ملکه یزول بها زوالا موقوفاً". [الهندية، ٢/ ٣٥٤] واللّٰه تعالیٰ اعلم بالصواب(ارشاد المفتین، ج: ١، ص: ٤٧١، ط، مکتبة الحسن لاهور)



مسجد کے لئے قادیانی سے چندہ لینا

﴿سوال﴾:

تعمیر مسجد کے لئے قادیانی سے چندہ وصول کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

﴿الصواب باسم الملہم الصواب﴾:

الجواب باسم ملہم الصواب:

قطعاً حرام ہے، قادیانی زندیق ہیں، اس لئے ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی معاملہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احسن الفتاوی، ج:٦،ص:٣٦٠، ط، ایم ایچ سعید کراچی)



مرزائی اور تعمیر مسجد

﴿سوال﴾:
کیا غیر مسلم اپنی عبادت گاہ تعمیر کر کے اس کا نام مسجد رکھ سکتا ہے؟

﴿جواب﴾:
مسجد کے معنی لغت میں سجدہ گاہ کے ہیں اور اسلام کی اصطلاح میں مسجد اس جگہ کا نام ہے جو مسلمانوں کی نماز کے لیے وقف کردی جائے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ ''شرح مشکوٰۃ'' میں لکھتے ہیں:

والمسجد لغة محل السجود وشرعاً المحل الموقوف للصلوة فيه. [مرقاة المفاتيح ج ٢ ص ١٨٢، باب المساجد وموضع الصلوٰة]

''مسجد لغت، میں سجدہ گاہ کا نام ہے اور شریعت اسلام کی اصطلاح میں وہ مخصوص جگہ جو نماز کے لیے وقف کردی جائے''۔

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے

مسجد کا لفظ مسلمانوں کی عبادت گاہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں مشہور مذاہب کی عبادت گاہوں کا ذکر کرتے ہوئے ''مسجد'' کو مسلمانوں کی عبادت گاہ قرار دیا ہے۔

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيراً. [الحج: ٤٠]

''اور اگر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے ذریعہ لوگوں کا زور نہ توڑتا تو راہبوں کے خلوت خانے، عیسائیوں کے گرجے، یہودیوں کے معبد اور

مسلمانوں کی مسجدیں، جن میں اللہ [تعالیٰ] کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے،
گرادی جاتیں''۔

اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ صوامع سے راہبوں کے خلوت خانے ''بیع'' سے نصاریٰ کے گرجے، ''صلوات'' سے یہودیوں کے عبادت خانے اور ''مساجد'' سے مسلمانوں کی عبادت گاہیں مراد ہیں۔

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی [۶۷۱ھ] اپنی مشہور تفسیر ''احکام القرآن'' میں لکھتے ہیں:

وذهب خصيف الى ان القصد بهذه الاسماء تقسيم متعبدات الامم. فالصوامع للرهبان والبيع للنصارىٰ والصلوات لليهود والمساجد للمسلمين. [ص ۷۲/ ۱۲ دار الكاتب العربى، القاهرة]

''امام خصیف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان ناموں کے ذکر کرنے سے مقصود قوموں کی عبادت گاہوں کی تقسیم ہے۔ چنانچہ ''صوامع'' راہبوں کی ''بیع'' عیسائیوں کی، ''صلوات'' یہودیوں کی اور ''مساجد'' مسلمانوں کی عبادت گاہوں کا نام ہے''۔

اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ [۱۲۲۵ھ] ''تفسیر مظہری'' میں ان چاروں ناموں کی مندرجہ بالا تشریح ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ومعنى الآية: لولا دفع اللّٰه الناس لهدمت فى كل شريعة نبى مكان عبادتهم فهدمت فى زمن موسى الكنائس وفى زمن عيسىٰ البيع والصوامع وفى زمن محمد صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم المساجد. [مظهرى ج ٦ ص ٣٢٤، ندوة المصنفين دهلى]

"آیت کے معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا زور نہ توڑتا تو ہر نبی کی شریعت میں جو ان کی عبادت گاہ تھی اسے گرا دیا جاتا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کنیسے، عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں گرجے اور خلوت خانے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجدیں گرادی جاتیں"۔

یہی مضمون [تفسیر ابن جریر ص ۱۱۴/۹، تفسیر نیشاپوری بر حاشیہ ابن جریر ص ۶۴/۹، تفسیر خازن ص ۲۹۱/۳، تفسیر بغوی ص ۵۹۴/۵، حاشیہ ابن کثیر اور تفسیر روح المعانی ص ۱۶۴/ ۱۷] وغیرہ میں موجود ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت اور حضرات مفسرین کی ان تصریحات سے واضح ہے کہ "مسجد" مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے اور یہ نام دیگر اقوام و مذاہب کی عبادت گاہوں سے ممتاز رکھنے کے لیے تجویز کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتداء اسلام سے لے کر آج تک یہ مقدس نام مسلمانوں کی عبادت گاہوں کے علاوہ کسی غیر مسلم فرقہ کی عبادت گاہ کے لیے استعمال نہیں کیا گیا لہٰذا مسلمانوں کا یہ قانونی و اخلاقی فرض ہے کہ وہ کسی "غیر مسلم فرقہ" کو اپنی عبادت گاہ کا یہ نام نہ رکھنے دیں۔

مسجد اسلام کا شعار ہے

جو چیز کسی قوم کے ساتھ مخصوص ہو وہ اس کا شعار اور اس کے تشخص کی خاص علامت سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ مسجد بھی اسلام کا خصوصی شعار ہے۔ یعنی کسی قریہ، شہر یا محلّہ میں مسجد کا ہونا وہاں کے باشندوں کے مسلمان ہونے کی علامت ہے۔ امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ [۱۱۷۴ھ] لکھتے ہیں:

> فضل بناء المسجد وملازمته وانتظار الصلوة فيه ترجع الى انه من شعائر الاسلام وهو قوله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا رائيتم مسجداً. او سمعتم مؤذناً فلاتقتلوا احداً وانه محل الصلوة ومعتكف العابدين ومطرح الرحمة ويشبه الكعبة من وجد. [حجة الله البالغه ج ۱ ص ۱۹۲، نور

محمد کتب خانہ کراچی]

''مسجد بنانے، اس میں حاضر ہونے اور وہاں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا سبب یہ ہے کہ مسجد اسلام کا شعار ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جب کسی آبادی میں مسجد دیکھو یا وہاں مؤذن کی اذان سنو تو کسی کو قتل نہ کرو''۔[یعنی کسی بستی میں مسجد اور اذان کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان ہیں] اور مسجد نماز کی جگہ اور عبادت گزاروں کے اعتکاف کا مقام ہے۔ وہاں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور وہ ہر ایک طرح سے کعبہ کے مشابہ ہے''۔

اگر فوج کا شعار غیر فوجی کو اپنانا جرم ہے اور جج کا شعار کسی دوسرے شخص کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں تو یقیناً اسلام کا شعار بھی کسی غیر مسلم کو اپنانے کی اجازت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اگر غیر مسلم کو کسی اسلامی شعار مثلاً تعمیر مسجد اور اذان کی اجازت دی جائے تو اسلام کا شعار مٹ جاتا ہے اور مسلم و کافر کا امتیاز اٹھ جاتا ہے۔ اسلام اور کفر کے نشانات کو ممتاز کرنے کے لیے جس طرح یہ بات ضروری ہے کہ مسلمان کفر کے کسی شعار کو نہ اپنائیں۔ اسی طرح یہ بھی لازم ہے کہ غیر مسلموں کو کسی اسلامی شعار کے اپنانے کی اجازت نہ دی جائے۔

تعمیر مسجد عبادت ہے، کافر اس کا اہل نہیں

نیز مسجد کی تعمیر ایک اعلیٰ ترین اسلامی عبادت ہے۔ اور کافر اس کا اہل نہیں چونکہ کافر میں تعمیر مسجد کی اہلیت ہی نہیں، اس لیے اس کی تعمیر کردہ عمارت مسجد نہیں ہوسکتی ہے۔ قرآن کریم میں صاف صاف ارشاد ہے۔

ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شٰھدین علی انفسھم بالکفر اولئک حبطت اعمالھم وفی النار ھم

خالدون. [التوبة: ۱۷]

''مشرکین کو حق نہیں کہ وہ اللہ [تعالیٰ] کی مسجدوں کو تعمیر کریں درآں حالانکہ وہ اپنی ذات پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کے عمل اکارت ہو چکے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے''۔

اس آیت میں چند چیزیں توجہ طلب ہیں۔ اول یہ کہ یہاں مشرکین کو تعمیر مسجد کے حق سے محروم قرار دیا گیا ہے۔ کیوں؟ صرف اس لیے کہ وہ کافر ہیں، **شٰهدين على انفسهم بالكفر.** اور کوئی کافر تعمیر مسجد کا اہل نہیں۔ گویا قرآن یہ بتاتا ہے کہ تعمیر مسجد کی اہلیت اور کفر کے درمیان منافات ہے۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت جمع نہیں ہو سکتیں۔ پس جب وہ اپنے عقائد کفر کا اقرار کرتے ہیں تو گویا خود اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ تعمیر مسجد کے اہل نہیں، نہ انہیں اس کا حق حاصل ہے۔

امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص الرازی الحنفی [۳۷۰ھ] لکھتے ہیں:

عمارة المسجد تكون بمعنيين احدهما زيارته والكون فيه والأخر ببنائه وتجديد ما استرم منه. فاقتضت الاية منع الكفار من دخول المسجد ومن بنائها وتولى مصالحتها والقيام بها لانتظام اللفظ لامرين. [احكام القرآن ص ۸۷ ج ۳، سهيل اكيڈمی لاهور]

''یعنی مسجد کی آبادی کی دو صورتیں ہیں ایک مسجد کی زیارت کرنا اس میں رہنا اور بیٹھنا دوسرے اس کو تعمیر کرنا اور شکست و ریخت کی اصلاح کرنا، پس یہ آیت اس امر کی متقاضی ہے کہ مسجد میں نہ کوئی کافر داخل ہو سکتا ہے نہ اس کا بانی و متولی اور خادم بن سکتا ہے کیونکہ آیت کے الفاظ تعمیر ظاہری و باطنی دونوں کو شامل ہیں''۔

دوم: اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنا کافر ہونا تسلیم کرتے

ہیں اور خود اپنے آپ کو ''کافر'' کہتے ہیں کیونکہ دنیا میں کوئی کافر بھی اپنے آپ کو ''کافر'' کہنے کے لیے تیار نہیں بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے عقائد کا برملا اعتراف کرتے ہیں جنہیں اسلام، عقائد کفر قرار دیتا ہے یعنی ان کا کفریہ عقائد کا اظہار اپنے آپ کو کافر تسلیم کرنے کے قائم مقام ہے۔

سوم: قرآن کریم کے اس دعوی پر کہ کسی کافر کو اپنے عقائد کفریہ پر رہتے ہوئے تعمیر مسجد کا حق حاصل نہیں۔ یہ سوال ہوسکتا تھا کہ کافر تعمیر مسجد کی اہلیت سے کیوں محروم ہیں؟ اگلے جملہ میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے۔''**اولئک حبطت اعمالھم**''. کہ''ان لوگوں کے عمل اکارت ہیں''۔ چونکہ کفر سے انسان کے تمام نیک اعمال اکارت اور ضائع ہوجاتے ہیں اس لیے کافر نہ صرف تعمیر مسجد کا بلکہ کسی بھی عبادت کا اہل نہیں۔ یہ کفر کی دنیوی خاصیت تھی اور آگے اس کی اخروی خاصیت بیان کی گئی ہے۔'' **وفی النار ھم خالدون**''. ''کہ کافر اپنے کفر کی بنا پر دائمی جہنم کے مستحق ہیں''۔ اس لیے ان کی اطاعت وعبادت کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں۔ پس یہ آیت اس مسئلہ میں نص قطعی ہے کہ غیر مسلم کافر تعمیر مسجد کے اہل نہیں اس لیے انہیں تعمیر مساجد کا حق حاصل نہیں۔ اس سلسلہ میں حضرات مفسرین کی چند تصریحات حسب ذیل ہیں۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبریؒ لکھتے ہیں:

> **یقول ان المساجد انما تعمر لعبادۃ اللّٰہ فیھا. لا للکفر بہ فمن کان باللّٰہ کافر آفلیس من شانہ أن یعمر مساجد اللّٰہ.** [تفسیر ابن جریر ص ۸۳/ ۱۰ دار الفکر بیروت]
>
> ''حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسجدیں تو اس لیے تعمیر کی جاتی ہیں کہ ان میں اللہ کی عبادت کی جائے۔ کفر کے لیے تو تعمیر نہیں کی جاتی پس جو شخص کافر ہو اس کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کی تعمیر کرے''۔

امام عربیت جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری [م ۵۲۸ھ] لکھتے ہیں:

والمعنى ما استقام لهم ان يجمعوا بين امرين متنافيين عمارة متعبدات الله مع الكفر بالله و بعبادته ومعنى شهادتهم على انفسهم بالكفر ظهور كفرهم. [تفسیر کشاف، ص ۲۵۳ ج ۲]

''مطلب یہ ہے کہ ان کے لیے کسی طرح درست نہیں کہ وہ دو متناہی باتوں کو جمع کریں کہ ایک طرف خدا کی مسجدیں بھی تعمیر کریں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کے ساتھ کفر بھی کریں اور ان کے اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے سے مراد ہے ان کے کفر کا ظاہر ہونا''۔

امام فخر الدین رازی [م ۶۰۶ھ] لکھتے ہیں:

قال الواحدی دلت على ان الكفار ممنوعون من عمارة مسجد من مساجد المسلمين ولو اوصى بها لم تقبل وصيته. [تفسیر کبیر، ص ۷ ج ۱۶ مطبوعہ مصر]

''واحدی فرماتے ہیں یہ آیت اس مسئلہ کی دلیل ہے کہ کفار کو مسلمانوں کی مسجدوں میں سے کسی مسجد کی تعمیر کی اجازت نہیں اور اگر کافر اس کی وصیت کرے تو اس کی وصیت قبول نہیں کی جائے گی''۔

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی [م ۶۷۱ھ] لکھتے ہیں:

فيجب اذا على المسلمين تولى احكام المساجد ومنع المشركين من دخولها. [تفسیر قرطبی ص ۸۹ ج ۸ دار الکاتب العربی القاہرۃ]

''مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ انتظام مساجد کے متولی خود ہوں اور کفار و مشرکین کو ان میں داخل ہونے سے روک دیں''۔

امام محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی [م ۵۱۶ھ] لکھتے ہیں:

اوجب اللّٰہ علی المسلمین منعهم من ذالک لان المساجد انما یعمر لعبادۃ اللّٰہ وحدہ فمن کان کافراً باللّٰہ فلیس من شانه ان یعمرها. فذهب جماعة الی ان المراد منه العمارة المعروفة من بناء المسجد ومرمته عند الخواب فیمنع منه الکافر حتی لو اوصی به لایمتثل. وحمل بعضهم العمارۃ ههنا علی دخول المسجد والقعود فیه. [تفسیر معالم التنزیل للبغوی ج ۲ ص ۷۰، برمطبوعه بمبئی]

''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے کہ وہ کافروں کو تعمیر مسجد سے روک دیں کیونکہ مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر بنائی جاتی ہیں پس جو شخص کافر ہو اس کا یہ کام نہیں کہ وہ مسجدیں تعمیر کرے ایک جماعت کا قول ہے کہ تعمیر سے مراد یہاں تعمیر معروف ہے یعنی مسجد بنانا، اور اس کی شکست وریخت کی اصلاح ومرمت کرنا۔ پس کافر کو اس عمل سے باز رکھا جائے گا چنانچہ اگر وہ اس کی وصیت کر کے مرے تو پوری نہیں کی جائے گی اور بعض نے عمارۃ کو یہاں مسجد میں داخل ہونے اور اس میں بیٹھنے پر محمول کیا ہے''۔

شیخ علاء الدین علی بن محمد البغدادی الخازن [م۷۲۵ھ] نے تفسیر خازن میں اس مسئلہ کو مزید تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔

مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی [م۱۲۲۵ھ] لکھتے ہیں:

فانه یجب علی المسلمین منعهم من ذالک لان مساجد اللّٰہ انما تعمر لعبادۃ اللّٰہ وحدہ فمن کان کافراً باللّٰہ فلیس من شانه ان یعمرها. [تفسیر مظهری ص ۱۴۶ ج ۴ ندوۃ المصنفین دهلی]

''چنانچہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ کافروں کو تعمیر مسجد سے روک دیں کیونکہ مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہیں پس جو شخص کہ کافر ہو وہ ان کو تعمیر کرنے کا اہل نہیں''۔

اور شاہ عبدالقادر دہلویؒ [م ۱۲۳۰ھ] اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''اور علماء نے لکھا ہے کہ کافر چاہے مسجد بنادے اس کو منع کریئے''۔[موضح القرآن]

ان تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ مسجد کی تعمیر کریں اور یہ کہ اگر وہ ایسی جرأت کریں تو ان کو روک دینا مسلمانوں پر فرض ہے۔

تعمیر مسجد صرف مسلمانوں کا حق ہے

قرآن کریم نے جہاں یہ بتایا کہ کافر تعمیر مسجد کا اہل نہیں۔ وہاں یہ تصریح بھی فرمائی ہے کہ تعمیر مسجد کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

انما یعمر مساجد اللّٰہ من اٰمن باللّٰہ والیوم الاٰخر. واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللّٰہ فعسی اولٰئک ان یکونوا من المھتدین. [التوبۃ ۱۸]

''اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا تو بس اس شخص کا کام ہے جو اللہ [تعالیٰ] پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، نماز ادا کرتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ پس ایسے لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ ہوں گے''۔

اس آیت میں جن صفات کا ذکر فرمایا وہ مسلمانوں کی نمایاں صفات ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص پورے دین محمدی پر ایمان رکھتا ہو اور کسی حصہ دین کا منکر نہ ہو اسی کو تعمیر مسجد کا حق حاصل ہے۔ غیر مسلم فرقے جب تک دین اسلام کی تمام باتوں کو تسلیم نہیں کریں گے تعمیر مسجد کے حق سے محروم رہیں گے۔

غیر مسلموں کی تعمیر کردہ مسجد ''مسجد ضرار'' ہے:

اسلام کے چودہ سو سالہ دور میں کبھی کسی غیر مسلم نے یہ جرأت نہیں کی کہ اپنا عبادت خانہ ''مسجد'' کے نام سے تعمیر کرے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض غیر مسلموں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی جو ''مسجد ضرار'' کے نام سے مشہور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی الٰہی سے ان کے کفر و نفاق کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے فی الفور منہدم کرنے کا حکم فرمایا۔ قرآن کریم کی آیات ذیل اسی واقعہ سے متعلق ہیں۔

والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقاً بین المؤمنین وارصاداً لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشھد انھم للکذبون لاتقم فیہ ابدا ـــ الی قولہ ـ لایزال بنیانھم الذی بنوا ریبۃ فی قلوبھم الا ان تقطع قلوبھم واللہ علیم حکیم. [التوبۃ ۱۰۷، ۱۱۰]

''اور جن لوگوں نے مسجد بنائی کہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور کفر کریں اور اہل ایمان کے درمیان تفرقہ ڈالیں اور اللہ و رسول کے دشمن کے لیے ایک کمین گاہ بنائیں اور یہ لوگ زور کی قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس میں کبھی قیام نہ کیجئے ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی، ہمیشہ ان کے دل کا کانٹا بنی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ علیم و حکیم ہے''۔

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ

۱.....: کسی غیر مسلم گروہ کی اسلام کے نام پر تعمیر کردہ ''مسجد''، ''مسجد ضرار'' کہلائے گی۔

ب......: غیر مسلم منافقوں کی ایسی تعمیر کے مقاصد ہمیشہ حسب ذیل ہوں گے۔

ا......: اسلام اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانا۔

۲......: عقائد کفر کی اشاعت کرنا۔

۳......: مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پھیلانا اور تفرقہ پیدا کرنا۔

۴......: خدا اور رسول کے دشمنوں کے لیے ایک اڈہ بنانا۔

ج......: چونکہ منافقوں کے یہ خفیہ منصوبے نا قابل برداشت ہیں اس لیے حکم دیا گیا کہ ایسی نام نہاد مسجد کو منہدم کر دیا جائے۔ تمام مفسرین اور اہل سیر نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے ''مسجد ضرار'' منہدم کر دی گئی اور اسے نذر آتش کر دیا گیا۔ مرزائی منافقوں کی تعمیر کردہ نام نہاد مسجدیں بھی ''مسجد ضرار'' ہیں اور وہ بھی اسی سلوک کی مستحق ہیں جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''مسجد ضرار'' سے روا رکھا تھا۔

کافر ناپاک اور مسجدوں میں ان کا داخلہ ممنوع

یہ امر بھی خاص اہمیت رکھتا ہے کہ قرآن کریم نے کفار و مشرکین کو ان کے ناپاک اور گندے عقائد کی بنا پر نجس قرار دیا ہے۔ اور معنوی نجاست کے ساتھ ان کی آلودگی کا تقاضا یہ ہے کہ مساجد کو ان کے وجود سے پاک رکھا جائے۔ ارشاد خداوندی ہے:

یایھا الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس فلایقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا. [توبہ ۲۸]

''اے ایمان والو! مشرک تو نرے ناپاک ہیں، پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب بھی پھٹکنے نہ پائیں''۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر اور مشرک کا مسجد میں داخلہ ممنوع ہے۔

امام ابوبکر جصاص رازی [م ۳۷۰ھ] لکھتے ہیں:

اطلاق اسم النجس علی المشرک من جھة ان الشرک الذی یعتقدہ یجب اجتنابہ کما یجب اجتناب

النجاسات والاقذار فذالک سماهم نجسا. والنجاسة فی الشرع تصرف علی وجهین احدهما نجاسة الاعیان والأخر نجاسة الذنوب وقد افاد قوله انما المشرکون نجس منعهم عن دخول المسجد الا لعذر. اذا کان علینا تطهیر المساجد من الانجاس. [احکام القرآن ص ۱۰۸ ج ۳، سهیل اکیڈمی لاهور]

''مشرک'' پر ''نجس'' کا اطلاق اس بنا کیا گیا کہ جس شرک کا وہ اعتقاد رکھتا ہے، اس سے پرہیز کرنا، اسی طرح ضروری ہے جیسا کہ نجاستوں اور گندگیوں سے۔ اسی لیے ان کو نجس کہا اور شرع میں نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ ایک نجاست جسم، دوم نجاست گناہ..... اور ارشاد خداوندی ''انما المشرکون نجس'' بتاتا ہے، کہ کفار کو دخول مسجد سے باز رکھا جائے گا۔ الا یہ کہ کوئی عذر ہو کیونکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مسجدوں کو نجاستوں سے پاک رکھیں''۔

امام محی السنۃ بغوی [م ۵۱۶ھ] معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

وجملة بلاد الاسلام فی حق الکفار علی ثلاثة اقسام. احدها الحرم فلا یجوز للکافر ان یدخله بحال ذمیا کان او مستامنا بظاهر هذه الآیة..... وجوز اهل الکوفة للمعاهد دخول الحرم دون الحربی والقسم الثانی من بلاد الاسلام الحجاز فیجوز للکافر دخولها بالاذن. ولکن لایقیم فیها اکثر من مقام السفر. وهو ثلاثة ایام..... والقسم الثالث سائر بلاد الاسلام یجوز للکافر ان یقیم فیها بذمة او امان. ولٰکن لایدخلون المساجد الا باذن مسلم. [تفسیر بغوی ص

٧٥ ج ٢، مطبوعه الحموره بمبئی]

''اور کفار کے حق میں تمام اسلامی علاقے تین قسم پر ہیں۔ ایک حرم مکہ پس کافر کو اس میں داخل ہونا کسی حال میں بھی جائز نہیں، خواہ کسی اسلامی مملکت کا شہری ہو یا امن لے کر آیا ہو، کیونکہ ظاہر آیت کا یہی تقاضا ہے۔ اور اہل کوفہ نے ذمی کے لیے حرم میں داخل ہونے کو جائز رکھا ہے۔ اور دوسری قسم حجاز مقدس ہے، پس کافر کے لیے اجازت لے کر داخل ہونا جائز ہے۔ لیکن تین دن سے زیادہ وہاں ٹھہرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اور تیسری دیگر اسلامی ممالک ہیں، ان میں کافر کا مقیم ہونا جائز ہے بشرطیکہ ذمی ہو یا امن لے کر آئے، لیکن وہ مسلمانوں کی مسجدوں میں مسلمان کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہو سکتے''۔

اس سلسلہ میں دو چیزیں خاص طور سے قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ آیت میں صرف مشرکین کا حکم ذکر کیا گیا ہے مگر مفسرین نے اس آیت کے تحت عام کفار کا حکم بیان فرمایا ہے کیونکہ کفر کی نجاست سب کافروں کو شامل ہے۔ دوم یہ کہ کافر کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئہ میں تو اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی مسجد میں کافر کا داخل ہونا جائز نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں کفار کو مسلمان کی اجازت سے داخل ہونا جائز ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بوقت ضرورت ہر مسجد میں داخل ہو سکتا ہے۔ [روح المعانی ص ٦٩/ ١١] لیکن کسی کافر کا مسجد کا بانی، متولی یا خادم ہونا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد ٩ھ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں مسجد کے ایک جانب ٹھہرایا اور مسجد نبوی ہی میں انہوں نے اپنی نماز ادا کی۔

حافظ ابن قیم [م ٧٥١ھ] اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فصل فی فقه هذه القصة ففيها جواز دخول اهل

الکتاب مساجد المسلمین وفیها تمکین اهل الکتاب من صلاتهم بحضرة المسلمین وفی مساجدهم ایضاً. اذا کان ذالک عارضاً ولایمکنوا من اعتیاد ذالک. [زاد المعاد، ص ٦۳۸، ج ۳ مطبوعه مکتبه المنار الاسلامیه کویت]

''فصل اس قصہ کے فقہ کے بیان میں، پس اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کا مسلمانوں کی مسجدوں میں داخل ہونا جائز ہے اوران کو مسلمانوں کی موجودگی میں اپنی عبادت کا موقع دیا جائے گا اور مسلمانوں کی مسجدوں میں بھی۔ جبکہ یہ ایک عارضی صورت ہولیکن ان کوان بات کا موقع نہیں دیا جائے گا کہ وہ اس کو اپنی مستقل عادت ہی بنالیں''۔

اور قاضی ابوبکرابن العربی[م۵۴۳ھ] لکھتے ہیں:

دخول ثمامة فی المسجد فی الحدیث الصحیح. ودخول ابی سفیان فیه علی الحدیث الأخر کان قبل ان ینزل یا ایها الذین اٰمنوا المشرکون نجس فلایقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا فمنع الله المشرکین من دخول المسجد الحرام نصاً. ومنع دخول سائر المساجد تعلیلاً بالنجاسة ولوجوب صیانة المسجد عن کل نجس وهذا کله ظاهر لا خفاء به. [احکام القرآن ص ۹۰۲ / ۲ دار المعرفة بیروت]

''ثمامہ کا مسجد میں داخل ہونا اور دوسری حدیث کے مطابق ابوسفیان کا اس میں داخل ہونا، اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے کہ''اے ایمان والو! مشرک ناپاک ہیں پس اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں''۔ پس اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو مسجد حرام میں

داخل ہونے سے صاف صاف منع کر دیا اور دیگر مساجد سے یہ کہہ کر روک دیا کہ وہ ناپاک ہیں اور چونکہ مسجد کو نجاست سے پاک رکھنا ضروری ہے اس لیے کافروں کے ناپاک وجود سے بھی اس کو پاک رکھا جائے گا اور یہ سب کچھ ظاہر ہے جس میں ذرا بھی خفا نہیں''۔

منافقوں کو مسجدوں سے نکال دیا جائے:

جو شخص مرزائیوں کی طرح عقیدہ رکھنے کے باوجود اسلام کا دعویٰ کرتا ہو وہ اسلام کی اصطلاح میں منافق ہے اور منافقین کے بارے میں یہ حکم ہے کہ انہیں مسجدوں سے نکال دیا جائے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا ''اے فلاں اٹھ، یہاں سے نکل جا کیونکہ تو منافق ہے۔ اوفلاں! تو بھی اٹھ، نکل جا، تو منافق ہے''۔ اس طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایک کا نام لے کر ۳٦ آدمیوں کو مسجد سے نکال دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنے میں ذرا دیر ہوگئی تھی چنانچہ وہ اس وقت آئے جب یہ منافق مسجد سے نکل رہے تھے تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید جمعہ کی نماز ہو چکی ہے اور لوگ نماز سے فارغ ہو کر واپس جا رہے ہیں لیکن جب اندر گئے تو معلوم ہوا کہ ابھی نماز نہیں ہوئی، مسلمان ابھی بیٹھے ہیں۔ ایک شخص نے بڑی مسرت سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ''اے عمر! مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے آج منافقوں کو ذلیل ورسوا کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نام لے لے کر بیک بنی ودو گوش انہیں مسجد سے نکال دیا''۔ [تفسیر روح المعانی ص ۱۰/۱۱]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو غیر مسلم فرقہ منافقانہ طور پر اسلام کا دعویٰ کرتا ہو اس کو مسجدوں سے نکال دینا ہی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

منافقوں کی مسجد، مسجد نہیں

فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ ایسے لوگوں کا حکم مرتد کا ہے۔اس لیے نہ تو انہیں مسجد بنانے کی اجازت دی جاسکتی ہے اور نہ ان کی تعمیر کردہ مسجد کو مسجد کا حکم دیا جاسکتا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں:

ولو بنوا مسجداً لم یصر مسجداً ففی تنویر الابصار من وصایا الذمی وغیرہ وصاحب الھویٰ اذا کان یکفر فھو بمنزلۃ المسلم فی الوصیۃ وان کان فھو بمنزلۃ المرتد.

[اکفار الملحدین طبع جدید ص ۱۲۸]

''ایسے لوگ اگر مسجد بنائیں تو وہ مسجد نہیں ہوگی۔ چنانچہ ''تنویر الابصار'' کے وصایا ذمی وغیرہ میں ہے کہ گمراہ فرقوں کی گمراہی اور حد کفر کو پہنچی ہوئی نہ ہو تب تو وصیت میں ان کا حکم مسلمان جیسا ہے اور اگر حد کفر کو پہنچی ہوئی ہو تو بمنزلہ مرتد کے ہیں''۔

منافقوں کے مسلمان ہونے کی شرط

یہاں یہ تصریح بھی ضروری ہے کہ کسی گمراہ فرقے کا دعویٰ اسلام کرنا یا اسلامی کلمہ پڑھنا، اس امر کی ضمانت نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے ان تمام عقائد سے توبہ کا اعلان کرے جو مسلمانوں کے خلاف ہیں۔

چنانچہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ عمدۃ القاری شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

یجب علیھم عند الدخول فی الاسلام ان یقروا ببطلان ما یخالفون بہ المسلمین فی الاعتقاد بعد اقرارھم بالشھادتین. [ص ۱۲۵، الجزء الرابع مطبوعہ دار الفکر]

''ان کے ذمہ یہ بھی لازم ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے توحید و رسالت کی شہادت کے بعد ان تمام عقائد و نظریات کے باطل

ہونے کا اقرار کریں جو وہ مسلمانوں کے خلاف رکھتے ہیں"۔

اور حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری مین قصہ اہل نجران کے ذیل میں لکھتے ہیں:

وفی قصة اهل نجران من الفوائد ان اقرار الکافر بالنبوة لایدخله فی الاسلام حتی یلتزم احکام الاسلام.

[صفحه ۷٤ ج ۸ دار النشر الکتب الاسلامیه لاهور]

"قصہ اہل نجران سے دیگر مسائل کے علاوہ ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ کسی کافر کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار اسے اسلام میں داخل نہیں کرتا، جب تک کہ احکام اسلام کو قبول نہ کرے"۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

لابد مع الشهادتین فی العیسوی من ان یتبرا من دینه.

[ردالمحتار ص ۱/۲۵۹ مطبوعه مکتبه رشیدیه کوئٹه]

"عیسوی فرقہ کے مسلمان ہونے کے لیے اقرار شہادتین کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مذہب سے برأت کا اعلان کرے"۔

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی فرقہ اس وقت تک مسلمان تصور نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ اہل اسلام کے عقائد کے صحیح اور اپنے عقائد کے باطل ہونے کا اعلان نہ کرے۔ ورنہ اگر وہ اپنے عقائد کفر کو صحیح سمجھتا ہے اور مسلمانوں کے عقائد کو غلط تصور کرتا ہے تو اس کی حیثیت مرتد کی ہے اور اسے اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی حیثیت سے تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

کسی غیر مسلم کا مسجد کے مشابہ عبادت گاہ بنانا

اب ایک سوال اور باقی رہ جاتا ہے کہ کیا کوئی غیر مسلم اپنی عبادت گاہ [مسجد کے نام سے نہ سہی لیکن] وضع وشکل میں مسجد کے مشابہ بنا سکتا ہے؟ کیا اسے یہ اجازت دی جاسکتی

ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہ میں قبلہ رخ محراب بنائے، مینار بنائے اس پر منبر رکھے اور وہاں اسلام کے معروف طریقہ پر اذان دے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ:

''وہ تمام امور جو عرفاً وشرعاً مسلمانوں کی مسجد کے لیے مخصوص ہیں، کسی غیر مسلم کو ان کے اپنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس لیے کہ اگر کسی غیر مسلم کی عبادت گاہ مسجد کی وضع وشکل پر تعمیر کی گئی ہو، مثلاً اس میں قبلہ رخ محراب بھی ہو، مینار اور منبر بھی ہو، وہاں اسلامی اذان اور خطبہ بھی ہوتا ہو تو اس سے مسلمانوں کو دھوکہ اور التباس ہوگا۔ ہر دیکھنے والا اس کو ''مسجد'' ہی تصور کرے گا۔ جبکہ اسلام کی نظر میں غیر مسلم کی عبادت گاہ مسجد نہیں بلکہ مجمع شیاطین ہے''۔ [شامی ۱/۳۸۰ مطلب: تکرہ الصلوۃ فی الکنیۃ، ایچ ایم سعید کراچی، البحر الرائق ۷/۲۱۴ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت]

حافظ ابن تیمیہ [م ۷۲۸ھ] سے سوال کیا گیا کہ آیا کفار کی عبادت گاہوں کو بیت اللہ کہنا صحیح ہے؟ جواب میں فرمایا:

لیست بیوت اللہ وانما بیوت اللہ المساجد بل ھی بیوت یکفر فیھا باللہ وان کان قد یذکر فیھا فالبیوت بمنزلۃ اھلھا واھلھا کفار فھی بیوت عبادۃ الکفار. [فتاویٰ ابن تیمیہ ۱۱۲ ج ۱ مطبوعہ مصر قدیم]

''یہ بیت اللہ نہیں، بیت اللہ مسجدیں ہیں۔ یہ تو وہ مقامات ہیں جہاں کفر ہوتا ہے اگرچہ ان میں بھی ذکر ہوتا ہو۔ پس مکانات کا وہی حکم ہے جو ان کے بانیوں کا ہے۔ ان کے بانی کافر ہیں، پس یہ کافروں کی عبادت گاہیں ہیں''۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری [م ۳۱۰ھ] ''مسجد ضرار'' کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

عمد ناس من اهل النفاق فابتنوا مسجداً بقباء ليضاهوا به مسجد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم.

[تفسير ابن جرير ۲۵ / ۱۱ مطبوعه مصر]

"اہل نفاق میں سے چند لوگوں نے یہ حرکت کی کہ قبا میں ایک مسجد بناڈالی جس سے مقصود یہ تھا کہ وہ اس کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد سے مشابہت کریں"۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے منافقانہ طور پر "مسجد ضرار" بنائی تھی ان کا مقصد یہی تھا کہ اپنی نام نہاد مسجد کو اسلامی مساجد کے مشابہ بنا کر مسلمانوں کو دھوکا دیں لہٰذا غیر مسلموں کی جو عبادت گاہ مسجد کی وضع و شکل پر ہوگی وہ "مسجد ضرار" ہے۔ اور اس کا منہدم کردینا لازم ہے۔ علاوہ ازیں فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ اسلامی مملکت کے غیر مسلم شہریوں کا لباس اور ان کی وضع قطع مسلمانوں سے ممتاز ہونی چاہیے۔ [یہ مسئلہ فقہ اسلامی کی ہر کتاب میں باب احکام الذمہ کے عنوان کے تحت موجود ہے]

چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام کے عیسائیوں سے جو عہد نامہ لکھوایا تھا، اس کا پورا متن [امام بیہقی کی سنن کبریٰ ۹/ ۲۰۲ اور کنز العمال ج چہارم ص ۵۰۴، میں حدیث نمبر ۱۱۴۹۳] کے تحت درج ہے۔ اس کا ایک فقرہ یہاں نقل کرتا ہوں۔

"ولانتشبه بهم في شي من لباسهم من قلنسوة ولاعمامة ولانعلين ولافرق شعر ولا نتكلم بكلامهم ولانكتني بكناهم".

"اور ہم مسلمانوں کے لباس اور ان کی وضع قطع میں ان کی مشابہت نہیں کریں گے۔ نہ ٹوپی میں، نہ دستار میں، نہ جوتے میں، نہ سر کی مانگ نکالنے میں اور ہم مسلمانوں کے کلام اور اصطلاحات میں بات نہیں کریں گے اور نہ ان کی کنیت اپنائیں گے"۔

اندازہ فرمائیے جب لباس، وضع قطع، ٹوپی، پاؤں کے جوتے اور سر کی مانگ تک میں کافروں کی مسلمانوں سے مشابہت گوارا نہیں کی گئی تو اسلام یہ کس طرح برداشت کر سکتا ہے کہ غیر مسلم کافر، اپنی عبادت گاہیں مسلمانوں کی مسجد کی شکل و وضع پر بنانے لگے۔

مسجد کا قبلہ رخ ہونا اسلام کا شعار ہے

اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ مسجد اسلام کا بلند ترین شعار ہے۔ ''مسجد'' کے اوصاف وخصوصیت پر الگ الگ غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں ایک ایک چیز مستقل طور پر بھی شعار اسلام ہے۔ مثلاً استقبال قبلہ کو لیجئے، مذاہب عالم میں یہ خصوصیت صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس کی اہم ترین عبادت ''نماز'' میں بیت اللہ کی طرف منہ کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استقبال قبلہ کو اسلام کا خصوصی شعار قرار دے کر اس شخص جو ہمارے قبلہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتا ہو، مسلمان ہونے کی علامت قرار دیا ہے۔

> **من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله. فلاتخفروا الله ذمته.** [صحیح بخاری ص ۱/۵٦]
>
> ''جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھتا ہو، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہو، ہمارا ذبیحہ کھاتا ہو۔ پس یہ شخص مسلمان ہے، جس کے لیے اللہ کا اور اس کے رسول کا عہد ہے۔ پس اللہ کے عہد کو مت توڑو''۔

ظاہر ہے کہ اس حدیث کا یہ منشاء نہیں کہ ایک شخص خواہ خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منکر ہو۔ قرآن کریم کے قطعی ارشادات کو جھٹلاتا اور مسلمانوں سے الگ عقائد رکھتا ہو تب بھی وہ ان تین کاموں کی وجہ سے مسلمان ہی شمار ہوگا؟ نہیں، بلکہ حدیث کا منشا یہ ہے کہ نماز، استقبال قبلہ اور ذبیحہ کا معروف طریقہ صرف مسلمانوں کا شعار ہے جو اس وقت کے مذاہب عالم سے ممتاز رکھا گیا تھا۔ پس کسی غیر مسلم کو یہ حق نہیں کہ عقائد کفر رکھنے کے باوجود

ہمارے اس شعار کو اپنائے۔ چنانچہ حافظ بدر الدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"واستقبال قبلتنا مخصوص بنا". [عمدة القاری ص ۲/۲۹٦]

''اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرنا ہمارے ساتھ مخصوص ہے''۔

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

وحکمة الاقتصار علی ما ذکر من الافعال من ان یقر بالتوحید من اهل الکتاب وان صلوا واستقبلوا وذبحوا لکنهم لایصلون مثل صلوتنا ولایستقبلون قبلتنا ومنهم من یذبح لغیر الله ومنهم من لایاکل ذبیحتنا والاطلاع علی حال المرء فی صلاته واکله یمکن بسرعة فی اول یوم بخلاف غیر ذالک من امور الدین. [فتح الباری ص ۱/٤۱۷، دار النشر الکتب الاسلامیة لاهور]

''اور مذکورہ بالا افعال پر اکتفا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ توحید کے قائل ہوں وہ اگرچہ نماز بھی پڑھتے ہوں، قبلہ کا استقبال کرتے ہوں اور ذبح بھی کرتے ہوں لیکن وہ نہ ہمارے جیسی نماز پڑھتے ہیں نہ ہمارے قبلہ کا استقبال کرتے ہیں اور ان میں سے بعض غیر اللہ کے لیے ذبح کرتے ہیں۔ بعض ہمارا ذبیحہ نہیں کھاتے اور آدمی کی حالت، نماز پڑھنے اور کھانا کھانے سے فوراً پہلے دن پہچانی جاتی ہے۔ دین کے دوسرے کاموں میں اتنی جلدی اطلاع نہیں ہوتی۔ اس لیے مسلمان کی تین نمایاں علامتیں ذکر فرمائیں''۔

اور شیخ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

انما ذكر مع اندراجه فى الصلوة لأن القبلة اعرف. اذا كل احد يعرف قبلته وان لم يعرف صلوته ولان فى صلوتنا ما يوجد فى صلاة غيرنا واستقبال قبلتنا مخصوص بنا. [مرقاة المفاتيح ص ۷۲ ج ۱، طبع بمبئی]

''نماز میں استقبال قبلہ خود آجاتا ہے مگر اس کو الگ ذکر فرمایا کیونکہ قبلہ اسلام کی سب سے معروف علامت ہے کیونکہ ہر شخص اپنے قبلہ کو جانتا ہے۔ خواہ نماز کو نہ جانتا ہو اور اس لیے بھی کہ ہماری نماز کی بعض چیزیں دوسرے مذاہب کی نماز میں بھی پائی جاتی ہیں مگر ہمارے قبلہ کی جانب منہ کرنا یہ صرف ہماری خصوصیت ہے''۔

ان تشریحات سے واضح ہوا کہ ''استقبال قبلہ'' اسلام کا اہم ترین شعار اور مسلمانوں کی معروف ترین علامت ہے۔ اسی بناء پر اہل اسلام کا لقب ''اہل قبلہ'' قرار دیا گیا ہے۔ پس جو شخص اسلام سے قطعی، متواتر اور مسلمہ عقائد کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتا ہو، وہ ''اہل قبلہ'' میں داخل نہیں، نہ اسے استقبال قبلہ کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

محراب اسلام کا شعار ہے

مسجد کے مسجد ہونے کے لیے کوئی مخصوص شکل و وضع لازم نہیں کی گئی لیکن مسلمانوں کے عرف میں چند چیزیں مسجد کی مخصوص علامت کی حیثیت میں معروف ہیں۔ ایک ان میں سے مسجد کی محراب ہے جو قبلہ کا رخ متعین کرنے کے لیے تجویز کی گئی ہے۔ حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں۔

ذكر ابو البقاء ان جبريل عليه الصلوة والسلام وضع محراب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مسامة الكعبة وقيل كان ذالك بالمعاينة بان كشف الحال وازيلت الحوائل فراى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الكعبة

فوضع قبلة مسجده عليها. [عمدة القاری شرح بخاری ۱۲٦، الجزء الرابع طبع دار الفکر بیروت]

''ابوالبقاء نے ذکر کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کعبہ کی سیدھ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے محراب بنائی اور کہا گیا کہ یہ معائنہ کے ذریعہ ہوا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سے پردے ہٹا دیے گئے اور صحیح حال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منکشف ہوگیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعبہ کو دیکھ کر اپنی مسجد کا قبلہ رخ متعین کیا''۔

اس سے دو امر واضح ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ محراب کی ضرورت تعین قبلہ کے لیے ہے تاکہ محراب کو دیکھ کر نمازی اپنا قبلہ رخ متعین کر سکے۔ دوم یہ کہ جب سے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیر ہوئی، اسی وقت سے محراب کا نشان بھی لگا دیا گیا۔ خواہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کی نشاندہی کی ہو۔ یا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بذریعہ کشف خود ہی تجویز فرمائی ہو۔

البتہ یہ جوف دار محراب جو آج کل مساجد میں ''قبلہ رخ'' ہوا کرتی ہے، اس کی ابتداء خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس وقت کی تھی جب وہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ طیبہ کے گورنر تھے۔ [وفاء الوفاص ۵۲۵ و مابعد] یہ صحابہ وتابعین کا دور تھا اور اس وقت سے آج تک مسجد میں محراب بنانا مسلمانوں کا شعار رہا ہے۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

وجهة الكعبة تعرف بالدليل والدليل فى الامصار والقرى المحاريب التى نصبتها الصحابة والتابعون رضى الله تعالى عنهم اجمعين. فعلينا اتباعهم فى استقبال المحارب المنصوبة. [البحر الرائق ص ۲۸۵/ ۱، مطبوعه دار المعرفه

بیروت]

''اور قبلہ کا رخ کسی علامت سے معلوم ہوسکتا ہے اور شہروں اور آبادیوں میں قبلہ کی علامت وہ محرابیں ہیں جو صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بنائیں۔ پس بنی ہوئی محرابوں میں ہم پر ان کی پیروی لازم ہے''۔

یعنی یہ محرابیں، جو مسلمانوں کی مسجدوں میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانے سے چلی آتی ہیں، دراصل قبلہ کا رخ متعین کرنے کے لیے ہیں اور اوپر گزر چکا ہے کہ استقبال قبلہ ملت اسلامیہ کا شعار ہے اور محراب جہت قبلہ کی علامت کے طور پر مسجد کا شعار ہے۔ اس لیے کسی غیر مسلم کی عبادت گاہ میں محراب کا ہونا ایک تو اسلامی شعار کی توہین ہے۔ اس کے علاوہ ان محراب والی عبادت گاہوں کو دیکھ کر ہر شخص انہیں ''مسجد'' تصور کرے گا اور یہ اہل اسلام کے ساتھ فریب اور دغا ہے لہٰذا جب تک کوئی غیر مسلم گروہ مسلمانوں کے تمام اصول وعقائد کو تسلیم کر کے مسلمانوں کی جماعت میں شامل نہیں ہوتا، تب تک اس کی ''مسجد نما'' عبادت گاہ عیاری اور مکاری کا بدترین اڈہ ہے۔ جس کا اکھاڑنا مسلمانوں پر لازم ہے۔ فقہاء امت نے لکھا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بے وقت اذان دیتا ہے تو یہ اذان سے مذاق ہے۔

ان الكافر ولو اذن في غير الوقت لايصير به مسلماً لانه يكون مستهزأً. [شامی ص ۱/۲۵۹، آغاز کتاب الصلوٰۃ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ]

''کافر اگر بے وقت اذان کہے تو وہ اس سے مسلمان نہیں ہوگا کیونکہ وہ دراصل مذاق اڑاتا ہے''۔

ٹھیک اسی طرح سے کسی غیر مسلم گروہ کا اپنے عقائد کفر کے باوجود اسلامی شعائر کی نقالی کرنا اور اپنی عبادت گاہ مسجد کی شکل میں بنانا دراصل مسلمانوں کے اسلامی شعائر سے مذاق ہے اور یہ مذاق مسلمان برداشت نہیں کر سکتے۔

اذان

مسجد میں اذان نماز کی دعوت کے لیے دی جاتی ہے۔آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مشورہ ہوا کہ نماز کی اطلاع کے لیے کوئی صورت تجویز ہونی چاہیے۔بعض حضرات گھنٹی بجانے کی تجویز پیش کی،آپ نے اسے کہہ کر رد فرمادیا کہ یہ نصاریٰ کا شعار ہے۔دوسری تجویز پیش کی گئی کہ بوق [باجا] بجادیا جائے۔آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا کہ یہ یہود کا وطیرہ ہے۔تیسری تجویز آگ جلانے کی پیش کی گئی،آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔یہ مجلس اس فیصلہ پر برخاست ہوئی کہ ایک شخص نماز کے وقت کا اعلان کردیا کرے کہ نماز تیار ہے۔بعدازاں بعض حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں اذان کا طریقہ سکھایا گیا جوانہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔اوراس وقت سے مسلمانوں میں یہ اذان رائج ہوئی۔[فتح الباری ص۶۴،۶۵/۲ دارالمعرفۃ بیروت]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس واقعہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهذه القصة دليل واضح على ان الاحكام انما شرعت لاجل المصالح وان لاجتهاد فيها مدخلا. وان التهسير اصل اصيل. وان مخالفة اقوام تمادوا فى ضلالتهم فيما يكون من شعائر الدين مطلوب وان غير النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قد يطلع بالمنام والنفث فى الروح على مراد الحق لكن لايكلف التاس به ولاتنقطع الشبهة حتى يقروه النبى صلى الله تعالى عليه وسلم واقضت الحكمة الالٰهية ان لايكون الاذان صرف اعلام وتنبيه. بل يضم مع ذالک ان يكون من شعائر الدين بحيث يكون النداء به على رؤس الخامل والتنبيه تنويها بالدين ويكون قبوله من القوم اية

انقیادھم لدین اللّٰہ. [حجۃ اللّٰہ البالغہ ۱/٤٧٤ مترجم]

''اس واقعہ میں چند مسائل کی واضح دلیل ہے۔اول یہ کہ احکام شرعیہ خاص مصلحتوں کی بنا پر مقرر ہوئے ہیں۔دوم یہ کہ اجتہاد کا بھی احکام میں دخل ہے۔سوم یہ کہ احکام شرعیہ میں آسانی کو ملحوظ رکھنا بہت بڑا اصل ہے۔ چہارم یہ کہ شعائر دین میں ان لوگوں کی مخالفت جو اپنی گمراہی میں بہت آگے نکل گئے ہوں، شارع کو مطلوب ہے۔پنجم یہ کہ غیر نبی کو بھی بذریعہ خواب یا القاء فی القلب کے مراد الٰہی کی اطلاع مل سکتی ہے۔مگر وہ لوگوں کو اس کا مکلّف نہیں بنا سکتا اور نہ اس سے شبہ دور ہوسکتا ہے جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی تصدیق نہ فرمائیں اور حکمت الٰہی کا تقاضا ہوا کہ اذان صرف اطلاع اور تنبیہ ہی نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ وہ شعائر دین میں سے بھی ہو کہ تمام لوگوں کے سامنے اذان کہنا تعظیم دین کا ذریعہ ہو اور لوگوں کا اس کو قبول کر لینا ان کے دین خداوندی کے تابع ہونے کی علامت ٹھہرے''۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اذان اسلام کا بلند ترین شعار ہے اور یہ کہ اسلام نے اپنے اس شعار میں گمراہ فرقوں کی مخالفت کو ملحوظ رکھا ہے۔[فتح القدیر ص ۱/۱۶۷، فتاوی قاضی خان اور البحر الرائق ص ۲۵] وغیرہ میں تصریح کی گئی ہے کہ اذان دین اسلام کا شعار ہے۔فقہائے کرام نے جہاں مؤذن کے شرائط شمار کیے ہیں، وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ مؤذن مسلمان ہونا چاہیے۔

واما الاسلام فینبغی ان یکون شرط صحۃ فلایصح اذان کافر علی ای ملۃ کان. [البحر الرائق ص ۱/۲٦٤ ، دار المعرفۃ بیروت]

''مؤذن کے مسلمان ہونے کی شرط بھی ضروری ہے پس کافر کی

اذان صحیح نہیں خواہ کسی مذہب کا ہو"۔
فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ مؤذن اگر اذان کے دوران مرتد ہو جائے تو دوسرا شخص اذان کہے۔

ولو ارتد المؤذن بعد الاذان لایعادو ان اعید فھو افضل. کذا فی السراج الوھاج. واذا ارتد فی الاذان فالاولی ان یبتدئ غیرہ وان لم یبتدی غیرہ واتمہ جاز. کذا فی فتاویٰ قاضی خان. [فتاوی عالمگیری ص ۱/۵۴ مطبوعہ مصر ۱۳۱ھ]

"اگر مؤذن اذان کے بعد مرتد ہو جائے تو اذان دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ اگر لوٹائی جائے تو افضل ہے اور اگر اذان کے دوران مرتد ہو گیا تو بہتر یہ ہے کہ دوسرا شخص نئے سرے سے اذان شروع کرے تاہم اگر دوسرے شخص نے باقی ماندہ اذان کو پورا کر دیا تب بھی جائز ہے"۔

مسجد کے مینار

مسجد کی ایک علامت، جو سب سے نمایاں ہے، اس کے مینار ہیں۔ میناروں کی ابتداء بھی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانہ سے ہوئی۔ مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سب سے پہلے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے مینار بنوائے۔ [وفاء الوفا ص ۵۲۵] حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں مصر کے گورنر تھے۔ انہوں نے مصر کی مساجد میں مینار بنانے کا حکم فرمایا۔ [الاصابہ ص ۳/۴۱۸] اس وقت سے آج تک کسی نہ کسی شکل میں مسجد کے لیے مینار ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ مسجد کے مینار دو فائدوں کے لیے بنائے گئے۔ اول یہ کہ بلند جگہ نماز کی اذان دی جائے۔ چنانچہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک مستقل باب باندھا ہے۔ **الاذان فوق المنارۃ.**

حافظ جمال الدین الزیلعی نے نصب الرایہ میں حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے:

من السنة الاذان فی المنارة و الاقامة فی المسجد.

[ص ۱/۲۹۳ مجلس علمی بالھند] ''سنت یہ ہے کہ اذان مینارہ میں ہو اور اقامت مسجد میں''۔

مینارِ مسجد کا دوسرا فائدہ یہ تھا کہ مینار دیکھ کر ناواقف آدمی کو مسجد کے مسجد ہونے کا علم ہو سکے۔ گویا مسجد کی معروف ترین علامت یہ ہے کہ اس میں قبلہ رخ محراب ہو، منبر ہو، مینار ہو، وہاں اذان ہوتی ہو۔ اس لیے کسی غیر مسلم کی عبادت گاہ میں ان چیزوں کا پایا جانا اسلامی شعار کی توہین ہے اور جب قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم تسلیم کیا جاچکا ہے۔ اور ان کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے تو انہیں مسجد یا مسجد نما عبادت گاہ بنانے اور وہاں اذان و اقامت کہنے کی اجازت دینا قطعاً جائز نہیں۔ ہمارے ارباب اقتدار اور عدلیہ کا فرض ہے کہ غیر مسلم قادیانیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے روکیں اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ پوری قوت اور شدت سے اس مطالبہ کو منوائیں۔ حق تعالیٰ شانہ اس ملک کو منافقوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۲ ص ۱۱۳ تا ۱۳۳] (فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۳۱۹ تا ۳۳۲، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی کی بنائی ہوئی مسجد کے بارے میں

﴿سوال﴾:

ایک قادیانی نے مسجد بنائی ہے کیا یہ مسجد کے حکم میں ہے؟ اور اس کا گرانا جائز اور ضروری ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:
غیر مسلموں کی عبادت گاہوں پر مسجد کا اطلاق درست نہیں ہے۔ ایسے ہی غیر مسلموں کو یہ بھی اجازت نہیں کہ وہ اپنے عبادت خانوں کی تعمیر مساجد کی طرز پر کریں یا ان کا نام مسجد رکھیں۔

ولو جعل ذمی داره مسجدا للمسلمین وبناه کما بنی المسلمون واذن لهم بالصلوة فیه فصلوا فیه ثم مات یصیر میراثاً لورثته وهذا قول الکل اهـ. [عالمگیری ج ۲ ص ۳۵۳](خیر الفتاوی، ج: ۲، ص: ۷۶۰، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



مرزائی کی تعمیر کردہ مسجد میں نماز کی ادائیگی

﴿سوال﴾:
کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مرزائی کی خریدشدہ زمین میں تعمیر شدہ مسجد میں زید امامت کرتا ہے۔ مسلمان اہل سنت جماعت نماز پڑھتے ہیں۔ آیا اس مسجد میں نماز ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

﴿جواب﴾:
اگر اس شخص نے قربت کی نیت سے مسجد تعمیر کی ہے تو اس میں نماز جائز ہے اور زید کی امامت درست ہے۔

قال فی النهرية وامامة [الوقف] فطلب الزلفی [الی قوله] وامام الاسلام فلیس بشرط وفی کتاب الوقف من شرح التنویر ذکره بدلیل صحته من الکافر وفی الشامية حتی

یصح من الکافر [الی قوله] بخلاف الوقف فانه لابد فیه من ان یکون فی صورة القربة وهو معنی ما یاتی فی قوله ویشترط ان یکون قربة فی ذاته اذ لو اشترط کونه قربة حقیقة لم یصح من الکافر [شامی] فقط واللّٰه تعالی اعلم. (فتاوی مفتی محمودؒ، ج: ۱، ص: ۶۰۱، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



قادیانیوں کی عبادت گاہ کو مسجد کہنے کی ممانعت

﴿سوال﴾:

قادیانی جماعت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور کیا قادیانی اپنی مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ قانوناً وشرعاً کیا حکم ہے؟ اور کیا ایسے فیصلوں کا قانون بنانا درست ہے کہ جس میں قادیانیوں کو اپنی عبادت گاہ مسجد کے نام سے بنانے کی اجازت دی گئی ہو؟

﴿جواب﴾:

مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار، خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری باجماع اُمت دائرہ اسلام سے خارج ہیں، ان کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس حقیقت واقعی کو ستمبر ۱۹۷۴ء میں آئینی طور پر بھی تسلیم کرلیا گیا ہے، اور اس غرض کے لئے پاکستان کے دستور میں ایسی ترمیم کردی گئی ہے جس پر ملک کے تمام مسلمان متفق ہیں۔

اس ترمیم کا لازمی اور منطقی نتیجہ یہ ہے کہ مرزائیوں کو شعارِ اسلام و مسلمین کے اختیار کرنے سے روکا جائے، خاص طور سے کسی بھی مذہب کی عبادت گاہ اس مذہب کا ایک امتیازی نشان ہوتی ہے، جس سے اس مذہب اور اہلِ مذہب کی شناخت میں مدد ملتی ہے۔ چنانچہ ''مسجد'' مسلمانوں کی اس عبادت گاہ کا نام ہے جو صرف اور صرف مسلمانوں کے ساتھ

مخصوص ہو، کسی دوسرے مذہب کے پیرووں کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اپنی عبادت گاہ کو ''مسجد'' کا نام دے کر لوگوں کو مغالطہ دیں اور ان کی گمراہی کا باعث ہوں، بالخصوص مرزائیوں کا معاملہ یہ ہے کہ مدت دراز تک اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے ناواقف لوگوں کو فریب دیتے رہے ہیں۔ ایسے حالات میں اگر انہیں ''مسجد'' کے نام سے اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے اسے اس نام پر برقرار رکھنے کی اجازت دی جائے تو اس کا صریح نتیجہ عام مسلمانوں کے لئے سخت فریب میں مبتلا ہونے کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا، اور پاکستان جیسی اسلامی مملکت میں ایسے فریب کو گوارا نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا احقر کی رائے میں وہ تمام فیصلے جن میں قادیانیوں یا لاہوریوں کو ''مسجد'' کے نام سے عبادت گاہ بنانے کی اجازت دی گئی ہے، قرآن وسنت، شریعتِ اسلامی اور مصالحِ مسلمین کے یکسر خلاف ہیں۔ (فتاوی عثمانی، ج:۱،ص:۵۹،۶۰، ط، مکتبہ معارف القرآن کراچی)



قادیانیوں کا مسجد کے نام سے عبادت گاہ بنانا

﴿سوال﴾:

کیا مرزائی مسجد کے نام سے اپنی کوئی عبادت گاہ بنا سکتے ہیں؟

﴿جواب﴾:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہٗ.

مسجد صرف مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔ امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کسی بھی کافر کو مسجد کے نام سے کوئی عمارت بنانا جائز نہیں۔ قرآن کریم کی آیات کی تصریحات اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منطوقات اس کے شاہد عدل ہیں۔ مسجد ضرار کی تعمیر اور پھر اسے گرانا اور جلانا ثابت کرتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کافروں اور منافقوں کی اس تعمیر شدہ مسجد کو مسجد تسلیم نہ فرمایا۔ اگرچہ انہوں نے اسلام کا جھوٹا دعویٰ کر کے اسے تعمیر کیا تھا۔ لہٰذا مرزائیوں کی بنائی ہوئی مسجد کو بھی مسجد تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ اسلام کا ظاہری دعویٰ کرنے کے باوجود بھی وہ دستور پاکستان کی دوسری ترمیم کی رو سے کافر ہیں اور ان کی تعمیر کردہ مسجد مسجد ضرار کے ساتھ پوری مماثلت ومشابہت بلکہ یگانگت رکھتی ہے۔ لہٰذا اس کا بھی شرعی حکم وہی ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی مفتی محمودؒ، ج: ۱، ص: ۶۰۰، ۶۰۱، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



قادیانیوں کا شعائر اسلام کو استعمال کرنا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے مرزائیوں کے دونوں فرقوں کو تین ماہ کی کامل تحقیق وتفتیش کے بعد آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے۔ مگر وہ بدستور اپنی عبادت گاہیں مسجد کے نام سے تعمیر کرتے ہیں اور وہاں مسلمانوں کی سی اذانیں دیتے ہیں۔ جس سے بسا اوقات ایک نووارد اور ناواقف اسے مسلمانوں کی عبادت گاہ سمجھ کر وہاں چلا جاتا ہے اور ان کے پیچھے نماز لیتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا کسی اسلامی حکومت میں کسی غیر مسلم گروہ کو یہ اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہ مسجد کے نام سے تعمیر کریں اور اس میں اسلامی اذان کہیں؟

﴿جواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً﴾:

مسجد شعائر اللہ اور شعائر اسلام میں سے ہے۔ جو صرف اہل اسلام کی عبادت گاہ ہوسکتی ہے۔ قرآن کریم نے یہ اصول وضع کیا کہ کوئی غیر مسلم کافر اس کی تعمیر وتولیت کا اہل نہیں۔

ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللّٰہ شٰھدین

علی انفسھم بالکفر اولئک حبطت اعمالھم وفی النار ھم خالدون. انما یعمر مساجد اللّٰہ من اٰمن باللّٰہ والیوم الاٰخر.

ترجمہ: مشرکوں کو یہ حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں۔ جبکہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی بھی دیتے ہیں۔ ان لوگوں کے اعمال حبط ہو چکے ہیں اور یہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کی مسجدوں کی تعمیر وہی شخص کرسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر [غرض پورے دین محمدی پر] ایمان رکھتا ہو''۔

پھر دور نبوی میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے اس امر کا دوٹوک فیصلہ ہو گیا کہ اگر کوئی غیر مسلم اسلام کا دعیودار بن کر کوئی جگہ مسجد کے نام سے تعمیر کرے تو اس کا حکم کیا ہوگا؟ اور اسلامی حکومت اس سے کیا معاملہ کرے گی۔ یہ واقعہ اسلامی تاریخ میں ''مسجد ضرار'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ منافقین مدینہ نے جو اپنے عقائد کفریہ کے باوجود قسمیں کھا کھا کر اسلام کا دعویٰ کیا کرتے تھے۔ اسلام کو نقصان پہنچانے اور مسلمانوں کی جماعت کے درمیان تفریق ڈالنے کی غرض سے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی تھی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ آپ برکت کے لیے وہاں ایک نماز ادا فرمالیں۔ قرآن کریم نے ان کی اس ناپاک سازش کا پردہ چاک کرتے ہوئے اس نام نہاد مسجد پر بلیغ تبصرہ فرمایا وہ یہ تھا:

والذین اتخذوا مسجدا ضراراً وکفرا وتفریقاً بین المؤمنین وارصاداً لمن حارب اللّٰہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللّٰہ یشھد انھم لکاذبون. لاتقم فیہ ابدا. الآیۃ.

ترجمہ: ''اور جن لوگوں نے اس غرض کے لیے مسجد بنا کر کھڑی کردی کہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں۔ خدا اور رسول کے ساتھ

کفر کریں۔ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں اور جو شخص خدا اور رسول کے ساتھ
پہلے ہی لڑ چکا ہے۔ اس کے لیے ایک اڈا بنالیں۔ وہ قسمیں کھا جائیں گے
کہ ہم نے صرف بھلائی کا قصد کیا ہے۔ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ قطعاً
جھوٹے ہیں۔ آپ اس میں جا کر کھڑے بھی نہ ہوں"۔

یہ آیات نازل ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام کو حکم فرمایا اور اسے نذر آتش کر کے پیوند زمین کر ڈالا۔ قرآن کریم کی یہ آیات بینات اور حضرت خاتم رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ طرز عمل اس امر کا صاف فیصلہ کر دیتا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ٹولہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسجد کے نام سے کوئی مکان تعمیر کرتا ہے تو اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس مسجد ضرار کو کفر بد دینی کا اڈا بنایا جائے۔ مسلمانوں میں تفریق ڈالی جائے اور کفر کے سرغنہ کے لیے ایک پناہ گاہ مہیا کر دی جائے۔ اور یہ کہ اسلام اس کھیل کو برداشت نہیں کرتا بلکہ اسلامی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ کفر کے ان اڈوں کو مسمار کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ میں [اس واقعہ کے بعد] کبھی کسی غیر مسلم منافق کو یہ جرأت نہیں ہوسکی کہ وہ اپنی عبادت گاہ کے لیے "مسجد" کا مقدس نام استعمال کرے۔

مرزائی گروہ کا کفر وارتداد آفتاب نصف النہار کی طرح کھل چکا ہے ہے اور آئینی طور پر انہیں قطعی غیر مسلم قرار دیا جاچکا ہے۔ اس کے باوجود ان کا ادعائے اسلام انہیں منافقین مدینہ کی صف میں لاکھڑا کرتا ہے اور ان کی بنائی ہوئی مسجد مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہے۔ اب یہ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ انہیں اپنی عبادت گاہیں مسجد کے نام پر تعمیر کرنے سے باز رکھے۔ اور مسجد کے تقدس کی بے حرمتی کو برداشت نہ کرے۔

یہی حکم "مسجد" کے علاوہ دیگر اسلامی شعائر اور اسلامی اصطلاحات کا ہے ان کی حفاظت مسلمانوں پر فرض ہے۔ اور اسلام کبھی اس امر کو برداشت نہیں کرتا کہ اس کی مقدس اصطلاحات وعلامات کو منافقین ومرتدین کی دستبرد کا کھلونا بنا ڈالا جائے۔ فقہاء اسلام نے تصریح کی ہے کہ اسلامی مملکت کے غیر مسلم باشندوں کا لباس، وضع قطع اور مکان تک

مسلمانوں سے ممیز ہونا چاہیے۔ [دیکھئے شامی باب احکام الجزیۃ ج ۴ ص ۲۰۶] اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی شعائر کے معاملہ میں اسلام کے احساسات کس قدر نازک ہیں۔

علماء اسلام نے تصریح کی ہے کہ غیر مسلمانوں کو مسجد بنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اگر وہ یہ حرکت کریں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ انہیں اس سے باز رکھیں۔ [بیہقی]

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ [المتوفی ۱۲۲۵ھ] لکھتے ہیں۔

فانه يجب على المسلمين منعهم من ذلك لان مساجد الله انما تعمر لعبادة الله وحده فمن كان كافرا فليس من شانه ان يعمرها. [تفسیر مظهری ج ٤ ص ١٤٦]

ترجمہ: ”مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ کفار کو تعمیر مساجد سے باز رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مسجدیں صرف عبادت الٰہی کے لیے تعمیر کی جاتی ہیں۔ پس کسی کافر کا یہ کام نہیں کہ انہیں تعمیر کرے“۔

امام قرطبی لکھتے ہیں:

فيجب اذا على المسلمين تولى احكام المساجد ومنع المشركين من دخولها.

ترجمہ: ”اندریں صورت مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ خود احکام مساجد کے متولی ہوں اور کافروں کو ان میں مداخلت سے باز رکھیں“۔

شیخ الاسلام علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

ولو بنوا مسجدا لم يصر مسجداً ففى تنوير الابصار من وصايا الذى وغيره وصاحب الهوى ان كان لايكفر فهو بمنزلة المسلم فى الوصية وان كان يكفر فهو بمنزلة المرتد. [اكفار الملحدين ص ١٢٨ قطع جديد]

ترجمہ: ''اور ملحدین اگر کوئی مسجد بنائیں تو وہ مسجد نہیں ہوگی چنانچہ ''تنویر الابصار'' کے باب الوصایا وغیرہ میں لکھا ہے۔ اہل ہوا کے عقائد اگر کفر کی حد تک پہنچے ہوئے نہ ہوں تو اس کا حکم ''تعمیر مسجد'' کی وصیت میں مسلمان جیسا ہے اور کفر کے عقائد رکھتا ہو تو وہ بمنزلہ مرتد کے ہے''۔

اور مرتد کا حکم ساری دنیا کو معلوم ہے کہ اسے اسلامی حکومت میں آزادانہ نقل وحرکت کی بھی اجازت نہیں چہ جائیکہ اسے اسلامی شعائر کو پامال کرنے کی کھلی چھٹی دی جائے۔ بہرحال مرزائیوں کا اپنے عقائد کفریہ کے باوجود مسجد، اذان اور دیگر اسلامی شعائر کو استعمال کرنا درحقیقت اسلام سے کھلا مذاق ہے۔ جس کی اجازت کسی حال میں نہیں دی جاسکتی۔ تاہم یہ فرض حکومت پر عائد ہوتا ہے کہ وہ مساجد اور دیگر اسلامی شعائر کے تقدس کو قادیانیوں کی دستبرد سے بچانے کا فرض انجام دے، عام مسلمانوں کو ہم مشورہ دیں گے کہ وہ ازخود براہ راست ان امور میں مداخلت کر کے قانون کو اپنے ہاتھ نہ لیں اور ملک میں امن امان کا مسئلہ پیدا نہ ہونے دیں، بلکہ اس کے لیے اسلامی عدالت کی طرف رجوع کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی مفتی محمودؒ، ج: ۱، ص: ۶۰۱ تا ۶۰۵، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



مسجد کے لئے قادیانی کا وقف

﴿سوال﴾:

ایک نقشہ میں ایک مسجد کی جائیداد ظاہر کی گئی ہے، اس میں آٹھ دوکانیں ہیں جو آٹھ نمبروں سے ظاہر کی گئی ہے، درمیان میں مسجد ہذا کا دروازہ ہے۔ دوکانوں کے سامنے کچھ زمین ہے جو ایک صاحب کی ہے جو قادیانی مذہب کا ہے اور قادیانی مذہب کا پکا پیرو بھی ہے، وہ صاحب اسی زمین کو مسجد ہذا کو وقف کرتے ہیں۔ قادیانی صاحب کا یہ وقف ہماری مسجد یا

جائیدادِ مسجد کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اگر وہ صاحب یہ جائیداد وقف یا کسی طرح مسجد کی زمین نہ دیں تو مسجد یا دو کانوں کا راستہ بند ہو سکتا ہے، جواب طلب امر یہ ہے کہ یہ زمین مسجد میں کس صورت میں جائز ہے؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

جو مسلمان اپنا اصلی مذہب اسلام کو چھوڑ کر قادیانی ہو جائے وہ اسلام سے خارج ہو کر مرتد قرار دیا جاتا ہے، مرتد کی کوئی عبادت قبول نہیں، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس فرقہ میں داخل ہوا ہے، اس فرقہ کے نزدیک جن امور میں وقف صحیح ہوتا ہے ان امور میں اس کا وقف صحیح ہے، اس طرح مسجد اس کا وقف بھی معتبر ہے۔ علاوہ ازیں جب اس نے اپنے مالکانہ حقوق ختم کر دیئے اور مسجد کے حوالہ زمین کر دی۔ اور اگر یہ شخص خود قادیانی نہیں ہوا بلکہ اس کا والد قادیانی ہوا تھا اس سے یہ پیدا ہوا ہے تو اس کا وقف بھی معتبر ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ، ج:۱۴، ص:۲۷۷ تا ۲۷۹)



قادیانیوں کو مسجد بنانے سے جبراً روکنا کیسا ہے

﴿سوال﴾:

احمدیوں کو مسجدیں بنانے سے جبراً روکا جارہا ہے، کیا یہ جبر اسلام میں آپ کے نزدیک جائز ہے؟

﴿جواب﴾:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کے ساتھ کیا کیا تھا؟ اور قرآن کریم نے اس بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ شاید جناب کے علم میں ہوگا، اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ حضرات دراصل معقول بات پر بھی اعتراض فرماتے ہیں۔ دیکھئے! اس بات پر غور ہو سکتا تھا [اور ہوتا بھی رہا ہے] کہ آپ کی جماعت کے عقائد مسلمانوں کے سے

ہیں یانہیں؟ اور یہ کہ اسلام میں ان عقائد کی گنجائش ہے یانہیں؟ لیکن جب یہ طے ہو گیا کہ آپ کی جماعت کے نزدیک مسلمان، مسلمان نہیں اور مسلمانوں کے نزدیک آپ کی جماعت مسلمان نہیں، تو خود انصاف فرمائیے کہ آپ مسلمانوں کو اور مسلمان آپ کو اسلامی حقوق کیسے عطا کر سکتے ہیں؟ اور از روئے عقل وانصاف کسی غیر مسلم کو اسلامی حقوق دینا ظلم ہے؟ یا اس کے برعکس نہ دینا ظلم ہے؟

میرے محترم! بحث جبر واکراہ کی نہیں، بلکہ بحث یہ ہے کہ آپ نے جو عقائد اپنے اختیار وارادے سے اپنائے ہیں ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے یانہیں؟ اگر ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے تو آپ کی شکایت بجا ہے، نہیں ہوتا تو یقیناً بے جا ہے۔ اس اصول پر تو آپ بھی اتفاق کریں گے اور آپ کو کرنا چاہیے۔

اب آپ خود ہی فرمائیے کہ آپ کے خیال میں اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اور کن چیزوں کے انکار کر دینے سے اسلام جاتا رہتا ہے.... اس تنقیح کے بعد آپ اصل حقیقت کو سمجھ سکیں گے جو غصہ کی وجہ سے اب نہیں سمجھ رہے۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل ج اص ۲۳۳] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۳۳۲،۳۳۳، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مسلمانوں کے چندہ سے بنائی گئی مسجد پر قادینوں کا کوئی حق نہیں

﴿سوال﴾:

(۱) مرزائی خواہ وہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھتے ہوں یا انجمن احمدیہ قادیان سے، مسلمان ہیں یانہیں؟

(۲) انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور نے تمام مسلمانوں سے روپیہ اکٹھا کر کے برلن میں ۱۹۲۷ء میں مسجد تعمیر کی لیکن وہ مسجد جناب صدر الدین صاحب نمائندہ جماعت احمدیہ لاہور کی ذاتی ملکیت ہے کیا از روئے احکام اسلام مسجد کسی شخص کی ذاتی جائیداد ہو سکتی

ہے؟

(۳) کیا اس مسجد کا امام ایسا شخص ہوسکتا ہے جس نے اکثر دفعہ مرزائی اخبار پیغام صلح کے ذریعے برلن مشن کے بارے میں محض اس لئے جھوٹ بولا ہو کہ آمدنی اچھی ہو اور ہندوستان سے زیادہ رقم آئے؟

(۴) کیا اس مسجد کے امام کو حق ہے کہ ایک جرمن نومسلم کو مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت کردے؟

(۵) کیا یہ جائز ہے کہ برلن کی مسجد میں جرمنوں کو چائے کی دعوت دی جائے اور مسجد میں کرسیاں بچھادی جائیں اور سگریٹ نوشی ہو؟

(۶) کیا یہ جائز ہے کہ مسجد کا امام اکثر احمدی رسالوں میں یہ پروپیگنڈا کرے کہ برلن میں اس مسجد میں پانچوں وقت نماز واذان ہوتی ہے حالانکہ درحقیقت جمعہ تک کی نماز نہیں ہوتی۔

﴿جواب﴾:

مرزائی فرقہ ضالہ کی دونوں شاخیں لاہوری اور قادیانی جمہوری علمائے اسلام کے متفقہ فتوے کے بموجب دائرہ اسلام سے خارج ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کیا یہ دعویٰ ان کی تالیفات میں اتنی کثرت اور صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ کسی شخص کو اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی قادیانی جماعت تو اس کا التزام ہی کرتی ہے اور مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہے اور لاہوری جماعت اگرچہ التزام نہیں کرتی اور مرزا صاحب کی عبارتوں کی تاویلیں کرتی ہے مگر وہ تاویلیں کسی حالت میں بھی مقبول نہیں ہوسکتیں اس لئے ان کا نبوت مرزا اور ادعائے نبوت سے انکار کرنا مفید نہیں اس کے علاوہ اس فرقہ ضالہ کے خارج از اسلام ہونے کے اور بھی وجوہ ہیں۔

(۲): اگر کوئی شخص اپنے ذاتی روپے سے بھی مسجد تعمیر کرکے وقف کردے اور مسجد باقاعدہ مسجد ہوجائے تو اس کو بھی وہ اپنی ذاتی ملکیت قرار نہیں دے سکتا بانی جب کہ وہ خود

واقف بھی ہو انتظام کے بعض حقوق رکھتا ہے لیکن اگر وہ مالکانہ حقوق کا مدعی ہو تو خائن قرار دیا جائے گا اور مسجد اس کے قبضہ تولیت سے نکال لی جائے گی اور مسجد جب کہ عام مسلمانوں کے چندے سے تعمیر ہوئی ہو تو پھر تو بنانے والے کو کوئی مزید حقوق حاصل ہی نہیں ہو سکتے بلکہ چندہ دینے والوں کی مرضی سے کوئی جماعت یا کوئی فرد انتظام کے لئے مقرر یا معزول کیا جاسکتا ہے۔

(۳): اگر امام کا کاذب ہونا اور جھوٹا پروپیگنڈا کرنا ثابت ہو جائے تو وہ امامت کا اہل نہیں۔

(۴): مسجد میں آنے سے کسی کو روکنے کا بلا وجہ شرعی کسی کو حق نہیں اگر کسی کو دخول مسجد سے روکا جائے تو اس کے لئے کوئی شرعی وجہ بیان کرنی لازم ہوگی۔

(۵): سگریٹ نوشی مسجد میں حرام ہے اور چائے کی پارٹی دینی بھی ان لوازم کے ساتھ جو فی زمانا مروج ہیں اور جو احترام مسجد کے منافی ہیں مکروہ ہے۔

(۶): اگر مسجد میں پنج وقتہ نماز جماعت بلکہ جمعہ کی نماز بھی التزام کے ساتھ نہیں ہوتی تو یہ شائع کرنا کہ مسجد مذکورہ پر پانچوں وقت اذان و نماز ہوتی ہے کذب صریح اور دھوکہ دہی ہے اور اسی طرح اس جھوٹے پروپیگنڈے کی شریعت مقدسہ اجازت نہیں دے سکتی اور اگر اس جھوٹے پروپیگنڈے سے جلب زر مقصود ہو تو اس کی قباحت دوچند ہو جاتی ہے۔ (کفایۃ المفتی، ج:۳، ص: ۲۰۰ تا ۲۰۲، ط، دارالاشاعت کراچی/ فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص: ۳۳۴، ۳۳۵، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی کا چندہ مسجد میں لگانا

﴿سوال﴾:

اگر کوئی قادیانی مسجد کی تعمیر کے لیے اینٹیں وغیرہ دے تو کیا ان اینٹوں کو مسجد میں لگانا

جائز ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

قادیانی چونکہ مُرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور مُرتد کے حالتِ ارتداد میں کئے ہوئے تصرفات موقوف ہوتے ہیں، اگر وہ دوبارہ مسلمان ہوجائے تو حالتِ ارتداد میں کئے ہوئے اس کے تصرفات صحیح ہوجائیں گے اور اگر وہ حالتِ ارتداد میں ہی مرجائے یا قتل کردیا جائے یا دارالحرب چلا جائے تو حالت ارتداد کے تصرفات باطل ہوجائیں گے۔ لہٰذا کسی بھی قادیانی مُرتد کی طرف سے دی ہوئی اینٹیں اور دوسرا تعمیراتی سامان مسجد میں لگانا جائز نہیں جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہوجائے۔

قال العلامة برهان الدين المرغيناني رحمه الله تعالى: وما باعه او اشتراه او عتقه او وهبه او رهنه او تصرف فيه من امواله في حال ردته فهو موقوف فان اسلم صحت عقودهٔ ان مات او قتل او لحق بدار الحرب بطلت. [الهداية ج ۲ ص ۶۰۳، كتاب الجهاد، باب المرتد](فتاوی حقانیه، ج: ۵، ص: ۳۳٤، ۳۳۵، ط، مکتبه سید احمد شهیدؒ اکوڑه خٹک)



لاہوری مرزائی کا مسجد کے لیے چندہ دینا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک امام مسجد نے اپنی ایک مسجد کے لیے مرزائی جماعت کے لاہوری فرقہ کے ایک مالدار سے مسجد کے لیے چندہ حاصل کیا ہے۔ کیا اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔ نیز وہ مسجد جس میں لاہوری مرزائی کا روپیہ صرف کیا گیا ہے۔ اس مسجد میں مسلمانوں کا نماز پڑھنا کیسا ہوگا؟ بینوا توجروا۔

﴿جواب﴾:

فی نفسہ جس کافر کے نزدیک مسلمانوں کے لیے مسجد تعمیر کرانا کارِ خیر ہو تو وہ مسجد بھی تعمیر کرا سکتا ہے اور اس کا چندہ مسجد کی تعمیر میں بھی لگ سکتا ہے۔ اور مسجد مذکور مسجد کے حکم میں ہی ہوگی۔ اور مسلمانوں کا اس میں نمازیں پڑھنا بلاشبہ جائز ہے۔

قال فی العالمگیریة ج ۲ ص ۳۵۳ ولو وقف الذمی دارہ علی بیعة او کنیسة او بیت نار فهو باطل كذا فی المحیط وكذا علی اصلاحها ودهن سراجها ولو قال يسرج به بيت المقدس او يجعل فی مرمة بيت المقدس جاز. الخ.

لیکن اگر مسلمانوں پر کل کو اس کے احسان جتلانے کا اندیشہ ہو تو ایسے کافر کا چندہ لینے سے احتراز کرنا چاہیے۔ فتاوی رشیدیہ ص ۴۰۹ تعمیر و مرمت مسجد میں شیعہ و کافر کا روپیہ لگانا درست ہے۔ اور امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۰۴ پر ہے [الجواب] اگر یہ احتمال نہ ہو کہ کل اہل اسلام پر احسان رکھیں گے اور یہ احتمال ہو کہ اہل اسلام نے ان کے ممنون ہو کر ان کے مذہبی شعائر میں شرکت کریں گے یا ان کی خاطر سے اپنے شعائر میں مداہنت کرنے لگیں گے۔ ان شرط سے قبول کر لینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی مفتی محمودؒ، ج: ۱، ص: ۵۹۹، ۶۰۰، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاهور)



غیر مسلم متروکہ اراضی پر مسلمان مسجد بنالیں تو وہ شرعاً مسجد ہے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے علمائے کرام ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ڈیرہ اسماعیل خان کمشنری بازار میں ایک پلاٹ سکھوں کی ملکیت تھا جو انہوں نے گروہ وارہ اور شادی گھر رفاہِ عامہ کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ تقسیم کے بعد بطورِ مسجد کے مہاجر مسلمانوں نے اس پر نماز

پڑھنا شروع کر دی۔ اسی دور میں مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وہاں تقریر بھی ہوئی۔ پھر ۱۹۵۲ء میں انتظامیہ نے مرزائیوں کو یہ پلاٹ بطور مسجد کے ناجائز قبضہ کے طور پر دے دیا۔ جب کہ محکمہ متروکہ وقف املاک میں بھی بنا تھا۔ مگر ۱۹۸۲ء میں انتظامیہ نے مرزائیوں کو نکال دیا۔ جس کے بعد مسلمانوں نے اس میں نمازیں ادا کیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر مولا بخش نے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد جو درخواست دی اس میں تصریح ہے کہ ہم نے ناجائز قبضہ کیا تھا دراصل یہ مسلمانوں کی مسجد تھی۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ایک حکم کے ذریعہ غیر مسلم متروکہ اوقاف پر تعمیر شدہ مساجد، مدارس، امام باڑے اور دینی ادارے منتظمین کو دینے کا حکم دیا۔ جس پر چیف سیکرٹری متروکہ اوقاف لاہور پاکستان نے عمل درآمد کرایا۔

اب انتظامیہ [غیر مسلم اوقاف] مسلمانوں کو مسجد کا قبضہ نہیں دے رہی اور بجائے مسجد کے (۱۲/۷۴رسی) میں دفتر بنانا چاہتی ہیں۔ جب کہ موقعہ پر ''مسجد ختم نبوت'' محراب ومنبر، مینار اور حجرہ سب چیزیں موجود ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ کہ مذکورہ جگہ اور تعمیر شدہ مسجد شرعاً مسجد ہے یا نہیں؟ نیز محکمہ متروکہ وقف املاک کو کیا مداخلت کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب: واللّٰہ وھو الملھم للحق والصواب. اما بعد!

مسئولہ مسجد، شرعاً مسجد ہے اس لئے کہ شہر ڈیرہ اسماعیل خان کی ابتدائی بنیاد مسلمانوں کی ہی رکھی ہوئی ہے اور اس کی قدیم سے نسبت اسماعیل خان نامی شخص کی طرف اس کے بانی اول پر دلیل ہے اور اس نوع کے مسائل میں اتنی کچھ ترجیح شرعاً مکمل شہادت ہے۔ **کما لایخفی علی من به ممارسة فی ضوابط الشرع....**

اور مسلمانوں کے تعمیر کردہ شہروں میں غیر مسلم عبادت گاہوں کی کوئی وجودی حیثیت نہیں نہ ابتداءً نہ بقاءً۔

امصار المسلمین ثلاثة احدها ما مصره المسلمون کالکوفة والبصرة وبغداد والواسطة فلا یجوز فیها احداث بیعة ولا کنیسة ولا مجتمع صلوتهم ولا صومعه باجماع اهل العلم الخ. [فتح القدیر، ج ۵ ص ۳۰۰۔ وغیر ذلك من کتب المذهب]

تو اس قطعہ کی شرعی حیثیت گوردوارہ کی نہ تھی بلکہ املاک مرسلہ میں سے ایک سفید قطعہ غیر مملوکہ کی تھی جو کہ مسلم آبادی دیہہ کے وسط میں واقع تھی اور ایسے قطعات پر سربراہی مسلم حقوقِ شہریت کے اندر رہتے ہوئے مسلم سرکار حاصل ہے۔ **کما فی کتب احیاء الموات.**

تو ابتداء اس قطعہ کو مسلمانوں کے جائے نماز مقرر کرنے میں کوئی شرعی ممانعت نہ تھی۔ پھر مسلم سرکار کی اس قطعہ کی تقرری برائے مسجد صحیح ہے کہ اسے یہ اختیار حاصل ہے اور اس مسجد پر تولیت [سربراہی] جو گورنمنٹ نے غیر مسلموں کو سونپی صحیح نہیں کالعدم ہے کہ یہ معاملہ گورنمنٹ کے اختیار سے باہر ہے۔ پھر ۱۹۸۲ء میں جو غیر مسلموں کی مسجد پر تولیت ختم کردی گئی، صحیح ہے رجوع الی الاصل ہے کہ غیر مسلم مسجد کی تولیت کا اہل ہی نہیں ہے۔ [الجزء ۱۰، سورہ توبہ: آیت نمبر ۱۶، ۱۷ او ہکذا فی التفاسیر]

اور اس مسجد پر جو قادیانیوں نے خرچ کیا ہے اس کی وجہ سے اس خطہ کے مسجد ہونے کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا کیوں کہ قادیانی ایک ایسا غیر مسلم فرقہ ہے کہ جس کی بنیادی، مذہبی دستور میں مسجد بنانا کارِ ثواب ہے [قربتہ ہے] بعینہٖ ایسے جیسا کہ یہودی وعیسائی بیت المقدس پر خرچ کرنا قربتہ سمجھتے ہیں یا کفارِ مکہ بیت اللہ پر خرچ کرنا قربتہ سمجھتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ کفار کے حق میں باعثِ اجر نہیں۔ لیکن جو شئے مسلم اور غیر مسلم دونوں کے نزدیک کارِ ثواب ہے اس پر غیر مسلم کے خرچ کر لینے سے اس شئے کی حیثیت میں فرق نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ بیت اللہ شریف کی کافروں والی تعمیر کو باقی رکھا گیا۔ اور یہی

شرعی قانون ہے۔

بخلاف الذمی لما فی البحر وغیرہ ان شرط وقف الذمی ان یکون قربة عندنا وعندهم کالوقف علی الفقراء او علی مسجد القدس الخ. [شامی، ج ٤، ص ٣٤١، طبع جدید قاهره وفتاوی عالمگیری]

اگر قادیانی غیر مسلم فرقہ کے بنیادی عقائد میں اسلامی طرز کی مساجد بنانا قربتہ نہ ہوتی تو پھر اس مسجد کی تعمیر سامان میں قادیانیوں کی خرچ کرنے والوں کی ملکیت ہوتی اور وہ اپنی تعمیر کو اٹھا لیتے۔

کما فی العالمگیریة: ولو جعل الذمی داره مسجدا. الخ [ج ١ ص ٣٥٣]

تاہم اس خطہ زمین کا بحق مسجد ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیوں کہ **جعلته مسجداً** کہہ دینے سے مسجد ہو جاتی ہے اور یہی معتبر للحکم ہے۔ بشرطیکہ قائل اس کا اہل ہو کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ نیز یہ مسجد ظاہری مبینہ طور پر مذہب اسلام کے خلاف قلعہ کفر و کمین گاہ کے طور پر بھی نہ ہو۔ لہٰذا مسجدِ مسئولہ مسجد ہی ہے کیونکہ اس وقت کی مسلم گورنمنٹ نے مسجد بنوائی تھی نہ کہ کفریہ قلعہ، یہ باعتبار ظاہر کے ہے اور شرعی احکام کا محلِ ورود بھی ظاہری حالات ہی ہوتے ہیں۔ **واما فی الحقیقة فهو اللّٰه تعالیٰ اعلم.**

عبدالرحمٰن غفرلہٗ
صدر تخصص فی الفقہ
جامعہ قاسم العلوم ملتان
۱۴/۱۲/۱۹۸۹

الجواب صحیح
کما فی فتاوی دار العلوم دیوبند وکفایت المفتی وعزیز الفتاوی وفتاوی محمودیہ وغیرہ
فقط۔ منظور احمد نائب مفتی جامعہ قاسم العلوم۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ

الجواب:

واقعاتی لحاظ سے جب کہ مسلمانوں کو مسجد کی ضرورت اورانہوں نے اس غیر مملوکہ پلاٹ کو اپنی انتہائی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مخصوص کرلیا اور اس پر باقاعدہ نماز باجماعت ہوتی رہی اوراس سے رفاہِ عامہ کے مفادات پر کوئی زد نہیں پڑتی تو شرعی اصول وقواعد کے مطابق مذکورہ جگہ مسجد شرعی بن گئی۔لہذا اب اسے بدستور مسلمانوں کے لئے مسجد ہی رکھنا ضروری ہے۔

بحر الرائق: ج ۵،ص ۲۷۶ میں ہے:

وفی الخانية طريق للعامة وهی واسع فبنی فيه اهل المحلة مسجداً للعامة ولايضر ذلک بالطريق قالوا لابأس بها و هكذا روی عن ابی حنيفةؒ ومحمدؒ ان الطريق للمسلمين والمسجد لهم ايضاً.

ترجمہ: اور خانیہ میں ہے کہ عوام کا ایک راستہ ہے اور وہ وسیع ہے محلّہ والے اگر اس میں مسجد تعمیر کرلیں اور اس تعمیر سے راستہ کی آمدورفت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو فقہاء اس کو جائز سمجھتے ہیں اما ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی یہی مروی ہے کہ راستہ بھی مسلمانوں کا ہے اور مسجد بھی انہی کی ہے۔

فتاوی عالمگیری، ج ۲ ص ۴۸۶ میں مرقوم ہے:

ذکر فی المنتقیٰ عن محمدؒ فی الطريق الواسع بنی فيه اهل المحلة مسجداً وذلک لايضر بالطريق فمنعهم رجل فلا بأس ان يبنوا.

ترجمہ: منتقیٰ میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک وسیع راستہ ہے محلّہ والوں نے اس میں مسجد تعمیر کرلی اور راستہ کی آمدورفت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو اگر کوئی شخص منع بھی کرلے تب بھی مسجد بنانے

میں کوئی حرج نہیں۔

فتاوی حمادیہ، ج:۱، ص:۳۴۸ میں ہے:

من الغياثية نهر لاهل قرية فاراد جماعة ان ينبوا عليه مسجدا فلابأس به.

ترجمہ: فتاوی غیاثیہ میں ہے کہ کسی گاؤں کی نہر ہے ایک جماعت اس کے اوپر ایک مسجد تعمیر کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

جزئیاتِ بالا کے تحت جب یہ جگہ مسلمانوں کی مسجد بن چکی تو اب احمدی فرقہ کا ناجائز طور پر اپنے حق میں الاٹ کرانا یا اپنا معبد بنانا جائز نہ تھا۔ اور پھر خصوصاً جب کہ انتظامیہ نے ۱۹۸۲ء میں انہیں ناجائز قابض سمجھتے ہوئے بے دخل کر دیا اور قبضہ کسی اور کو دلایا۔ پھر اس کے بعد ۱۹۸۹ء کے آخر تک اس پر مسجد ختمِ نبوت کا بورڈ آویزاں رہا ہے تو اب حق یہی ہے کہ مسلمانوں کے حق میں اس کی وہی اولین پوزیشن یعنی مسجد والی بحال رہنی چاہیے۔ تفصیل بالا سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی قانونی موشگافی سے اس کی مسجدیت کو ختم نہیں کیا جا سکتا اور اسے دفتری مقاصد کے لئے استعمال کرنا درست نہ ہوگا۔ مروجہ قانون کے مطابق اس کی الاٹمنٹ وغیرہ میں اگر کوئی قانونی کمی ہو تو اس کا ازالہ کر دیا جائے نہ یہ کہ اس کی مسجدیت کو ہی ختم کر دیا جائے۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان۔

الجواب صحیح: محمد صدیق غفر لہ مدرس و ناظم اعلیٰ جامعہ خیر المدارس ملتان۔

الجواب صحیح: بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔

الجواب صحیح: محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان۔

(خیر الفتاوی، ج:۲، ص:۷۹۸ تا ۸۰۲، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



قادیانی کا مسجد میں نماز کے لئے آنا

﴿سوال﴾:

قادیانی مذہب کے اشخاص بروقت ہونے جماعت مسجد سنت والجماعت علیحدہ کھڑے ہوکر نماز خود ادا کرتے ہیں اور وضو بھی آفتابہ مسجد و پانی مسجد سے کرتے ہیں، بوجہ فتوئ کفر ہونے کے قادیانی فرقہ کے لوگ نماز مسجد سنت والجماعت میں ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور ادا کرسکتے ہیں تو اہل سنت والجماعت پر تو کوئی مواخذہ نہیں ہے؟

﴿الجواب ھو الموفق للصواب﴾:

قادیانی جب مسلمان نہیں تو ان کی نماز نہیں، ان کو مسجد میں آکر نماز ادا کرنے سے روک دینا چاہئے اگر اندیشہ فساد نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (فتاوی محمودیہ، ج:۲، ص: ۱۳۱)



مرتدوں کو مساجد سے نکالنے کا حکم

﴿سوال﴾:

اگر کوئی قادیانی ہماری مساجد میں آکر الگ ایک کونے میں جماعت سے الگ نماز پڑھ لے کیا ہم اس کو اس کی اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ ہماری مسجد میں اپنی مرضی سے نماز پڑھے؟

﴿جواب﴾:

کسی غیر مسلم کا ہماری اجازت سے ہماری مسجد میں اپنی عبادت کرنا صحیح ہے۔ نصاریٰ

نجران کا جو وفد بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تھا انہوں نے مسجد نبوی [علی صاحبہ الف الف صلوٰۃ وسلام] میں اپنی عبادت کی تھی...... یہ حکم تو غیر مسلموں کا ہے۔ لیکن جو شخص اسلام سے مرتد ہو گیا ہو اس کو کسی حال میں مسجد میں داخلے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اسی طرح جو مرتد اور زندیق اپنے کفر کو اسلام کہتے ہوں [جیسا کہ قادیانی، مرزائی] ان کو بھی مسجد میں آنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج اص ۱۷] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۳۳۹، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مسجد کی بجلی سے قادیانی کو کنکشن دینا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کا متولی برضا مندی مقتدیوں کے قریبی ایک مرزائی قادیانی دکاندار سے تعاون بایں معنی کرتا ہے کہ مسجد سے مرزائی مذکور کی دکان کو بجلی کا کنکشن دیا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں چند مقتدیوں کے اس مرزائی سے دوستانہ تعلقات بھی ہیں۔ کیا ایسی حالت میں اس مسجد میں نماز پڑھنے سے کوئی اعتقادی خلل یا ان مقتدیوں کے اس مرزائی قادیانی سے دوستانہ تعلقات کی وجہ سے ان سے علیک سلیک اور ان کو مذکورہ بالا تعاون میں رضامندی کی وجہ سے کوئی شرعی عذر یا عدم جواز اور حرج تو واقع نہیں ہوگا۔ ایسی حالت میں اس دکاندار سے سودا وغیرہ خرید کرنے اور مسجد کے متولی سے روابط قائم رکھنا صحیح ہوگا یا نہیں؟ فقط

﴿جواب﴾:

بشرط صحت سوال متولی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مسجد کی بجلی سے کسی مرزائی کو کنکشن دے۔ لہٰذا متولی پر لازم ہے کہ وہ مرزائی کی دکان سے بجلی کا کنکشن منقطع کردے۔ باقی اس مسجد میں نماز جائز ہے۔ نماز میں کوئی حرج نہیں آتا۔ نیز مرزائیوں سے دوستانہ تعلقات رکھنا

جائز نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ نخلع و نترک من یفجرک پر عمل کرتے ہوئے مرزائی سے دوستانہ تعلقات منقطع کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۱،ص:۷۹۱،۷۹۲، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



قادیانی سے صدقہ خیرات لینے کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مرزائی قادیانی شخص اپنے ماتحت یا نوکر کو کچھ رقم دیکر کہتا ہے کہ اس کا بکرا خرید کر کسی غریب کو صدقہ کر دے تو وہ نوکر قادیانی کا دیا ہوا صدقہ مدرسہ میں طلباء کے لیے دے جاتا ہے تو اس صورت میں اس کا صدقہ جائز ہے یا نہیں؟ جائز یا ناجائز ہونے کی وجہ بیان فرمائیں، نیز اب تک مدرسہ والوں نے جو صدقہ کے عنوان سے وصول کیا ہے اس کے کفارہ کی شکل بتا دیں، ہم کو اس مسئلہ میں بڑی الجھن ہے۔

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور چونکہ اپنے آپ کو مسلمان بھی ظاہر کرتے ہیں اس لیے زندیق بھی ہیں، ان کے ساتھ کسی قسم کا دوستانہ تعلق رکھنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی ان سے صدقہ خیرات لینا چاہیئے، اور لاعلمی میں جو صدقہ خیرات لیا ہے اس کا گناہ نہیں آئندہ احتیاط سے کام لیں۔

"قال اللّٰہ تعالی: واذا رأیت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنھم، امر اللّٰہ نبیہ بالاعراض عن الذین یخوضون فی آیات اللّٰہ وھی القرآن بالتکذیب واظھار الاستخفاف واعراضا یقتضی الانکار علیھم واظھار الکرامۃ لما یکون

منهم الى ان يتركوا ذلك ويخوضوا فى حديث غيره وهذا يدل على ان علينا ترك مجالسة الملحدين وسائر الكفار عند اظهارهم الكفر والشرك وما لايجوز على اللّٰه تعالى اذا لم يمكنا انكاره". [احكام القرآن للجصاص، ۳/۵]

"(و قال اللّٰه تعالى: ياايها الذين آمنوا لاتتخذوا اليهود والنصارىٰ) اولياء فقال الجصاص مطلب الكافر لايكون وليا مسلم وفى هذه الآية دلالة على ان الكافر لايكون وليا لمسلم لا فى التصرف ولا فى النصرة ويدل على وجوب البراء ة من الكفار والعداوة لهم لان الولاية ضد العداوة فاذا امرنا بمعاداة اليهود والنصارىٰ لكفرهم فغيرهم من الكفار بمنزلتهم ويدل على ان الكفر كله ملة واحدة لقوله تعالى بعضهم اولياء بعض". [احكام القرآن للجصاص، ۲/۶۲۲]

"(قد كانت لكم اسوة حسنة فى ابراهيم والذين معه) تاكيد لامر الانكار عليهم والتخطئه فى موالاة الكفار بقصة ابراهيم عليه السلام ومن معه ليعلم ان الحب فى اللّٰه والبغض فيه سبحانه من اوثق عر الايمان فلاينبغى ان يغفل عنهما". [روح المعانى، ۲۸/۶۹]واللّٰه تعالىٰ اعلم بالصواب(ارشاد المفتين، ج: ۱، ص: ۵۲۴، ط، مكتبة الحسن لاهور)



تبلیغ کے لئے قادیانیوں کو چندہ دینا جائز نہیں

سوال:

کسی فنڈ میں سے کچھ رقوم تبلیغ اسلام کے لئے مندرجہ ذیل انجمن کو دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر دیا جائے تو جائز ہے یا ناجائز؟ جب کہ ان کے اعتقاد یہ ہیں: فریق اول مولوی محمد علی کی پارٹی جو لاہور میں ''احمد یہ انجمن اشاعت اسلام'' کے نام سے موسوم ہے۔ اور برلن ایشیاء وافریقہ میں اس مشن کے ذریعہ تبلیغ کا کام کر رہی ہے۔ فریق ثانی خواجہ کمال الدین کی پارٹی جو لندن میں دوکنگ مشن کی بنیاد قائم کر کے لندن اور اس کے قرب وجوار میں اشاعت اسلام کا کام انجام دے رہی ہے۔ ہر دو فریق مرزا غلام احمد قادیانی کے معتقد ہیں۔ فریق اول مرزا غلام احمد قادیانی کو چودھوں صدی کا مجدد مانتے ہیں، نبی نہیں مانتے اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد مجدد آئیں گے نبی نہیں آئیں گے۔ حدیثوں میں جو نزول مسیح کا ذکر ہے اسے وہ درست مانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن کریم حضرت مسیح کی وفات کا ذکر صاف الفاظ میں فرماتا ہے وہ اسے ایک مجدد کا مثل مسیح ہو کر ظاہر ہونا لیتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد اور نزول مسیح کی پیشن گوئی کا مصداق مانتے ہیں۔ اور یہ اشعار حسب ذیل مرزا غلام احمد قادیانی کی شان میں فرماتے ہیں۔ آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی۔ فریق ثانی قریب قریب یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ خود کو پکا سنی حنفی المذہب کہتے ہیں۔ صحیح صورتوں میں اسلام کی تبلیغ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو کیا ان ہر دو فریقین میں سے کوئی اسلام کی تبلیغ کا کام صحیح معنوں وصورتوں میں انجام دے رہا ہے۔ کیا ان دونوں فریق کو تبلیغ کے لئے کچھ رقوم اس فنڈ میں سے دی جائے تو کیا مسلمانان عالم اسلام وعلمائے اسلام کے نزدیک مذہبی نقطہ نظر سے خلاف سمجھا جائے گا۔

﴿جواب﴾:

یہ دونوں جماعتیں احمدی قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔اور ایک ایسے شخص سے مسلمانوں کو روشناس کراتی اور اس کے حلقہ ارادت میں داخل کرتی ہیں جس نے جمہور اسلام کے علم وتحقیق کے بموجب نبوت کا دعویٰ کیا۔اور اس کے مرکزی مقام میں اس کے جانشین اور خلفا اس کو نبی اور رسول ہی مانتے ہیں اور منوانے کی کوشش کرتے ہیں۔اور اس کا اپنا لٹریچر دعوائے نبوت میں اتنا صاف اور واضح اور روشن ہے کہ محمد علی پارٹی یا خواجہ کمال الدین پارٹی کی تلاویلات تحریف سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ اور یہ دونوں پارٹیاں ممالک یورپ میں احمدی تبلیغ کرتی ہیں۔اسلام تبلیغ کا محض نام مسلمانوں سے چندہ لینے کے لئے ہے۔ورنہ ان کا ذاتی نصب العین قادیانی مشن کی تبلیغ ہے۔پس مسلمانوں کو ہرگز جائز نہیں کہ وہ کسی قومی تعلیمی فنڈ سے بلکہ اپنی جیب خاص سے بھی ان کو چندہ دیں۔ایسا کرنے میں وہ قادیانی نبوت کاذبہ کی اعانت وامداد کے گنہگار اور مواخذہ وار ہوں گے۔(کفایۃ المفتی، ج:۱،ص:۳۲۶،۳۲۷،ط،دارالاشاعت کراچی)



مرزائیوں کے پیسوں کو مسلمانوں کی مسجد میں خرچ کرنے کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرزائیوں کے پیسوں کو مسلمانوں کی مسجد میں خرچ کرنا شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟ مرزائیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے؟ اگر دفن ہو تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

مرزائیوں سے چندہ لے کر مساجد پر لگانا درست نہیں، عام کفار اور مرزائیوں کے کفر میں فرق ہے، یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اس لیے یہ ملحد اور زندیق ہیں، ان

کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات شرعاً ناجائز ہیں اور مسلمانوں کے قبرستان میں ان کو دفن کرنا بھی ناجائز ہے، فقہ حنفی کی معتبر اور مشہور کتاب شامی میں ہے۔

”ویکرہ ان یدخل الکافر فی قبر قریبه المسلم لیدفنه بحر“. [فتاوی شامی، ۱/ ۶۵۷]

اور اگر دفن کیا ہو تو اس کو نکالنے کا ان کو کہا جائے اور اگر وہ نہ نکالیں تو مسلمان ان کے مردے کو نکال دیں۔

”ولو جعل ذمی دارہ مسجدا للمسلمین وبناہ کما بنی المسلمون واذن لھم بالصلاۃ فیه فصلوا فیه ثم مات یصیر میراثا لورثته وھذا قول الکل کذا فی جواھر الاخلاطی“. [ھندیه، ۳/ ۳۵۳](ارشاد المفتین، ج: ۱، ص: ۵۲۶، ط، مکتبة الحسن لاھور)



مرزائی کو اسلامی انجمن کا رُکن بنانا جائز نہیں

﴿سوال﴾:

ایک اسلامیہ انجمن کے اراکین میں ایک رکن مرزائی بھی ہے، اس انجمن کے زیر انتظام ایک جامع مسجد، ایک پرائمری اسکول، اور ایک بڑی جائیداد بھی ہے، اس مسجد کے امام صاحب خطیب کو کیا کرنا چاہیے اس فتنہ کے استیصال کے لیے؟

﴿الجواب﴾:

مرزائیوں کا کفر وارتداد بہ اتفاق علمائے اہل حق ثابت ہے، لہٰذا اہل اسلام کو اپنی کسی جماعت اور انجمن میں ان کو رکن بنانا اور شامل کرنا جائز نہیں، یہ مرتد جماعت اسلام اور اہل اسلام کی دشمن اور مخربِ دین ہے، اس جماعتِ منافقین اور مرتدین کا ضرر مسلمانوں کے

لیے کافر و فاجر اہل کتاب و مشرکین سے بہت زیادہ ہے، لہٰذا مقتدائے قوم امام وخطیب کا فرض ہے کہ اس جماعت کے کسی فرد کو ارکان میں داخل نہ ہونے دے، اور اس جماعت سے کسی قسم کا تعلق وارتباط نہ رکھے، اور یگانگت کا معاملہ نہ کرے، اور ان کو اہل اسلام کے فرقوں میں شمار نہ کرے جیسا کہ تفصیل اس کی کتب ورسائل میں مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاوی دارالعلوم دیو بند، ج:۱۸، ص:۴۵۹، ط، مکتبہ دارالعلوم دیو بند)



مرزائی کے لیے دعا مغفرت کرنے والے کی اذان کا حکم

﴾سوال﴿:

ایک آدمی جو کہ احمدی جماعت کا تھا۔ وہ مر گیا اس کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ میری قبر پر دو رکعت نفل پڑھیں اور مغفرت کی دعا مانگیں اسی کا ماموں اہل سنت والجماعت کا تھا۔ اس نے قبرستان پر جا کر اس کی قبر پر نفل ادا کی اور دعا مانگی اس مرزائی کے لیے، جب پھر واپس آیا تو مولوی صاحب نے ان کو کہا کہ تمہارا عقیدہ ٹھیک نہیں مرزائی تو کافر ہیں۔ کافر کے لیے دعائے مغفرت مانگنا ٹھیک نہیں بالکل گناہ ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ کلمہ پڑھنے والوں کو کافر نہیں سمجھنا چاہیے۔ وہ مرزائی بھی ہے اس پر مولوی صاحب نے ان کو اذان اور تکبیر پڑھنے سے روکا۔ آئندہ اذان اور تکبیر ہماری مسجد نہ پڑھا کریں۔ جب تک تم اپنا عقیدہ ٹھیک نہ کرو، اور توبہ نہ کرو۔ تب تم اہل سنت کی مسجد میں نہ اذان وتکبیر پڑھا کرو۔ اس کے متعلق آپ فتویٰ دیں کہ اس آدمی کو اہل سنت کی مسجد میں اذان وتکبیر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

﴾جواب﴿:

مرزائی چونکہ باتفاق جمیع علماء اسلام کافر ہیں۔ دائرہ اسلام سے خارج ہیں جو شخص ان کو اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے مسلمان سمجھتا ہے تو اگر چہ ان کے معتقدات کو اچھا نہیں

سمجھتا تب بھی بڑا گنہگار بنتا ہے۔ جب تک وہ اس سے توبہ نہ کرے۔ اسے اذان وتکبیر نہ کہنے دی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔[فتاوی مفتی محمود، ج ا ص ۶۲۰، ۶۲۱] (فتاوی ختم نبوت، ج:ا،ص:۳۵۳،ط،عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی)



اہل قبلہ کا مطلب

﴿سوال﴾:

کلمہ گو اور اہل قبلہ کی شرعاً کیا تعریف ہے؟ قادیانی مرزائی ولاہوری مرزائی احمدی اہل قبلہ وکلمہ گو مسلمان ہیں یا نہیں اگر نہیں تو کس وجہ سے؟

﴿الجواب﴾:

کلمہ گو اور اہل قبلہ ایک خاص اصطلاح ہے اسلام اور مسلمانوں کی جس کا مطلب کسی کے نزدیک نہیں کہ جو کلمہ پڑھ لے خواہ کسی طرح پڑھے وہ مسلمان ہیں جو قبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے بلکہ یہ لفظ اصطلاحی نام ہے ان تمام احکام اسلامیہ کا پابند ہو جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص ایم اے پاس ہے تو ایم اے ایک اصطلاحی نام ہے ان تمام علوم کا جو اس درجہ میں سکھائے جاتے ہیں نہ یہ کہ جو ایم اے کے الفاظ میں پاس ہوتا ہو اور یاد رکھتا ہو اس طرح اہل قبلہ کے معنی بھی باتفاق امت یہی ہیں کہ جو تمام احکام اسلامیہ کا پابند ہو کما صرح بہ فی عامۃ کتب الکلام اور اس کی مفصل بحث رسالہ اکفار الملحدین مصنفہ حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب میں موجود ہے، ضرورت ہو تو ملاحظہ فرمایا جاوے، مگر رسالہ عربی زبان میں ہے اردو زبان میں بھی اس مضمون کا ایک رسالہ احقر کا ہے جس کا نام ''وصول الافکار'' ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (امداد المفتین ،ص:۱۱۵،۱۱۶،ط،دارالاشاعت کراچی)



امام کو قادیانی کہنا

﴿سوال﴾:

بکر شہر کا امام اور قوم کا مقتدیٰ ہے، زید کو اس سے کچھ مخاصمت ہوگئی جس کی وجہ سے زید نے بکر کے بارے میں کہا کہ وہ قادیانی ہوگیا ہے، مسلمانوں کو اس سے تعلق نہ رکھنا چاہئے اور اس کے پیچھے نماز بھی نہ پڑھنا چاہئے اور اس سے نکاح بھی نہ پڑھوایا جائے، جب کہ امام صاحب پکے حنفی اور اہل سنت والجماعت میں سے ہیں۔ اس کا یہ کہنا کیسا ہے؟

﴿الجواب وباللہ التوفیق﴾:

کسی مسلمان سنی حنفی پر بلا تحقیق ایسی تہمت لگانا کہ وہ قادیانی ہوگیا ہے، گویا اس کو کافر کہنا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی کو بلا وجہ کافر کہا، جب کہ وہ ایسا نہ ہو، تو وہ کفر اس پر لوٹتا ہے جس نے کہا ہے، نیز حدیث میں ہے مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ الغرض زید اس صورت میں فاسق ہے، اس کو توبہ کرنی چاہئے اور جس پر تہمت لگائی ہے اس سے معافی مانگنی چاہئے۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم اذا قال الرجل لأخیه یا کافر فقد باء به أحدهما".

نیز حدیث شریف:

"سباب المسلم فسوق قتاله کفر" وقال اللہ وتبارک تعالی: ﴿یآیها الذین اٰمنوا لایسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منهم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیرا منهن ولاتلمزوا انفسکم ولاتنابزوا بالالقاب. بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک هم الظالمون﴾. (فتاوی دار العلوم وقف دیوبند، ج: ۲، ص: ۲۸۹،

۲۹۰، ط، حجة الاسلام اکیڈمی الهند)



مرزائی کی نماز جنازہ پڑھانے والے کی امامت کا حکم؟

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص [جو کہ امام بھی ہے] نے ایک مرزائی کی نماز جنازہ پڑھائی کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

﴿جواب﴾:

باوجود اس بات کے جاننے کے کہ یہ مرزائی ہے اس کی نماز جنازہ پڑھنے والا شخص عاصی وفاسق ہے۔ اس کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے یہاں تک کہ وہ توبہ تائب ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۲،ص:۶۷، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



مرزائی کا نکاح پڑھانے والے کی امامت کا حکم؟

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید خطیب وامام ہے قوم کا اور اس کو سردار پور میں مقتدا سمجھا جاتا ہے۔ داڑھی قبضہ سے کم ہے۔ ہمیشہ کترتا ہے۔ بار بار کہنے سے توبہ نہیں کرتا اور قبضہ بھر پوری نہیں رکھتا اور تاش رات دن کھیلتا ہے۔ اور حقہ نوشی وسگریٹ وغیرہ بھی اس کا شیوہ ہے اور مذاق ولغویت کرتا ہے جس کو ملتانی زبان میں وگئی کہا جاتا ہے اور ہر مجلس میں شامل ہو جاتا ہے اور سرکاری بینکوں کا سود کھانا جائز سمجھتا ہے۔ پھر کہتا ہے اولی الامر کی اطاعت ضروری ہے۔ اصل مطلب جس کی وجہ سے فتویٰ طلب کرنا

پڑا، وہ یہ ہے کہ قصبہ سردار پور میں ایک مرزائی قادیانی آدمی رہتا ہے۔ وہ نہری محکمہ میں افسر ہے۔ اس نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا ہے۔ خدا جانے وہ عورت کس قسم کی ہے۔ زید مذکور معہ چند چیدہ مسلمانوں کے اس مجلس میں شریک ہو کر نکاح خواں بنا ہے اور دس روپے عوض بھی وصول کیا ہے اور مٹھائی وچائے بھی تناول کی۔ اب مسلمانوں کو بڑی پریشانی ہے کہ ہمارے مقتدا صاحب نے کیا کیا ہے؟ لہٰذا شریعت کے مطابق جواب عنایت فرمائیں جو ممانعت ہو اور جس قسم کا گناہ ہو اور جو تعزیر مناسب ہو۔ پوری تفصیل سے جواب فرماویں۔ بینوا توجروا۔

﴿جواب﴾:

اگر فی الواقع امام مذکور میں مندرجہ بالا معاصی کا ارتکاب متحقق ہو اور بعد کامل تفتیش وتحقیق کے واقعات اس طرح ثابت ہو جاویں تو اس شخص کی امامت جائز نہیں بوجوہ ذیل یہ فاسق ہے۔

(۱): ''داڑھی کترانے کی وجہ سے'' کیونکہ حدیث شریف میں مختلف الفاظ سے داڑھی بڑھانے کا حکم وارد ہے۔ **اعفوا اللحی. ارخوا اللحی. وفروا اللحی. اوفوا اللحی وغیر ذالک.** اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس پر مداومت کی ہے۔ امر کا صیغہ اور مواظبت عمل وجوب حکم کا فائدہ دیتا ہے۔ **کما هو المنقول فی اصول الفقه.** صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اثر دربارہ قطع مافوق القبضہ موجود ہے۔ قول صحابی فیما لا یدرک بالرای۔ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ اس لیے علماء نے مافوق القبضہ کے قطع کے جواز کا حکم دیا ہے۔ اگر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ اثر صحیح بخاری میں نہ ہوتا تو علی الاطلاق داڑھی کا بڑھانا واجب ہوتا بہر حال قبضہ سے کم کترانے کے عدم جواز پر امت کا اجماع ہے اور یہی ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔ شامی میں ہے:

واما الاخذ منها وهي دون ذالک [ای قدر القبضة]

كما يفعله بعض المغاربه والمخنثة من الرجال فلم يبحه احد.

اس لیے مادون القبضہ کا کاٹنا اور اس پر دوام واصرار کرنا گناہ کبیرہ ہے اور مرتکب اس کا فاسق ہے۔

(۲): تاش کھیلنا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

"لهو المؤمن باطل". [الحديث]

درمختار میں ہے:

وكره تحريماً اللعب بالنرد وكذا الشطرنج.

شامی لکھتے ہیں:

[قوله الشطرنج] فهو حرام وكبيرة عندنا وفي اباحته اعانة للشيطان على الاسلام والمسلمين. الخ.

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ وامام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے جو جواز منقول ہے اس کے لیے یہ شرط ہے کہ اس پر فحش گوئی، کثرت حلف، قمار نہ ہو اور نہ کسی واجب شرعی میں خلل آئے ورنہ بالاجماع حرام ہے۔ کذا فی الدرالمختار والشامی۔ تاش کا حکم بھی یہی حکم ہے اور شخص مذکور تو حسب سوال فحش گوئی کا عادی ہے لہٰذا فاسق ہے۔

(۳): عام عادت فحش گوئی اور لغویات کی حرمت اور اس کا ناجائز اور موجب گناہ ہونا اظہر من الشمس ہے۔ **والعياذ بالله تعالى.**

(۴): سود کی حرمت قرآن کریم میں مصرح ہے۔

" احل الله البيع وحرم الربوا ".

اور اس کے مرتکب کے لیے شدید وعید ہے۔

" فاذنوا بحرب من الله ورسوله". الأية.

احادیث میں بسط وتفصیل سے حرمت موجود ہے۔ اجماع امت نقدین [سونا چاندی] میں تفاضل کی حرمت پر قائم ہے۔ غرضیکہ نقد مال میں سود کی حرمت قطعی ہے۔ اس کا

انکار کرنا حبط اعمال کا سبب بن سکتا ہے۔ [حفظنا اللّٰہ وجمیع المسلمین منہ] اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واضح فیصلہ کے بعد کسی مومن کو اس میں کلام کرنا خواہ وہ اولوالامر میں سے کیوں نہ ہو جائز نہیں۔

لقولہ تعالی: وما کان لمؤمن ولامؤمنة اذا قضی اللّٰہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرہ من امرھم.

اور نہ ایسے میں اولوالامر کی اطاعت جائز ہے:

لقولہ علیہ السلام لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق. وقولہ علیہ السلام انما الطاعة فی المعروف. [متفق علیہ]

مرزائی بالاجماع دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کے نکاحوں میں شریک ہونا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں۔ چہ جائیکہ خطیب قوم ان کے نکاح میں شرکت کرے یا ان سے میل جول رکھے۔ بوجوہ مذکورہ جب خطیب کا فسق متیقن ہو جاوے تو اس کی امامت ناجائز ہے اور اس کا عزل مسلمانوں پر لازم ہے۔ عامۃ المسلمین پر لازم ہے کہ اس کی تعظیم نہ کریں اور تعلقات اس سے منقطع کر کے اسے توبہ کرنے پر مجبور کریں۔ اس کی امامت اور تعظیم کے بارہ میں حوالہ ذیل شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ملاحظہ ہو رد المحتار میں لکھا ہے:

فقد عللوا کراھة تقدیمہ [ای فاسق] بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامة تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً الخ. واللّٰہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم. (فتاوی مفتی محمودؒ، ج: ٢، ص: ٧٧ تا ٨١، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاھور)



مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت کا حکم؟

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص امام مسجد ہے اور اس کے اعتقادات علماء دیوبند کی طرح ہیں مگر اس کے رشتہ دار مرزائی ہیں۔ جن کے ساتھ اس مولوی امام کا کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا عموماً ہوتا رہتا ہے۔ اب آیا اس مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

﴿جواب﴾:

مرزائی مرتد ہیں، اسلام سے خارج ہیں، اسلام سے خارج ہوجانے کے بعد ان سے سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ تعلقات رکھنا، رشتہ ناطہ کرنا ناجائز ہے۔ اگر سوال میں مذکورہ صورت حال صحیح ہے تو مولوی صاحب مذکور کو لازم ہے کہ اس سے توبہ کرے ورنہ اس کو امامت سے معزول کردیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی مفتی محمودؒ، ج: ۲، ص: ۸۱، ۸۲، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاھور)



منکر شفاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت

﴿سوال﴾:

ایک شخص اپنے آپ کو اہل سنت والجماعۃ کہے اور ظاہراً نمازیں پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو اور شکل مسلمانوں والی ہو اور حافظ قرآن ہو اور دیوبندی ہو لیکن مرزا ملعون اور اس کے متبعین کو کافر نہ کہے بلکہ اصلی مسلمان سمجھے اور اس کے گھر سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ تعلق اور برت برتاؤ اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل ہو اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جسمانی معراج کا منکر ہو اور شفاعت اور کرامت اولیاء اللہ کا منکر ہو، آیا ایسے

عقیدہ والا شخص عنداللہ شریعت محمدیہ میں مسلمان ہے یا کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز جمعہ وعید وغیرہ پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

﴿جواب﴾:

جو شخص مرزا اور مرزائی جماعت کو کافر نہ سمجھے اور مرزائیوں سے رشتہ ناطہ رکھتا ہو اور وفات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل ہو اور معراج جسمانی کا منکر ہو اور شفاعت کا منکر ہو وہ گمراہ اور بددین ہے اس کی امامت جائز نہیں۔ (کفایۃ المفتی، ج:۳، ص:۱۱۲، ۱۱۳، ط، دارالاشاعت کراچی)



مرزائیوں کے لیے امام بننے کا حکم

﴿سوال﴾:

ایک گاؤں میں تین مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔ شیعہ، مرزائی، اہل سنت والجماعت، مگر امام حنفی عقیدہ رکھتا ہے یعنی اہل سنت والجماعت ہے۔ کیا وہ امام ہر سہ مذہب کے لوگوں کی امامت کرسکتا ہے اور ان کی شادی، غمی ودیگر مواقع پر شریک ہوسکتا ہے یا نہیں، جواب بسند ہو، مرزائی وشیعہ کا ذبح کیا ہوا جانور کھانے میں استعمال کرنا امام کے لیے جائز ہے یا نہیں؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

شیعہ اور مرزائی اپنے مذہب والوں سے خود دریافت کریں گے کہ حنفی امام کے پیچھے ان کی نماز درست ہے یا نہیں؟ آپ کو ان کی کیا فکر پڑی اور وہ آپ کے مذہبی مسائل کو تسلیم ہی کب کریں گے، علماء اہل سنت والجماعت کے فتویٰ کے مطابق مرزائی عقیدہ والے کافر ہیں ان کی شادی غمی میں شرکت ان کی میت پر نماز جنازہ ان کے امام کا اقتداء کرنا وغیرہ جملہ امور ناجائز وممنوع ہیں۔ ان کا ذبیحہ بھی ناجائز ہے۔ شیعہ کا درست ہے لیکن حتی الوسع اختلاط

اس سے بھی نہیں چاہیے کہ فساد عقائد کا قوی اندیشہ ہے۔

نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی اللّٰہ تعالی عنها او انکر صحبة الصدیق رضی اللّٰہ تعالی عنه او اعتقد الالوهیة فی علی رضی اللّٰہ تعالی عنه او ان جبرئیل علیه السلام ومنها ای من شرائط الزکوٰة ان یکون مسلماً او کتابیاً فلا تؤکل ذبیحة اهل الشرک والمرتد اهـ. هندیة ج ۵ ص ۲۸۵ فقط واللّٰہ سبحانه وتعالی اعلم. [فتاوی محمودیه، ج ۷ ص ۶۷،۶۸](فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۳۵۱، ۳۵۲، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی سے لڑکی کی شادی کرنے والے کی امامت

﴿سوال﴾:

جس کا داماد احمدی ہو اور وہ اس سے تعلق رکھے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

وہ شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے تاوقت یہ کہ اس کا داماد توبہ وتجدید ایمان کر کے دوبارہ نکاح نہ کرے یا وہ شخص اپنی دختر کو اس سے علیحدہ کرے۔ فقط [احمدی۔ [قادیانی] متفقہ طور پر کافر ہے۔ لہٰذا اس سے مسلمان لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہے اور نہ اس سے اپنا دینی تعلق قائم رکھنا درست ہے۔ ظفیر](فتاوی دار العلوم دیوبند، ج: ۳،ص: ۱۰۵، ط، دار الاشاعت کراچی)



اپنے کومرزائی کہنے والے کی امامت

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ ایک امام مسجد جس نے گذشتہ دنوں اپنے مقتدیوں کے سامنے اعلان کیا کہ میں مرزائی ہوگیا ہوں۔ میرا مسلک وہی ہے جو مرزائیوں کا ہے۔ اب امامت بھی کررہا ہے اور توبہ نامہ تحریری کسی عالم کے پاس جا کر تائب ہونے کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے۔ شرعاً وہ امام مسلمان ہے۔

(۲): شیعہ حضرات میں سے کسی نے صف خرید کر سنیوں کی مسجد میں ڈال دی۔ کچھ لوگ اعتراض کررہے ہیں کہ شیعہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ اس لیے ان لوگوں کا ہماری مسجد پر پیسہ لگانا ناجائز ہے۔ سنیوں کی مسجد پر پیسہ خرچ کرنے والا کہتا ہے کہ میں صحابہ کو گالیاں نہیں دیتا ہوں بلکہ صحابہ کی تعریف کرتا ہوں اور مدح کا قائل ہوں۔ دلائل سے روشنی ڈالیں۔

(۳): کنجر جس کی آمدنی قطعی طور پر حرام کی ہے۔ وہ رقم مسجد پر لگ سکتی ہے۔ دلائل سے واضح فرمائیں جس مسجد میں پانچوں وقت کی نماز باجماعت نہ ہوتی ہو اس مسجد میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

﴿جواب﴾:

(۱): اس امام کے بارے میں تحقیق کی جائے اگر واقعی اس نے مرزائیوں والے عقیدے اختیار کرلیے ہوں تو جب تک وہ توبہ تائب نہ ہو اس کی امامت جائز نہیں ہے۔

(۲): اگر واقعی یہ شیعہ سنیوں جیسا عقیدہ رکھتا ہو اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا یاد نہ کرتا ہو جیسے کہ وہ کہتا ہے تو اس کی خرید کردہ صف پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ مال

حلال سے خرید کی ہو۔

(۳): حرام مال مسجد پر صرف کرنا جائز نہیں۔

لحدیث ان اللّٰہ طیب لایقبل الا طیبا. [مشکوٰۃ ص ۱۶۷، باب فضل الصدقہ]

(۴): ایسی مسجد میں نماز جمعہ جائز ہے۔ بشرطیکہ جمعہ کے دیگر شرائط پائے جائیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس مسجد کو پانچ وقتہ نماز کے ساتھ آباد کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ [فتاوی محمود ج ۲ ص ۵۷، ۵۸] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص: ۳۴۴، ۳۴۵، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



دین دار انجمن کا امام کافر مرتد ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی

﴿سوال﴾:

نیو کراچی میں قادیانیوں کی عبادت گاہ فلاح دارین میں ''دین دار جماعت'' کا قادیانی یاسین پیش امام ہے جو بہت چالاک جھوٹا مکار اور غاصب ہے اس نے مکاری سے کئی کواٹر حاصل کرر کھے ہیں کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کواٹروں پر خود قبضہ کرر کھا ہے اور کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کواٹروں کے تالے توڑ کر اپنے پالتو بدمعاشوں کا قبضہ کروار کھا ہے اور کئی مسلمانوں کو دھوکہ دے کر مسجد کے نام سے رقم وصول کی اور مسجد میں لگانے کے بجائے اپنے گھر میں خرچ کی۔ اور اپنے پالتو بدمعاشوں کی سرپرستی اور عیاشی پر خرچ کی۔ برام کرم آپ یہ بتائیں جن لوگوں نے لاعلمی میں مسجد کے نام پر اس کو رقم دی اس کا ثواب ان کو ملے گا یا وہ رقم برباد ہوگئی۔ اور یہ بتائیں جن لوگوں نے لاعلمی میں اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب ان کو اس کے قادیانی ہونے کا علم ہوا تو نماز چھوڑ دی اب لوگ قریبی بلال مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں جو نمازیں ہم لوگ اب قادیانی یاسین کے پیچھے

لاعلمی میں پڑھ چکے ہیں وہ نمازیں ہوگئیں یا ان کی قضاء کرنا پڑے گی یا کوئی اور طریقہ ہے۔

﴿جواب﴾:

''دین دار انجمن'' قادیانیوں کی جماعت ہے اور یہ لوگ کافر و مرتد ہیں، کسی غیر مسلم کے پیچھے پڑھی گئی نماز ادا نہیں ہوتی۔ جن لوگوں نے غلط فہمی کی بناء پر یاسین مرتد کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں وہ اپنی نمازیں لوٹائیں اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ ''دین دار انجمن'' کے افراد جہاں جہاں مسلمانوں کو دھوکہ دے کر امامت کر رہے ہوں ان کو مسجد سے نکال دیں ان کی تنظیم کو چندہ دینا اور ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔[آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ا ص ۲۳۵، ۲۳۶] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص: ۳۴۵، ۳۴۶، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



امام کا مرزائی سے تنخواہ لینے کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب امامت کر رہے ہیں اور اس کی ماہوار تنخواہ مرزائی ادا کرتا ہے۔ کیا مرزائی سے چندہ لینا درست ہے یا نہ؟

﴿جواب﴾:

نظراً الی بعض العوارض کالاحسان علی اهل الاسلام من اهل الکفر. یعنی بوجہ احتمال احسان علی المسلمین فی الامر الدین کے مرزائی کا چندہ یا تنخواہ لینا درست نہیں۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ اہل اسلام ان کے ممنون ہو کر ان کے مذہبی شعائر میں شرکت یا ان کی خاطر سے اپنے شعائر میں مداہنت کرنے لگیں گے۔ اس لیے مرزائی کی تنخواہ قبول کرنا مناسب نہیں۔ **فان الاسلام یعلو ولایعلی. والید العلیا** [المعطیة]

خیر من الید السفلی [السائلہ و الآخذۃ]. مسلمانوں کوچاہیے کہ خوداپنی حلال کمائی سے چندہ کریں امام کی تنخواہ ادا کریں اور مسجد کے انتظام کے لیے خود کمیٹی مقرر کریں اور اس مرزائی سے بیزاری اختیار کریں۔ونخلع ونترک من یفجرک. یعنی ہم علیحدہ کردیتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے، دعائے قنوت پر عمل کرتے ہوئے ان سے دور رہیں۔(فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۲،ص:۵۷،۶۷،ط،اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



مرزائی متولی کی ولایت میں امامت درست نہیں

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ ایک جگہ نماز پڑھانی ہے۔نماز پڑھنے والے تو سب اہل سنت والجماعت ہیں لیکن جو آدمی تنخواہ دیتا ہے اور جس کے اختیار میں امام مقرر کرنا اور ہٹانا ہے وہ ایک مرزائی ہے۔جو اپنی گروہ سے رقم دیتا ہے۔ اور جو امام رکھتا ہے اس کو یہ حکم دیتا ہے کہ کوئی اختلافی مسئلہ نہ بیان کریں۔اس حکم سے اصل مقصد اس کا یہ ہے کہ مرزائیوں وغیرہ کو کچھ نہ کہنا۔اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ مذکورہ بالا قسم کی امامت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور اس کی شرط کے موافق کوئی اختلافی مسئلہ نہ بیان کرنا خواہ وہ مسئلہ ختم نبوت کیوں نہ ہو یہ کتمان حق ہے یا نہیں بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

جواب:

مرزائی چونکہ بالاتفاق مرتد اور خارج از اسلام ہیں اس لیے ان سے عقد اجارہ کرنا جائز نہیں۔اس کے علاوہ ان کا احسان لینا مسمان کے لیے خلاف مروت ہے جس سے بچنا لازم ہے اور کتمان حق بہت بڑا گناہ ہے۔اس لیے اس صورت میں امامت کرنا جائز نہیں

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۲،ص:۸۵،۸۶، ط،اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



مرزائیوں کے رکھے ہوئے امام کے پیچھے نماز کا حکم

﴿سوال﴾:

کارخانہ میں ایک مسجد ہے جس کی سرپرستی فرقہ مرزائیہ لاہوری پارٹی کو حاصل ہے ان کی جانب سے باتنخواہ امام مقرر ہے۔ ایسے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

اگر امام کے عقائد اہل سنۃ والجماعت کے مسلک کے مطابق ہیں تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے۔ اہل سنۃ پر لازم ہے کہ مسجد کا انتظام اپنے ذمہ لے لیں۔ (خیر الفتاوی، ج: ۲، ص: ۳۷٤، ط، مکتبه امدادیه ملتان)



مرزائیوں کے خلاف تحریک میں جیل جانے کے بعد معافی پر رہائی حاصل کرنے والے کی امامت کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ہمارے چک کے امام مسجد صاحب جو کہ عالم فاضل ہیں اور ان میں امامت کی صلاحیت بھی ہے، مظاہر العلوم سہارن پور کے مستند بھی ہیں وہ تحریک خلاف مرزائیت ستر میں رضا کاروں کے ساتھ جیل میں گئے تھے۔ پھر وہ معافی مانگ کر باہر آ گئے تھے وہ کہتے تھے کہ میں بیمار تھا اور بیماری کی وجہ سے معذور تھا۔ اب چند

لوگوں کو یہ بہانہ مل گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی دریافت طلب امر یہ ہے کہ جن لوگوں نے معافیاں مانگی تھیں وہ مسلمان ہیں یا نہیں اور ان کی امامت نماز شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

﴿جواب﴾:

اگر امام مذکور میں اور کوئی خلاف شرع باتیں نہ ہوں تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۲،ص:۲۸۶،ط،اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



قادیانی افسر کی زیر نگرانی کام کرنے کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ٹیلی فون کے محکمہ میں ایک قادیانی اعلیٰ افسر ہے،اس کی نگرانی میں پچاسیوں مسلمان کام کرتے ہیں،اس قادیانی مرتد کی نگرانی میں شرعاً کام کرنا کیسا ہے؟اس قادیانی افسر کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا،اس کے اعزاز میں پروگرام رکھنا،اس کو صاحب کہہ کر پکارنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

﴿الجواب باسم الملک الوهاب﴾:

واضح رہے کہ قادیانی زندیق ہیں جن کے احکام دوسرے کفار سے زیادہ سخت ہیں،ان کے ساتھ کسی بھی قسم کا لین دین رکھنا اور محبت کا تعلق رکھنا سخت گناہ ہے،حتی الامکان ان کے ساتھ ہر قسم کے معاملات سے بچنا ضروری ہے لیکن چونکہ آپ حکومت وقت کے ملازم ہیں اور تنخواہ بھی حکومت کی طرف سے آپ کو ملتی ہے،لہٰذا آپ کا وہاں ملازمت جاری رکھنا درست ہے،البتہ ان سے سلام کرنا،سلام کا جواب دینا اور ان کی عزت وتکریم کرنا درست نہیں ہے۔

”واما فی اصطلاح الشرع فالفرق اظهر لاعتبارهم

فیہ ابطان الکفر والاعتراف بنبوۃ نبینا صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم علی ما فی شرح المقاصد". [شامی، ۳/۳۲۴]

"**والزندیق من یحرف فی معانی الالفاظ مع ابقاء الفاظ لاسلام کھذا اللعین فی القادیان یدعی انہ یومن بختم النبوۃ ثم یخترع لہ معنی من عندہ یصلح لہ بعدہ الختم دلیلاً علی فتح باب النبوۃ فھذا ھو الزندقۃ حقا ای التغییر فی المضاریق وتبدیل المعانی علی خلاف ما عرفت عند اھل الشرع وصرفھا الی اھوائہ مع ابقاء اللفظ علی ظاھرہ والعیاذ باللّٰہ**". [فیض الباری، ۴/۴۷۲]

"**واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنھم، وھذا یدل علی ان علینا ترک مجالسۃ الملحدین وسائر الکفار عند اظھار ھم الکفر والشرک وما لایجوز علی اللّٰہ اذا لم یمکنا انکارہ**". [احکام القرآن للجصاص، ۳/۵] واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب(ارشاد المفتین، ج: ۱، ص: ۵۲۸، ۵۲۹، ط، مکتبۃ الحسن لاھور)



مرزائی اگر جماعت میں شریک ہوجائے تو نماز مکروہ نہیں ہوگی

﴿سوال﴾:

لاہوری جماعت کے مرزائی حنفیوں کی جماعت نماز میں شریک ہوجاتے ہیں تو نماز میں کوئی کراہت آتی ہے یا نہیں؟ خصوصاً ایسی حالت میں کہ حنفی ایسے جاہل ہوں کہ اگر امام مرزائی کو روکے تو خوف فتنہ کا ہو؟

﴿الجواب﴾:

نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی۔ البتہ مسلمانوں کی جماعت میں تا بمقدور ان کو شریک نہ ہونے دیا جائے کیونکہ اس سے عام مسلمان ان کو مسلمان سمجھ کر ان کے دھوکے میں آجاتے ہیں اور ان کو اپنی مفسدانہ ریشہ دوانیوں کا موقع مل جاتا ہے۔ ہاں اگر ان کے منع کرنے میں فتنہ کا اندیشہ شدید ہو تو چندے صبر کیا جائے اور آہستہ آہستہ لوگوں کو ان کے عقائد باطلہ اور مکائد پر مطلع کرتے رہنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (امداد المفتین، ص: ۲۸۹، ط، دارالاشاعت کراچی)



ایک ہی مسجد میں مسلمانوں اور قادیانیوں کی نماز

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شاہجہاں پور میں ایک مسجد ہے اس میں یہ قرار پایا کہ اول ہر وقت یہاں تک کہ جمعہ کی نماز قادیانی پڑھیں، بعد کو اہلسنت مع خطبہ جمعہ کے، تو حضور فرمائیے کہ ہماری نماز ہوگی یا نہیں؟ پہلے قادیانی خطبہ پڑھ چکے ہم دوبارہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

﴿الجواب﴾:

نہ قادیانیوں کی نماز ہے نہ ان کا خطبہ، خطبہ کہ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اہلسنت اپنی اذان کہہ کر اسی مسجد میں اپنا خطبہ پڑھیں اپنی جماعت کریں یہی اذان و خطبہ و جماعت شرعاً معتبر ہوں گے اور اس سے پہلے جو کچھ قادیانی کر گئے باطل و مردود محض تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ [فتاوی رضویہ، ج ۸ ص ۳۶۶] (فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۳۵۵، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



جمعہ کے خطبہ میں ''منکرین ختم نبوت'' کی تردید کرنا

﴿سوال﴾:

اس موجودہ پُرفتن دور عام طور پر مُسلمانوں کو حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کی اہمیت جتلانے اور صحیح اعتقاد پر قائم رہنے کی خاطر کیا اس وقت خطباء اپنے خطبات میں جمعہ کے روز فقط عربی زبان میں مندرجہ الفاظ بڑھا سکتے ہیں۔ تاکہ مذہب اہل سنت والجماعت کی پوری ترجمانی ہوسکے، جو درحقیقت اسلام اور دین حق ہے۔ خطبہ معروفہ کے اولیٰ خُطبہ میں:

"ونشهد ان من ادعى النبوة بعد سيدنا ﷺ سواء كان تشريعيا او غير تشريعي كمسيلمة الكذاب وغلام احمد القادياني كذاب دجال كافر مرتد خارج عن الاسلام لا نبي بعد سيدنا ﷺ تسليما كثيرا"

اور دُوسرے خُطبہ میں بھی مندرجہ ذیل الفاظ قابل اضافہ ہیں:

اللّٰهم اشدد وطأتک على المرزاييئن ومن يتولهم من المنافقين والكافرين اعدائک اعداء الدين اللّٰهم انا نجعلک في نحورهم ونعوذبک من شرورهم.

﴿الجواب﴾:

خطبہ جمعہ کے اندر الفاظ مندرجہ بالا جن میں آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا تذکرہ ہو، اور دیگر مدعیان نبوت کی تردید ہو پڑھنا جائز ہے بلکہ جس ملک یا علاقہ میں آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف کوششیں ہورہی ہوں وہاں اس قسم کے الفاظ ضرور پڑھنے چاہیں۔ اور مسلمانوں کو خصوصاً حکام اسلام کو ان الفاظ پر اعتراض نہ کرنا چاہئے، ورنہ ان کے ایمان کے سخت ضُعف کا خطرہ ہے۔ جمعوں خطبوں اور دعاؤں میں اللہ سے موجودہ دور کے فتنوں سے پناہ مانگنا عین عبادت ہے۔ اور عبادات سے روکنا کسی مسلمان کے لئے

لائق نہیں ۔فقط واللہ اعلم ۔ (خیر الفتاوی ، ج:۳،ص:۹۲، ۹۳،ط،مکتبہ امدادیہ ملتان)



قادیانی کی نماز جنازہ کا حکم

﴿سوال﴾:

میرے رشتہ داروں میں ایک شخص قادیانی ہے،اس کے مرنے کے بعد میرے لیے اس کے جنازہ میں شرکت کرنا اوراس پرنماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

چونکہ قادیانی مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں،اس بناء پران میں سے کسی کی بھی جنازہ نہیں پڑھی جائے گی چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو،اورنہ ہی قادیانیوں کے مذہب کے مطابق موت کی رسومات میں ان کے ساتھ شامل ہونا جائز ہے،اوراگرایسے رشتہ دار کی تدفین کے لیے اس کا ہم مذہب کوئی آدمی نہ ہوتو تدفین کے شرعی طریقہ سے ہٹ کر صرف زمین میں گڑھا کھودکراسے دفن کیا جائے گا۔

کما قال العلامة علاؤ الدین الحصکفیؒ: اما المرتد فیلقی فی حفرہ کالکلب. [الدرالمحتار علی ھامش ردالمحتار، ج ۱ ص ۶۵۷، باب صلوٰۃ الجنازۃ](فتاوی حقانیه، ج: ۵، ص: ۳۳۵، ط، مکتبه سید احمد شهید اکوڑہ خٹک)



قادیانیوں کا جنازہ جائز نہیں

﴿سوال﴾:

موضع داتہ ضلع مانسہرہ جوکہ ربوہ ثانی ہے۔میں ایک مرزائی مسمی ڈاکٹر محمد سعید کے

مرنے پر مسلمانان ''داتہ'' نے ایک مسلمان امام کے زیر امامت اس قادیانی کی نماز جنازہ ادا کی اور اس کے بعد قادیانیوں نے دوبارہ مسمی مذکور کی نماز جنازہ پڑھی۔ شرعاً امام مذکورہ اور مسلمانوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

مسلمان لڑکیاں قادیانیوں کے گھروں میں بیوی کے طور پر رہ رہی ہیں اور مسلمان والدین کے ان قادیانیوں کے ساتھ داماد اور سسرال جیسے تعلقات ہیں۔ کیا شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رو سے ان کی ہاں پیدا ہونے والی اولاد حلالی ہوگی یا ولد الحرام کہلائے گی؟

عام مسلمانوں کے قادیانیوں کے ساتھ کافروں جیسے تعلقات نہیں۔ بلکہ مسلمانوں جیسے تعلقات ہیں، ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھے، کھاتے پیتے اور ان کی شادیوں اور ماتم میں شرکت کرتے ہیں اور جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو السلام علیکم کہہ کر ملتے ہیں۔ شادی، ماتم میں کھانے دیتے ہیں، فاتحہ میں شرکت کرتے ہیں۔ شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رو سے وہ قابل مواخذہ ہیں یا نہیں؟ اور شرع کی رو سے وہ مسلمان بھی ہیں یا نہیں؟

﴿جواب﴾:

جواب سے پہلے چند امور بطور تمہید ذکر کرتا ہوں۔

(۱): جو شخص کفر کا عقیدہ رکھتے ہوئے اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتا ہو، اور نصوص شریعہ کی غلط سلط تاویلیں کر کے اپنے عقائد کفریہ کو اسلام کے نام سے پیش کرتا ہو، اسے ''زندیق'' کہا جاتا ہے۔ علامہ شامی ''باب المرتد'' میں لکھتے ہیں:

فان الزنديق يموه كفره يروج عقيدته الفاسدة ويخرجها فى الصورة الصحيحة وهذا معنى ابطان الكفر.

[شامی ص ۳۲٤ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه]

''کیونکہ زندیق اپنے کفر پر ملمع کیا کرتا ہے اور اپنے عقیدہ فاسدہ کو رواج دینا چاہتا ہے اور اسے بظاہر صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش

کرتا ہے اور یہی معنی ہیں کفر کو چھپانے کے"۔

اور امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ مسوّیٰ شرح عربی مؤطا میں لکھتے ہیں:

بیان ذالک ان المخالف للدین الحق ان لم یعترف به ولم یذعن له لا ظاهرا ولا باطنا فهو کافر وان اعترف بلسانه وقلبه علی الکفر فهو المنافق. وان اعترف به ظاهرا لکنه یفسر بعض ما ثبت من الدین ضرورة بخلاف ما فسره الصحابة والتابعون واجتمعت علیه الامة فهو الزندیق.

[صفحه ۱۳۰، ج ۲ مطبوعه رحیمیه دهلی]

"شرح اس کی یہ ہے کہ جو شخص دین حق کا مخالف ہے اگر وہ دین اسلام کا اقرار ہی نہ کرتا ہو، اور نہ دین اسلام کو مانتا ہو، نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر تو وہ کافر کہلاتا ہے اور اگر زبان سے دین کا اقرار ہو لیکن دین کے بعض قطعیات کی ایسی تاویل کرتا ہو جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین اور اجماع امت کے خلاف ہو تو ایسا شخص "زندیق" کہلاتا ہے"۔

آگے تاویل صحیح اور تاویل باطل کا فرق کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

ثم التاویل تاویلان، تاویل لایخالف قاطعاً من الکتاب والسنة واتفاق الامة وتاویل یصادم ما ثبت بقاطع فذلک الزندقه.

"پھر تاویل کی دو قسمیں ہیں ایک وہ تاویل جو کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ کسی قطعی مسئلہ کے خلاف نہ ہو اور دوسری وہ تاویل جو ایسے مسئلے کے خلاف ہو جو دلیل قطعی سے ثابت ہے پس ایسی تاویل "زندقہ" ہے"۔

آگے زندیقانہ تاویلوں کی مثالیں ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے

ہیں:

او قال ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم ولکن معنی هذا الکلام انه لایجوز ان یسمی بعده احد بالنبی و اما معنی النبوة وهو کون الانسان مبعوثا من اللّٰہ تعالیٰ الی الخلق مفترض الطاعة معصوما من الذنوب ومن البقاء علی الخطا فیما بری فهو موجود فی الامة بعده فهو الزندیق. [مسوی ج ۲ ص ۱۳۰ مطبوعه رحیمیه دهلی]

"یا کوئی شخص یوں کہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ خاتم النبیین ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کا نام نبی نہیں رکھا جائے گا۔ لیکن نبوت کا مفہوم یعنی کسی انسان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کی طرف مبعوث ہونا، اس کی اطاعت کا فرض ہونا، اور اس کا گناہوں سے اور خطا پر قائم رہنے سے معصوم ہونا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد امت میں موجود ہے تو یہ شخص "زندیق" کہلاتا ہے"۔

خلاصہ یہ کہ جو شخص اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے رنگ میں پیش کرتا ہو، اسلام کے قطعی و متواتر عقائد کے خلاف قرآن وسنت کی تاویلیں کرتا ہو ایسا شخص "زندیق" کہلاتا ہے۔

دوم: یہ کہ زندیق مرتد کے حکم میں ہے بلکہ ایک اعتبار سے زندیق، مرتد سے بھی بدتر ہے، کیونکہ اگر مرتد توبہ کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہو تو اس کی توبہ بالاتفاق لائق قبول ہے لیکن زندیق کی توبہ قبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے:

(و) کذا الکافر بسبب (الزندقه) لاتوبة له وجعله فی الفتح ظاهر المذهب لکن فی حظر الخانیه الفتوی علی انه

(اذا اخذ) الساحر او الزندیق المعروف الداعی (قبل توبته) ثم تاب لم تقبل توبته ویقتل ولو اخذ بعد ھا قبلت. [شامی ص ۳۲٤ ج ۳ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه]

''اوراسی طرح جو شخص زندقہ کی وجہ سے کافر ہوگیا ہواس کی توبہ قابل قبول نہیں اور فتح القدیر میں اس کوظاہر مذہب بتایا ہے لیکن فتاوی قاضی خان میں کتاب الحظر میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے جب جادوگراور زندیق جو معروف اور داعی ہوں توبہ سے پہلے گرفتار ہوجائیں اور پھر گرفتار ہونے کے بعد توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں بلکہ ان کو قتل کیا جائے گا اور اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی تھی تو توبہ قبول کی جائے گی''۔

البحرالرائق میں ہے:

لاتقبل توبة الزندیق فی ظاھر المذھب وھو من لایتدین بدین...... وفی الخانیة قالوا ان جاء الزندیق قبل ان یوخذ فاقر انه زندیق فتاب عن ذالک تقبل توبته وان اخذ ثم تاب لم تقبل توبته ویقتل. [ص ۱۲٦، ج ٥، دار المعرفه بیروت]

''ظاہر مذہب میں زندیق کی توبہ قابل قبول نہیں اور زندیق وہ شخص ہے جو دین کا قائل نہ ہو....اور فتاویٰ قاضی میں ہے کہ اگر زندیق گرفتار ہونے سے پہلے خود آکر اقرار کرے کہ وہ زندیق ہے پس اس سے توبہ تو اس کی توبہ قبول ہے اور اگر گرفتار ہوا پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی بلکہ اسے قتل کیا جائے گا''۔

سوم: قادیانیوں کا زندیق ہونا بالکل واضح ہے۔ کیونکہ ان کے عقائد اسلامی عقائد کے قطعاً خالف ہیں اور وہ قرآن وسنت کی نصوص میں غلط سلط تاویلیں کرکے جاہلوں

کو یہ باور کراتے ہیں کہ خود تو وہ پکے سچے مسلمان ہیں ان کے سوا باقی پوری امت گمراہ اور کافر و بے ایمان ہے جیسا کہ قادیانیوں کے دوسرے سربراہ آنجہانی مرزا محمود لکھتے ہیں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود [یعنی مرزا] کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں''۔ [آئینہ صداقت ص ۳۵]

مرزائیوں کے ملحدانہ عقائد حسب ذیل ہیں:

(۱): اسلام کا قطعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا اس کے برعکس، قادیانی نہ صرف اسلام کے اس قطعی عقیدے کے منکر ہیں، بلکہ نعوذ باللہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے بغیر اسلام کو مردہ تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد کا کہنا ہے کہ:

''ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لیے ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لیے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیے.... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اس لیے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیے''۔ [ملفوظات مرزا، ج ۱۰، ص ۱۲۷ طبع شدہ ربوہ]

(۲): اسلام کا قطعی عقیدہ ہے کہ وحی نبوت کا دروازہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بند ہو چکا ہے اور جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت کا دعویٰ کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے لیکن قادیانی مرزا غلام احمد کی خود تراشیدہ وحی پر ایمان رکھتے ہیں اور اسے قرآن کریم کی طرح مانتے ہیں۔ قرآن کریم کے ناموں میں سے ایک

نام ''تذکرہ'' ہے۔ قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کی ''وحی'' کو ایک کتاب کی شکل میں مرتب کیا ہے اور اس کا نام ''تذکرہ'' رکھا ہے یہ گویا قادیانی قرآن ہے۔ نعوذ باللہ اور یہ قادیانی وحی کوئی معمولی قسم کا الہام نہیں جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ وحی قرآن کریم کے ہم سنگ ہے ملاحظہ فرمائیے۔

۱: ''اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی''۔ [ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰]

۲: ''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر''۔ [اربعین ص ۱۱۲، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴]

۳: ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے اوپر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں''۔ [حقیقۃ الوحی ص ۲۲۰، خزائن ج ۲۲ ص ایضا]

(۳) اسلام کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد معجزہ دکھانے کا دعویٰ کفر ہے کیونکہ معجزہ دکھانا صرف نبی کی خصوصیت ہے پس جو شخص معجزہ دکھانے کا دعویٰ کرے، وہ مدعی نبوت ہونے کی وجہ سے کافر ہے۔ [شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲] میں علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

التحدی فرع دعوی النبوۃ ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر بالاجماع.

''معجزہ دکھانے کا دعویٰ فرع ہے دعویٰ نبوت کی اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بالاجماع کفر ہے''۔

اس کے برعکس قادیانی مرزا غلام احمد کی وحی کے ساتھ اس کے ''معجزات'' پر بھی

ایمان رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کو نعوذ باللہ قصے اور کہانیاں قرار دیتے ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی صورت میں نبی ماننے کے لیے تیار ہیں جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی نبی مانا جائے ورنہ ان کے نزدیک نہ تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی ہیں اور نہ دین اسلام، دین ہے۔ مرزا غلام احمد لکھتے ہیں:

''وہ دین، دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی، نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالمات الٰہی سے مشرف ہوسکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقول باتوں پر [یعنی اسلامی شریعت پر جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے، ناقل] انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے...... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں، شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے''۔ [خزائن ص ۳۰۶، ج ۲۱ / ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۹]

''یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہوسکتا ہے کہ جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا..... میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی''۔ [ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۳، خزائن ص ۳۵۴ ج ۲۱]

''اگر سچ پوچھو تو ہمیں قرآن کریم پر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی اسی [مرزا] کے ذریعے ایمان حاصل ہوا۔ ہم قرآن کریم کو خدا

تعالیٰ کا کلام اس لیے یقین کرتے ہیں کہ اس کے ذریعے آپ [مرزا] کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ ہم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت پر اس لیے ایمان لاتے ہیں کہ اس سے آپ [مرزا] کی نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔ ناداں ہم پر اعتراض کرتا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود [مرزا] کو نبی مانتے ہیں اور کیوں اس کے کلام کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں۔ وہ نہیں جانتا کہ قرآن کریم پر یقین ہمیں اس کے کلام کی وجہ سے ہوا اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت پر یقین اس [مرزا] کی نبوت سے ہوا ہے"۔ [مرزا بشیر الدین کی تقریر الفضل قادیان ج نمبر ۳ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۲۵ء]

مندرجہ بالا دونوں عبارتوں سے واضح ہے کہ اگر مرزا قادیانی پر وحی الٰہی کا نزول تسلیم نہ کیا جائے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ مانا جائے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت بھی ان کے نزدیک نعوذ باللہ باطل ہے اور دین اسلام محض قصوں کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ مرزا قادیانی ایسے اسلام کو لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت قرار دے کر اس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں بلکہ سب دہریوں سے بڑھ کر اپنے دہریہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو نظر عبرت سے دیکھنا چاہیے کیا اس سے بڑھ کر کوئی کفر و الحاد اور زندقہ ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دین اسلام کو اس طرح پیٹ بھر کر گالیاں نکالی جائیں۔

(۴): مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "محمد رسول اللہ" ہیں لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں اپنے الہام کی بنیاد پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خود "محمد رسول اللہ" ہے نعوذ باللہ۔ چونکہ قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کی "وحی" پر قطعی ایمان رکھتے ہیں، اس لیے وہ مرزا آنجہانی کو "محمد رسول اللہ" مانتے ہیں اور جو شخص مرزا کو "محمد رسول اللہ" نہ مانے اسے کافر سمجھتے ہیں۔

(۵): قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی بنا پر مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا اور وہ قرب قیامت میں نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ لیکن مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی، عیسیٰ ہے اور قرآن وحدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی جو خبر دی گئی ہے اس سے مراد، مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

قادیانیوں کے اس طرح بے شمار زندیقانہ عقائد ہیں جن پر علماء نے بہت سی کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ اس لیے مرزائیوں کا کافر و مرتد اور ملحد و زندیق ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے۔

چہارم: نماز جنازہ صرف مسلمانوں کی پڑھی جاتی ہے کسی غیر مسلم کا جنازہ جائز نہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

”ولاتصل علی احد منهم مات ابداً ولاتقم علی قبره انهم کفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون“. [التوبة ص ۸٤]

”ان میں کوئی مرجائے تو اس [کے جنازہ] پر کبھی نماز نہ پڑھ اور نہ [دفن کے لیے] اس کی قبر پر کھڑے ہو جیئے۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالت کفر ہی میں مرے ہیں“۔

اور تمام فقہاء امت اس پر متفق ہیں کہ جنازہ کے جائز ہونے کے لیے شرط ہے کہ میت مسلمان ہو، غیر مسلم کا جنازہ بالاجماع جائز نہیں نہ اس کے لیے دعاء مغفرت کی اجازت ہے اور نہ اس کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرنا ہی جائز ہے۔

ان تمہیدات کے بعد اب بالترتیب سوالوں کا جواب لکھا جاتا ہے۔

﴿جواب سوال اول﴾:

جن مسلمانوں نے مرزائی مرتد کا جنازہ پڑھا ہے اگر وہ اس کے عقائد سے ناواقف تھے تو انہوں نے بُرا کیا اس پر ان کو استغفار کرنا چاہیے کیونکہ مرزائی مرتد کا جنازہ پڑھ کر

انہوں نے ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

اور اگر ان لوگوں کو معلوم تھا کہ یہ شخص مرزا غلام احمد کو نبی مانتا ہے، اس کی ''وحی'' پر ایمان رکھتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا منکر ہے، اس علم کے باوجود انہوں نے اس کو مسلمان سمجھا اور مسلمان سمجھ کر ہی اس کا جنازہ پڑھا تو ان تمام لوگوں کو جو جنازہ میں شریک تھے، اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیے کیونکہ ایک مرتد کے عقائد کو اسلام سمجھنا کفر ہے اس لیے ان کا ایمان بھی جاتا رہا اور نکاح بھی باطل ہوگیا۔ ان میں سے کسی نے اگر حج کیا تھا تو اس پر دوبارہ حج کرنا بھی لازم ہے۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک کسی مسلمان کا جنازہ جائز نہیں، یہاں تک کہ مسلمانوں کے معصوم بچے کا جنازہ بھی قادیانیوں کے نزدیک جائز نہیں۔ چنانچہ قادیانیوں کے خلیفہ دوم مرزا محمود اپنی کتاب ''انوار خلافت'' میں لکھتے ہیں۔

''ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی [یعنی مسلمان] تو حضرت مسیح موعود [غلام احمد قادیانی] کے منکر ہوئے اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں؟

میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب بچے کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا اس لیے اس کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے پھر میں کہتا ہوں کہ بچہ گنہگار نہیں ہوتا اس کو جنازے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پس ماندگان کے لیے اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں، بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لیے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے''۔ [انوار خلافت ص ۹۳]

اخبار الفضل مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں مرزا محمود کا ایک فتویٰ شائع ہوا کہ:

''جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا ہے اگرچہ وہ

معصوم ہی ہوتا ہے اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا"۔

چنانچہ اپنے مذہب کی پیروی کرتے ہوئے چوہدری ظفر اللہ خان نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا اور منیر انکوائری عدالت میں جب اس کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا:

"نماز جنازہ کے امام مولانا شبیر احمد عثمانی، احمدیوں کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دے چکے تھے اس لیے میں اس نماز میں شریک ہونے کا فیصلہ نہ کرسکا۔ جس کی امامت مولانا کررہے تھے"۔ [رپورٹ تحقیقاتی عدالت پنجاب، ص۲۱۲]

لیکن عدالت سے باہر جب ان سے یہ بات پوچھی گئی کہ آپ نے قائداعظم کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا؟ تو اس نے جواب دیا:

"آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر"۔ [زمیندار، لاہور ۸ فروری ۱۹۵۰ء]

اور جب اخبارات میں چوہدری ظفر اللہ کی اس ہٹ دھرمی کا چرچا ہوا تو جماعت احمدیہ ربوہ کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا گیا:

"جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائداعظم احمدی نہ تھے لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں"۔ [ٹریکٹ ۲۲، احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ، ناشر مہتمم نشر و اشاعت انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ]

قادیانیوں کے اخبار الفضل نے اس جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:

"کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابوطالب بھی قائداعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے۔ مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول خدا نے"۔ [الفضل ربوہ، ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء]

کس قدر لائق شرم بات ہے کہ قادیانی تو مسلمانوں کو ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کی طرح کافر سمجھتے ہوئے نہ ان کے بڑے بڑے آدمی کا جنازہ پڑھیں اور ان کے معصوم بچوں کا.... کیا ایک مسلمان کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ قادیانی مرتد کا جنازہ پڑھے؟ کیا اس کی غیرت اس کو برداشت کرسکتی ہے؟

﴿جواب سوال دوم﴾:

جب یہ معلوم ہوا کہ قادیانی، کافر و مرتد ہیں تو اسی سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ کسی مسلمان لڑکی کا نکاح مرزائی مرتد سے نہیں ہوسکتا بلکہ شرع اسلام کی رو سے یہ خالص زنا ہے اگر کسی مسلمان نے لاعلمی اور بے خبری کی وجہ سے کسی مرزائی کو لڑکی بیاہ دی ہے تو اس کا فرض ہے کہ علم ہوجانے کے بعد اپنے گناہ سے توبہ کرے اور لڑکی کو قادیانیوں کے چنگل سے واگزار کرائے۔

واضح رہے کہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں کی وہی حیثیت ہے جو ہمارے نزدیک یہودیوں اور عیسائیوں کی ہے۔ مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں سے لڑکیاں لینا تو جائز ہے لیکن مسلمانوں کو دینا جائز نہیں۔ مرزا محمود کا فتویٰ ہے۔

> ''جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے میرے نزدیک وہ احمدی نہیں، کوئی شخص کسی کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی سے نکاح میں نہیں دے سکتا۔ سوال:..... جو نکاح خواں ایسا پڑھائے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ جواب:..... ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے جو اس شخص کی نسبت دیا جاسکتا ہے۔ جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو۔ سوال:.... کیا ایسا شخص جس نے غیر احمدیوں سے اپنی لڑکی کا رشتہ کیا ہے، وہ دوسرے احمدیوں کو شادی میں مدعو کرسکتا ہے؟ جواب:.... ایسی شادی میں شریک ہونا بھی جائز نہیں''۔
>
> [اخبار الفضل قادیان، ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء]

پس جس طرح مرزا محمود کے نزدیک وہ شخص مرزائی جماعت سے خارج ہے جو کسی مسلمان لڑکے کو اپنی لڑکی بیاہ دے اسی طرح وہ مسلمان بھی دائرا اسلام سے خارج ہے جو قادیانیوں کے عقائد سے واقف ہونے کے بعد کسی مرتد مرزائی کو اپنی لڑکی دینا جائز سمجھے اور جس طرح مرزا محمود کے نزدیک کسی مرزائی لڑکی کا نکاح کسی مسلمان لڑکے سے پڑھانا ایسا ہے جیسا کہ کسی ہندو یا عیسائی سے، اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ کسی مرزائی مرتد کو داماد بنانا ایسا ہے جیسے کسی ہندو، سکھ، چوہڑے کو داماد بنالیا جائے۔

﴿جواب سوال سوم﴾:

کسی مسلمان کے لیے مرزائی مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کرنا حرام ہے ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، ان کی شادی غمی میں شرکت کرنا یا ان کو اپنی شادی غمی میں شریک کرانا حرام اور قطعی حرام ہے۔ جو لوگ اس معاملے میں رواداری سے کام لیتے ہیں وہ خدا اور رسول کے غضب کو دعوت دیتے ہیں ان کو اس سے توبہ کرنی چاہیے اور مرزائیوں سے اس قسم کے تمام تعلقات ختم کردینے چاہئیں۔ قادیانی خدا اور رسول کے دشمن ہیں اور خدا اور رسول کے دشمنوں سے دوستانہ تعلق رکھنا کسی مؤمن کا کام نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید میں ہے:

لاتجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الأخر یوآدون من حآد اللّٰہ ورسولہ ولو کانوا آبائھم او ابنائھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا. رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللّٰہ الا ان حزب اللّٰہ ھم المفلحون. [المجادلۃ: ۲۲]

''جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر [پورا پورا] ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور رسول

کے برخلاف ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہو۔ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے۔ اور ان [کے قلوب] کو اپنے فیض سے قوت دی ہے۔ [فیض سے مراد نور ہے] اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے“۔ [حضرت تھانویؒ]

اخیر میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ پاکستان کے آئین میں قادیانیوں کو ”غیر مسلم اقلیت“ قرار دیا گیا، لیکن قادیانیوں نے تاحال نہ تو اس فیصلے کو تسلیم کیا ہے اور نہ انہوں نے پاکستان میں غیر مسلم شہری [ذمی] کی حیثیت سے رہنے کا معاہدہ کیا ہے۔ اس لیے ان کی حیثیت ذمیوں کی نہیں بلکہ ”محارب کافروں“ کی ہے اور محاربین سے کسی قسم کا تعلق شرعاً جائز نہیں۔ (فتاوی ختم نبوت، ج:۱ص:۳۵۶ تا ۳۶۳، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی کی نماز جنازہ پڑھنے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قادیانی کا جنازہ پڑھنے والا بالخصوص جو جائز سمجھے وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ بصورت ثانی اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

﴿الجواب باسم الملک الوهاب﴾:

”ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره“ قرآن پاک کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کافر و مشرک اور مرتد کے لیے مغفرت کی دعا کرنا یا اس پر نماز

جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے، قادیانی چونکہ باجماع امت کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، ان کی نماز جنازہ کو جائز سمجھ کر پڑھنے والا بھی دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے، اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ اس کو اس کا علم ہو۔

"قال رحمه اللّٰه (وشرطها) ای شرط الصلوٰة عليه (اسلام الميت وطهارته) اماالاسلام فلقوله تعالیٰ ولاتصل علی احد منهم مات ابدا يعنی المنافقين وهم الكفرة ولانها شفاعة للميت اكراماً له وطلبا للمغفرة والكافر لاتنفعه الشفاعة ولايستحق الاكرام". (تبيين الحقائق، ۱/ ۲۳۹)

"(وشرطها اسلام الميت وطهارته) فلاتصح علی الكافر للآية ولاتصل علی احدم منهم مات ابدا". (البحر الرائق، ۲/ ۳۱۴) واللّٰه تعالیٰ اعلم۔(ارشاد المفتين، ج: ۱، ص: ۴۶۸، ط، مكتبة الحسن لاهور/ كفاية المفتی، ج: ۱، ص: ۳۲۷، ط، دار الاشاعت كراچی/ فتاوی مفتی محمودؒ، ج: ۱، ص: ۲۴۱، ۲۴۲، ط، اشتياق اے مشتاق پريس لاهور)



قادیانی کے بچے کا جنازہ پڑھنے کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ قادیانی ہے اس کا دس بارہ دن کا بچہ فوت ہو گیا آج سے چند دن قبل اس بچہ کی نماز جنازہ ایک مسلمان نے پڑھی جو شخص امامت کرا رہا ہے اس کو معلوم ہے کہ میں قادیانی بچے کا جنازہ پڑھا رہا ہوں اور جو پڑھ رہے ہیں ان کو بھی معلوم ہے کہ ہم قادیانی بچے کا جنازہ پڑھ رہے ہیں ان حضرات

کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

جن مسلمانوں نے مرزائی مرتد کا جنازہ پڑھا ہے اگر وہ اس کے عقائد سے واقف تھے اس علم کے باوجود اگر انہوں نے اس کو مسلمان سمجھا اور مسلمان سمجھ کر ہی اس کا جنازہ پڑھا تو ان لوگوں کو جو جنازہ میں شریک تھے اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیے، کیونکہ ایک مرتد کے عقائد کو اسلام سمجھنا کفر ہے، اس لیے ان کا ایمان جاتا رہا اور نکاح بھی باطل ہو گیا اور اگر لاعلمی میں جنازہ پڑھا ہے تو سب گناہ گار ہوئے ہیں اس لیے توبہ واستغفار کریں۔

"والاصل ان من اعتقد الحرام حلالا فان کان حرام لغیرہ کمال الغیر لایکفر وان کان لعینه فان کان دلیله قطعیا کفر والا فلا..... وقیل التفصیل فی العالما ما الجاھل فلایفرق بین الحلال والحرام لعینہ ولغیرہ وانما الفرق فی حقه ان کان قطعیا کفر به والا فلا یکفر اذا قال الخمر لیس بحرام". (بحر الرائق، ۵/۲۰۶، فتاوی عالمگیری، ۲/۲۷۴)

"والصبی اذا وقع فی ید المسلم فی الجند فی دار الحرب وحدہ ومات ھناک صلی علیه. واعتبر مسلما تبعا لصاحب الید عند انعدام تبعیة الابوین ویستوی الجواب فیما قلنا اذا کان الصبی عاقلا او غیر عاقل لانه قبل البلوغ تابع للابوین فی الدین مالم یصف الاسلام". (تاتارخانیه، ۲/۱۲۴، المحیط البرھانی، ۳/۸۴)

"اذا کان مع الصبی ابواہ او احدھما یعتبر تابعا لھما لا للدار فیجعل کافرا تبعا لھما والاصل فی ذلک قوله علیه

الصلوٰة والسلام كل مولود يولد على الفطرة الا ان ابواه يهودانه او ينصرانه او يمجسانه". (المحيط البرهانى، ۳/۸٤)

والله تعالىٰ اعلم بالصواب۔(ارشاد المفتين، ج: ۱، ص: ۵۲۲، ط، مكتبة الحسن لاهور)



مرزائی کا جنازہ پڑھنے والے مسلمان کوتوبہ کرنا ضروری ہے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مرزائی فوت ہوگیا۔ جو کہ مرزائیت کا بڑا پرچار بھی کرتا رہا۔ اور مسلمانوں میں تفریق ڈالتا رہا۔ تو اس کی نماز جنازہ جب کہ ان کی پارٹی کے امام نے پڑھائی تو کئی مسلمانوں نے اس میں شرکت کی۔ تو اب جن مسلمانوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ان کے بارے میں جو شرعی حکم ہے بتلایا جائے؟

﴿جواب﴾:

مرزائی شرعاً قانوناً دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں جو مسلمان ان کے جنازہ میں شریک ہوئے ہیں۔ گنہگار ہیں۔ ان پر توبہ تائب ہونا لازم ہے۔ اور ونخلع ونترک من یفجرک کے عہد پر قائم رہنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۳، ص:۵۵تا۵۶، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



کسی مرزائی کے قبول اسلام کے حق میں گواہیوں کے سبب جنازہ پڑھانے کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے مرزائی [جو کہ متفقہ طور پر کافر ہے] کا جنازہ پڑھایا۔ جب اس شخص سے پوچھا گیا کہ تو نے کافر کا جنازہ کیوں پڑھا ہے تو اس نے جواب دیا۔ کہ چار پانچ آدمیوں نے گواہی دی ہے کہ وہ مرزائی شخص ہمارے سامنے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا تھا۔ لیکن لوگوں نے اس سے کہا کہ جو لوگ گواہی دیتے ہیں۔ ان سے یہی گواہی لکھوا کر واضح کرو۔ تو اس شخص کے کہنے پر گواہوں نے گواہی دینے سے انکار کر دیا۔ کہ ہم لکھ کر نہیں دیتے۔ اب غور طلب یہ بات ہے کیا وہ شخص جس نے جنازہ پڑھایا ہے۔ وہ مسلمان رہا ہے یا نہیں اور اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں امر کی وضاحت فرماویں۔

جواب:

اگر واقعی اس شخص کے مسلمان ہو جانے پر پانچ آدمیوں کی شہادت دینے کی بنا پر امام نے اس کا نماز جنازہ پڑھایا ہے تو شرعاً گنہگار نہیں ہوگا۔ اگر گواہ زبانی شہادت دیتے ہیں تو بھی شہادت کافی ہے۔ گواہوں پر تحریری شہادت لازم نہیں۔

اس امام نے مرزائی کو اس شہادت کی بنا پر مسلمان سمجھ کر جنازہ پڑھایا ہے لہٰذا اس امام کے کفر یا فسخ نکاح کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر اس کے مسلمان ہونے کی کوئی شہادت موجود نہیں تو مرزائی کو مسلمان سمجھنا کفر ہے۔ اور مرزائی کو کافر سمجھتے ہوئے اس کا نماز جنازہ پڑھانا فسق اور گناہ کبیرہ ہے۔ بہر حال امام پر کفر کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ مرزائی بالاتفاق کافر ہیں۔ اور ان کا جنازہ پڑھنا پڑھانا اور ان سے میل جول رکھنا حرام اور ناجائز

ہے۔اس لیے آئندہ پوری احتیاط کریں کہ جب تک مسلمان ہونے کا یقینی ثبوت نہ ہو جنازہ نہ پڑھایا جاوے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی مفتی محمودؒ، ج: ۳، ص: ٦٤، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاھور)



جنازہ پڑھانے والا خود گواہ ہے کہ متوفی مرزائیت سے تائب ہو گیا تھا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے مرزائی کا جنازہ پڑھایا اور وہ کہتا ہے کہ اس نے مرتے وقت میرے سامنے کلمہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور کہا کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعوی کرے وہ کافر ہے۔نیز اس مرزائی کے رشتہ دار کہتے ہیں کہ متوفی نے کلمہ نہیں پڑھا بلکہ کافر مرا ہے۔کیا اس کی نماز جنازہ پڑھانے والے امام کا نکاح باطل ہوتا ہے یا نہیں۔یا اس کا نماز جنازہ پڑھانا کیسا ہے۔ویسے مرزائی کے نماز جنازہ پڑھانے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿جواب﴾:

مرزائی بالاتفاق اہل سنت والجماعۃ کی نظر میں کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مسلمانوں کے لیے ان کی نماز جنازہ پڑھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔لہٰذا جس مولوی صاحب نے دیدہ دانستہ مرزائی کی نماز جنازہ پڑھی ہے۔اس پر توبہ واستغفار لازم ہے۔نکاح اس کا باطل نہیں ہوا۔اور اگر مرزائی مذکور نے مرنے سے قبل ہوش کی حالت میں کلمہ طیبہ پڑھ لیا ہے۔اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اور مدعی نبوت کو کافر کہا ہے تو پھر وہ شرعاً مسلمان ہو گیا تھا۔تمام مسلمانوں کو اس کی نماز جنازہ میں شریک ہونا چاہیے تھا۔فقط واللہ تعالیٰ

اعلم (فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۳،ص:۶۵،ط،اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



قادیانی مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ناجائز ہے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس سلسلہ میں کہ بعض قادیانی اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کردیتے ہیں اور پھر مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ ان کو نکالا جائے۔تو کیا قادیانی کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں؟ اور مسلمانوں کے اس طرز عمل کا کیا جواز ہے؟

﴿جواب﴾:

قادیانی غیر مسلم اور زندیق ہیں۔ان پر مرتدین کے احکام جاری ہوتے ہیں۔کسی غیر مسلم کی نماز جنازہ جائز نہیں، چنانچہ قرآن کریم میں اس کی صاف ممانعت موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

ولاتصل علی احد منهم مات ابداً ولاتقم علی قبره انهم کفروا باللّٰه ورسوله وماتوا وهم فاسقون. [التوبة: ۸۴]

’’اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر، وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مر گئے نافرمان‘‘۔[ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ]

اسی طرح کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔جیسا کہ آیت کریمہ کے الفاظ ’’**ولا تقم علی قبره**‘‘ سے معلوم ہوتا ہے۔چنانچہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے قبرستان ہمیشہ الگ الگ رہے۔پس کسی مسلمان کے اسلامی حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔

علامہ سعد الدین مسعود بن عمر بن عبداللہ التفتازانی [المتوفی ۷۹۱ھ] ''شرح المقاصد'' میں ایمان کی تعریف میں مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر ایمان دل وزبان سے تصدیق کرنے کا نام ہو تو اقرار رکن ایمان ہوگا۔ اور ایمان تصدیق مع الاقرار کو کہا جائے گا لیکن اگر ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہو۔

فان الاقرار حينئذ شرط لاجراء الاحكام عليه فى الدنيا عن الصلوٰة عليه وخلفه والدفن فى مقابر المسلمين والمطالبة بالعشور والزكاوات ونحو ذلك. [شرح المقاصد ۲/ ۲۴۸ مطبوعه دار المعارف النعمانيه لاهور]

''تو اقرار اس صورت میں، اس شخص پر دنیا میں اسلام کے احکام جاری کرنے کے لیے شرط ہوگا۔ یعنی اس کی نماز جنازہ، اس کے پیچھے نماز پڑھنا۔ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا، اس سے زکوٰۃ وعشر کا مطالبہ کیا جانا اور اس طرح کے دیگر امور''۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی ان اسلامی حقوق میں سے ایک ہے جو صرف مسلمان کے ساتھ خاص ہیں، اور یہ کہ جس طرح کسی غیر مسلم کی اقتداء میں نماز جائز نہیں، اس کی نماز جنازہ جائز نہیں اور اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ درست نہیں ٹھیک اسی طرح کسی غیر مسلم مردے کو مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ دینا بھی جائز نہیں اور یہ کہ یہ مسئلہ تمام امت مسلمہ کا متفق علیہ اور مسلمہ مسئلہ ہے۔ جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ چنانچہ ذیل میں مذاہب اربعہ کی مستند کتابوں سے اس مسئلہ کی تصریحات نقل کی جاتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ الموفق۔

فقہ حنفی:

شیخ زین الدین ابن نجیم المصری [المتوفی ۹۷۰ھ] ''الاشباہ والنظائر'' کے فن اول قاعدہ ثانیہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

قال الحاكم في الكافي من كتاب التحرى: واذا اختلط موتى المسلمين وموتى الكفار فمن كانت عليه علامة المسلمين صلى عليه ومن كانت عليه علامة الكفار ترك. فان لم تكن عليهم علامة المسلمون اكثر غسلوا وكفنوا وصلى عليهم، وينوون بالصلوٰة والدعاء للمسلمين دون الكفار، ويدفنون في مقابر المسلمين. وان كان الفريقان سواء او كانت الكفار اكثر لم يصل عليهم، ويغسلون ويكفنون ويدفنون في مقابر المشركين. [الاشباه والنظائر، ج ۱ ص ۱۵۲ ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه كراچى]

''امام حاکم''الکافی'' کی کتاب التحری میں فرماتے ہیں اور جب مسلمان اور کافر مردے خلط ملط ہو جائیں تو جن مردوں پر مسلمانوں کی علامت ہوگی ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور جن پر کفار کی علامت ہوئی ان کی نماز جنازہ نہیں ہوگی اور اگر ان پر کوئی شناختی علامت نہ ہو تو اگر مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو تو سب کو غسل وکفن دے کر ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نیت یہ کی جائے گی کہ ہم صرف مسلمانوں پر نماز پڑھتے اور ان کے لیے دعا کرتے ہیں اور ان سب کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اگر دونوں فریق برابر ہوں یا کافروں کی اکثریت ہو تو ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ ان کو غسل وکفن دے کر غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا''۔

نیز دیکھیے ''نفع المفتی والسائل'' از مولانا عبدالحی لکھنویؒ [المتوفی ۱۳۰۴] اواخر کتاب الجنائز''۔

مندرجہ بالا مسئلہ سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان اور کافر مردے مختلط ہو جائیں اور

مسلمانوں کی شناخت نہ ہو سکے تو اگر دونوں فریق برابر ہوں۔ یا کافر مردوں کی اکثریت ہو تو اس صورت میں مسلمان مردوں کو بھی اشتباہ کی بناء پر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہ ہوگا۔ اسی سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ جو مردہ قطعی طور پر غیر مسلم، مرتد قادیانی ہو اس کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بدرجہ اولیٰ جائز نہیں، اور کسی صورت میں بھی اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

نیز ''الاشباہ'' فن ثانی کتاب السیر ، باب الردۃ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

واذا مات او قتل علی ردته لم یدفن فی مقابر المسلمین ولا أهل ملة وانما یلقی فی حفرة کالکلب.

[الاشباہ والنظائر ۱/۱۰۱ مطبوعه ایچ ایم سعید کمپنی]

''اور جب مرتد مر جائے یا ارتداد کی حالت میں قتل کر دیا جائے تو اس کو نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور نہ کسی اور ملت کے قبرستان میں۔ بلکہ اسے کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے''۔

مندرجہ بالا جزئیہ قریباً تمام کتب فقہیہ میں کتاب الجنائز اور کتاب السیر ''باب المرتد'' میں ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً [درمختار ص ۷۵۶ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ] میں ہے:

اما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب.

''لیکن مرتد کو کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے گا''۔

علامہ محمد امین بن عابدین شامیؒ اس کے ذیل میں لکھتے ہیں:

ولایغسل ولایکفن ولایدفع الی انتقل الی دینهم.

بحر عن الفتح. [ردالمحتار ۲/ ۲۳۰ مطبوعه کراچی]

''یعنی نہ اسے غسل دیا جائے۔ نہ کفن دیا جائے۔ نہ اسے ان لوگوں کے سپرد کیا جائے جن کا مذہب اس مرتد نے اختیار کیا''۔

قادیانی چونکہ زندیق اور مرتد ہیں اس لیے اگر کسی کا عزیز قادیانی مرتد ہو جائے تو نہ

اسے غسل دے، نہ کفن دے، نہ اسے مرزائیوں کے سپرد کرے بلکہ گڑھا کھود کر اسے کتے کی طرح اس میں ڈال دے۔ اسے نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ بلکہ کسی اور مذہب وملت کے قبرستان یا مرگھٹ مثلاً یہودیوں کے قبرستان اور نصرانیوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں۔

فقہ مالکی:

قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المالکی الاشبیلی المعروف بابن العربیؒ [المتوفی ۵۴۳ھ] سورۃ الاعراف کی آیت ۱۷۲ کے تحت متاوّلین کے کفر پر گفتگو کرتے ہوئے ''قدریہ'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

اختلف العلماء المالكية في تكفيرهم على قولين.

فالصريح من أقوال مالك تكفيرهم.

''علمائے مالکیہ کے ان کی تکفیر میں دو قول ہیں۔ چنانچہ امام مالکؒ کے اقوال سے صاف طور پر ثابت ہے کہ وہ کافر ہیں''۔

آگے دوسرے قول [عدم تکفیر] کی تضعیف کرنے کے بعد امام مالکؒ کے قول پر تفریع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فلايناكحوا ولايصلى عليهم فان خيف عليهم الضيعة دفنوا كما يدفن الكلب. فان قيل: وأين يدفنون؟ قلنا: لايؤذى بجوارهم مسلم. [احکام القرآن لابی العربی مطبوعه بیروت دوم صفحات مسلسل ۸۰۲]

''پس نہ ان سے رشتہ ناتا کیا جائے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اور اگر ان کا کوئی والی وارث نہ ہو اور ان کی لاش ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو کتے کی طرح کسی گھڑے میں ڈال دیا جائے۔

اگر یہ سوال ہو کہ انہیں کہاں دفن کیا جائے؟ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ کسی مسلمان کو ان

کی ہمسائیگی سے ایذا نہ دی جائے یعنی مسلمانوں کے قبرستان میں انہیں دفن نہ کیا جائے"۔

فقہ شافعی:

الشیخ الامام جمال الدین ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الشیرازی الشافعی [المتوفی ۴۷۶ھ] اور امام محی الدین یحیٰ بن شرف النووی [۶۷۶ھ] لکھتے ہیں:

قال المصنف رحمه الله ولایدفن کافر فی مقبرة المسلمین ولامسلم فی مقبرة الکفار. الشرح: اتفق أصحابنا رحمهم الله تعالیٰ علی أنه لایدفن مسلم فی مقبرة کفار، ولا کافر فی مقبرة مسلمین، ولو ماتت ذمیة حامل بمسلم ومات جنینها فی جوفها ففیه أوجه. [الصحیح] أنها تدفن بین مقابر المسلمین والکفار، ویکون ظهرها الی القبلة، لأن وجه الجنین الی ظهر أمه هکذا قطع به ابن الصباغ والشاشی وصاحب البیان وغیرهم وهو المشهور. [شرح مهذب ۵/ ۲۸۵ مطبوعه بیروت]

"مصنف فرماتے ہیں اور نہ دفن کیا جائے کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں اور نہ کسی مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں۔ شرح۔ اس مسئلہ میں ہمارے اصحاب [شافعیہ] کا اتفاق ہے کہ کسی مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں اور کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی ذمی عورت مرجائے جو اپنے مسلمان شوہر سے حاملہ تھی اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مرجائے تو اس میں چند وجہیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں اور کافروں کے قبرستان کے درمیان الگ دفن کیا جائے گا اور اس کی پشت قبلہ کی طرف کی جائے گی۔ کیونکہ پیٹ کے بچے کا منہ اس کی ماں کی پشت کی طرف ہوتا ہے۔ ابن الصباغ، شاشی صاحب البیان اور دیگر

حضرات نے اسی قول کو جزماً اختیار کیا ہے اور یہی ہمارے مذہب کا مشہور قول ہے''۔

فقہ حنبلی:

الشیخ الامام موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی [المتوفی ۶۲۰ھ] المغنی میں اور امام شمس الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی [المتوفی ۶۸۲ھ] الشرح الکبیر میں لکھتے ہیں:

مسألة: قال: وان ماتت نصرانية وهي حاملة من مسلم دفنت بين مقبرة المسلمين ومقبرة النصارى، اختار هذا أحمد، لأنها كافرة لاتدفن في مقبرة المسلمين فيتاذوا بعذابها. ولا في مقبرة الكفار لأن ولدها مسلم فيتأذى بعذابهم، وتدفن منفردة، مع أنه روى عن واثلة بن الأسقع مثل هذا القول، وروى عن عمر أنها تدفن في مقابر المسلمين، قال ابن المنذر لايثبت، ذلك قال أصحابنا ويجعل ظهرها الى القبلة على جانبها اليسر ليكون وجه الجنين الى القبلة على جانبه الأيمن لأن وجه الجنين الى ظهرها. [المغني مع الشرح الكبير، ۲/ ۴۲۳ مطبوعه بيروت ۱۴۰۳ھ]

''اور اگر نصرانی عورت، جو اپنے مسلمان شوہر سے حاملہ تھی مرجائے تو اسے [نہ تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور نہ نصاریٰ کے قبرستان میں، بلکہ] مسلمانوں کے قبرستان اور نصاریٰ کے قبرستان کے درمیان الگ دفن کیا جائے۔ امام احمدؒ نے اس کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ وہ عورت تو کافر ہے۔ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن

نہیں کیا جائے گا کہ اس کے عذاب سے مسلمان مردوں کو ایذا نہ ہو۔ اور نہ اسے کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا کیونکہ اس کے پیٹ میں بچہ مسلمان ہے۔ اسے کافروں کے عذاب سے ایذا ہوگی اس لیے اس کو الگ دفن کیا جائے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی حضرت واصلہ بن الاسقعؓ سے اسی قول کے مثل مروی ہے اور حضرت عمرؓ سے جو مروی ہے کہ ایسی عورت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ ابن المنذرؒ کہتے ہیں کہ یہ روایت حضرت عمرؓ سے ثابت نہیں۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اس نصرانی عورت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر اس کی پشت قبلہ کی طرف کی جائے تاکہ بچے کا منہ قبلہ کی طرف رہے اور وہ داہنی کروٹ کی طرف کی جائے تاکہ بچے کا منہ قبلہ طرف رہے۔ اور وہ داہنی کروٹ پر ہو۔ کیونکہ پیٹ میں بچہ کا چہرہ عورت کی پشت کی طرف ہوتا ہے“۔

مندرجہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ یہ شریعت اسلامی کا متفق علیہ اور مسلم مسئلہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جا سکتا۔ شریعت اسلامی کا یہ مسئلہ اتنا صاف اور واضح ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی تحریروں میں اس کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں مرزا نے لکھا ہے:

”حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوت کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اس وقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں جب تک اسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی افتراء اور جھوٹے دعویٰ نبوت پر مرے اور ان کا کسی اس وقت کے مولوی نے جنازہ نہیں پڑھا اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیے گئے“۔ [تحفۃ الندوہ ص ۷/ خزائن ج ۱۹ ص ۹۵ مطبوعہ لندن]

اسی رسالہ میں آگے چل کر لکھا ہے:

’’پھر حافظ صاحب کی خدمت میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرے توبہ کرنے کے لیے صرف اتنا کافی نہ ہوگا کہ بفرض محال کوئی کتاب الہامی مدعی نبوت کی نکل آئے۔ جس کو وہ قرآن شریف کی طرح [جیسا کہ میرا دعویٰ ہے] خدا کی ایسی وحی کہتا ہوں۔ جس کی صفت میں لاریب فیہ ہے۔ جیسا کہ میں کہتا ہوں اور پھر یہ بھی ثابت ہو جائے کہ وہ بغیر توبہ کے مرا اور مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں اس کو دفن نہ کیا‘‘۔ [تحفۃ الندوۃ ص ۱۲/روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۹۹، ۱۰۰ مطبوعہ لندن]

مرزا غلام احمد قادیانی کی ان دونوں عبارتوں سے تین باتیں واضح ہوئیں:

ایک! یہ کہ جھوٹا مدعی نبوت کافر و مرتد ہے، اسی طرح اس کے ماننے والے بھی کافر و مرتد ہیں۔ وہ کسی اسلامی سلوک کے مستحق نہیں۔

دوم! یہ کہ کافر و مرتد کی نماز جنازہ نہیں اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔

سوم! یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت کا دعویٰ ہے اور وہ اپنی شیطانی وحی کو نعوذ باللہ قرآن کریم کی طرح سمجھتا ہے۔

پس اگر گزشتہ دور کے جھوٹے مدعیان نبوت اس کے مستحق ہیں کہ ان کو اسلامی برادری میں شامل نہ سمجھا جائے۔ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے تو مرزا غلام احمد قادیانی [جس کا جھوٹا دعویٰ نبوت اظہر من الشمس ہے] اور اس کی ذریت خبیثہ کا بھی یہی حکم ہے کہ نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیا جائے۔

رہا یہ سوال کہ اگر قادیانی چپکے سے اپنا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں گاڑ دیں تو اس کا کیا کیا جائے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ علم ہو جانے کے بعد اس کا اکھاڑنا واجب ہے اور اس کی چند

وجہیں ہیں:

اول! یہ کہ مسلمانوں کا قبرستان مسلمانوں کی تدفین کے لیے وقف ہے۔ کسی غیر مسلم کا اس میں دفن کیا جانا ''غضب'' ہے اور جس مردہ کو غضب کی زمین میں دفن کیا جائے اس کا نبش [اکھاڑنا] لازم ہے۔ جیسا کہ کتب فقہیہ میں اس کی تصریح موجود ہے کیونکہ کافر و مرتد کی لاش، جبکہ غیر محل میں دفن کی گئی ہو۔ لائق احترام نہیں۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ میں باب باندھا ہے۔ ''باب ھل ینبش قبور مشرکی الجاھلیۃ'' اور اس کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے کہ مسجد نبوی کے لیے جو جگہ خریدی گئی اس میں کافروں کی قبریں تھیں۔

فأمر النبیؐ بقبور المشرکین فنبشت. [صحیح البخاری ص ٦١ ج ١، باب ھل نبش قبور، مطبوعه حاجی نور احمد اصح المطابع]

''پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم فرمایا، چنانچہ وہ اکھاڑ دی گئیں۔'' حافظ ابن حجرؒ، امام بخاریؒ کے اس باب کی شرح میں لکھتے ہیں:

أیی دون غیرھا من قبور الانبیاء و أتباعھم لما فی ذلک من الاھانة لھم بخلاف المشرکین فانھم لاحرمة لھم.

[فتح الباری، ١ / ٤٣٧، مطبوعه دار المعروفه بیروت]

''یعنی مشرکین کی قبروں کو اکھاڑا جائے گا۔ انبیاء کرام اور ان کے متبعین کی قبروں کو نہیں کیونکہ اس میں ان کی اہانت ہے۔ بخلاف مشرکین کے، کہ ان کی کوئی حرمت نہیں''۔

حافظ بدرالدین عینی [المتوفی ۸۵۵ھ] اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

[فان قلت] کیف یجوز اخراجھم من قبورھم و القبر مختص بمن دفن فیه فقد حازه فلا یحوز بیعه ولا نقله عنه.

[قلت] تلک القبور التی أمر النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم بنبشها لم تکن أملاکا لمن دفن فیها بل لعلها غصبت، فلذلک باعها ملاکها، وعلی تقدیر التسلیم أنها حبست فلیس بلازم، انما الازم تحبیس المسلمین لا الکفار، ولهذا قالت الفقهاء اذا دفن المسلم فی أرض مغصوبة یجوز اخراجه تحبیس المسلمین لاالکفار، ولهذا قالت الفقهاء اذا دفن المسلم فی أرض مغصوبة یجوز اخراجه فضلا عن المشرک. [عمدة القاری ص ۳۵۹، ج ۲ طبع دار الطباع العامرہ]

''اگر کہا جائے کہ مشرک وکافر مردوں کو ان کی قبروں سے نکالنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ جبکہ قبر، مدفون کے ساتھ مختص ہوتی ہے۔ اس لیے نہ اس جگہ کو بیچنا جائز ہے اور نہ مردہ کو وہاں سے منتقل کرنا جائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قبریں جن کے اکھاڑنے کا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا غالباً دفن ہونے والوں کی ملک نہیں تھیں۔ بلکہ وہ جگہ غصب کی گئی تھی۔ اس لیے مالکوں نے اس کو فروخت کرایا اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ یہ جگہ ان مردوں کے لیے مخصوص کردی گئی تھی تب بھی یہ لازم نہیں کیونکہ مسلمانوں کا قبروں میں رکھنا لازم ہے کافروں کا نہیں۔ اسی بناء پر فقہاء نے کہا ہے کہ جب مسلمان کو غصب کی زمین میں دفن کردیا گیا ہوتو اس کو نکالنا جائز ہے چہ جائیکہ کافر ومشرک کا نکالنا''۔

پس جو قبروں کہ مسلمانوں کے لیے وقف ہے۔ اس میں کسی قادیانی کو دفن کرنا اس جگہ کا غصب ہے کیونکہ وقف کرنے والے نے اس کو مسلمانوں کے لیے وقف کیا ہے۔ کسی کافر ومرتد کو اس وقف کی جگہ میں دفن کرنا غاصبانہ تصرف ہے اور وقف میں ناجائز تصرف کی

اجازت دینے کا کوئی شخص بھی اختیار نہیں رکھتا۔ بلکہ اس ناجائز تصرف کو ہر حال میں ختم کرنا ضروری ہے اس لیے جو قادیانی، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا ہو اس کو اکھاڑ کر اس غصب کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ اور اگر مسلمان اس تصرف بے جا اور غاصبانہ حرکت پر خاموش رہیں گے اور اس غصب کا ازالہ کی کوشش نہیں کریں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہوگی کہ جگہ مسجد کے لیے وقف ہو، اس میں گرجا اور مندر بنانے کی اجازت دے دی جائے۔ یا اگر اس جگہ پر غیر مسلم قبضہ کر کے اپنی عبادت گائیں تعمیر کر لیں تو اس ناجائز تصرف اور غاصبانہ قبضہ کا ازالہ مسلمانوں پر فرض ہوگا۔ اسی طرح مسلمانوں کے قبرستان میں، جو کہ مسلمانوں کے لیے وقف ہے۔ اگر غیر مسلم قادیانی ناجائز تصرف اور غاصبانہ قبضہ کر لیں تو اس کا ازالہ بھی واجب ہوگا۔

دوسری وجہ! یہ ہے کہ کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا مسلمانوں مردوں کے لیے ایذا کا سبب ہے کیونکہ کافر اپنی قبر میں معذب ہے اور اس کی قبر محل لعنت و غضب ہے۔ اس کے عذاب سے مسلمان مردوں کو ایذا ہوگی۔ اس لیے کسی کافر کو مسلمانوں کے درمیان دفن کرنا جائز نہیں، اور اگر دفن کر دیا گیا ہو تو مسلمانوں کو ایذا سے بچانے کے لیے اس کو وہاں سے نکالنا ضروری ہے۔ اس کی لاش کی حرمت کا نہیں بلکہ مسلمان مردوں کی حرمت کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ امام ابوداؤد نے کتاب الجہاد باب ”علی مایقاتل المشرکین“ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

أنا بریٔ من کل مسلم یقیم بین أظهر المشرکین. قالوا یا رسول الله! لم؟ قال لاترایا نارهما. [ابوداؤد ص ۳۵۶، ج ۱ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی]

”میں بری ہوں ہر اس مسلمان سے جو کافروں کے درمیان مقیم ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] یہ کیوں؟ فرمایا دونوں کی آگ ایک دوسرے کو نظر نہیں آنی چاہیے“۔

نیز امام ابوداوُدؒ نے آخر کتاب الجہاد ''باب فی الاقامۃ بارض الشرک'' میں یہ حدیث نقل کی ہے:

من جامع المشرک وسکن معه فانه مثله. [ابو داؤد ص ۲۹، ج ۲ ایم ایم سعید کراچی]

''جس شخص نے مشرک کے ساتھ سکونت اختیار کی وہ اسی کی مثل ہوگا''۔

پس جبکہ دنیا کی عارضی زندگی میں کافر و مسلمان کی اکٹھی سکونت کو گوارا نہیں فرمایا گیا تو قبر کی طویل ترین زندگی میں اس اجتماع کو کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے؟

تیسری وجہ! یہ ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان کی زیارت اور ان کے لیے دعا واستغفار کا حکم ہے۔ جبکہ کسی کافر کے لیے دعا واستغفار اور ایصال ثواب جائز نہیں۔ اس لیے لازم ہوا کہ کسی کافر کی قبر مسلمانوں کے قبرستان میں نہ رہنے دی جائے، جس سے زائرین کو دھوکہ لگے اور وہ کافر مردوں کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا واستغفار کرنے لگیں۔

مرزا غلام احمد کے ملفوظات میں ایک بزرگ کا حسب ذیل واقعہ ذکر کیا گیا ہے:

''ایک بزرگ کسی شہر میں بہت بیمار ہوگئے اور موت تک کی حالت پہنچ گئی۔ تب اپنے ساتھیوں کو وصیت کی کہ یہودیوں کے قبرستان میں دفن کرنا دوست حیران ہوئے کہ یہ عابد زاہد آدمی ہیں۔ یہودیوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی کیوں خواہش کرتے ہیں شاید اس وقت حواس درست نہیں رہے۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ بزرگ نے کہا کہ تم میرے فقرہ پر تعجب نہ کرو۔ میں ہوش سے بات کرتا ہوں اور اصل واقعہ یہ ہے کہ تیس سال میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے موت طوس کے شہر میں آئے۔ پس اگر آج میں یہاں مرجاؤں تو جس شخص کی تیس سال کی مانگی ہوئی دعا قبول نہیں ہوئی وہ مسلمان نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس صورت

میں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہوکر اہل اسلام کو دھوکا دوں اور لوگ مجھے مسلمان جان کر میری قبر فاتحہ پڑھیں''۔ [مرزا غلام احمد قادیانی کے ملفوظات، ج ۷ ص ۳۹٦ مطبوعہ لندن]

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں کیونکہ اس سے مسلمانوں کو دھوکہ ہوگا اور وہ اسے مسلمان سمجھ کر اس کی قبر پر فاتحہ پڑھیں گے۔

حضرات فقہاء نے مسلم و کافر کے امتیاز کی یہاں تک رعایت کی ہے کہ اگر کسی غیر مسلم کا مکان مسلمانوں کے محلے میں ہو تو اس پر علامت ہونا ضروری ہے کہ یہ غیر مسلم کا مکان ہے تاکہ کوئی مسلمان وہاں کھڑا ہوکر دعا و سلام نہ کرے۔ جیسا کہ [کتاب السیر باب احکام اہل الذمہ] میں فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ کسی غیر مسلم کو خصوصاً کسی قادیانی مرتد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں اور اگر دفن کردیا گیا ہو تو اس کا اکھاڑنا اور مسلمانوں کے قبرستان کو اس مردار سے پاک کرنا ضروری ہے۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳ ص ۱۳۲ تا ۱۵٦]۔ (فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۳۷۵ تا ۳۸۲، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان/ فتاوی دار العلوم وقف دیوبند، ج: ۲، ص: ۲۹۱، ۲۹۲، ط، حجۃ الاسلام اکیڈمی الہند/ فتاوی حقانیہ، ج: ۵، ص: ۳۳٦، ط، مکتبہ سید احمد شہیدؒ اکوڑہ خٹک)



دین دار انجمن کے پیروکار مرتد ہیں ان کا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے

﴿سوال﴾:

ہمارے محلے میں دین دار انجمن کے نام سے ایک تنظیم کام کررہی ہے جس کے نگران

اعلیٰ سعید بن وحید صاحب ہیں جو کہ ہمارے علاقے میں ہی رہائش رکھتے ہیں ان کے صاحب زادے کا حال ہی میں حادثہ کی وجہ سے انتقال ہوگیا علاقے کے مسلمانوں کے ردعمل کی وجہ سے اس کی نماز جنازہ علاقے میں نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے قبرستان میں نماز جنازہ پڑھانے کے بعد اسی قبرستان میں تدفین کردی گئی۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

﴿جواب﴾:

دین دار انجمن کے حالات وعقائد پروفیسر الیاس برنی مرحوم نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''قادیانی مذہب'' میں ذکر کیے ہیں۔ اور جناب مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی نے اس فرقہ کے عقائد پر مشتمل رسالہ ''بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا'' کے نام سے لکھا ہے۔

یہ جماعت قادیانیوں کی ایک شاخ ہے اور اس جماعت کا بانی بابو صدیق دین دار ''چن بسو پشور'' خود بھی نبوت بلکہ خدائی کا مدعی تھا، بہر حال یہ جماعت مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ ان مرتدین کا جو مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردیا گیا ہے اس کو اکھاڑنا ضروری ہے۔ اس کے خلاف احتجاج کیا جائے اور ان سے کہا جائے کہ مسلمانوں کے قبرستان کو اس مردار سے پاک کریں۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۱ ص ۲۳۶] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۳۸۲، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



کافر کی صرف تعزیت جائز ہے جنازہ پڑھنا یا قبرستان جانا جائز نہیں

﴿سوال﴾:

ہمارے ہاں ایک مرزائی فوت ہوگیا ہے لوگ اس کے جنازہ میں شریک ہوئے اس کے گھر تعزیت کے لئے بھی گئے اور قبرستان بھی ساتھ گئے، ان کا یہ عمل کیسا ہے؟

﴿الجواب﴾:

کافر کی صرف تعزیت جائز ہے اس کا جنازہ پڑھنا یا اس کے لئے دعاء مغفرت کرنا ناجائز ہے، ایسے ہی اس کی قبر پر جانا بھی جائز نہیں جن لوگوں نے ایسا کیا ہے وہ مجمع عام کے سامنے سخت شرمندگی کے ساتھ اللہ سے توبہ کریں۔

وفی النوادر جار یهودی او مجوسی مات ابن له او قریب ینبغی ان یعزیه ویقول اخلف الله علیک خیرا منک واصلحک وکان معناه اصلحک الله بالاسلام یعنی رزقک الاسلام ورزقک ولدا مسلما کفایة. [شامی، ج ٥، ص ٣٨٨ / عالمگیری، ج ٥، ص ٣٨٤]

(۲): بیان القرآن میں ہے کافر کے جنازے پر نماز اور اس کے لئے استغفار جائز نہیں۔[ج۴،ص۱۳۱]

روح البیان میں ہے:

ولاتقم علی قبره اهـ. ای ولاتقف عند قره للدفن او للزیارة والدعاء اهـ. [ج ٣ ،ص ٤٧٨](خیر الفتاوی، ج: ٣، ص: ٢٢٥، ٢٢٦، ط، مکتبه امدادیه ملتان)



قادیانی کے گھر مسلمان کے لیے فاتحہ خوانی کا شرعی حکم

﴿سوال﴾:

عرض ہے کہ ایک قادیانی آدمی کی مسلمان بہن فوت ہوگئی۔ ہمارے محلّہ کے امام صاحب اور کئی لوگوں نے ان کے گھر جا کر فاتحہ خوانی کی۔آیا قادیانی کے گھر فاتحہ خوانی کے لیے جانا درست ہے۔لوگ امام صاحب کو اس وجہ سے کافر کہہ رہے ہیں۔شرعی مسئلہ واضح فرمائیں۔

جواب:

محترم ذیشان صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! قادیانی کی بہن مسلمان تھی اس کے لیے فاتحہ خوانی بالکل صحیح ہے البتہ اس مرزائی کے گھر نہ جانا چاہیے تھا کیونکہ مرزائی سے سلام، کلام، کھانا پینا، میل ملاپ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں۔ پس مسلمان مرحومہ کی فاتحہ خوانی کسی مسلمان عزیز کے گھر بھی ہوسکتی تھی۔ نیز کسی کے گھر جانا ممکن نہ تھا تو اپنی جگہ یا اپنے گھر بیٹھ کر دعائے مغفرت کی جاسکتی تھی۔ مرزائی سے ہر قسم کا تعلق ختم کرنا ضروری ہے۔ بہرحال امام مسجد اور جن دوسرے مسلمانوں نے مرحومہ کی فاتحہ خوانی کی جائز ہے۔ اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ اس امام کو معاذ اللہ کافر کہنا یا اس قسم کی گفتگو کرنا بیہودہ وحرام ہے۔ مسلمان عام طور پر اور علمائے کرام خاص طور پر ایسے مواقع پر سخت احتیاط کریں کہ کسی قسم کا شک وشبہ پیدا نہ ہو اور لوگ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ واللہ اعلم۔ [منہاج الفتاوی، ج اول ص ۳۵۲] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱ص: ۵۱۲، ۵۱۳، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی روزہ

سوال:

اسلام میں روزے کی کیا حدود ہیں۔ اگر کوئی شخص دوپہر کو روزہ کھول لے اور کھانے کے بعد دوسرے روزے کی نیت کرے تو اس کے کتنے روزے شمار ہوں گے۔ ہمارے علاقے میں چھوٹے چھوٹے بچے اس طرح دن میں کئی روزے رکھتے ہیں۔ دعوت کے ذریعہ مطلع کریں کہ اس طرح کے روزے کن لوگوں کے نزدیک جائز ہیں؟

جواب:

روزے کی ابتداء پَو پھٹنے سے ہوتی ہے اور اس کی انتہاء غروب آفتاب ہے۔ روزہ دار کے لیے پَو پھٹنے سے لے کر غروب ہونے تک کھانا پینا قطعاً حرام ہے۔ آپ نے جس

صورت کے متعلق سوال کیا ہے اس میں دو روزے تو درکنار ایک روزہ بھی شمار نہیں ہوگا۔ روزے کی حدود میں کھانا پینا روزے کا اتمام نہیں، روزے کا توڑنا ہے۔ یہ جواب شریعت اسلام کی روشنی میں ہے۔ ہاں مرزائی حضرات کی شریعت جدا ہے ان کے نزدیک ایک دن میں سات روزے رکھے جاسکتے ہیں۔ مرزا بشیر الدین محمود نے ٦ اپریل ١٩٤٧ء کو قادیان میں ایک خطبہ میں کہا تھا:

> میں نے جماعت کو ہدایت کردی ہے کہ وہ ہر جمعرات کو سات نفلی روزے رکھے۔ [اخبار الفضل ربوہ ص ٣ کالم ١١ مارچ ١٩٦٤ء]

کیا پُر لطف روزے ہیں، روزے کے روزے اور بچوں کے کھیل شریعت ہو تو ایسی ہو۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ [عبقات، ص ٣٠٢] (فتاوی ختم نبوت ملتان، ج:١،ص:٥٢٤، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



غیر مسلموں کو زکوۃ دینا

سوال:

کیا غیر مسلم [ہندو، سکھ، عیسائی، قادیانی، پارسی وغیرہ] کو زکوٰۃ دینا جائز ہے جبکہ سینکڑوں مستحقین مسلمان موجود ہوں۔

حکومت بینکوں میں جمع شدہ رقوم سے صرف مسلمانوں کے اکاؤنٹوں سے زکوٰۃ منہا کرتی ہے جبکہ اس زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ کالجز کے طلبہ کو بطور اعانت دیا جاتا ہے ان طلبہ میں مسلمان طلبہ کے علاوہ قادیانی، ہندو سبھی شامل ہوتے ہیں آپ سے دریافت کرنا ہے کہ آیا زکوٰۃ کا یہ مصرف اسلام کے عین مطابق ہے یا اس میں اختلاف ہے۔

جواب:

زکوۃ کا مصرف صرف مسلمان ہیں کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگر حکومت زکوٰۃ

کی رقم غیر مسلموں کو دیتی ہے اور صحیح مصرف پر خرچ نہیں کرتی تو اہل زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۴۰۳] (فتاوی ختم نبوت ملتان، ج:۱،ص: ۵۲۴، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی کی توبہ اور اس کی وراثت کا حکم

﴿سوال﴾:

(۱): زید مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد و مثیل مسیح سمجھتا تھا بعدہٗ بعض علماء کی ہمکلامی سے اس کے خیالات میں تبدیلی ہو کر وہ اس عقیدہ سے رجوع کر لیا، زید مقر ہے کہ وہ اہل سنۃ حنفی الملۃ ہے، زید کا رجوع اور اقرار شرعاً درست ہے یا نہیں؟

نمبر (۲): زید کے خدمات موروثی جو حسب قوانین سلطنت توریثاً اجراء ہوتے ہیں زید کے وارث خالد پر جو کہ اہل سنت حنفی المشرب ہے بحال ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور زید کی جائیداد کا خالد [فرزند زید] وارث ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿الجواب﴾:

نمبر (۱): جب زید نے اپنے عقیدہ سابقہ سے رجوع کر لیا اور وہ اقرار کرتا ہے کہ اہل سنت حنفی المذہب ہوں تو شرعاً اس کا رجوع اور اقرار بہتر ہے، اس کو مسلمان سنی المذہب سمجھنا چاہیے۔

نمبر (۲): جب زید شرعاً مسلمان ہے تو اس کی خدمات موروثی خالد کو جو اس کا وارث ہے دے دینا ہے، اور خالد زید کی جائداد کا بھی وارث ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (امداد الاحکام، ج:۱،ص:۱۵۱، ط، مکتبہ دار العلوم کراچی)



ارتداد کی وجہ سے مال ملک سے نکل جاتا ہے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرا بیٹا اور اس کی بیوی دونوں قادیانی [مرتد] ہوگئے ہیں اور اپنے قادیانی ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ کیا وہ اپنے ورثاء کے مال کے وارث ہوسکتے ہیں؟ اس کی بیوی کا جہیز اور سامان میرے پاس ہے۔ اس کا وارث کون ہے۔ میں اپنے لڑکے سے اس حالت میں تعلق رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

تنبیہاً ان سے رشتہ نہ رکھیں۔ مرتد رہے ہوئے جائداد کے وارث نہیں ہوسکتے۔ ہر دو کی ملکیت اپنے مملوکہ اموال سے زائل ہوچکی ہے۔ اگر وہ اسلام لے آئیں تو دوبارہ لے سکتے ہیں۔ اور اگر معاذ اللہ ان کا اس میں انتقال ہوجائے تو ان کا مال ہر دو کے ورثاء کو منتقل ہوجائے گا۔

ویزول ملک المرتد عن ملکه زوالا موقوفاً فان اسلم عاد ملکه وان مات او قتل علی ردته ورث کسب اسلامه وارثه المسلم. [شامیه، ج ۳ ص ۳۰۰] فقط واللّٰه تعالیٰ اعلم(خیر الفتاوی، ج: ۱، ص: ۸۰، ط، مکتبه سید احمد شهیدؒ اکوڑه خٹك)



کیا مسلمان کے قادیانی وارث کو ترکہ میں سے حصہ ملے گا؟

﴿سوال﴾:

بی بی زینب حنفی المذہب نے انتقال کیا اور جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ومندرجہ ذیل

ورثاء کو چھوڑا [تین لڑکی اور ایک شوہر قادیانی المذہب] اور تین بھائی جن میں سے ایک قادیانی اور دو حنفی المذہب کو چھوڑا واضح رہے مسماۃ بی بی زینب کے شوہر نے درمیان میں تبدیل مذہب کرلیا مگر بحیثیت زن وشوہر کے تادم آخر باوجود اختلاف مذہب کے رہے بیان کیا جائے کہ ان ورثاء میں کس کو کتنا حصہ ملے گا کس کو نہیں ملے گا؟

﴿جواب﴾:

چونکہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لئے ایک حنفی مسلمہ عورت کی میراث قادیانیوں کو نہیں ملے گی۔ پس اس زینب بی بی کی میراث اس کے قادیانی شوہر اور قادیانی بھائی کو نہیں ملے گی اس کی لڑکیوں کو ۲/۳ دونوں سنی المذہب بھائیوں کو دیا جائے۔ (کفایۃ المفتی، ج:۸، ص:۳۶۴، ط، دارالاشاعت کراچی)



قادیانی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا

﴿سوال﴾:

اگر کوئی شخص قادیانی ہو اور اس کا بیٹا مسلمان ہو تو بیٹے کے فوت ہوجانے کے بعد باپ اس کے مال میں میراث کا حقدار بن سکتا ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

قادیانی اور مسلمان ایک دوسرے کی میراث کے حقدار نہیں بن سکتے مذکورہ بالا صورت میں قادیانی مرتد کی میراث بیت المال میں داخل کی جائے گی، اسی طرح کوئی قادیانی کسی مسلمان کی میراث میں حقدار نہیں بن سکتا بلکہ مسلمان کی میراث اس کے مسلمان ورثاء میں قائدہ شرعی کے مطابق تقسیم ہوگی۔

لما قال الشیخ سراج الدین السجاوندیؒ: واما المرتد فلایرث من احد لا من مسلم ولا من مرتد مثلہ.

[السراجی، ص ۷۵، فصل فی المرتد](فتاوی حقانیه، ج: ۵،
ص: ۳۳۶، ط، مکتبه سید احمد شهیدؒ اکوڑه خٹك)



قادیانیوں کا کیا حکم ہے؟ اور ان کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

﴿سوال﴾:

محترمی و معظمی حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری صاحب دامت فیوضہم وبرکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو، ایک مسئلہ کی تحقیق مطلوب ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ "اگر کوئی شخص پہلے سے مسلمان تھا بعد میں قادیانی ہوا تو وہ مرتد ہے اور اس پر مرتدین ہی کے احکام جاری ہوں گے، لیکن جو شخص شروع ہی سے قادیانی ہے [یعنی پیدائش سے قادیانی ہے جو آج کل کے اکثر قادیانیوں کا حال ہے] تو وہ اہل کتاب کے حکم میں ہیں"۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟ اگر یہ بات صحیح ہو تو ان کے ذبیحہ کا کیا حکم ہوگا؟ امید ہے کہ اس کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔ بینوا توجروا

﴿الجواب﴾:

قادیانیوں کی اولاد (نسلی مرزائی قادیانی) غلام احمد قادیانی کو نبی یا کم از کم مسلمان مانتی ہو تو بھی وہ کافر ہیں، ان کا ذبیحہ حرام اور مردار ہونا چاہیے، ان کو اہل کتاب کے حکم میں قرار دینا سمجھ میں نہیں آتا ہے، علامہ شامی غالی روافض کو کافر مانتے ہیں اور ان کا اہل کتاب نہیں سمجھتے تو قادیانیوں کی اولاد کا شمار اہل کتاب میں کیسے ہوگا؟

والظاهر ان الغلاة من الروافض المحكوم بكفرهم لاينفكون عن اعتقادهم الباطل فی حال اتباعهم بالشهادتين وغيرهما من احكام الشرع كالصوم والصلوٰة فهم كافر لامرتدون ولااهل كتاب. [رسائل ابن عابدين ص ۴۷۰، سهيل

اکیڈمی لاھور پاکستان]

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم جو اس موضوع پر کافی بصیرت رکھتے ہیں ردقادیانیت پر کئی رسائل تصنیف فرمائے ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں ان تمام مباحث کا خلاصہ یہ ہے:

۞......: جو شخص قادیانیت کی طرف مرتد ہوا وہ مرتد بھی ہے اور زندیق بھی۔

۞......: اس کی صلبی اولاد بھی اپنے والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد ہے اور زندیق بھی۔

۞......: اس کی اولاد کی اولاد مرتد نہیں بلکہ خالص زندیق ہے۔

۞......: مرتد اور زندیق دونوں واجب القتل ہیں، دونوں سے مناکحت باطل اور دونوں کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے، اس لیے کسی قادیانی کا ذبیحہ کسی حال میں حلال نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ [رسالہ قادیانی ذبیحہ ص ۲۴، ۲۵، شائع کردہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان، فتاوی رحیمیہ ج ۷ ص ۶۸، ۶۹] (فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۳۸۶، ۳۸۷، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانیوں کو قربانی کے جانور میں شریک کرنا اور اس کا ذبیحہ

﴿سوال﴾:

وہ لوگ جو اس وقت سید محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نئی نبی کے دنیا میں بھیجے جانے کے قائل ہوں اور بالفعل کسی ایسے شخص کو نبی اور رسول قرار دیں جو پیغمبر اسلام کے سینکڑوں سال بعد پیدا ہوا، تو سوال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا ذبح کیا ہوا جانور مسلمانوں کے لیے کھانا کیسا ہے؟ اور ان میں سے اگر کوئی شخص دوسرے مسلمان کے ساتھ گائے کی قربانی میں شریک ہو تو باقی چھ مسلمانوں کی قربانی شرعاً جائز سمجھی جائے گی یا نہیں؟

اس مسئلے کو تشریح کے ساتھ بیان کریں؟

﴿جواب﴾:

مسئلہ کی تحقیق سے پہلے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ شریعت کی رو سے ان منکرین ختم نبوت کا کیا حکم ہے؟ سو معلوم ہونا چاہیے کہ ایسے لوگ اکابر علمائے اسلام [خصوصاً شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ] کے متفقہ فیصلے کی رو سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان میں سے جو لوگ پہلے مسلمان تھے اور بعد میں وہ کسی نئی نبوت کے قائل ہوئے۔ شریعت اسلام انہیں مرتد قرار دیتی ہے اور جو عیسائیوں یا ہندوؤں سے اس نئے مسلک میں آئے جو ان کے ہاں ہی پیدا ہوئے وہ شریعت کی رو سے زندیق ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ مرتد اور زندیق کی سزا شرع میں ایک ہے۔ [المسوی عربی شرح مؤطا ج۲ص ۱۲۷]

اگر کہا جائے کہ یہ حضرات اگرچہ دین کے بعض ضروری مسائل کا انکار کرتے لیکن جب کہ کلمہ پڑھتے ہیں اور اہل قبلہ میں سے ہیں تو مرتد کیسے ہو گئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے لیے تو یہ ضروری ہے کہ جمیع امور دینیہ پر ایمان ہو۔ لیکن کافر ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ تمام امور دینیہ کا ہی انکار ہو بلکہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کر دینے سے بھی انسان مرتد ہو جاتا ہے۔ موجب کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ آتی ہے ایمان میں جمیع کی قید ہے اور کفر میں یہ قید نہیں۔ شامی میں مرتد کی تعریف یہ ہے۔

الراجع عن دین الاسلام و رکنها اجراء کلمة الکفر علی اللسان بعد الایمان. [شامی ج ۳ ص ۳۰۹، ۳۱۰]

”دین سے ہٹ جانے والا مرتد ہے اور اس کی بنیاد مسلمان ہونے کے بعد کسی ایک کفریہ کلمہ کو اپنی زبان پر لاتا ہے“۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے اسلام کے صرف ایک رکن [زکوٰۃ] کا انکار کیا تھا۔ نمازوں اور روزوں کو وہ بدستور مانتے تھے مگر بایں ہمہ صحابہ

کرامؓ نے انہیں مرتد قرار دیا ہے۔ امام بخاریؒ نے مانعین زکوٰۃ اور قتال ابی بکرؓ کے واقعہ پر مندرجہ ذیل باب باندھا ہے۔ **باب قتل عن ابی قبول الفرائض وما نسبوا الی الردۃ.** [صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۳]

السلف قد سموا مانعی الزکوٰۃ مرتدین مع کونھم یصومون ویصلون. [فتاوی ابن تیمیه ج ٤ ص ۲۹۱]

''سلف نے زکوٰۃ روکنے والوں کا نام مرتد رکھا ہے حالانکہ وہ روزے بھی رکھتے تھے اور نمازیں بھی پڑھتے تھے''۔

امام الائمہ امام محمدؒ جن پر فقہ حنفی کا مدار ہے۔

من انکر شیئاً من شرائع الاسلام فقد ابطل قول لا الٰہ الا اللّٰہ. [سیر کبیر ج ۳ الجزء ٥ ص ۳٦۸]

''جو شخص اسلام کی شرائع میں سے کسی ایک بات کا بھی انکار کرے اس نے اپنا کلمہ پڑھنے کو باطل کرلیا''۔

امام ابن حزم علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وصح الاجماع ان کل من یجد شیئاً صح عندنا بالاجماع ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم اتیٰ به فقد کفر وصح بالنص ان کل من استھزأ باللّٰہ تعالی او بملک من الملائکة او بنبی من الانبیاء او باٰیة من القرآن او بفریضة من فرائض الدین فھی کلھا اٰیات اللّٰہ بعد بلوغ الحجة الیه فھو کافر او من قال نبی بعد النبی علیه الصلوٰۃ والصلوٰۃ او جحد شیئاً صح بان النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم قاله فھو کافر. [کتاب الفصل ج ۳ ص ۲۵۵]

''اس بات پر اجماع درست ہو چکا ہے کہ جو شخص کسی ایسی بات کا

انکار کرے جو اجماعی طور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم ہو وہ کافر ہے اور یہ امراض کے ساتھ ثابت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ مذاق کرے یا اس کے فرشتے کے ساتھ یا قرآن پاک کی کسی آیت کے ساتھ یا نبیوں میں سے کسی نبی کے ساتھ یا دین کے فرائض میں سے کسی ایک فریضہ کے ساتھ استہزاء کرے اس کے بعد کہ اس تک حجت شرع پہنچ چکی ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور جو شخص سرورِ دو عالم [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] کے بعد کسی اور نبی کے پیدا ہونے کا قائل ہو یا ایسی بات کا انکار کرے جو اس کے ہاں حضور کی تعلیم ہو تو وہ کافر ہے''۔

ایسے لوگوں کا ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا انہیں اہل قبلہ میں داخل نہیں کر دیتا۔ جب تک کہ تمام ضروریات دین پر ایمان نہ لے آئیں۔ امام المتکلمین ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

اعلم ان المراد من اهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضروريات الدين. [شرح فقه اكبر ص ۱۸۹]

''اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ساری ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتے ہیں''۔

امام ابن حزمؒ ذرا تفصیل فرماتے ہیں:

اهل القبلة فى اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروريات الدين اى الامور التى علم ثبوتها فى الشرع واشتهر فمن انكر شيئا من الضروريات كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله سبحانه بالجزئيات وفرضية الصلوٰة والصوم لم يكن من اهل القبلة ولو كان مجاهداً بالطاعات. [الفصل ج ٤ ص ٥٧٤]

"متکلمین اسلام کی اصطلاح میں اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ساری ضروریات دین کو سچا مانیں اور ضروریات دین سے وہ امور مراد ہیں جن کا ثبوت شرع میں اس طرح ہو کہ انہیں اسلام میں شہرت کا درجہ حاصل ہو۔ پس جو کوئی ایسے ضروری مسئلوں سے انکار کرے جیسے دنیا کا حادث ہونا۔ قیامت کو تمام جسموں کا اکٹھا ہونا، خدا تعالیٰ کے علم کا محیط ہونا، نمازوں اور روزوں کا فرض ہونا تو ایسے مسائل کا منکر اہل قبلہ میں سے نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ عبادات میں سے وہ کسی قدر مجاہد ہی کیوں نہ ہو"۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

ولا نکفر احدا من اھل القبلة لا بما فیه نفی القادر للمختار او عبادة غیر اللّٰہ او انکار المعاد والنبی وسائر ضروریات الدین. [العقیدة الحسنة، ص ۹]

اب دیکھنا چاہیے کہ یہ منکرین ختم نبوت کسی ایسے امر کا انکار کرتے ہیں یا نہیں جس کے نہ ماننے کی وجہ سے انسان کافر ہوجاتا ہے سو معلوم ہونا چاہیے کہ ان میں تقریباً وہ تمام وجوہ موجود ہیں جو امام ابن حزمؒ کی تحریر میں موجود ہیں۔ لیکن ان سب میں نمایاں ختم نبوت کے اسلامی معنوں کا انکار ہے۔ ہمارا ان پر الزام ہے کہ تم خاتم النبیین کے بعد ایک نئے نبی کے قائل ہو وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہاں ہم ایک نئے نبی کی پیدائش کے بے شک قائل ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے شخص کو نبی ماننے والے کا حکم شرعاً کیا ہے؟ علامہ ابوالشکور السالمی لکھتے ہیں:

ومن ادعی النبوة فی زماننا فانه یصیر کافراً ومن طلب منه المعجزات فانه یصیر کافراً لانه لاشک فی النص ویجب الاعتقاد بانه ماکان لاحد شرکة فی النبوة لمحمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم بخلاف ما قالت الروافض ان علیا

کان شریکاً لمحمد صلی اللہ وھذا منھم کفر. [التمھید ص]

''جو شخص اس زمانے میں نبوت کا دعویٰ کرے یا اس سے معجزہ طلب کرے وہ کافر ہوجاتا ہے کیونکہ خاتم النبیین کی نص میں کوئی شک نہیں ہے اور اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے بخلاف شیعوں کے جو حضرت علیؓ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت میں شریک مانتا ہو وہ سب کافر ہیں''۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:

دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاجماع. [شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲]

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا اجماعی طور پر کفر ہے وہ اجماع مراد ہے جو صحابہ کرامؓ کا مسیلمہ کذاب کے بارے میں منعقد ہوا تھا۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسمؒ بانی دارالعلوم دیوبند ارشاد فرماتے ہیں:

اپنا دین وایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔

[جوابات محذورات ص۱۰۳]

اس بات کے واضح ہونے کے بعد ایسے حضرات قطعاً مسلمان نہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرتد کے ذبیحہ کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

درمختار میں ہے:

لاتحل ذبیحۃ غیر کتابی من وثنی ومجوسی ومرتد.

[شامی ج۵ ص ۲۰۹]

''کتابی کے سوا کسی بت پرست، مجوسی، آتش پرست اور مرتد کا ذبیحہ مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے''۔

اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ ایسے لوگوں کا ذبح کیا ہوا جانور مسلمانوں کے لیے کھانا حرام قطعی ہے کیونکہ وہ مردار کے حکم میں ہے۔ اسے یا واپس کر دینا چاہیے یا دفن کر دینا چاہیے۔ حرام چیز کو عمداً جانوروں کو بھی کھلانا درست نہیں۔

وشرط كون الذابح مسلماً حلالاً خارج الحرام ان كان الصيد الحرم لاتحله الزكوٰة في الحرم مطلقاً او كتابياً ذمياً او حربياً الا اذا سمع منه عند الذبح ذكر المسيح.

[شامی ج ۵ ص ۲۰۸ ونحوہ فی البخاری ج ۲ ص ۸۲۸]

آپ نے جن منکرین ختم نبوت کے متعلق پوچھا ہے وہ کتابی کے ذیل میں بھی نہیں آسکتے کتابی وہ ہے جو قرآن پاک سے پہلے کی کسی کتاب پر ایمان رکھتا ہو۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اوتوا الکتاب کے ساتھ من قبلکم موجود ہے۔ جو شخص قرآن پاک پر ایمان کا اظہار کرتا ہے تو اگر اس کا ایمان صحیح معنوں میں ہے تو وہ مسلمان ہے اور اگر صحیح معنوں میں نہیں تو کافر ہے کتابی نہیں ہوسکتا۔ کتابی یہود اور نصاریٰ ہی ہیں۔

شامی میں ہے:

الكتابي من يعتقد ديناً سماوياً اى منزلاً بكتاب كاليهود والنصارىٰ. [شامی ج ۳ ص ۳۸۰]

اسی طرح کلیات ابوالبقاء میں ہے:

الكافر ان كان متديناً ببعض الاديان والكتب المنسوخة فهو الكتابي. [کلیات ص ۵۵۳]

''کتابی اس کافر کو کہتے ہیں جو کسی پرانے دین اور منسوخ کتاب پر ایمان رکھتے ہو''۔

پس جبکہ منکرین ختم نبوت کتابی کے ذیل میں بھی نہیں آسکتے تو ان کا ذبیحہ مسلمانوں کے لیے کسی طرح بھی حلال نہیں ہوسکتا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجوسیوں کا ذبیحہ مسلمانوں کے لیے صاف لفظوں میں حرام فرمایا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ عقائد کفریہ کا اثر ذبیحہ پر بھی ضرور پڑتا ہے۔ امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہؒ حضرت حسنؓ سے مرسلا نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''ہجر'' کے مجوسیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔

من لم یسلم ضربت علیه الجزیة غیر ناکحی نسائهم ولا اکلی ذبائحهم.

''ان میں سے جو شخص مسلمان نہ ہو اس پر جزیہ لگایا جائے۔ ہاں ان کی عورتوں سے نکاح درست نہیں اور ان کا ذبح کیا ہوا جانور مسلمانوں کے لیے کھانا حلال نہیں''۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کے اسناد کو جید قرار دیتے ہیں۔ [الدرایہ ص ۳۸]

سیدنا حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب خلق افعال عباد میں جو مسائل کلامیہ میں سے اہل علم کی بہت راہنمائی کرتی ہے۔ فرقہ جہمیہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

لایسلم علیهم ولایعادون ولایناکحون ولاتوکل ذبائحهم.

اس میں ایسے لوگوں کے ذبیحہ کے ناجائز ہونے پر صاف تصریح موجود ہے۔

نوٹ: یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ جو شخص اسلام سے اہل کتاب کے دین پر چلا جائے تو باوجویکہ وہ اہل کتاب کے دین میں ہے اسے حکم شرع میں کتابی نہیں کہا جائے گا۔ وہ مرتد کہلائے گا۔ کتابی وہ اسی صورت میں تھا کہ پہلے اسلام پر نہ ہوتا۔ پس ایسے حضرات کتابی بھی نہیں کہلا سکتے کیونکہ وہ دین اسلام سے تاویلاً منحرف ہو کر اس نئے دین میں گئے ہیں۔

خلاصہ مافی الباب یہ ہے کہ جس طرح ذبح ہونے والے جانور کے لیے کچھ شرطیں ہیں کہ حرام جانور نہ ہو۔ جیسے کتا، بلی، بندر وغیرہ اور نیز یہ کہ حدود حرم میں نہ ہو۔ اسی طرح ذبح کرنے والے کے لیے بھی کچھ شرطیں ہیں کہ وہ مسلمان ہو اور یہ کہ حالت احرام میں نہ ہو۔ اس کے علاوہ صرف کتابی کا ذبیحہ جائز ہے۔ بشرطیکہ بوقت ذبح مسیح کا نام نہ لیا گیا ہو۔ جب تک ذبح کرنے والے میں ذبح کرنے کی شرطیں نہ پائی جائیں گے اس کا ذبح کیا ہوا جانور وہی حکم رکھتا ہے جو مردار کے گوشت یا حرام جانور کے ذبیحہ کا ہے۔ پہلے معاملہ میں ذابح ہونے کی اور دوسرے معاملہ میں مذبوح ہونے کی اہلیت مفقود ہے۔ بناء علیہ مرتد کے ذبیحہ میں اور ذبح کیے ہوئے حرام جانور میں حکماً کوئی فرق نہیں ہے۔ کھانا دونوں کا ایک مسلمان کے لیے حرام ہے۔

جس طرح مسلمان ان منکرین ختم نبوت کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور اسے بے جا تعصب یا منافرت پر محمول نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح انصاف یہ ہے کہ ان کے ذبیحہ کو بھی حرام سمجھا جائے اور اسے بے جا تعصب اور شر انگیزی پر محمول نہ کیا جائے۔ اگر وہ لوگ ہمارا ذبیحہ کھا لیتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہمیں اہل کتاب میں سے شمار کرتے ہیں اور ان کے نزدیک ہمارا دین دینِ سماوی ہے اور چونکہ ہمارے نزدیک وہ کتابی نہیں اور ان کا دین ہمارے دین سے پہلے کا نہیں بلکہ بعد کا ہے۔ اس لیے ہمارا اپنے عمل کو ان کے عمل پر قیاس کرنا درست نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

قربانی کرنا ایک خالص اسلامی عبادت ہے۔ گائے کی قربانی میں جو سات افراد شریک ہیں ان کی اس مجموعی عبادت کے سارے شرکاء کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ ان میں سے اگر ایک بھی ختم نبوت کے اسلامی معنوں کا منکر ہوگا تو قربانی کسی کی ادا نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ [عبقات ص ۳۰۲ تا ۳۰۷] (فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۳۸۷ تا ۳۹۱، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



ایک طویل فتویٰ قادیانیوں کے بارے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

۱: کیا قادیانی کا ذبیحہ جائز ہے یا ناجائز؟

۲: کیا اس مسئلہ میں قادیانی یا اس کے اولاد کے ذبیحے میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب نے کفایت المفتی میں قادیانیوں کی اولاد کو اہل کتاب قرار دے کر ان کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا ہے۔ لیکن اس سے تسلی نہیں کیونکہ اہل کتاب حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر ایمان لائے ہیں جن پر ہم بھی ایمان لائے ہیں تورات اور انجیل کو ہم بھی جانتے ہیں جبکہ قادیانی مرزا کو نبی مانتے ہیں اور براہین احمدیہ اور دیگر خودساختہ الہامات پر بھی یقین رکھتے ہیں کیا یہ قیاس مع الفارق نہیں؟

یہاں پر ایک مولوی صاحب نے، جو کہ امام مسجد بھی ہیں، قادیانیوں کے ذبیحہ کے حلال ہونے کا مطلق فتویٰ دیا ہے۔ اور وجہ یہ بتائی ہے کہ ذبیحہ کا تعلق عقیدہ رسالت سے نہیں، عقیدہ توحید سے ہے۔ اور چونکہ قادیانی لوگ خدا پر یقین رکھتے ہیں اس لئے ان کا ذبیحہ جائز ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

اگر ان کا ذبیحہ جائز ہے تو پھر ان کے ساتھ رشتہ ناطہ بھی صحیح ہوگا۔ اور دیگر کئی مسائل متفرع ہوں گے اور اس سے قادیانیوں کو ایک قانونی دلیل بھی مل جائے گی کہ وہ بھی اسلامی معاشرہ میں مدغم ہوسکتے ہیں۔ مہربانی فرما کر تفصیل سے جواب دیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

المستفتی محمد ادریس

امام مرکز ثقافت اسلامیہ کوپن ہیگن ڈنمارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و کفیٰ و الصلوٰۃ و السلام علی من لا نبی بعدہٗ!

آپ کے دونوں سوالوں کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ کسی قادیانی کا ذبیحہ کسی حال میں بھی حلال نہیں، بلکہ مردار ہے۔ خواہ اس نے اسلام کو چھوڑ کر قادیانی مذہب اختیار کیا ہو، یا قادیانی والدین کے یہاں پیدا ہوا ہو۔

مگر چونکہ اس مسئلہ میں عوام ہی نہیں، بلکہ بہت سے اہل علم کو بھی اشتباہ ہو جاتا ہے [جیسا کہ سوال میں دیئے گئے دو فتووں سے ظاہر ہے] اس لئے مناسب ہوگا کہ اس مسئلہ پر کسی قدر تفصیل سے لکھا جائے، تا کہ قادیانیوں کی حیثیت پوری طرح کھل کر سامنے آ جائے اور کسی صاحب فہم کو اس میں اشتباہ کی گنجائش نہ رہے۔

مرتد کے احکام:

جو شخص پہلے مسلمان تھا، بعد میں اس نے [نعوذ باللہ] قادیانی مذہب اختیار کر لیا وہ بغیر کسی شک و شبہ کے مرتد ہے اور اس پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے۔ مرتد کے ضروری احکام حسب ذیل ہیں:

(۱) مرتد واجب القتل ہے

مرتد کو تین دن کی مہلت دی جائے گی، اس عرصہ میں اسے توبہ کر کے دوبارہ اسلام لانے کی دعوت دی جائے گی اور اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے گی، اگر وہ تین دن کے اندر اپنے کفر و ارتداد سے تائب ہو کر مسلمان ہو جاتا ہے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔

اس مسئلہ پر کہ مرتد واجب القتل ہے تمام فقہائے امت اور مذاہب اربعہ کا اجماع ہے۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

فقہ حنفی

ہدایہ میں ہے:

واذا ارتد المسلم عن الاسلام والعياذ بالله عرض عليه الاسلام فان كانت له شبهة كشفت عنه ويحبس ثلاثة أيام فان أسلم والا قتل. [هداية أولين ص ٥٨٠ ج١]

اور جب کوئی مسلمان نعوذ باللہ اسلام سے پھر جائے تو اس پر اسلام پیش کیا جائے اس کو کوئی شبہ ہو تو دور کیا جائے، اس کو تین دن قید رکھا جائے اگر اسلام کی طرف لوٹ آئے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔ [ہدایہ اولین ص۵۸۰ ج۱]

فقہ شافعی

المجموع شرح المہذب میں ہے:

"واذا ارتد الرجل وجب قتله سواء كان حرا أو عبدا..... وقد انعقد الاجماع على قتل المرتد. [المجموع شرح المهذب، ص ٢٢٨ ج ١٩]

اور جب آدمی مرتد ہو جائے تو اس کا قتل واجب ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام.... اور قتل مرتد پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ [المجموع شرح المہذب ص۲۸۸ ج۱۹]

فقہ حنبلی

المغنی اور الشرح الکبیر میں ہے:

وأجمع أهل العلم على وجوب قتل المرتد وروى ذلك عن أبى بكر وعمر وعثمان وعلى ومعاذ وأبى موسى وابن عباس وخالد وغيرهم ولم ينكر ذلك فكان اجماعا.

[المغنى مع الشرح الكبير، ص ٧٤ ج ١٠]

قتل مرتد کے واجب ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے، یہ حکم حضرت

ابوبکر، عمر، عثمان، علی، معاذ، ابی موسیٰ، ابن عباس، خالد اور دیگر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مروی ہے اور اس کا کسی صحابی نے انکار نہیں کیا، اس لئے یہ اجماع ہے۔ [المغنی مع الشرح الکبیر ص۷۴ ج۱۰]

فقہ مالکی

ابن رشد مالکیؒ "بدایۃ المجتہد" میں لکھتے ہیں:

والمرتد اذا ظفر به قبل أن يحارب فاتفقوا على أنه يقتل الرجل لقوله عليه الصلوٰة والسلام: من بدل دينه فاقتلوا. [بداية المجتهد، ص ٣٤٣ ج٢]

اور مرتد جب لڑائی سے قبل پکڑا جائے تو تمام علمائے امت اس پر متفق ہیں کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ "جو شخص اپنا مذہب بدل کر مرتد ہو جائے اس کو قتل کر دو"۔ [بدایۃ المجتہد ص۳۴۳ ج۲]

(۲): زوجین میں سے ایک مرتد ہو جائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور ارتداد کی حالت میں مرتد کا نکاح کسی عورت سے صحیح نہیں، نہ کسی مسلمہ سے، نہ غیر مسلمہ سے، نہ مرتدہ سے۔ اگر وہ کسی عورت سے نکاح کرے گا تو اس کا نکاح کالعدم ہوگا اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد ولد الحرام ہوگی۔

(۳): مرتد کا ذبیحہ مردار ہے، عام اس سے کہ مرتد نے اہل کتاب کے مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو یا کسی اور مذہب کی طرف ـــــ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے لیکن جس شخص نے مرتد ہو کر اہل کتاب کا مذہب اختیار کر لیا ہو اس کا ذبیحہ حلال نہیں بلکہ مردار ہے۔ ان دونوں مسئلوں میں فقہاء کی تصریحات حسب ذیل ہیں:

فقہ حنفی

تنویر الابصار متن درمختار میں ہے:

ویبطل منه النكاح، والذبيحة، والصيد، والشهادة، والارث. [شامى ص ٢٤٩ ج ١٤]

اور ارتداد سے نکاح، ذبیحہ، صید، شہادت اور وارثت باطل ہوجاتی ہے۔[شامی ص۲۴۹ ج۴]

أخبرت بارتداد زوجها فلها التزوج بآخر بعد العدة. [شامى ص ٢٥٢ ج ٤]

کسی عورت کو خبر دی گئی کہ اس کا شوہر مرتد ہو گیا ہے تو اس عورت کو عدت کے بعد دوسری جگہ عقد کر لینا جائز ہوگا۔[شامی ص۲۵۲ ج۴]

ہدایہ میں ہے:

اعلم أن تصرفات المرتد على اقسام.......... وباطل بالاتفاق كالنكاح والذبيحة لأنه يعتمد الملة ولا ملة له. [هداية أولين ص ٥٨٣]

جاننا چاہیے کہ مرتد کے تصرفات چند قسموں پر ہیں......اور ایک قسم وہ ہے جو باطل ہے جیسے نکاح اور ذبیحہ کیونکہ نکاح اور ذبیحہ مبنی ہے ملت پر، اور مرتد کا کوئی دین نہیں ہوتا۔[ہدایہ اولین ص۵۸۳]

ولاتؤكل ذبيحة المجوسي........ والمرتد لأنه لا ملة له، فانه لا يقر على ما انتقل اليه. [هداية أخيرين، كتاب الذبائح ص ٤٣٢]

اور مجوسی کا ذبیحہ حلال نہیں......اور مرتد کا بھی، کیونکہ اس کا کوئی دین و مذہب نہیں کیونکہ اس نے جو مذہب اختیار کیا ہے اسے اس پر قائم نہیں رہنے دیا جائے گا۔[ہدایہ اخیرین کتاب الذبائح ص۴۳۲]

لاتحل ذبيحة غير كتابى من وثنى ومجوسى ومرتد.

[الشامی مع الدرالمختار ص ۲۹۸ ج ٦]

اور کتابی کے سوا کسی غیر مسلم کا ذبیحہ حلال نہیں، جیسے بت پرست، مجوسی اور مرتد۔ [الشامی مع الدرالمختار ج ۲۹۸ ج ٦]

فقہ شافعی

ذبيحة المرتد حرام عندنا وبه قال أكثر العلماء منهم أبو حنيفه وأحمد وأبو يوسف وأبو ثور. [المجموع شرح المذهب ص ۷۹، ج ۹]

مرتد کا ذبیحہ ہمارے نزدیک حرام ہے اور اکثر علماء اسی کے قائل ہیں، جن میں ابوحنیفہؒ، امام احمدؒ، امام ابو یوسفؒ اور ابوثورؒ بھی شامل ہیں۔ [المجموع شرح المہذب ص ۷۹ ج ۹]

فقہ حنبلی

ذبيحة المرتد حرام وان كانت ردته الى دين أهل الكتاب هذا قول مالك والشافعي وأصحاب الرأى. [المغنى مع الشرح الكبير ص ۸۷، ج ۱۰]

اور مرتد کا ذبیحہ حرام ہے، خواہ اس نے اہل کتاب کے مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو، یہی امام شافعیؒ اور اصحاب الرائے [احناف] کا قول ہے۔ [المغنی مع الشرح الکبیر ص ۸۷ ج ۱۰]

لاتحل ذبيحته ولانكاح نسائهم وان انتقلوا الى دين أهل الكتاب. [المغنى مع الشرح الكبير، ص ۱۷۰، ج ۷]

مرتد کا نہ ذبیحہ حلال ہے اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح حلال ہے خواہ انہوں نے اہل کتاب کے مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو۔ [المغنی مع الشرح الکبیر ص ۱۷۰ ج ۷]

ولایؤکل صید مرتد ولاذبیحتہ وان تدین أھل الکتاب. [المغنی مع الشرح الکبیر ص ۳۲، ج ۱۱]

مرتد کا ذبیحہ اور اس کا شکار کیا ہوا گوشت نہ کھایا جائے چاہے اس نے اہل کتاب کے مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو۔[المغنی مع الشرح الکبیر ص ۳۲ ج ۱۱]

فقہ مالکی

وأما المرتد فان الجمھور علی ان ذبیحتہ لایؤکل.

[بدایۃ المجتھد ص ۳۳۰ ج ۱]

''لیکن مرتد پس جمہور اس پر ہیں کہ اس کا ذبیحہ حلال نہیں''۔

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ مرتد کا ذبیحہ کسی حالت میں بھی حلال نہیں، خواہ اس نے کوئی سا مذہب بھی اختیار کیا ہو۔ اس لئے جن مولوی صاحب نے قادیانیوں کے ذبیحہ کو جائز کہا ہے ان کا یہ فتویٰ غلط اور قواعد شرعیہ کے خلاف ہے۔

مرتد کی اولاد کا حکم

جس نے خود ارتداد اختیار کیا ہو وہ اصلی مرتد ہے، اس کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر وہ اسلام نہ لائے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

مرتد والدین کی صلبی اولاد بھی والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد کہلاتی ہے، اس لئے ان کے بالغ ہونے کے بعد ان کو بھی اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا، لیکن اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ حبس وضرب کی سزا دی جائے گی۔

البتہ تیسری پشت میں مرتد کی اولاد پر مرتد کے احکام جاری نہیں ہوتے، بلکہ کافر اصلی کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ چنانچہ درمختار میں ہے:

زوجان ارتدا ولحقا فولدت المرتدۃ ولد أو لد لہ أی لذلک المولود ولد فظھر علیھم جمیعا فالولدان فی

فأصلهما والد الأول يجبر بالضرب ـ أى بالحبس نهر ـ على الاسلام وان حبلت به ثمة لتبعيته لأبويه لا الثانى لعدم تبعية الجد على الظاهر فحكمه كحربى. [الشامی مع الدر المختار، ص ۲۵٦، ج ٤]

میاں بیوی مرتد ہو کر دارالحرب چلے گئے، وہاں مرتد عورت نے بچہ جنا اور آگے اس لڑکے کے لڑکا ہوا، پھر یہ سب جہاد میں مسلمانوں کے قابو میں آگئے تو مرتد جوڑے کی طرح ان کا بیٹا اور پوتا بھی اہل غنیمت ہیں۔ ان کے بیٹے کو تو ضرب [وحبس] کے ذریعہ اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا خواہ وہ دارالحرب میں حاملہ ہوئی تھی، کیونکہ وہ اپنے والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد ہے۔ مگر پوتے کو مجبور نہیں کیا جائے گا، کیونکہ ظاہر روایت کے مطابق پوتا دادے کے تابع نہیں ہوتا، پس اس کا حکم عام حربی کافر کا حکم ہے۔

مرتد کی اولاد کا ذبیحہ

اور جب یہ معلوم ہو چکا کہ تیسری پشت میں جا کر مرتد کی اولاد کا حکم عام کافروں کا ہو جاتا ہے۔ تو دیکھنا یہ ہوگا کہ اس نے کونسا دین و مذہب اختیار کیا ہے؟ اور یہ کہ اس مذہب کے لوگوں کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟

سب جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے صرف اہل کتاب کا ذبیحہ حلال قرار دیا گیا ہے۔ اور بت پرستوں اور مجوسیوں کا ذبیحہ حلال نہیں، پس اگر مرتد نے اہل کتاب کا مذہب اختیار کر لیا تھا تو تیسری پشت میں جا کر اس کی اولاد کا حکم اہل کتاب کا ہوگا اور ان کا ذبیحہ حلال ہوگا۔

اور اگر اس نے ہندوؤں، سکھوں یا مجوسیوں کا مذہب اختیار کر لیا تھا تو تیسری پشت میں اس کی اولاد بھی ہندو یا سکھ یا مجوسی شمار ہوگی اور اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

اور اگر اس نے مذاہب معروفہ میں سے کوئی مذہب بھی اختیار نہیں کیا، بلکہ یا تو لا مذہب اور دہریہ بن گیا یا اس نے کوئی نیا مذہب ایجاد کر لیا تو اس ذبیحہ بھی حلال نہیں ہوگا، پس یہ جو مشہور ہے کہ مرتد کی اولاد کا ذبیحہ جائز ہے یہ مطلقاً صحیح نہیں، بلکہ اس میں مندرجہ بالا تفصیل کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قادیانیوں نے اہل کتاب کا مذہب اختیار نہیں کیا بلکہ انہوں نے ایک نیا دین اختیار کیا ہے لہٰذا ان کی اولاد کا ذبیحہ کسی حال میں بھی حلال نہیں ہوگا۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتویٰ میں قادیانی اور اس کی اولاد میں جو فرق کیا گیا ہے، وہ صحیح نہیں۔

کفر و زندقہ

مندرجہ بالا تفصیل سے ثابت ہوا کہ قادیانیوں کا ذبیحہ کسی حال میں حلال نہیں، خواہ انہوں نے اسلام کو چھوڑ کر قادیانی مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو، یا وہ قادیانیوں کے گھر پیدا ہونے کی وجہ سے ''پیدائشی قادیانی'' ہوں، دونوں صورتوں میں ان کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے۔

اس مسئلہ کے سمجھنے کے لئے ایک اور نکتہ پر غور کرنا بھی ضروری ہے اور یہ کہ قادیانیوں کے کفر و ارتداد کی نوعیت معلوم کی جائے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ کفر کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سے ایک کا نام ''کفر زندقہ'' ہے اور جو لوگ ایسے کفر کو اختیار کرتے ہیں، انہیں ''زندیق'' کہا جاتا ہے۔ فقہی اصطلاح میں ''زندیق'' ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو، مگر درپردہ کفریہ عقائد رکھتا ہو، اور اپنے کفر کو اسلام کے پردے میں چھپانے کی کوشش کرتا ہو۔

علامہ تفتازانیؒ ''شرح مقاصد'' میں کافروں کی قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وان كان مع اعترافه بنبوة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم واظهار شعائر اسلام يبطن عقائد هی كفر بالاتفاق

خص باسم الزنديق. [ص ٢٦٩، ج ١٢]

اور اگر وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا قائل ہونے اور اسلامی شعائر کا اظہار کرنے کے باوجود ایسے عقائد کو چھپاتا ہو جو بالاتفاق کفر ہیں، تو ایسے شخص کا نام ''زندیق'' ہے۔

اسلام کے پردے میں کفر کو چھپانے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ کسی کو ان عقائد کی ہوا ہی نہ لگنے دے، عام لوگ یہ سمجھیں کہ یہ مسلمان ہے اور مسلمانوں ہی کے عقائد رکھتا ہے، حالانکہ وہ درپردہ کفریہ عقائد رکھتا ہے [جن کا اظہار کبھی بے ساختہ ہو جاتا ہے] جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافقین کا حال تھا، عہد نبویؐ کے بعد ایسے منافق بھی [جن کے نفاق کا علم کسی ذریعہ سے ہو جائے] ''زندیق'' شمار کئے جائیں گے۔

حافظ ابن قدامہ المقدسی الحنبلی ''المغنی'' میں لکھتے ہیں:

والزنديق الذى يظهر الاسلام ويستسر الكفر وهو الذى كان يسمى منافقا فى عصر النبى صلى الله تعالى عليه وسلم ويسمى اليوم زنديقاً.

اور ''زندیق'' وہ شخص ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، ایسے شخص کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ''منافق'' کہا جاتا تھا اور آج اس کا نام زندیق رکھا جاتا ہے۔ [المغنی ص ۱۷۱ ج ۷/ الشرح الکبیر ۱۶۷ ج ۷]

والزنديق هو الذى يظهر الاسلام ويبطن الكفر فمتى قامت بينة أنه تكلم بما يكفر به فانه يستتاب وان تاب والا قتل. [مجموع شرح المهذب ص ٢٣٢، ج ١٩]

اور ''زندیق'' وہ شخص ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، پس جب شہادت قائم ہو جائے کہ اس نے کلمہ کفر بکا ہے تو اس سے توبہ

لی جائے گی، اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کردیا جائے گا۔
حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

واختلف فی تفسیرہ فقیل ھو المبطن للکفر المظھر للاسلام کالمنافق. [عمدۃ القاری ص ۷۹، ج ۲۴]

زندیق کی تفسیر میں اختلاف ہوا ہے۔ پس ایک قول یہ ہے کہ زندیق وہ شخص ہے جو منافق کی طرح کفر کو چھپاتا ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ زندیق دراصل ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو دیصان مانی اور مزدک کے پیروکار تھے۔

وأظھر جماعة منھم الاسلام خشية القتل ومن ثم أطلق الاسم علی کل من أسر الکفر وأظھر الاسلام حتی قال مالک الزندقه ما کان نعلیه المنافقون وکذا أطلق جماعة من الفقھاء الشافعية وغيرھم أن الزنديق ھو الذی يظھر الاسلام ويخفی الکفر فان أرادوا اشتراکھم فی الحکم فھو کذلک والا فأصلھم ما ذکرت. [فتح الباری، ص ۲۷۱، ج ۱۲]

اور ان میں سے ایک جماعت نے قتل کے اندیشے سے اسلام کا اظہار کیا تھا، اسی بناپر ''زندیق'' کا لفظ ہر شخص پر بولا جاتا ہے جو کفر کو چھپاتا ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو۔ یہاں تک کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زندیقیت وہی ہے جس پر منافق تھے۔ اسی طرح فقہائے شافعیہ اور دیگر حضرات نے ''زندیق'' کا لفظ ہر اس شخص کے لئے استعمال کیا ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، پس اگر ان کی مراد یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا حکم بھی زندیق کا ہے تو یہ صحیح ہے ورنہ زندیقوں کی اصل میں ذکر کرچکا

ہوں۔

کفر کو چھپانے کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص اپنے کفریہ عقائد کا تو برملا اظہار کرتا ہے اور لوگوں کو ان کی دعوت بھی دیتا ہے، لیکن اپنے کفریہ عقائد پر اسلام کا لیبل چپکاتا ہے۔ کتاب وسنت کی غلط تاویل کے ذریعہ اپنے عقائد فاسدہ کو برحق ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور لوگوں کے سامنے ایسی ملمع سازی کرتا ہے کہ ناواقف لوگ ان عقائد باطلہ ہی کو اسلام سمجھنے لگیں۔

درمختار میں ہے کہ ”جو زندیق کہ معروف اور داعی ہو اگر وہ پکڑا جائے تو اس کی توبہ نہیں“۔ اس کی ذیل میں علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

قوله المعروف أي: بالزندقة الداعي الذي يدعو الناس الى زندقته، فان قلت: كيف يكون معروفا داعيا الى الضلال، وقد اعتبر في مفهومه الشرعي ان يبطن الكفر قلت: لابعد فيه، فان الزنديق يموه كفره، ويروة عقيدته الفاسدة ويخرجها في الصورة الصحيحة. وهذا معنى ابطان الكفر.

[شامي، ص ۲۴۲، ج ٤]

معروف سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے زندقہ میں معروف ہو اور داعی کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے زندقہ کی دعوت دیتا ہو۔ اگر تم کہو کہ زندیق معروف اور داعی الی الضلال کیسے ہوسکتا ہے؟ جب کہ زندیق کے مفہوم شرعی میں یہ بات ملحوظ ہے کہ کفر کو چھپاتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی بعد نہیں، کیونکہ زندیق اپنے کفر پر ملمع کیا کرتا ہے اور اپنے عقیدہ باطلہ کو رواج دینا چاہتا ہے اور وہ اسے بظاہر صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور یہی معنی ہیں کفر کو چھپانے کے۔

امام الہند شاہ ولی محدث دہلویؒ مسوی شرح عربی موطا میں منافق اور زندیق کا فرق

بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بیان ذلک ان المخالف للدین الحق ان لم یعترف به ولم یذعن له لا ظاهراً ولاباطنا فهو کافر وان اعترف بلسانه وقلبه علی الکفر فهو المنافق، وان اعترف به ظاهراً، لکنه یفسر بعض ما ثبت من الدین ضرورة بخلاف ما فسره الصحابة والتابعون واجتمعت علیه الامة فهو الزندیق.

شرح اس کی یہ ہے کہ جو شخص دین حق کا مخالف ہے اور اگر وہ دین اسلام کا اقرار نہ ہی کرتا ہو اور نہ دین اسلام کو مانتا ہو نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر، تو وہ کافر کہلاتا ہے۔ اور اگر زبان سے دین کا اقرار کرتا ہو لیکن دین کے بعض تعطیات کی ایسی تاویل کرتا ہو جو صحابہ کرام وتابعین اور اجماع امت کے خلاف ہو تو ایسا شخص زندیق کہلاتا ہے۔

آگے تاویل صحیح اور تاویل باطل کا فرق بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

ثم التأویل تأویلان: تأویل لا یخالف قاطعا من الکتاب والسنة واتفاق الأمة وتأویل یصادم ما ثبت بقاطع فذلک الزندقه.

پھر تاویل کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ تاویل جو کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ کسی قطعی مسئلے کے خلاف نہ ہو اور دوسری وہ تاویل جو ایسے مسئلے کے خلاف ہو جو دلیل قطعی سے ثابت ہے پس ایسی تاویل ''زندقہ'' ہے۔

آگے زندیقانہ تاویلوں کی مثالیں ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

او قال ان النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم خاتم النبوۃ ولکن معنی ھذا الکلام أنہ لا یجوز أن یسمی بعدہٗ أحد بالنبی وأما معنی النبوۃ وھو کون الانسان مبعوثا من اللّٰہ تعالیٰ الی الخلق مفترض الطاعۃ معصوما من الذنوب ومن البقاء علی الخطأ فیما یری فھو موجود فی الأئمۃ بعدہٗ، فلذلک ھو الزندیق. [مسوی ج ۲ ص ۱۳۰]

یا کوئی شخص یوں کہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ خاتم النبیین ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کا نام نبی نہیں رکھا جائے گا لیکن نبوت کا مفہوم کسی انسان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کی طرف مبعوث ہونا، اس کی اطاعت کا فرض ہونا اور اس کا گناہوں سے خطا پر قائم رہنے سے معصوم ہونا۔ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بھی اماموں میں موجود ہے تو یہ شخص ''زندیق'' ہے۔

اکابر امت کی مندرجہ بالا تصریحات سے ثابت ہوا کہ ایسا شخص شرعی اصطلاح میں ''زندیق'' کہلاتا ہے۔

- .....جو اسلام کا اظہار کرتا ہو۔
- .....جو دعوی اسلام کے باوجود کفریہ عقائد رکھتا ہو۔
- .....اور جو اپنے کفریہ عقائد کو تاویل باطل کے پردہ میں چھپاتا ہو، اور کتاب وسنت کے نصوص کو توڑ مروڑ کر ان سے اپنا عقیدہ باطلہ کرتا ہو یا اسلام کے عقائد متواترہ پر طعن کرتا ہو۔

قادیانی زندیق ہیں

زندیق کی یہ تعریف قادیانیوں پر حرف بحرف صادق آتی ہے۔ وہ خالص کفریہ عقائد رکھتے ہیں جن کا اسلام کے ساتھ ذرا بھی تعلق نہیں، مثلاً:

۞ .....وہ ختم نبوت کے منکر ہیں جو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے اور وہ اس اسلامی عقیدہ کو ''لعنت'' قرار دیتے ہیں نعوذ باللہ۔

۞ .....وہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال کو مسیح موعود، مہدی معہود، نبی ورسول اور ظلی ''محمد رسول اللہ'' مانتے ہیں، جو سراسر کفر ہے۔

۞ .....وہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام کمالات مع نبوت محمدیہ کے لعین قادیان کے لئے ثابت کرتے ہیں۔

۞ .....وہ غلام احمد قادیانی پر وحی قطعی کا نزول مانتے ہیں، ایسے تورات وانجیل اور قرآن کی طرح واجب الایمان کہتے ہیں اور اس میں شک وتردد کو موجب کفر قرار دیتے ہیں۔

۞ .....وہ مرزا قادیانی الدجال الاعور کی وحی وتعلیم اور اس کی تجدد شریعت کو تمام انسانیت کے لئے واجب الاتباع اور مدار نجات قرار دیتے ہیں۔

۞ .....ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں، پہلی بعثت مکہ میں ہوئی اور دوسری بعثت مرزا قادیان کی بروزی شکل میں۔ قادیان میں ہوئی۔ تیرہ صدیوں تک پہلی بعثت کا دور رہا اور چودھویں صدی سے قادیانی بعثت کا دور شروع ہوا۔

۞ .....وہ ان خالص کفریہ عقائد کے باوجود بڑی شدومد سے مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین جس کے مسلمان قائل ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے کر آج تک طبقہ در طبقہ متواتر چلا آرہا ہے، وہ قادیانیوں کے نزدیک کفر ہے اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔

۞ .....ان کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ مرزا قادیانی کو ''محمد رسول اللہ'' مان کر اس کا کلمہ نہ پڑھے۔ گویا

قادیانیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ منسوخ ہو چکا، جیسا کہ مسلمانوں کے نزدیک حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا کلمہ منسوخ ہے۔

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا، یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعود [مرزا قادیانی] کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے''۔ [کلمۃ الفصل ص ۱۱۰]

مرزا بشیر احمد دوسری جگہ لکھتا ہے:

مسیح موعود [مرزا قادیانی] خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں! محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی فتدبر''۔ [کلمۃ الفصل، ص ۱۵۸]

❁ .....ان کا یہ عقیدہ ہے کہ شریعت محمدیہ کی پیروی موجب نجات نہیں۔ جب تک کہ مرزا قادیانی کی وحی وتعلیم کی پیروی نہ کی جائے، پس جس طرح کہ مسلمانوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے حضرات انبیاء سابقین علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب ان کی پیروی موجب نجات نہیں۔ اسی طرح قادیانیوں کے نزدیک شریعت محمدیہ علیہ الصلاۃ والسلام بھی منسوخ ہو چکی ہے اور مرزا قادیانی کی پیروی کے بغیر نجات نہیں۔

❁ .....قادیانیوں کے اس طرح کے سینکڑوں کفریہ عقائد ہیں، مثلاً ملائکہ کا انکار، حشر جسمانی کا انکار، معراج جسمانی کا انکار وغیرہ۔ جن کی تفصیل علمائے امت مختلف کتابوں میں فرما چکے ہیں۔ اور اس ناکارہ نے ان کے مندرجہ بالا عقائد اپنے رسالہ ''قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین'' میں باحوالہ درج کر دیئے ہیں، اس کا مطالعہ

ضرور کیا جائے اور اسے زیر نظر تحریر کا ایک حصہ تصور کیا جائے۔ ان تمام کفریات کے باوجود وہ پوری ڈھٹائی اور بےحیائی کے ساتھ، قرآن وسنت میں تحریف اور تاویل باطل کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور دین مرزائیت کو اسلام اور دین محمدیؐ کو کفر ثابت کرنے کی جسارت کرتے ہیں، اس سے بڑھ کر الحاد وزندقہ کیا ہوسکتا ہے؟ اس لئے قادیانی بلاشبہ ملحد وزندیق ہیں اور ان کا وہی حکم ہے جو علامہ شامیؒ نے دروزیہ، تیامنہ، نصیریہ اور قرامطہ کا لکھا ہے کہ یہ واجب القتل ہیں اور ان کی توبہ قابل قبول نہیں۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

یعلم مما هنا حکم الدروز والتیامنة فانهم فی البلاد الشامیة یظهرون الاسلام والصوم والصلوٰة مع أنهم یعتقدون تناسخ الأرواح وحل الخمر والزنا وأن الألوهیة تظهر فی شخص بعد شخص ویجحدون الحشر والصوم والصلوٰة والحج، ویقولون المسمی به غیر المعنی المراد ویتکلمون فی جناب نبینا صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم کلمات فظیعة، وللعلامة المحقق عدالرحمن العمادی فیهم فتوی مطولة، وذکر فیهما أنهم ینتحلون عقائد النصیریة والاسماعیلیة الذین یلقبون بالقرامطة والباطنیة الذین ذکرهم صاحب المواقف، ونقل عن علماء المذاهب الأربعة أنه لایحل اقرارهم فی دیار الاسلام بجزیه ولا غیرها. ولاتحل مناکحتهم ولاذبائحهم وفیهم فتوی فی الخیریة أیضا فراجعها. والحاصل أنهم یصدق علیهم اسم الزندیق والمنافق والملحد، ولایخفی أن اقرارهم بالشهادتین مع هذا الاعتقاد الخبیث لایجعلهم فی حکم المرتد لعدم التصدیق،

ولایصح اسلام أحدثم ظاهراً الا بشرط التبری عن جمیع ما یخالف دین الاسلام لأنهم یدعون الاسلام ویقرون بالشهادتین وبعد الظفر بهم لاتقبل توبتهم أصلاً.

[الدرالمختار مع الشامی، ۲۴۴، ج ٤]

یہیں سے دروزیہ اور تیامنہ کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ شام کے علاقوں میں اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ نماز روزہ کرتے ہیں، حالانکہ وہ تناسخ ارواح کے قائل ہیں اور خمر اور زنا کو حلال سمجھتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ الوہیت یکے بعد دیگرے مختلف اشخاص میں ظہور کرتی ہے وہ حشر ونشر، نماز روزہ اور حج کے قائل نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مسمّی بہ معنی مراد کے علاوہ ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ناشائستہ کلمات بکتے ہیں۔ علامہ محقق عبدالرحمن عمادیؒ کا ان کے بارے میں ایک طویل فتویٰ ہے اس میں موصوف نے ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ نصیری اور اسماعیلی لوگوں کے عقائد رکھتے ہیں جن کو قرامطہ اور باطنیہ کہا جاتا ہے اور جن کا ذکر صاحب مواقف نے کیا ہے۔ اور انہوں نے مذاہب اربعہ کے علماء سے نقل کیا ہے کہ ان کو دارالاسلام میں ٹھہرانا حلال نہیں، نہ جزیہ لے کر اور نہ اس کے بغیر، نہ ان سے رشتہ ناطہ جائز ہے اور نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے ان کے بارے میں فتاوی خیریہ میں بھی ایک فتویٰ ہے اس کی طرف مراجعت کی جائے۔

حاصل یہ ہے کہ ان پر ''زندیق'' ''منافق'' اور ''ملحد'' کا مفہوم صادق آتا ہے ظاہر ہے کہ ان کی خبیث عقائد کے باوجود ان کا شہادتین کا اقرار کرنا ان کو مرتد کے حکم میں قرار نہیں دیتا، کیونکہ یہاں تصدیق مفقود ہے اور ان میں سے کوئی شخص اسلام کا اظہار کرے تو وہ قابل قبول نہیں جب تک کہ ان تمام عقائد سے برأت کا اظہار نہ کرے جو دین اسلام کے خلاف ہیں، کیونکہ وہ پہلے ہی سے اسلام کے مدعی ہیں اور شہادتین کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر

یہ لوگ قابو میں آجائیں تو ان کی توبہ قطعاً قبول نہیں۔

زندیق کا حکم

تمام ائمہ کے نزدیک زندیق کا حکم وہی ہے جو مرتد کا ہے، چنانچہ:

(۱): زندیق مرتد کی طرح واجب القتل ہے۔

(۲): اس سے رشتہ ناطہ ناجائز اور باطل ہے۔

(۳): اور اس کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے۔

بلکہ ایک اعتبار سے زندیق کا کفر، مرتد سے بھی بدتر ہے کیونکہ باجماع امت مرتد کو توبہ کی تلقین کی جاتی ہے اور اگر وہ توبہ کرکے دوبارہ مسلمان ہوجائے تو اس سے قتل کی سزا ساقط ہوجاتی ہے۔ لیکن زندیق کی توبہ میں اختلاف ہے، امام شافعیؒ اور مشہور روایت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ سچے دل سے تائب ہوجائے تو اس سے قتل ساقط ہوجائے گا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں، یعنی وہ توبہ کا اظہار کرے تب بھی اس سے قتل کی سزا ساقط نہیں ہوگی۔ امام ابوحنیفہؒ سے بھی یہی منقول ہے کہ زندیق کی توبہ نہیں، امام احمدؒ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ فتاوی قاضی خان، بحر الرائق اور درمختار وغیرہ میں یہ تفصیل ذکر کی گئی کہ اگر زندیق از خود آکر توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی، اور قتل کی سزا اس سے ساقط ہوجائے گی۔ لیکن اگر وہ گرفتار ہوجانے کے بعد توبہ کرے تو اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ واجب القتل ہے فقہ مالکی کی معروف کتاب المواہب الجلیل میں بھی یہی تفصیل ذکر کی گئی ہے۔

اس سلسلہ میں فقہاء کی درج ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

قال أبو حنيفه رحمه الله تعالى اقتل الزنديق سرا فان توبته لاتعرف، قال مالک يقتل الزنادقه ولايستتابون. [احكام القرآن للجصاص، ص ۲۸۶، ج ۲]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زندیق کو موقع پا کر چپکے سے قتل کر دو کیونکہ اس کی توبہ معروف نہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زندیقوں کو قتل کیا جائے گا اوران سے توبہ نہیں لی جائے گی۔

درمختار میں ہے:

وكذا الكافر بسبب الزندقه لاتوبة له وجعله في الفتح ظاهر المذهب لكن في حظر الخانيه الفتوى على أنه اذا أخذ الساحر أو الزنديق المعروف الداعي قبل توبته ثم تاب لم يقبل توبته ويقتل، ولو أخذ بعدها قبلت. [درمختار، ص ٢٤٢، ج ٤]

اوراسی طرح جو شخص زندقہ کی وجہ سے کافر ہو گیا ہو اس کی توبہ قابل قبول نہیں، اور فتح القدیر میں اس کو ظاہر مذہب بتایا ہے لیکن فتاوی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے جب جادوگر اور زندیق جو معروف اور داعی ہو توبہ سے پہلے گرفتار ہو جائیں اور پھر گرفتار ہونے کے بعد توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں بلکہ ان کو قتل کیا جائے اور اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کر لی تو توبہ قبول کی جائے گی۔

البحر الرائق میں ہے:

لاتقبل توبة الزنديق في ظاهر المذهب وهو من لايتدين بدين........في الخانية قالوا ان جاء الزنديق قبل أن يؤخذ فأقر أنه زنديق فتاب عن ذلک تقبل توبته، وان أخذ ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل. [البحر الرائق، ص ١٣٦، ج ٥]

ظاہر مذہب میں زندیق کی توبہ قابل قبول نہیں اور زندیق وہ شخص ہے جو دین کا قائل نہ ہو.....اور فتاوی قاضی خاں میں ہے کہ اگر زندیق

گرفتار ہونے سے پہلے خود آکر اقرار کر لے کہ وہ زندیق ہے پس اس سے توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول ہے اور اگر گرفتار ہوا پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔ [البحر الرائق، ص ۱۳۶، ج ۵]

فقہ مالکی کی کتاب مواہب الجلیل شرح مختصر الخلیل میں ہے:

الزنديق وهو من يظهر الاسلام ويسر الكفر فاذا ثبت عليه الكفر لم يستتب ويقتل ولو أظهر توبته لأن اظهار التوبة لايخرجه عما يبديه من عاذته ومذهبه فان التقية عند الخوف عين الزندقه اما اذا جاء بنفسه مقرا بزندقه ومعلنا توبته دون أن يظهر عليه فتقبل توبته. [مواهب الجليل شرح مختصر الخليل، ص ٢٨٢، ج ٦ بحواله التشريح الجنائى الاسلامى ص ٧٢٤، ج ٢]

زندیق وہ شخص ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، پس جب اس کا کفر ثابت ہو جائے تو اس سے توبہ نہیں لی جائے گی بلکہ اسے قتل کیا جائے گا خواہ وہ توبہ کا اظہار کرے کیونکہ توبہ کا اظہار اس کو اس کی اس عادت و مذہب سے نہیں نکالتا جس کو وہ ظاہر کیا کرتا ہے کیونکہ خوف کے وقت بچاؤ کے لئے توبہ کا اظہار عین زندقہ ہے۔ البتہ اگر وہ گرفتار ہوئے بغیر خود آکر اپنے زندقہ کا اقرار کرے اور توبہ کا اعلان کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے [اور اس سے قتل کی سزا ساقط ہو جائے گی]۔ [مواہب الجلیل ص ۲۸۲، ج ۶ بحوالہ التشریح الجنائی الاسلامی ص ۷۲۴، ج ۲]

المرتد اذا أسلم ولم يقتل صح اسلامه سواء كانت ردته الى كفر مظاهر به أهله كاليهودية والنصرانية وعبادة الأصنام أو الى كفر يستتر به أهله كالزندقه، والزنديق هو

الذی یظهر الاسلام ویبطن الکفر فمتی قامت بینة أنه تکلم بما یکفر فانه یستتاب وان تاب والا قتل، فان استتیب فتاب قبلت توبته، وقال بعض الناس اذا أسلم المرتد لم یحقن دمه بحال لقوله صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: "من بدل دینه فاقتلوه" وهذا قد بدل وقال مالک وأحمد واسحاق لاتقبل توبه الزندیق ولایحقن دمه بذلک وهو احدی الروایتین عن أبی حنیفة والروایة الأخری کمذهبنا. [المجموع شرح الهذب، ص ۲۳۳، ج ۱۹]

مرتد جب مسلمان ہوجائے اوراسے قتل نہ کیا جائے تو اس کا اسلام صحیح ہے۔خواہ وہ ایسے کفر کی طرف مرتد ہوا ہو جس کو اس مذہب کے لوگ ظاہر کرتے ہیں جیسے یہودیت نصرانیت، بت پرستی۔خواہ اس کا ارتداد ایسے کفر کی طرف ہوا ہو جس کو اس مذہب کے لوگ چھپاتے ہیں، جیسے زندقہ،اور زندیق وہ ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، پس جب اس پر شہادت قائم ہوجائے کہ اس نے کلمہ کفر بکا ہے تو اس سے توبہ کے لئے کہا جائے گا اگر وہ توبہ کرے تو ٹھیک۔ورنہ اس کو قتل کردیا جائے۔ اگراس سے توبہ لی گئی اوراس نے توبہ کرلی تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ جب مرتد مسلمان ہوجائے تو اس کا خون محفوظ نہیں ہوتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جو شخص اپنے دین کو بدل لے یعنی مرتد ہوجائے اس کو قتل کردو''۔اوراس نے دین بدل لیا تھا امام مالک، امام احمد، اور امام اسحاق فرماتے ہیں کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔[المجموع شرح المہذب،ص ۲۳۳، ج ۱۹]

اور فقہ شافعی میں بھی ایک قول یہ ہے کہ جو شخص کفر خفی کی طرف مرتد ہوجائے اس کی

توبہ قبول نہیں جیسے زنادقہ اور باطنیہ۔

امام نوویؒ منہاج میں لکھتے ہیں:

وقیل لایقبل اسلامه، ان ارتد الی کفر خفی کزندقه وباطینة. [نهایة المحتاج شرح المنهاج،ص ۳۹۹، ج ۱۷]

اور ایک قول یہ ہے کہ مرتد کا اسلام قبول نہیں کیا جائے گا اگر اس نے کفرِ خفی کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو مثلاً اس نے زندقہ، یا باطنیت اختیار کرلی ہو۔

فقہ حنبلی کی کتاب المغنی اور الشرح الکبیر میں ہے:

اذا تاب [المرتد] قبلت توبته ولم يقتل أى كفر كان وسواء كان زنديقا ويستسر بالكفر أو لم يكن وهذا مذهب الشافعي والعنبرى ويروى ذلك عن علي وابن مسعود وهو احدى الروايتين عن أحمد واختيار أبى بكر الخلال وقال أنه أولى على مذهب أبى عبدالله والرواية الأخرى لاتقبل توبة الزنديق ومن تكررت ردته وهو قول مالك والليث واسحاق واعن أبى حنيفه روايتان كهاتين واختيار أبوبكر أنه لا تقبل توبة الزنديق. [المغنی، ص ۸۷، ج ۱۰، الشرح الکبیر ص ۸۹، ج ۱۰]

مرتد جب توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور قتل نہیں کیا جائے گا۔ خواہ اس نے کوئی سا کفر اختیار کیا ہو، خواہ زندیق ہو اور کفر کو چھپاتا ہو یا زندیق نہ ہو۔ یہ امام شافعیؒ اور عنبریؒ کا مذہب ہے اور یہ حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے اور یہی ایک روایت امام احمدؒ سے ہے ابوبکر خلال نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ امام احمدؒ کے مذہب میں

یہی روایت راجح ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ زندیق اور جو شخص بار بار مرتد ہوتا ہو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

یہی قول ہے امام مالکؒ، امام لیثؒ اور امام اسحاقؒ کا۔ اور امام ابوحنیفہؒ سے دونوں طرح کی روایتیں ہیں۔ اور ابوبکرؒ کے نزدیک مختار یہی ہے کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

امام شمس الدین ابن قدامہ مقدسی مرتد کے نکاح کے باطل ہونے اور اس کے ذبیحہ کی حرمت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

والزنديق كالمرتد فيما ذكرنا. [المغنى مع شرح الكبير، ص ۱۷۱، ج ۷]

''اور مذکورہ بالا احکام میں زندیق، مرتد کی طرح ہے''۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

وحكم سائر الكفار من عبدة الأوثان والزنادقة وغيرهم حكم المجوس فى تحريم ذبائحهم وصيدهم.

اہل کتاب کے علاوہ باقی کفار، بت پرست اور زندیق وغیرہ کا حکم مجوسیوں کا حکم ہے کہ ان کا ذبیحہ اور شکار حرام ہے۔ [المغنی مع الشرح الکبیر، ج ۱۱ص ۳۹]

المجموع شرح مہذب میں ہے:

ولاتحل ذبيحة المرتد ولا الوثنى ولا المجوسى لما ذكره المصنف وهكذا حكم الزنديق وغيره من الكفار الذين ليس لهم كتاب.

اور حلال نہیں ذبیحہ مرتد کا، نہ بت پرست کا، نہ مجوسی کا، اور یہی حکم ہے زندیق وغیرہ ان کفار کا جن کے پاس آسمانی کتاب نہیں۔ [المجموع

شرح المہذب، ص ۷۵، ج ۹]

خلاصہ بحث

ان تمام مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:

❁ .....جو شخص خود قادیانیت کی طرف مرتد ہوا ہو وہ مرتد بھی ہے اور زندیق بھی۔

❁ .....اس کی صلبی اولاد بھی اپنے والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکما مرتد ہے اور زندیق بھی۔

❁ .....اس کی اولاد کی اولاد مرتد نہیں بلکہ خالص زندیق ہے۔

❁ .....مرتد اور زندیق دونوں واجب القتل ہیں، دونوں سے مناکحت باطل اور دونوں کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے۔ اس لئے کسی قادیانی کا ذبیحہ کسی حال میں حلال نہیں۔

قادیانیوں کے معاملہ میں اشکال کی وجہ

جن حضرات نے قادیانیوں کے یا ان کی اولاد کے ذبیحہ کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا ہے انہیں قادیانی مذہب کی حقیقت سمجھنے میں اشکال پیش آیا۔ اور اس اشکال کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی امت دجل و تلبیس کے فن میں ماہر ہے۔ وہ عام مسلمانوں کے سامنے اپنے اصل عقائد کا اظہار نہیں کرتے اور مسلمانوں کے نزدیک مہدی ابھی آنے والا ہے اور قادیانیوں کے نزدیک جس کو آنا تھا وہ آ گیا۔ اس نکتہ کے سوا ان کے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں..... قادیانیوں کے اس دجل و تلبیس سے نہ صرف عام مسلمانوں کو قادیانیوں کی اصل حقیقت کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے بلکہ وہ اہل علم، جنہوں نے قادیانی لٹریچر کا گہرا مطالعہ نہیں کیا وہ اشکال اور تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن جن حضرات نے قادیانی لٹریچر کا بغور مطالعہ کیا ہو اور انہیں قادیانیوں سے گفتگو اور بحث و مناظرہ کا موقع ملا ہو ان کے سامنے یہ حقیقت آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو جاتی ہے۔

❁ .....قادیانیت، اسلام کے متوازی ایک مستقل دین و مذہب ہے۔

❁ .....قادیانی نبوت، محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایک نئی

متوازی نبوت ہے۔

❁.....قادیانیوں کے نزدیک محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ اور شریعت منسوخ ہیں اور نبوت محمدیہؐ کو ماننے اور محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے سب کافر ہیں۔

اس لئے اسلام اور قادیانیت کا اختلاف چند مسائل یا نکات کا اختلاف نہیں، بلکہ قادیانیت نے نبوت محمدیہ کے بالمقابل ایک نئی شریعت، شریعت محمدی کے مقابلے میں ایک نئی شریعت اور اسلام کے مقابلے میں ایک نیا دین تصنیف کیا ہے۔

کیا دنیا کا کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کا ذبیحہ مسلمانوں کے ساتھ معمولی سا اختلاف تھا؟

کیا کوئی عالم دین یہ فتویٰ دے سکتا ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال اور ان سے رشتہ ناطہ جائز تھا؟

جو حکم مسیلمہ کذاب کا تھا ٹھیک وہی حکم مسیلمہ پنجاب غلام احمد قادیانی کا ہے۔ اور جو حکم مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کا تھا وہی مسیلمہ پنجاب کے ماننے والوں کا ہے۔ ان کے ساتھ رشتہ ناطہ کے جائز ہونے اور ذبیحہ کے حلال ہونے کا سوال ہی خارج از بحث ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین. (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۳۹۲ تا ۴۱۱، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قربانی کی کھال بیچ کر ردقادیانیت کی کتابیں منگوانا

﴿سوال﴾:

میں سید ہوں۔ صاحب نصاب ہوں۔ قربانی کا چمڑا گاؤں والوں نے مجھے دیا اس کو فروخت کر کے ردقادیانیت کی کتابیں منگالیں۔ کیا یہ جائز ہے۔ اس میں غریب کو مالک بنانا

شرط ہے یا نہیں؟

﴿جواب﴾:

گاؤں والے قربانی کی کھالیں جو آپ کو دیتے ہیں وہ آپ کی مِلک ہو جاتی ہیں آپ ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت سے کتابیں منگا سکتے ہیں۔ [کفایت المفتی، ج ۸ ص ۲۴۲] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۳۹۱،ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی اوراس کی کتابیں

﴿سوال﴾:

میں تبلیغی جماعت کا ایک خادم ہوں، ایک سفر میں میری ملاقات ایک قادیانی سے ہوگئی، میں نے اس سے دریافت کیا کہ علمائے دیوبند تم لوگوں کو کافر کہتے ہیں، اس نے کہا کہ ان لوگوں نے ہماری کتابوں کا مطلب غلط سمجھا، حالانکہ ان حضرات کو ہم سے مطلب معلوم کرنا چاہئے تھا اور کافر نہیں کہنا چاہئے تھا۔ میں نے کہا کہ ان کتابوں کے نام کیا ہیں؟ انہوں نے ان کتابوں کے نام بتائے ”ایک غلطی کا ازالہ، انجام آتھم، حقیقت وحی، ازالۃ الاوہام“۔ سوال یہ ہے کہ یہ کتابیں کیسی ہیں اور اس پر عمل کرنا کیسا ہے، اس شخص کا کہنا درست ہے یا غلط؟ فقط۔

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کیا اور ختمِ نبوت کا انکار کیا ہے، حالانکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہ مسئلہ قرآن پاک اور احادیثِ مشہورہ اور اجماع سے ثابت ہے، اس دعویٰ کی وجہ سے مرزا کافر ہے اور جو شخص اس کے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے وہ بھی اس کے حکم میں ہے۔

مرزا کی زندگی میں اس سے مناظرہ کیا گیا اور اس کے ہر غلط دعویٰ کی تردید قرآن پاک اور احادیث کے ذریعہ سے کی گئی اور اس پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا، وہ خود اپنی عبارات اور کتابوں کا کوئی صحیح مطلب نہیں بیان کرسکا تو آج اس کے ماننے والے کس شمار میں ہیں، اگر وہ کوئی ایسا مطلب بیان بھی کریں جس کے خلاف صراحۃً مرزا نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے تو وہ خود ان کا مطلب ہے مرزا کا مطلب نہیں ہوگا۔ اس کی تردید کے لئے ''**هدية المفترى، اكفار الملحدين، دفع الأوهام، عقيدة الاسلام فى حيوٰة عيسىٰ عليه السلام، ختم نبوة، عشرهٔ كامله**'' وغیرہ بہت سی کتابیں تصنیف ہوکر عرصہ ہوا شائع ہوچکی ہیں، جن میں ان کی کفریات ایک دو نہیں بلکہ بڑی مقدار میں پوری تفصیل کے ساتھ درج ہیں، اس لئے اس کی کتابوں کا مطالعہ عوام ہرگز نہ کریں۔ اہل علم حضرات تردید کے لئے ان کی کتابوں کا مطالعہ کرکے اس کی اور کفریات کو ظاہر کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے ایک شعر کہا ہے ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ یوسف کے ساتھ سترہ سال کی عمر تک نجاری [بڑھئی] کا کام سیکھا اور خود ان کی قبر کشمیر میں ہے اور ان کی تین دادیاں اور تین نانیاں زانیہ تھیں حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور ان کی والدہ اور ان کی نانی کا تذکرہ قرآن شریف میں احترام کے ساتھ کیا گیا اور فرمایا گیا ہے ﴿وأمه صديقة﴾ غرض مرزا غلام احمد قادیانی نے کفریات لکھنے میں کچھ کمی نہیں کی اس لئے وہ تمام علماء کے نزدیک کافر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ محمودیہ، ج:۲، ص:۱۲۵)



قادیانیت سے براءت اور کسی مسلمان کو قادیانی کہنے کا حکم

﴿سوال﴾:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

من مسمیٰ بشیر احمد شاہ ولد سید محمد اسماعیل شاہ سکنہ سمارو شہر ضلع نوپا کر سندھ مندرجہ ذیل عقیدہ رکھتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے سب فرشتوں اور اس کی سب کتابوں پر اور اس کے سب رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی اور برائی پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان رکھتا ہوں، ایمانِ مجمل اور مفصل پر پورا یقین رکھتا ہوں۔ میں حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ میں خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہوں، اور یہ کہ میں کسی ایسے شخص کا پیرو کار نہیں ہوں جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعوے دار ہو، اور نہ ہی ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہوں، نہ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا ہوں یا خود کو احمدی کہتا ہوں۔ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص کسی معنی کے لحاظ یا اعتبار سے نبی یا مذہبی مصلح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کو اور اس کے ماننے والوں کو مرتد و کافر جانتا ہوں۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں احمدی اور لاہوری گروپ سب کو غیر مسلم اور اسلام سے خارج ہونے پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرا یہ بیان حلفیہ ہے اور میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بالکل صحیح اور دُرست تحریر کرتا ہوں۔ آپ سے درخواست ہے کہ میرے مندرجہ بالا عقیدے کو مدنظر رکھتے ہوئے فتویٰ صادر فرمائیں کہ:

۱: عقیدے کے اعتبار سے میں شریعت محمدیہ کے مطابق مسلمان ہوں یا نہیں؟

۲: کیا مجھے قادیانی کہا جانا درست ہے؟

۳: اگر کوئی شخص مجھے قادیانی کہتا ہے تو شریعتِ محمدیہ میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:

۱: اگر آپ کے وہی عقائد ہیں جو سوال میں مذکور ہیں، اور ان کے علاوہ کوئی فاسد عقیدہ بھی نہیں رکھتے، تو آپ بلاشبہ مسلمان ہیں۔

۲: مندرجہ سوال عقائد کا حامل شخص قادیانی نہیں ہوسکتا، اس کو قادیانی کہنا ہرگز درست نہیں۔

۳: کسی مسلمان کو بلاوجہ قادیانی کہنا سخت گناہ ہے، اگر ناواقفیت یا بے احتیاطی سے کہا ہے تو اسے فوراً توبہ کرنی چاہیے، اور اگر کسی غلط فہمی کی بناء پر کہا ہے تو اس کی غلطی دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (فتاوی عثمانی، ج:۱،ص:۷۵، ط، مکتبہ معارف القرآن کراچی)



مسلمان کو مرزائی کہنے والے کا حکم

سوال:

چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ شخصے بنام عبدالعزیز مرا کہ من قسم بخدائے ذوالجلال والاکرام صحیح العقیدۃ مسلمان ہستم۔ مرزائی بگوید۔ وپروپیگنڈا بکند ایں راسزا از روئے قرآن کریم وحدیث شریف وفقہ چیست۔ بینوا توجروا

جواب:

منجملہ از شروط صحت اسلام ودرستی عقیدہ ایں ہم است کہ یقین حاصل باشد۔ کہ بعد از ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر کہ دعویٰ نبوت کردہ آں دجال۔ کذاب ہست۔ اگر فی الواقعہ شما ایں عقیدہ میدارید۔ ونیز دیگر ضروریات دین را یقین میکنید وبا ایں ہمہ کسے شمارا مرزائی یا کافر گوید۔ آں مجرم است وآن را خوف کفر است توبہ کردن لازم۔ لیکن شرط ایں است کہ او بالیقین ایں قسم جملہ گفتہ باشد۔ وبا قاعدہ شہادت شرعی بر گفتن او ازیں قسم جملہ ھائی موجود باشد۔ واللہ اعلم۔ [فتاوی مفتی محمود، ج۱،ص۱۹۹] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:

٧٦، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



قادیانی کو مسلمان کرنے کا طریقہ

﴿سوال﴾:

قادیانی کو مسلمان کرنے کا شرع متین کی روشنی میں کیا طریق کار ہے، وضاحت فرمائیں؟

﴿الجواب باسم الملک الوهاب﴾:

قادیانی کو مسلمان کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے سامنے قادیانی عقائد سے برأت و بیزاری کا اعلان کرکے دل سے بھی ان عقائد کا انکار کرے، اور واضح الفاظ میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرے نیز مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا، کافر اور مرتد کہے، اور مرزائیوں کے ہر دو گروہوں یعنی لاہوری اور قادیانی کو کافر کہہ کر کلمہ شہادت بھی پڑھے۔

"قال في شرح التنوير (واسلامه أن يتبرأ عن الأديان سوى الاسلام (أو عما انتقل اليه) بعد نطقه بالشهادتين وتمامه في الفتح ولو أتى بهما على وجه العادة لم ينفعه مالم يتبرأ بزازية".... (الدر علی الرد: ٣/ ٣١٣)

"وفي الخامس بهما مع التبرئ عن كل دين يخالف دين الاسلام بدائع وآخر كراهية الدرر"... (در على ردالمحتار: ٣/ ٣١٤) واللّٰه تعالى اعلم بالصواب۔ (ارشاد المفتين، ج: ١، ص: ٦٦، ط، مكتبة الحسن لاهور/ فتاوى دار العلوم ديوبند، ج: ١٨، ص: ٤٨، ط، مكتبه دار العلوم ديوبند/

فتاوی دار العلوم وقف دیوبند، ج: ۱، ص: ۹۱، ۹۲، ط، حجة الاسلام اکیڈمی/ فتاوی محمودیه، ج: ۱، ص: ۱۸۵/ نجم الفتاوی، ج: ۱، ص: ۵۰، ۵۱/ کتاب الفتاوی، ج: ۱، ص: ۲۸٤، ط، زمزم پبلشرز کراچی/ المسائل المهمه فی ما ابتلت به العامة، ج: ٥، ص: ۲٥/کتاب النوازل، ج: ۱، ص: ۲٥۰/ فتاوی فلاحیه، ج: ۱، ص: ٥٦)



شیزان کمپنی کی مصنوعات

﴿سوال﴾:

محترم جناب مفتی حمید اللہ جان صاحب! بعد از سلام عرض ہے کہ ایک مسئلہ در پیش ہے، وہ یہ ہے کہ میں شیزان بیکری میں جاب کرتا ہوں یہ بیکری تو مسلمانوں نے خریدی ہے لیکن اس پر تمام مصنوعات شیزان کمپنی کی فروخت ہوتی ہیں کیا اس پر جاب کی جاسکتی ہے؟ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ جب کہ شیزان کمپنی مرزائیوں کی ہے اور شیزان کی مصنوعات استعمال کرنا، ان کو بیچنا اور ان کی کمپنی میں کام کرنا اسلام کی رو سے کیسا ہے؟ اس کے بارے میں اسلامی رائے کیا ہوگی؟ نیز جو آدمی یہ سب معلومات ہونے کے باوجود یہ کام جان بوجھ کر کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

قادیانی زندیق ہیں جن کے احکام دوسرے کفار سے زیادہ سخت ہیں، ان کے ساتھ خرید وفروخت وغیرہ ہر قسم کا لین دین ناجائز ہے اور ان سے دوستی اور محبت کا تعلق درست نہیں ہے، حتی الامکان ان کے ساتھ ہر قسم کے معاملات سے بچنا ضروری ہے، ان سے سلام وکلام لین دین اور خرید وفروخت نہ کی جائے اور نہ ان کے ہاں ملازمت کی جائے، اور نہ ہی

ان کوملازم رکھا جائے اور نہ ان کوکسی قسم کی سہولت اور فائدہ پہنچایا جائے اوران کے کارخانے اورفیکٹریوں کی مصنوعات استعمال کی جائیں، چاہے وہ کسی بھی نام سے ہو جو شیزان فیکٹری مرزائیوں کی ملکیت ہےاس کا بھی یہی حکم ہے۔

زندیق اس کافرکو کہتے ہیں جوشرعی اصطلاحات والفاظ تو نہ بدلے بلکہ ان کے اجماعی اورمتفق علیہ مفہوم کو بدل دیں۔

”واما فی اصطلاح الشرع فالفرق اظهر لاعتبارهم فيه ابطان الكفر والاعتراف بنبوة نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على ما فى شرح المقاصد“. [ردالمحتار، ٣ / ٣٢٤]

”[قوله المعروف] اى بالزندقة الداعى اى الذى يدعوا الناس الى زندقته اهـ فان قلت كيف يكون معروفا داعيا الى الضلال وقد اعتبر فى مفهومه الشرعى ان يبطن الكفر؟ قلت لابعد فيه فان الزنديق يموه كفره ويروج عقيدته الفاسدة ويخرجها فى الصورة الصحيحة وهذا معنى ابطان الكفر فلاينافى اظهاره الدعوى الى الضلال“. [ردالمحتار، ٣/ ٣٢٤]

”قلت والزنديق من يحرف فى معانى الالفاظ مع ابقاء الاسلام كهذا اللعين فى القاديان يدعى انه يومن بختم النبوة ثم يخترع له معنى من عنده يصلح له بعد الختم دليلا عليه فتح بب النبوة فهذا هو الزندقة حقا اى التغير فى المضاديق وتبديل المعانى على خلاف ما عرفت عنداهل الشرع وصرفها الى اهوائه مع ابقاء اللفظ على ظاهره والعياذ بالله“. [فيض البارى، ٤/ ٤٧٢]

”وما باعه او اشتراه او اعتقه او وهبه او رهنه او تصرف فيه من امواله فى حال ردته فهو موقوف فان اسلم صحت عقوده وان مات او قتل او لحق بدار الحرب بطلت“. [هداية، ۲/ ۵۸۷]

”ياايها الذين آمنوا لاتتخذوا اليهود والنصارى اولياء بعضهم اولياء بعض، وفى هذه الآية دلالة على ان الكافر لايكون وليا للمسلم لا فى التصرف ولا فى النصرة ويدل على وجوب البرائة من الكفار والعداوة لهم لان الولاية ضد العداوة فاذا امرنا بمعاداة اليهود والنصارىٰ لكفرهم فغيرهم من الكفار بمنزلتهم ويدل على ان الكفر كله ملة واحدة“.
[احكام القرآن للجصاص، ۲/ ۶۲۲]

”واذا رأيت الذين يخوضون فى اٰياتنا فاعرض عنهم، وهذا يدل على ان علينا ترك مجالسة الملحدين وسائر الكفار عند اظهارهم الكفر والشرك ومالايجوز على اللّٰه تعالىٰ اذا لم يمكنا انكاره“. [احكام القرآن للجصاص، ۳/۵]

”وحكى الكواشى عن سهل انه قال من صحح ايمانه واخلص توحيده فانه لايأنس الى مبتدع ولايجالسه ولايؤاكله ولايشاربه ولايصاحبه ويظهر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلبه اللّٰه حلاوة السنن ومن تجبب الى مبتدع يطلب عز الدنيا او عرضا منها اذله اللّٰه تعالىٰ بذلك العز وافقره بذلك الغنى ومن ضحك الى مبتدع نزع اللّٰه تعالىٰ نور الايمان من قلبه ومن لم يصدق

فليجرب". [روح المعانی، ۲۸/ ۳۵]

"**فان هجرة اهل الاهواء والبدع واجبة على مر الاوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع الى الحق**". [مرقاة، ۹/ ۲۳۰] واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب(ارشاد المفتین، ج: ۱، ص: ٤٧٤ تا ٤٧٦، ط، مکتبة الحسن لاهور)



مدینہ منورہ کے علاوہ کسی دوسرے شہر کو "منورہ" کہنا

﴿سوال﴾:

میری نظر سے ایک رسالہ گزرا ہے جس میں پاکستان کے ایک شہر کو "المنورۃ" کہا گیا ہے حالانکہ ایسا لفظ ہم نے کبھی کسی اور جگہ نہیں پڑھا۔ مذکورہ شہر میں ایک مخصوص عقائد کے لوگ [قادیانی] بستے ہیں۔ کیا اس طرح کے الفاظ کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

"المنورۃ" کا لفظ مدینہ طیبہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ "المدینۃ المنورۃ" کے مقابلہ میں مخصوص عقائد کے لوگوں [قادیانیوں] کا "ربوۃ المنورۃ" کہنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چشم نمائی، شرانگیزی اور مسلم آزاری کی شرمناک کوشش ہے اور یہ ان کے کفر وضلالت کی ایک تازہ دلیل ہے۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۸ ص ۶۱،۶۲](فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ٦٣، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



جنگ یمامہ مسیلمہ کذاب کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے تھی

﴿سوال﴾:

مرزائی کمپنی کے ایجنٹ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسیلمہ کذاب کے خلاف جو چڑھائی کی تھی وہ اس کی بغاوت کی بناء پر کی تھی۔ اس کے دعویٰ نبوت کی بناء پر نہ تھی۔ اس کی تحقیق مقصود ہے کہ کس بناء پر وہ چڑھائی کی گئی تھی؟

﴿جواب﴾:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے خلاف جو چڑھائی کی وہ بغاوت کی بناء پر نہ تھی۔ انکار ختم نبوت کی بناء پر تھی۔ مسیلمہ کے ایلچی ایک مرتبہ خود حضور ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے اور اپنے مسیلمہ کذاب پر ایمان لانے کا اقرار کیا تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

لولا ان الرسل لاتقتل لضربت اعناقکما. [سنن أبی داؤد، ج ۲ ص ۳۸۰]

ترجمہ: اگر ایلچیوں کا قتل کرنا خلاف اصول نہ ہوتا تو میں تمہاری گردنیں اڑا دیتا۔

ان کا سرغنہ اور مسیلمہ کا مؤذن عبداللہ بن نواحہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفاتِ شریفہ کے مدتوں بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول لولا انک رسول لضربت عنقک فانت الیوم لست برسول.

[معجم طبرانی ج ۹ ص ۱۹۴]

ترجمہ: میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے

سنا تھا کہ تو اگر ایلچی نہ ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا۔ لیکن آج تو تو ایلچی نہیں ہے۔

پھر آپ نے امیر کوفہ قرظہ بن کعب کو حکم دیا اور انہوں نے اسے برسر عام قتل کر دیا۔ اس طرح وہ سالہا سال پہلے کا منشاء رسالت، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاتھوں پر پورا ہوا۔

سنن دارمی کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے ان مرتدین کی مسجد کے بھی گرانے کا حکم دیا اور وہ نام نہاد مسجد منہدم کر دی گئی۔ [جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد ج ا ص ۲۸۴ طبع میرٹھ]

اب سوال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں باغی سمجھا ہوا تھا یا مرتدین؟ اس کے لیے ہمیں ان کے مارنے میں صراحت سے مرتدین کے الفاظ ملتے ہیں۔ صحیح بخاری کتاب الکفالہ میں ہے:

قال حریروا لاشعث لعبداللّٰہ بن مسعود فی المرتدین استبھم و کفلھم فتابوا و کفلھم عشائرھم. [بخاری، ج ۱ ص ۳۰٦]

ترجمہ: جریر اور اشعث نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ اس طرف منعطف کرائی کہ آپ ان مرتدین کو توبہ کی طرف بلائیں اور ان کی کفالت کریں۔ پس وہ تائب ہو گئے اور آپ نے ان کے کنبوں کی کفالت فرمائی۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں مرزائی حضرات اپنے وقت کا مجدد تسلیم کرتے ہیں لکھتے ہیں:

انما قاتل بنی حنیفة لکونھم امنوا بمسیلمة الکذاب واعتقدوا بنبوته. [منہاج السنة ج ۲ ص ۲۳۰ مطبوعہ مصر]

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی حنیفہ سے اس لیے جہاد کیا تھا کہ وہ مسیلمہ کذاب پر ایمان لائے ہوئے تھے اور اس کی نبوت کے قائل تھے۔

پس یہ خیال غلط ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا چڑھائی بنی حنیفہ کی بغاوت کی بناء پر تھی۔ دعویٰ نبوت کی بناء پر نہ تھی۔ حافظ ابن تیمیہؒ یہ بھی لکھتے ہیں:

فان الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ لم یقاتل احدا علی طاعتہ و لاالزام احدا بیعتہ. [ایضاً ج ۲ ص ۲۳۱]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کسی شخص کے ساتھ اس کی بغاوت پر یا اپنی خلاف منوانے کے لیے جہاد نہیں کیا۔

اس سے پہلے حافظ ابن تیمیہؒ اس پر اجماع ان لفظوں میں نقل کر چکے ہیں۔

فلم نعلم احدا انکر قتال اھل الیمامۃ و ان مسیلمۃ الکذاب ادعی النبوۃ و انھم قاتلوہ علی ذالک. [ایضاً ج ۲ ص ۲۳۰]

ترجمہ: آج تک کسی نے اس امر سے انکار نہیں کیا کہ حضرت ابوبکرؓ کا بنی حنیفہ سے جہاد مسیلمہ کذاب کے دعویٰ نبوت کی بناء پر ہی تھا۔

پس مرزائی مبلغ کی مذکور فی السوال تاویل نہایت رکیک اور غلط ہے...الخ۔ واللہ اعلم۔(فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۳۰۱، ۳۰۳، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



مرتد اور زندیق میں فرق

سوال:

اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ مرتد تو وہ ہوتا ہے جو دین اسلام سے پھر جائے، یعنی پہلے مسلمان تھا بعد میں نعوذ باللہ کافر ہوگیا۔ اس لیے جو شخص پہلے مسلمان تھا پھر اس نے مرزائی مذہب اختیار کرلیا وہ تو مرتد ہوا۔ لیکن جو شخص پیدائشی قادیانی ہو وہ مرتد نہیں کیونکہ اس نے اسلام کو چھوڑ کر قادیانی کفر اختیار نہیں کیا بلکہ وہ ابتداء ہی سے کافر ہے۔ وہ مرتد کیسے ہوا؟

جواب:

اس شبہ کا جواب یہ ہے ہر قادیانی ''زندیق'' ہے اور ''زندیق'' وہ شخص ہے جو اسلام کے خلاف عقائد رکھتا ہو، اس کے باوجود اسلام کا دعویٰ کرتا ہو اور تاویلات باطلہ کے ذریعہ اپنے عقائد کو عین اسلام قرار دیتا ہو۔ اور ''زندیق'' کا حکم بعینہٖ مرتد کا ہے۔ البتہ ''زندیق'' اور ''مرتد'' میں یہ فرق ہے کہ مرتد کی توبہ بالاتفاق لائق قبول ہے اور زندیق کی توبہ کے قبول کیے جانے یا نہ کیے جانے میں اختلاف ہے۔ اس ایک فرق کے علاوہ باقی تمام احکام میں مرتد اور زندیق برابر ہیں۔ اس لیے قادیانی مرزائی خواہ پیدائشی مرزائی ہوں یا اسلام کو چھوڑ کر مرزائی بنے ہوں وہ دونوں صورتوں میں ان کا حکم مرتد کا ہے۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج۵ص۱۷] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱ص:۲۹۷، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان)



منکرین ختم نبوت کے لیے اصل شرعی فیصلہ کیا ہے؟

سوال:

خلیفہ اول بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلاف میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکرین ختم

نبوت کے خلاف اعلان جنگ کیا اور تمام منکرین ختم نبوت کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ منکرین ختم نبوت واجب القتل ہیں۔ لیکن ہم نے پاکستان میں قادیانیوں کو صرف ''غیر مسلم اقلیت'' دینے پر ہی اکتفا کیا اس کے علاوہ اخبارات میں آئے دن اس قسم کے بیانات بھی شائع ہوتے رہتے ہیں کہ ''اسلام نے اقلیتوں کو جو حقوق دیے ہیں وہ حقوق انہیں پورے پورے دیے جائیں گے''۔ ہم نے قادیانیوں کو نہ صرف حقوق اور تحفظ فراہم کیے ہوئے ہیں بلکہ کئی اہم سرکاری عہدوں پر بھی قادیانی فائز ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منکرین ختم نبوت اسلام کی رو سے واجب القتل ہیں یا اسلام کی طرف سے اقلیتوں کو دیے گئے حقوق اور تحفظ کے حقدار ہیں؟

﴿جواب﴾:

منکرین ختم نبوت کے لیے اسلام کا اصل قانون تو وہی ہے جس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا، پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی جان و مال کی حفاظت کرنا ان کے ساتھ رعایتی سلوک ہے لیکن اگر قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوں بلکہ مسلمان کہلانے پر مصر ہوں تو مسلمان، حکومت سے یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی جماعت کا سا سلوک کیا جائے۔ کسی اسلامی مملکت میں مرتدین اور زنادقہ کو سرکاری عہدوں پر فائز کرنے کی کوئی گنجائش نہیں یہ مسئلہ نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر اسلامی ممالک کے اربابِ حل وعقد کی توجہ کا متقاضی ہے۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۱، ص ۲۰۳، ۲۰۴] (فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۳۰۱، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان)



انبیاء اور صحابہ کرام کی فلمیں بنانے والوں کا حکم

﴿سوال﴾:

محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب مدظلہ العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد از خیریت دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کو اپنی رضا مندی نصیب فرمائے اور امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایمان بچانے کا ذریعہ بنائے، آج کل انبیاء کرام علیہم السلام پر بننے والی فلمیں لوگ زور وشور سے دیکھ رہے ہیں، اسی سلسلہ میں کچھ فتاوی جات بھی حاصل کیے گئے ہیں اور شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز مولانا محب اللہ صاحب مدظلہ العالی نے ایک مضمون تحریر فرمایا ہے، جو ان شاء اللہ پمفلٹ ''انبیاء علیہم السلام پر فلم بنانا توہین رسالت کے مترادف'' کے نام سے شائع کر کے مفت تقسیم کرنے کا ارادہ ہے، اس پمفلٹ کی کاپی پیش خدمت ہے، آپ سے درخواست ہے کہ اس موضوع پر اپنی تحریر وتائید تحریر فرما کر ہمیں ارسال فرمائیں تا کہ ہم اسے بھی پمفلٹ میں شامل کر سکیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کی تائیدات کی شمولیت سے اس پمفلٹ کو زیادہ نافع بنائے اور اپنی قبولیت نصیب فرمائے اور ایسے فتنے کی سرکوبی کا ذریعہ بنائے کہ جس کے خطرناک طریقہ واردات سے دین دار طبقہ تک متاثر نظر آ رہا ہے اور دوسرے لاکھوں مسلمان بھی اس میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اس مسئلہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی مصروفیات کو مؤخر کر کے فوری جواب ارسال فرمائیں گے، والسلام

استفتاء:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

چند سالوں سے بعض نجی ٹی وی چینلز اور کیبل آپریٹر حضرات عمومی طور پر انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر بنائی گئی فلموں کی نمائش کررہے ہیں، مغربی ممالک میں تو یہ سلسلہ کئی دہائیوں سے جاری ہے مگر ہمارے وطن عزیز میں یہ سلسلہ کچھ عرصے سے زور پکڑ گیا ہے۔

''دی میسج'' (The message) نامی فلم جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس زمانہ کے واقعات پر مشتمل ہے اس فلم کی نمائش جیو چینل پر ہر سال کی جاتی ہے، صرف نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اطہر کو چھوڑ کر اس فلم میں تقریبا تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام سے کرداروں کو پیش کیا ہے، ۳۱۳ بدری صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی بدر کی جنگ میں دکھائے گئے ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ناموں پر کردار اداکاروں نے ادا کیے۔

آج کل ''پیغام پروڈکشن'' نامی ادارے نے انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی پر بنائی گئی فلموں کا اردو زبان میں ترجمہ کرکے پھیلانا شروع کررکھا ہے، ان فلموں میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کے فرضی کردار پیش کیے گئے ہیں، ان فلموں میں کئی مقامات پر نبی کا فرضی کردار ادا کرنے والے کو اے نبی، اے یوسف، اے ابراہیم، اے پیغمبر کہہ کر پکارا جاتا ہے، اسی طرح یہ فرضی بھی کئی مقامات پر اپنے ڈائیلاگ سے خود کو اللہ کا پیغمبر کہتے ہیں، مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں یہ دکھایا گیا ہے کہ اس دور میں شیاطین انسانوں پر جنگ کا اعلان کردیتے ہیں اور سلیمان علیہ السلام کے نام سے کردار ادا کرنے والے کا ایک جملہ [جب وہ ایک عورت کے پاس بیٹھا ہے] یہاں نقل کرتا ہوں۔

''ہر پیغمبر کی ایک میراث ہوتی ہے اور میری میراث شاید ان سے [یعنی سرکش شیاطین سے] جنگ ہے''۔

میوزک کی دھنیں تو ان تمام فلموں میں متواتر استعمال کی گئی ہیں، اور ان فلموں میں

انبیاء کے ناموں سے جن کرداروں کو دکھایا گیا ہے ان کو بار بار اس طرح پکارا جاتا ہے جیسے کسی عام آدمی کو پکارا جاتا ہے، مثلاً نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر بن طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جس شخص نے کردار ادا کیا ہے وہ کہتا ہے کہ:

''ہم وہ کرتے ہیں جو محمد ہمیں کہتے ہیں...... محمد نے ہمیں بتایا ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔

کئی ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وحی لاتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور ایک انسان کو حضرت جبرئیل کے نام سے کردار دیا گیا اور ایک انسان کو حضرت جبرئیل کے نام سے کردار دیا گیا ہے، اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے نام سے بنائے گئے کرداروں پر ٹھٹھہ، پاگل، مجنون کہنا وغیرہ بھی فلم میں دکھایا گیا ہے، ایسی ہی کئی توہین پر مبنی مثالیں ان فلموں میں حد سے زیادہ موجود ہیں، آپ سے مندرجہ ذیل سوالات شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب طلب ہیں:

(۱): کیا اسلام میں اس بات کی گنجائش ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر فلمیں یا ڈرامے تیار کیے جائیں، ان فلموں کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ کیا یہ ناجائز ہیں؟ اور ان کا گناہ کس درجہ کا ہے؟ کیا ایسی فلموں کو بنانے والے یا ان کا کسی بھی زبان میں ترجمہ کرنے والے اسلام کے مجرم ہیں اور شریعت ان پر کیا تعزیر یا گرفت کرتی ہے؟ کیا ایسے لوگوں کو صرف توبہ کرنی چاہیئے یا ان کی کوئی سزا مقرر ہے؟

(۲): فلم بنانے والوں کا یہ دعوی کرنا کہ اس فلم کی تمام دستاویز کی بڑی عرق ریزی سے قرآن واحادیث نبویہ اور مستند تاریخی حوالہ جات سے تیار کی گئی ہے، ایسی صورت میں کیا فلم کو بنانے، نشر کرنے فروخت کرنے یا دیکھنے کی کوئی گنجائش اسلام میں ہے؟

(۳): کسی بھی شخص کو چاہے کہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو فرضی طور پر نبی یا صحابی بتانا اور پھر دیگر فلموں کے کرداروں کی طرح اس شخص سے صحابی کے طور پر ایکٹنگ کرنے اور کروانے کے فعل کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟

(۴): وہ شخص جو اس فلم میں بارہا خود کو نبی یا صحابی کہہ رہا ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۵): وہ لوگ یا ادارے جو ان فلموں کی نمائش کر رہے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ ان فلموں کا کاروبار لین دین کسی بھی درجہ میں کیسا ہے؟

(۶): ان فلموں کو دیکھنے والے چاہے وہ اسلامی معلومات کے حصول کی نیت سے دیکھیں یا نیکی اور دینی جذبہ کے ساتھ دیکھیں ان کا کیا حکم ہے؟

(۷): کیا حکومت وقت کو ایسی فلموں پر پابندی لگانی چاہیے؟

(۸): جو لوگ اس فتنہ کی شدت سے آگاہ ہیں بالخصوص دینی طبقہ سے منسلک ذمہ داران ان کو اس سلسلہ میں کیا کردار ادا کرنا چاہیے اور جانتے بوجھتے ہوئے آنکھیں بند کرنے والے اور اس گناہ پر خاموشی اختیار کرنے والوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب عنایت فرما کر ہماری راہنمائی فرمائیں۔ والسلام

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگیوں اور ان کے واقعات پر مشتمل فلمیں اور ڈرامے تیار کرنا، یا ان کی شبیہ تیار کرنا، غیر نبی خصوصاً اداکاروں کو نبی ظاہر کرنا توہین انبیاء علیہم السلام ہے جو کہ کفر ہے، لہٰذا انبیاء کی فلمیں تیار کرنے والے، ان فلموں میں اداکار نبی ہونے کی ایکٹنگ کرنے والے، ایسی توہین آمیز فلموں اور ڈراموں کے ترجمے کرنے والے، غیر نبی کو نبی ظاہر کرنے والے یا اس میں کسی بھی قسم کی معاونت کرنے والے توہین انبیاء کے مرتکب ہیں، اسی طرح توہین آمیز فلموں کی تشہیر کرنے والے، کیبل، ٹی وی پر چلانے والے اور جائز وثواب کی نیت سے یا اسلامی معلومات حاصل کرنے کی غرض سے دیکھنے والے یہ تمام کے تمام افراد اگر تو مسلمان ہیں تو توہین انبیاء کے ارتکاب کی وجہ سے دائرِ اسلام سے خارج ہو گئے، اور ان کا نکاح بھی ختم ہو گیا، کیونکہ کسی بھی ایسے طریقے سے علم حاصل کرنا یا علم پھیلانا جس سے توہین انبیاء ہو کفر ہے، لہٰذا ان افراد کے لیے شرعاً حکم یہ ہے

کہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کریں اور اپنے فعل پر ندامت واستغفار کریں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فلمیں یا ڈرامے تیار کرنے والے یا اس میں کسی قسم کا تعاون کرنے والے فاسق اور گنہگار ہیں، ان کے ذمہ شرعاً توبہ واستغفار کرنا اور آئندہ پوری زندگی اس قبیح فعل سے اجتناب ضروری ہے۔

اور ایسی فلموں کا کاروبار کرنا شرعاً ناجائز وحرام ہے۔

حکومت پر لازم ہے کہ ایسی فلموں پر فوراً پابندی عائد کرے اور مجرمین کے لیے کڑی سزائیں نافذ کرے، اور علمائے کرام اور ائمہ مساجد کی بھی ذمہ داری ہے کہ عوام الناس کو اس برے عمل سے بچنے کی تلقین کریں۔

اللہ رب العزت اس برے فعل سے ہماری حفاظت فرمائے۔ [آمین]

"وکذالک لو قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید به پیغام می برم یکفر". (المحیط البرهانی، ۷/ ۴۰۸، الهندیة، ۲/ ۲۶۳)

"نعم سیذکر الشارح ان مایکون کفر اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح. (ردالمحتار، ۳/ ۳۱۶)

"ومنها ان استحلال المعصیة صغیرة کانت او کبیرة کفر اذا ثبت کونها معصیة بدلالة قطعیة وکذا الاستهانة بها کفر بان یعدها هینة سهلة ویرتکب من غیر مبالاة بها". (شرح الفقه الاکبر، ۱۵۲)

"وسب احد من الصحابة وبغضه لایکون کفرا لکن یضلل". (شامی، ۳/ ۳۲۱)

"وقوله ونحب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیه وسلم ولانفرط فی حب احد منهم ولانتبرأ من احد منهم ونبغض من یبغضهم وبغیر الحق لانذکرهم ولانذکرهم الا بخیر وحبهم دین وایمان واحسان وبعضهم کفر ونفاق وطغیان". (شرح العقیدة الطحاویة، ۴۶۷، العقیدة الطحاویة ۱۳)

"ومنها بحث التوبة..... وفی الشریعة هی الندم علی المعصیة من حیث هی معصیة مع عزم ان لایعود الیها اذا قدر علیها". (شرح فقه الاکبر: ۱۵۸)

"ولاتجوز الاجارة علی شیء من الغناء والنوح والمزامیر والطبل وشیء من اللهو لانه معصیة والاستیجار علی المعاصی باطل، فان بعقد الاجارة یستحق تسلیم المعقود علیه شرعاً ولایجوز ان یستحق علی المرء فعل به یکون عاصیا شرعاً". (المبسوط: ۱۶/ ۴۲)

"عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰه تعالی عنه عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم قال من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه وذلک اضعف الایمان. رواه مسلم". (مشکوٰة المصابیح: ۲/ ۴۵۰)

"وخلاصة الکلام من ابصر ما انکره الشرع فلیغیره بیده ای بان یمنع بالفعل بان یکسر الألات ویریق الخمر ویرد المغصوب الی مالکه فان لم یستطع ای التغیر بالید وازالته بالفعل لکون فاعله اقوی منه فبلسانه ای فلیغیره

بالقول وتلاوة ما انزل الله من الوعيد عليه وذكر الوعظ والتخويف والنصيحة فان لم يستطع التغيير باللسان ايضا فبقلبه بان لايرضى به وينكر فى باطنه على متعاطيه فيكون تغييرا معنويا اذ ليس فى وسعه الا هذا القدر من التغيير".

(مرقاة المفاتيح: ٩/ ٣٢٣، ٣٢٤)والله تعالى اعلم بالصواب۔

(ارشاد المفتين، ج: ١، ص: ٢٥٥تا ٢٦٠، ط، مكتبة الحسن لاهور)



انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام کے کردار پر مشتمل فلم کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

میں نے بازار سے چند سی ڈیز خریدیں جو بظاہر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی معلومات پر مبنی تھیں، لیکن جب میں نے انہیں دیکھا تو ان میں باقاعدہ اردو زبان میں ترجمے کے ساتھ مختلف افراد کو انبیاء علیہم السلام کی شکل میں دکھا کر ان کی زندگی کے مختلف واقعات قلم بند کئے گئے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام پر بنائی گئی فلم میں انہیں بازار میں فروخت ہوتے ہوئے زلیخا کی جانب سے آپ سے جنسی تعلق قائم کرنے کی کوشش کرنے کے علاوہ حضرت یعقوب علیہ السلام سمیت ان تمام دس بیٹوں کو بھی دکھایا گیا، فلم کے بعض مناظر میں حضرت یعقوب علیہ السلام [معاذ اللہ] اپنی حاملہ بیوی سے بوس وکنار کرتے، حضرت یعقوب علیہ السلام کی صاحبزادی کو شراب پیتے ہوئے بتایا گیا، بعد ازاں ان کے ساتھ زیادتی کا واقعہ بھی بنایا گیا۔

حضرت سارہ کو نیم برہنہ حالت، حضرت یعقوب علیہ السلام کے اپنی خادمہ ہاجرہ

کے ساتھ تعلقات اور اس کے نتیجے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش بھی اسی فلم کا حصہ ہیں۔

پردہ کے پیچھے سے آنے والی انسانی آواز کو اللہ تعالیٰ کی آواز قرار دے کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو ختنہ کے احکامات دیئے گئے ہیں، جبکہ ایک بڑی سی چادر اوڑھے شخص کو اللہ کہہ کر [معاذ اللہ] اس کے ہمراہ دو انسانوں کو فرشتوں کے روپ میں بھی دکھایا گیا جو حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دیتے ہیں۔

فلم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ حضرت اسحاق علیہ السلام کو قربان گاہ لے جانے اور مینڈھے کے آنے کے مناظر بھی موجود ہیں ''کلام مقدس'' کے نام سے بنائی گئی فلم میں زمین کی تخلیق کے مراحل، کلین شیو کو مکمل برہنہ حالت میں حضرت آدم علیہ السلام اور مکمل برہنہ عورت کو حضرت حواؑ کے روپ میں پیش کر کے جنت سے پھل کھانے کے بعد دنیا میں بھیجے جانے کی تفصیلات موجود ہیں۔اس تمام تفصیل کی روشنی میں سوال ہے کہ:

الف: اس قسم کی سی ڈیز کی کھلے عام فروخت، اس کے بنانے والوں کے بارے میں شرعی حکم اور سزا کیا ہے؟ نیز حکومت اس کی روک تھام کی کس حد تک ذمہ دار ہے، اور اگر حکومت ایسی سی ڈیز کی روک تھام نہیں کرتی تو ایک عام مسلمان کس حد تک رہتے ہوئے ان سی ڈیز کے پھیلاؤ کو روک سکتا ہے؟

ب: ان سی ڈیز کو کیبل نیٹ ورک پر چلانے والے کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ اور کیا ایسے کیبل نیٹ ورک کو مسلمان بزور قوت اس عمل سے باز رکھ سکتے ہیں؟

﴿الجواب باسمہٖ تعالیٰ﴾:

دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں چند سی ڈیز، جو انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں بنائی گئیں ہیں، لائی گئیں اور اس بارے میں ''دارالافتاء'' سے شرعی رائے پوچھی گئی اور ان میں موجود مواد کی تفصیلات مذکورہ سوال میں ذکر کر دی گئی ہیں، ان تفصیلات کے سامنے آنے کے بعد جواب دینے سے پہلے یہ بات پیش نظر رہنا ضروری

ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، جیسے مسلمانوں کے ہاں قابل احترام ہستیاں ہیں، اسی طرح عیسائیوں کے ہاں بھی قابل احترام ہستیاں ہیں، اور عیسائی ان ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تسلیم کرتے ہیں، بایں ہمہ عیسائیوں کو ایسی حرکتیں کرنا قطعاً زیب نہیں دیتا، ان انبیاء کرام علیہم السلام کو مقدس اور قابل احترام جاننے اور ماننے کے دعوے کے بعد عیسائیوں کی، اس طرح کی نازیبا اور سوقیانہ حرکتیں کرنا، انتہائی شرمناک، افسوس ناک اور ناقابل فہم ہے۔

عیسائیوں کی کسی تنظیم کی طرف سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اس طرح کی فحش اور گھٹیا فلمیں بنا کر انبیاء کرام علیہم السلام کے روپ میں عام مسلمانوں کو نبی کے طور پر پیش کرنا، انبیاء کرام کی توہین وتنقیص ہے۔ کہیں ایسا نہیں کہ خود عیسائی نادانستہ پر یہودی لابی کی سازشوں کا شکار ہو رہے ہیں، جیسا کہ کلام مقدس کے نام کی سی ڈی کے ڈیزائن میں یہودیوں کا مشہور ومعروف چھ کونوں والا ستارہ نمایاں طور پر دکھایا گیا ہے، دختر ان پولوس نامی عیسائی تنظیم ان سی ڈیز کی نشر واشاعت کا کام کر رہی ہے، حالانکہ پولوس در پردہ کٹر یہودی تھا جو دین عیسائی کو بگاڑنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں شامل ہوا تھا اور اسی کی سازشوں سے دین عیسوی کو بہت زیادہ نقصان ہوا [اور اپنی اصلی عورت تھوڑا عرصہ گذرنے کے بعد کھو بیٹھا] غالباً موجودہ زمانے میں اسی پولوس کے نام پر یہ دختران پولوس نامی تنظیم اسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے کام کر رہی ہے، تاکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا جو احترام عیسائیوں کے دلوں میں ہے اس کو ان کے دلوں سے اکھاڑ پھینکا جائے، بہرحال اس کے پیچھے محرکات جو بھی ہوں، انبیاء کرام علیہم السلام، مسلمانوں کے ہاں معصوم اور گناہوں سے پاک ہستیاں ہیں، جیسے نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص کفر اور موجب سزائے موت ہے، اسی طرح دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام یا ان میں سے کسی ایک نبی علیہ السلام کے بارے میں فلمیں بنوانا اور عام گناہگار انسانوں کو انبیاء کرام جیسی معصوم اور مقدس ہستیوں کے طور پر پیش کرنا اور اللہ تعالیٰ کے معصوم اور مقدس انبیاء

کرام علیہم السلام کو نازیبا حرکتیں کرتے ہوئے دکھانا، انبیاء کرام کی کھلی توہین وتنقیص ہے۔
لہٰذا حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس کفر وارتداد پھیلانے والی سی ڈیز کو ضبط کر کے ضائع کرے اور آئندہ کے لیے ایسا قانون پاس کرے، جس سے ایسے کفریہ وتوہین آمیز کاموں کا سدِ باب ہو سکے، جیسا کہ معلوم ہوا ہے کہ یہ سی ڈیز باہر سے درآمد کی گئیں ہیں، تو حکومت وقت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان سی ڈیز کے درآمد کرنے والوں اور ان کسٹم افسران کو، جنھوں نے بغیر تحقیق وتفتیش کے ان سی ڈیز کو ریلیز کیا ہے، عبرت ناک سزا دے کر اور ان سے سخت باز پرس کر کے مرتکب افراد کو کیفر کردار تک پہنچائے۔
اس کے ساتھ علماء کرام اور عوام کا فریضہ بنتا ہے کہ وہ ان سی ڈیز کے خلاف آواز بلند کریں اور ان کی بندش وضبطی کی ہر ممکن کوشش کریں، اور تاجر حضرات ان کی خرید وفروخت سے کلیۃً باز آئیں کہ ان کی خرید وفروخت ناجائز وحرام ہے۔
ان سی ڈیز میں توہین انبیاء کرام سے ہٹ کر بعض احکامات کو غلط انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے جیسا کہ "عمل ختنہ" کو حضرت یعقوب علیہ السلام سے منسوب کیا گیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم ان سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل کیا تھا، اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبیح [قربان ہونے والا] دکھایا گیا ہے، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں نہ کہ حضرت اسحاق علیہ السلام۔ (فتاوی بینات، ج: ۱، ص: ۱۱۴ تا ۱۱۷، ط، مکتبہ بینات کراچی)



انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے بارے توہین آمیز کلمات کہنا

سوال:
ایک شخص کا یہ کہنا کہ انبیاء کرامؑ [نعوذ باللہ] گندے نطفے سے پیدا ہوئے ہیں تو ایسا

نازیبا کلمہ بولنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

﴿الجواب﴾:

ہر مسلمان پر تمام انبیاء علیہم السلام کا احترام واجب ہے کیونکہ انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور معصوم بندے ہوتے ہیں ان پر کوئی عیب لگانا ان کی شان میں بے ادبی کے کلمات بولنا موجب کفر ہے، مسلمان کو ایسے کلمات سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔

لما قال العلامة ابن البزازؒ: ولو عاب نبيا كفر.....

وقيل قال ان آدم عليه السلام نسج الكرباس فقال نحن اذن اولاد الحائک يكفر. [الفتاوى البزازية على هامش الهندية، ج ٦ ص ٣٢٧، احكام المرتدين، الثالث فى الانبياء] (فتاوى حقانيه، ج: ١، ص: ١٣٩، ١٤٠، ط، مكتبه سيد احمد شهيدؒ اكوڑه)



انبیاء وشیخین کو گالی دینا، قرآنی آیات میں تاویل اور زکاۃ کو ٹیکس قرار دینا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، سابقہ انبیاء اور شیخین کو گالی دے اور قرآنی آیات میں تاویل کرے، زکوۃ کو ٹیکس قرار دے ور دوسرے شخص کو جھوٹ پر اسے داد دیتے ہوئے بارک اللہ فی کذبک کہے تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

صورِ مسئولہ کی پہلی صورت میں جبکہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، سابقہ

انبیاء یا شیخین پر سب وشتم کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

دوسری صورت میں زکوۃ کو تاوان یا ٹیکس تصور کرنا یہ قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے جو مسلمانوں کی انتہائی پستی پر دلالت کرتی ہے۔

چوتھی صورت میں جب یہ شخص جھوٹ پر برکت کی دعا دے تو یہ معصیت کا استحلال ہے [گناہ کو حلال سمجھنا] یا وہ نصوص جن میں جھوٹ پر لعنت وارد ہوئی ہے ان کا استہزاء [مذاق] ہے اور یہ دونوں موجب کفر ہیں۔

لما فی قوله تعالى [آل عمران: ٦١]: فنجعل لعنة اللّٰه على الكاذبين.

وفی الجامع للترمذی [٢/ ٤٤]: عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم اذا فعلت امتی خمس عشرة خصلة حل بها البلاء قیل وما هی یا رسول اللّٰه قال اذا كان المغنم دولا والامانة مغنما والزكوة مغرما..... الی آخر الحدیث.

وفی شرح الفقه الاكبر [ص ١٥٢]: ان استحلال المعصیة صغیرة او كبیرة اذا ثبت كونها معصیة بدلالة قطعیة وكذا الاستهانة بها كفر.

وفی الروض الازهر [ص ٤٥٩]: ومن ادعی الی جماعة فقال اصلی مؤحدا ای منفردا فان اللّٰه تعالی قال ان الصلوٰة تنهیٰ كفر یعنی استدل بقوله تعالیٰ انه بمعنی تنها بلغة العجم وقد قال علیه الصلوٰة والسلام من فسر القرآن برأیه فقد كفر مع انه بدل وحرف وغیر.

وفی الهندیة [٢/ ٢٦٤]: الرافضی اذا كان یسب

الشیخین ویلعنهما والعیاذ باللّٰہ فهو کافر۔

وفی ردالمحتار [۴/ ۲۳۵]: اذا شتم احدا من الانبیاء او الملائکة کفر..... فان تاب فبها والا قتل. (نجم الفتاوی، ج: ۱، ص: ۱۲۶، ۱۲۷)



کسی بھی نبی کی اشارۃً یعنی فرضی کہانی سے توہین کرنا کفر ہے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین درایں مسئلہ کہ ''میری نئی کتاب'' برائے جماعت دوم پشتو ذریعہ تعلیم راہنمائے [این، ڈبلیو، ایف، پی ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور] میں صفحہ ۱۷۱ پر ایک کہانی بعنوان ''ابوقاسم اوراس کے گدھے'' تحریر ہے جس سے کس شخص کی تذلیل وتحقیر ثابت ہوجاتی ہے۔اس فرضی کہانی میں ابوقاسم اور موسیٰ کا نام استعمال ہوا ہے۔تو کیا ابوقاسم نام کسی تذلیل آمیز کہانی میں استعمال کرنا جائز ہے یانہیں؟

[نوٹ]: کہانی کی ایک عدد فوٹو کاپی لف ہذا ہے۔

﴿الجواب﴾:

ابوالقاسم یا ابوقاسم جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیت مبارکہ ہے۔ احادیث میں اس نام کی کنیت رکھنے سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادمبارک ہے۔

عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالی عنه قال قال ابو القاسم صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم سموا باسمی ولاتکتنوا بکنیتی. [عمدة القاری، ۲۲ / ۲:۷]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نام کی طرح نام رکھو لیکن میری کنیت کی طرح کنیت نہ رکھو۔

اس لیے امام شافعیؒ نے مطلقاً ابوالقاسم کنیت رکھنے کو ناجائز کہا ہے۔ چنانچہ امام ابن حجر عسقلانیؒ امام نوویؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

الاول المنع مطلقاً سواء كان اسمه محمد ام لاثبت ذلک عن الشافعیؒ. [فتح الباری، ج ۱، ص ۴۷۲]

ترجمہ: اول مذہب یہ ہے کہ اس طرح کی کنیت مطلقاً منع ہے چاہے کسی کا نام محمد ہو یا نہ ہو اور یہ امام شافعیؒ سے ثابت ہے۔

اگرچہ اس کے جواز میں اور اقوال بھی پائے جاتے ہیں مگر یہ اقوال صرف نفسِ کنیت تک محدود ہیں۔ اور اگر اس کنیت کی تذلیل وتحقیر مقصود ہو یا اس میں تذلیل کا کوئی شبہ بھی ہو تو اس قسم کے اسماء یا الفاظ استعمال کرنا بنصِ قرآن جائز نہیں۔

كما قال الله تعالى: يٰايها الذين اٰمنوا لاتقولوا راعنا وقولو انظرنا واسمعوا وللكافرين عذاب اليم. [سورة البقرة آیت: ۱۰۴]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو اور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

فی هٰذه الاٰية دليلان: احدهما على تجنب الالفاظ المتحملة التى فيها التعريض للتنقيص والغض. [تفسیر احکام القرآن للقرطبیؒ ج ۲ ص: ۵۷]

ترجمہ: اس آیت میں دو دلیلیں ہیں: ایک تو ایسے الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے جو تنقیص کی طرف مشیر ہوں۔

اسی طرح علامہ ابوبکر الجصاص الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

وهذا يدل على ان كل لفظ احتمل الخير والشر فغير جائز اطلاقه حتى يقيد بما يفيد الخير. [احكام القرآن للجصاص، ج ١ ص ٧٧]

ترجمہ: یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ ہر وہ لفظ جو خیر وشر دونوں کا متحمل ہو اس کا مطلقاً استعمال جائز نہیں، یہاں تک کہ اس کو خیر کے ساتھ مقید کیا جائے۔

چنانچہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عالی میں ایسے الفاظ کے استعمال سے منع فرمارہے ہیں جو تنقیص نبی کے متحمل ہوں متکلم کی مراد چاہے کچھ بھی ہو۔

چونکہ استفتاء کے ساتھ اصل کتاب کے لف شدہ صفحات مطالعہ سے خوب وضاحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ یہودی لابی نے یہ فرضی کہانی جنابِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص کے لیے بنائی ہے جس پر مندرجہ ذیل امور دلالت کرتے ہیں:

(١): ابوقاسم کے نام کا استعمال جو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیت ہے۔

(٢): ان کے دوست موسیٰ کا ملنا، چونکہ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر فوقیت حاصل ہے، تو موسیٰ [جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ہے] کو ابوالقاسم [جو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیت مبارکہ ہے] کے مقابلے میں لانا اس عقیدہ کی غمازی کرتا ہے، اور پھر اس کہانی میں موسیٰ کو عقل وفراست میں ابوقاسم پر ترجیح دینا اور ابوقاسم کو موسیٰ کے مقابلے میں حقیر ثابت کرنا اس نظریہ کی واشگافی کرتی ہے۔

(٣): اسی طرح ٩ کی تعداد میں بھی اس بات کی غماز ہے کہ اس سے مراد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں، اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جس

وقت وصال ہوا تھا اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ۹ بیبیاں حیات تھیں۔

(۴): پھر گدھوں کی تعین بھی اس بات کی طرف مشیر ہے چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر گدھے پر سوار تھے۔

(۵): پھر تصویر میں ابو قاسم کا پگڑی پہننا جو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ ہے، اس خلافِ شرع نظریہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(۶): پھر ترتیب اور نظر ثانی بھی ایک غیر مسٹر برینڈ اپین روز [ایڈوائز میٹریل ڈویلپمنٹ] نے کی ہے۔

ورنہ وہ ان ناموں کے علاوہ اور نام بھی استعمال کر سکتے تھے لہٰذا اس کہانی میں ان ناموں یا ایسے ناموں کو جن کے ذریعہ کسی بھی پیغمبر کی ذات کی تذلیل وتحقیر مقصود ہو کا استعمال جائز نہیں۔ اب اگر ان ناموں کے استعمال سے متکلم کی مراد کسی رسول کی تذلیل مقصود ہو تو وہ شخص خارج عن الاسلام ہے، اور اگر تذلیل مقصود نہ بھی ہو مگر شبہ تذلیل مسمی ضرور ہے جس سے بچنا ہر مسلمان کا فریضہ منصبی ہے۔ لہٰذا وزارتِ تعلیم کے ارباب اختیار کو چاہیے کہ وہ اس کتاب سے ان ناموں کو نکال دے اور اُن جگہ کوئی اور نام تجویز کریں اور ساتھ تصویر سے عمامہ اور داڑھی کو بھی ختم کریں تا کہ اس سے شعائر اسلامی [پگڑی اور داڑھی] کی تذلیل وتحقیر نہ ہو سکے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ (فتاوی حقانیه، ج: ۱، ص: ۲۷۳تا ۲۷۵، ط، سید احمد شهید اکوڑہ خٹك)



غصہ کی حالت میں خدا اور رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اہانت آمیز الفاظ کہنا

﴿سوال﴾:

اگر کوئی عورت اپنے خاوند پر مشتعل ہو کر خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی شان مبارک میں الفاظ اہانت کے کہے، تو ایسی عورت اسلام سے خارج ہوگئی یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

عورت مذکورہ کو توبہ کرنی چاہیے، توبہ کے بعد تجدیدِ نکاح بھی ضروری ہے۔ فقط

(فتاوی دار العلوم دیوبند، ج: ۱۸، ص: ۳۰۴، ۳۰۵، ط، مکتبہ دار العلوم دیوبند)



وجوہ ارتداد

﴿سوال﴾:

جو شخص ہمارے نبی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سے کچھ ذرہ بھی بغض رکھے اور تمام جہان پر آنحضرت کے بزرگ وافضل ہونے کا قائل نہ ہو، اور شفاعت کا اور آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کرتا ہو وہ کافر ہے یا نہیں بینوا۔

﴿الجواب﴾:

جس نے ایسا اعتقاد رکھا۔ وہ کافر ہے، جنت اس پر حرام ہے، ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دوست، وہ اللہ کا دوست اور کوئی چاہے، کہ بعد بعثت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بلا وساطت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اللہ سے دوستی رکھے، وہ مردود ہے، ایسے ہی لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قل ان کنتم تحبون اللّٰه فاتبعونی یحببکم اللّٰه. [آل عمران]

اور فضیلت وبزرگی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام جہان پر قرآن وحدیث سے صاف ظاہر وباہر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کسی نبی کو اس لقب سے یاد نہیں فرمایا ہے، **وما ارسلناک الا رحمة للعالمین. [الانبیاء ۱۰۷]** اے نبی ہم نے تم کو سب کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور [صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، ج اص

۱۹۹] میں ہے:

عن ابی هريرة [رضی الله تعالى عنه] ان رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم قال فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طهورا ومسجدا و ارسلت الى الخلق كافة وختم بی النبيون وفی رواية اعطيت الشفاعة.

اور دوسرے مقام میں ہے:

"انا سيد ولد آدم".

اور خاتم الانبیاء ہونا بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل آفتاب نیم روز کے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے واضح ولائح ہے۔

(آپ کہہ دیں اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم کو محبوب بنا لے گا۔ ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے دوسرے انبیاء پر چھ فضیلتیں عطا کی گئی ہیں۔ میں جامع کلمات عطا کیا گیا ہوں۔ رعب سے میری مدد کی گئی ہے میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں، میرے لیے تمام زمین وضو کے قائم مقام اور مسجد بنا دی گئی ہے۔ میں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور میرے ساتھ نبیوں کو ختم کیا گیا ہے اور ایک روایت میں ہے مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔ میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں۔)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين. [الاحزاب: ٤٠] عن ابی هريرة رضی الله

تعالی عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم قال مثلی ومثل الانبیاء من قبل کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زوایة من زوایاه فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له و یقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین وفی روایة فانا موضع اللبنة جئت فختمت الانبیاء علیهم السلام. [مسلم ج ۲ ص ۲٤۸، باب ذکر کونه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم خاتم النبیین]

اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفاعت کرنا قیامت میں اپنی امت کے لیے بلکہ تمام امتوں کے واسطے قرآن وحدیث سے خوب صاف ہر کسی کو معلوم ہوجاتا ہے، کچھ پوشیدہ امر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ویبعثک ربک مقاما محمودا. [الاسراء: ۷۹]

وسوف یعطیک ربک فترضی. [الضحیٰ: ٥]

حدیث میں ہے:

وعن عوف بن مالک قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم اتانی ات من عند ربی فخیرنی بین ان یدخل نصف امتی الجنة وبین الشفاعة فاخترت الشفاعة وهی لمن مات لایشرک باللّٰه شیئاً. [رواه الترمذی، ص ۷۰ ج ۲ ابواب القیامة باب ماجاء فی الشفاعة ابن ماجة]

وعن انس ان النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم قال شفاعتی لاهل الکبائر من امتی. [رواه الترمذی، ص ۷۰ ج ۲ ابواب صفة القیامة باب ماجاء فی الشفاعة وابوداؤد وابن ماجه]

(محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول

ہیں اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایک آدمی جیسی ہے، جس نے ایک عمارت بنایا اور اچھا بنایا اور بہت خوبصورت بنایا، مگر اس کے گوشوں میں سے ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ لوگ اس کے گرد پھرنے لگے۔ اور اس کی خوبصورتی سے تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کاش اس جگہ اینٹ لگادی جاتی تو آپ نے فرمایا، میں وہ اینٹ ہوں، میں خاتم النبیین ہوں، اور ایک روایت میں ہے، میں اس اینٹ کی جگہ آ گیا ہوں، سو میں نے نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ تم کو تمہارا رب مقام محمود میں پہنچائے گا۔ آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ اور عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھ کو اختیار دیا کہ یا تو میری امت میں سے نصف امت جنت میں داخل ہو جائے گی اور یا پھر آپ شفاعت کرلیں، سو میں نے شفاعت کو پسند کرلیا اور وہ ہر اس آدمی کے لیے ہوگی جو اس حال میں مرجائے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسم نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں)۔

اور ایک بڑی حدیث میں بخاری ومسلم کے آیا ہے کہ قیامت یعنی حشر کے روز سب لوگ واسطے طلب شفاعت کے آدم ونوح وموسیٰ وعیسیٰ تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس جاویں گے۔ وہ سب اپنا اپنا قصور بیان کریں گے، شفاعت نہیں کریں گے، حضرت عیسیٰ فرماویں گے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، حضرت کے پاس آئیں گے، پہلے دروازہ

شفاعت کا ہمارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھولیں گے، بعدہٗ سب شفاعت کریں گے، حضرت کے آگے کسی کی دم مارنے کی طاقت نہیں رہے گی، اللہ تعالیٰ حد مقرر فرمادے گا، اس کے موافق حضرت بار بار حکم اللہ کا لینے جائیں گے، سجدہ کرتے جائیں گے، اور شفاعت کرتے جائیں گے، اور صدہا احادیث اسی مضمون کی صحاح ستہ وغیرہ میں موجود ہیں، جس کا جی چاہے، وہ دیکھ لے، اور بعد میں اس کے بھی جو شخص پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بزرگی اور خاتم ہونے کا، اور قیامت میں شفاعت کرنے کا منکر ہو، تو بموجب آیت ماذا بعد الحق الا الضلال گمراہ، کافر، خالد مخلد دوزخ کا کندہ بن رہے گا۔ (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۲۶۵، ۲۶۶، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان)



حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے الفاظ کہنا

﴿سوال﴾:

جب کہ شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس طرح چاہیں ارشاد فرمائیں لیکن امت کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسے الفاظ کہیں جس سے گستاخی ٹپکتی ہو، مثلاً یہ لفظ استعمال کرے کہ "اللہ تعالیٰ نے ۔ معاذ اللہ ۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈانٹا" یا یہ لفظ استعمال کرے کہ "قیامت کے دن امت میں سے بعض لوگ نبیوں کو چھڑائیں گے یعنی اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نبیوں کے درمیان ۔ معاذ اللہ ۔ منصف یا جج ہوں گے"، ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟



الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بات بالکل مسلم ہے کہ کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کسی بھی قسم کی گستاخی کرنے سے ایمان سلامت نہیں رہتا، البتہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی مصنف نے کوئی بات لکھی انتہائی احترام کوملحوظ رکھ کر، گستاخی اس کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں مگراس کی تحریر پڑھنے والا کچھ تصورات اپنے ذہن میں لئے ہوئے ہے جس کی وجہ سے کبھی دانستہ کبھی نادانستہ ایسا مطلب تجویز کرتا ہے جس سے گستاخی ٹپکتی یاٹپکاتی جاسکتی ہے، پھرایسی گستاخی کومصنف کی طرف منسوب کیا جاتا ہےاوراس پرحکم لگایا جاتا ہے کہ اس کی یہی مراد ہے، یہ طریقہ غلط ہے۔ جوفقرے آپ نے سوال میں نقل کئے ہیں اگران کا قائل یا مصنف زندہ ہوتو خوداس سے دریافت کیا جائے، بغیر دریافت کئے کوئی سخت حکم نہ لگایا جائے، اگروہ زندہ نہیں اس کی کتاب میں یہ موجود ہےتو وہ کتاب روانہ کردی جائے، اس کو دیکھ کر بتایا جاسکتا ہے کہ کیا حکم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی محمودیہ، ج:۲،ص: ۴۸۸، ۴۸۹/ فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج: ۱۸،ص: ۳۰۴، ط، مکتبہ دارالعلوم دیوبندالہند/ فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص: ۲۵۸، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان/ آپ کے مسائل اوران کاحل، ج: ۲،ص: ۵٦، ط، مکتبہ لدھیانوی کراچی/محقق ومدلل جدید مسائل، ج:۱،ص: ۵۵)



ختم نبوت کا منکر کافر ہے

سوال:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا عقیدہ رکھنا فرض ہے یا سنت یا مستحب؟ اورانکارِختم نبوت کفر ہے یامعمولی گناہ؟

الجواب:

عقیدہ ختم نبوت بنصِ قرآن وحدیث فرض ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

خاتم الانبیاء والمرسلین اور آپ کے لائے ہوئے دین کو خاتم الادیان سمجھنا فرض ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا منکر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کا معتقد کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالی: ومان کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین. [سورۃ الاحزاب، آیت: ٤٠]

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا فسددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین. متفق علیہ. [مشکوٰۃ، ج ٣، ص ١٦١٠، حدیث ٥٧٤٥] (فتاوی حقانیہ، ج: ١، ص: ١٤٨، ط، مکتبہ سید احمد شھید اکوڑہ خٹك)



شری کرشن کو نبوت میں آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مماثل قرار دینا

﴿سوال﴾:

زید کے دوستوں کا کہنا ہے کہ زید ہندو مذہب کا اعتقاد رکھتا ہے اور اس نے ہندوؤں کے مذہبی پیشواؤں سے ہندو مذہب کی کتابوں کا علم حاصل کر کے PHD کی ڈگری بھی حاصل کی ہے اور ہندو مذہب پر کتابیں بھی لکھی ہیں، ان کتابوں میں اس نے قرآن کریم کو

عجیب وغریب پر بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ اور آقائے نامدار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہمارے بزرگوں کے ساتھ شری کرشن کو شریک کیا ہے، [ان کو ایک جیسا قرار دیا ہے] سوال یہ ہے کہ ایسے عقیدے کا حامل شخص دائرہ اسلام میں داخل سمجھا جائے یا خارج؟ بینوا توجروا۔

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

''قرآن کریم کو عجیب وغریب طریقے پر بیان کیا ہے'' اس کی کوئی مثال سوال میں مذکور نہیں ہے۔ کتاب [زید کی کتاب] سے اس کی کوئی مثال پیش کر کے سوال کرنا چاہیے، تاکہ صحیح جواب دیا جا سکے، اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر بزرگان دین کے ساتھ شری کرشن کو شریک کیا ہے، اس کا مطلب بھی بغیر مثال کے سمجھنا مشکل ہے، اتنی بات سمجھ لینا چاہیے کہ جو شخص قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتاب نہیں مانتا، وہ دائرہ ایمان سے خارج اور مرتد ہے۔ اسی طرح تاج دار انبیاء حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کرشن جیسے شخص کو [جس کی نبوت بہ طریق صحت ثابت نہیں] شریک کرنا انتہائی بے ادبی وگستاخی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (فتاوی فلاحیہ، ج: ۱، ص: ۳۲۱، ۳۲۲)



عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنا ارتداد اور سنت رسول کی توہین کفر ہے

﴿سوال﴾:

ایک شخص نے گواہاں کے روبرو کہا (۱) کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھتا ہے۔ (۲) انبیاء علیہم السلام تمام گندے نطفے سے ہیں۔ [نعوذ باللہ] (۳) مسلمان جو ختنہ کراتے ہیں وہ امریکہ اور برطانیہ کے ڈاکٹروں کے خیال میں صحیح نہیں اس لئے یہ نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس سے پیشاب کے جراثیم جاتے ہیں۔ بیماری پھیلتی ہے اور اسی وجہ سے

مسلمان بیمار ہوتے ہیں کیا یہ سنت رسول کی توہین نہیں ہے؟

﴿الجواب﴾:

یہ شخص مرتد اور سابی ہے اصرار کی صورت میں حکومت اس کو سزائے موت دے گا کیونکہ عرف عام کے بنا پر کسی پیغمبر کا کلمہ پڑھنا اس کی ملت کو اپنانے کا اعلان ہے اور مذہب اسلام کو چھوڑ کر نصاریٰ کا مذہب مختار کرنا ارتداد ہے نیز بعض حقائق بلا شک وشبہ استخفاف ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا استخفاف کفر ہے مثلاً اگر جج یا بڑے افسر وغیرہ کو کوئی کہے کہ تیرے والد نے اپنا آلہ تناسل تیری والدہ کی فلاں جگہ.....نیز جب غیر مشہور سنت کی تخفیف کفر ہے تو ختنہ جیسی سنت جو کہ شعائر دین سے ہے کس طرح کفر نہ ہوگا۔

كما فى العالمگيرى ص ٢٦٥ جلد ٢ [منها ما يتعلق بالانبياء عليهم الصلاة والسلام] ولو قال اين چه رسم است سبلت بست كردن ودستار بزير كلو اور دن [ترجمه بالعربية: ما هذه العادة تقصير الشارب وارخاء الطيلسان تحت الرقبة] فان قال ذلك على سبيل الطعن فى سنة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقد كفر كذا فى المحيط.

(فتاوى فريديه، ج: ١، ص: ١٢٢، ١٢٣)



ذات وصفاتِ رسول پر تنقید

﴿سوال﴾:

آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات وصفات، علم اور شان میں ادنیٰ ترین نقص کے معتقد اور تنقیص کرنے اور کہنے والے کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

﴿الجواب حامداً و مصلیاً﴾ :

آقائے دو عالم سیدنا الاولین والآخرین امام المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذاتِ مقدسہ، صفاتِ مبارکہ علمِ اعلیٰ کے اعتبار سے خدائے پاک کے نزدیک ہر مخلوق سے بلند، محبوب، مقرب ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سب آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

دستِ مبارک میں ''لوء الحمد'' ہوگا۔ لیلۃ المعراج میں مقام ''دنی وقاب قوسین'' آپ کے ساتھ مخصوص ہے، شفاعت کبریٰ آپ کا حق ہے وغیرہ وغیرہ۔ فداہ أبی و أمی [صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم صلوۃ دائمۃ ابداً]

ذات، صفات، علم، شان میں تنقیص کو ایمان برداشت نہیں کرسکتا۔ مسئلہ چونکہ ایمانیات سے متعلق ہے اس لئے کسی خاص شخص پر خاص بات کی وجہ سے حکم لگانا بھی آسان نہیں جب تک شرعی دلائل سے تنقیحِ تام نہ ہوجائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی محمودیہ، ج: ۲، ص: ۴۸۹ تا ۴۹۱)



حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکر کا کیا حکم ہے؟

﴿سوال﴾ :

ایک آدمی اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین رکھتا ہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں کرتا، نماز بھی پڑھتا ہے، لیکن وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں مانتا تو کیا وہ آدمی جنت کا حق دار ہے؟

﴿جواب﴾ :

جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں مانتا، وہ خدا پر یقین کیسے رکھتا ہے؟

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج: ۲، ص: ۵۶، ط، مکتبہ لدھیانوی کراچی)



توہین رسالت کے مرتکب کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس شخص کے بارے میں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کرتا ہو اور توہین رسالت کا مرتکب ہو اور کہتا ہو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوری شریعت بیان نہیں کی [العیاذ باللہ] کیا ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

جو شخص توہین رسالت کا مرتکب ہوا اور العیاذ باللہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کرتا ہو تو ایسا شخص مرتد ہے اور ایسے شخص کو وہی سزا دی جائے گی جو کہ مرتد کو دیجاتی ہے۔

لما فی الهندية [٢/ ٢٦٣]: سئل عمن ينسب الى الانبياء الفواحش كعزمهم على الزنى ونحوه الذى يقوله الحشوية فى يوسف عليه السلام قال يكفر لانه شتم لهم واستخفاف بهم قال ابوذر من قال ان كل معصية كفر وقال مع ذلک ان الانبياء عليهم السلام عصوا فكافر الانه شاتم.

وفى الدرالمختار مع ردالمحتار [٤/ ٢٣١، ٢٣٣]: والكافر بسب النبى من الانبياء فانه يقتل حدا ولاتقبل توبته مطلقاً..... لكن صرح فى آخر الشفاء بان حكمه كالمرتد ومفاده قبول التوبة كما لايخفیٰ.

وفى الشامية: ان المشهور عن مالک واحمد انه لايستتاب ولايسقط القتل عنه وهو قول الليث بن سعد وذكر القاضى عياض انه المشهور من قول السلف وجمهور العلماء وهو احد الوجهين لاصحاب الشافعى وحكى عن

مـالک واحـمـد انـه تـقبـل تـوبتـه وهـو قـول ابـی حنيفة واصـحـابـه..... فهذا صريح كلام القاضی عياض فی الشفاء والسبکی ابن تيمية وائمة مذهبه علی ان مذهب الحنفية قول التـوبة بـلاحـكاية قول اخر عنهم. (نـجـم الفتاوی، ج: ۱، ص: ۱۵۰)

’’فرمان مصطفوی‘‘ کے نام سے شائع شدہ اشتہار کا حکم

مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی کے دارالافتاء میں پاکستان اور بیرونی ممالک سے استفتاء موصول ہوتے رہتے ہیں جن میں مسلمانوں کے معاشرتی مسائل میں شریعت اسلامی کی رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ان فتاوی اور فقہی احکام کی افادیت کو عام کرنے کی غرض سے ’’بینات‘‘ میں ان کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے تاکہ قارئین بہ سہولت ان احکام سے واقفیت اور رہنمائی حاصل کرسکیں۔اس سلسلہ کا پہلا استفتاء ایک ایسے فتنہ سے متعلق ہے جو ایک عرصہ سے مسلمانوں میں پھیلایا جارہا ہے اور ہر شہر و قصبہ میں تقریباً ہر پڑھے لکھے مسلمان کو اس سے سابقہ پڑتا رہا ہے۔’’مدیر‘‘

خلاصۂ استفتاء:

وصیت نامہ ’’فرمان مصطفوی‘‘ کے عنوان سے ایک اشتہار مدینہ منورہ کے کسی شیخ کی طرف سے اس کے حلفیہ بیان کے ساتھ وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں شیخ احمد کو ہدایت فرمائی ہے:

(۱): میری اُمت کو نیک اعمال کی تلقین کرو [وصیت نامہ میں کچھ نیک اعمال کا ذکر کیا گیا ہے]۔

(۲): آثار قیامت کے تذکرہ اور ان سے خوف کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ قول منسوب کیا گیا ہے کہ جو کوئی اس وصیت نامہ پر ایمان لائے گا اور نقل

کر کے یا چھپوا کر اس کو پھیلائے گا اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت، جنت اور دنیا میں مال ودولت کی فروانی، مرادوں میں کامیابی اور قرض ادا ہونے کی نعمتیں حاصل ہوں گی اور حضور، ان باتوں کے ذمہ دار ہوں گے۔ اور جو اس پر ایمان نہیں لائے گا وہ آخرت میں شفاعت رسول اور رحمت الٰہی سے محروم رہے گا اور دنیا میں بھی وبال وعذاب میں گرفتار ہوگا۔

دریافت طلب یہ ہے کہ اس وصیت نامہ کے متعلق شرعی نقطۂ نظر کیا ہے؟

(۱): کیا اس وصیت نامہ پر ایمان لانا ضروری ہے؟ اور اس کو فرمان مصطفوی کی اہمیت دی جاسکتی ہے۔

(۲): کیا اس پر ایمان موجب شفاعت اور باعث رحمت الٰہی ہے اور اس کو نہ ماننا وبال وآفات کا سبب ہوسکتا ہے؟

﴿الجواب باسمہٖ تعالیٰ﴾:

یہ وصیت نامہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر سراسر بہتان اور افتراء ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کسی ایسی بات کو منسوب کرنا جس کو آپ نے نہ کہا ہو سخت گناہ ہے۔ اس پر شدید وعید بیان کی گی ہے۔ ارشاد ہے:

"من كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده من النار".

''جس نے مجھے پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ پنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''۔

اس حدیث کو تقریباً تیس صحابہ [رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین] نے بیان فرمایا ہے۔ اس لئے علماء امت نے اس کو اسناداً [باعتبار سند] متواتر کہا ہے۔

یہ وصیت نامہ عرصہ پچاس سال سے مختلف عنوانوں کے ساتھ شہروں قصبوں اور گاؤں میں تقسیم ہوتا رہا ہے اور علماء حق نے ہمیشہ اس کے خلاف فتویٰ دیا اور اس کو دجل وتلبیس اور افتراء کا نمونہ قرار دیا۔

چنانچہ اس سلسلہ میں مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مفتی دار العلوم دیوبند مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ موجود ہیں۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اکثر و بیشتر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں غلط ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ توبہ کا دروازہ بند ہونے والا ہے۔ جو شخص اس وصیت نامہ کو ایک شہر سے دوسرے شہر بھیجے گا وہ دولت سے مالا مال ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ مسلمانوں کے پاس بحمد اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی واضح ہدایات موجود ہیں اور دین بصورت قرآن وحدیث موجود اور محفوظ ہے۔ پھر ان کو کیا پڑی ہے کہ اس قسم کے مجہول وصیت نامہ پر عمل کریں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صحیح وصیت نامہ آپ کی احادیث مبارکہ ہیں۔ انہی پر عمل کرنے میں دین ودنیا کی سعادتیں مضمر ہیں۔

علاوہ ازیں یہ وصیت نامہ شیخ احمد خادم کے نام سے چھپوایا جاتا ہے۔ حضرات علماء کرام کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ پچاس سال کے عرصہ میں اس نام کا کوئی خادم مسجد نبوی میں نہیں رہا۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عیسائی مشینریز کی شرارت ہے۔ عیسائی مشینریز اسلام کی شدید ترین دشمن ہیں۔ مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنے میں انہوں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ اُمراء وحکام اور تعلیم یافتہ حضرات کو دوسرے راستوں سے گمراہ کرتے ہیں۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان دین اسلام سے مایوس ہو جائیں گے اور سمجھ لیں کہ اب تو توبہ کا دروازہ بھی بند ہونے والا ہے لہٰذا اب ہمارے لئے [العیاذ باللہ] اسلام میں کیا رکھا ہے۔ اس کے بعد عیسائیوں کو موقع مل جائے گا کہ عیسائیت میں نجات ہے ہمارے یہاں توبہ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ ہمارے یہاں گناہ معاف کرانے کا سستا نسخہ موجود ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرتے وقت پادری کے کان میں اپنے سب گناہ کہہ دیئے جائیں۔ سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اسی طرح اس وصیت نامہ میں جو کہا گیا ہے کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ساٹھ ہزار آدمی مرے جن میں سے کوئی ایمان دار نہ تھا۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ اس میں بھی مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ [العیاذ باللہ] اسلام اب ایمان دار ہونے کا ضامن نہیں ہے۔ اگر تم ایمان دار ہونا چاہتے ہو تو عیسائیت کے تثلیثی دامن میں پناہ لو۔

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں میں بدعملی عام ہے اور اس کے اسباب ظاہر و باہر ہیں لیکن بایں بدعملی اب بھی مسلمان ہیں۔ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کی بہ نسبت بہت زیادہ مذہب پرست ہیں۔ ان میں آج بھی عقائد صحیحہ اور عمل صالح سے آراستہ لوگ بڑی کثرت سے موجود ہیں۔ ایسے نفوس قدسیہ اب بھی موجود ہیں جو اسوۂ رسول پر ٹھیک ٹھیک عمل پیرا ہیں۔ عیسائیوں میں ایک بھی ایسا شخص نہیں ہے جو صحیح معنی میں عیسائی ہو۔ مسخ شدہ عقائد۔ شراب وخنزیر و بدکاری کی کثرت ان کی خصوصیات ہیں بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ مسلمان قوم کا وجود باعث بقائے عالم ہے تو وہ اسلامی تعلیمات کے پیش نظر غلط نہ ہوگا۔ کیونکہ احادیث میں بتلایا گیا ہے کہ اس شخص اکبر یعنی دنیا کی روح ذکر الٰہی ہے۔ ظاہر ہے کہ صحیح معنی میں ذکر الٰہی کرنے والے مسلمان اور صرف مسلمان ہیں۔

باقی رہا یہ امر کہ اس وصیت نامہ میں کچھ اچھی باتیں شامل کر دی گئی ہیں۔ مثلاً نماز پڑھو، عورتیں بے پردہ ہوگئی ہیں وغیرہ تو ان باتوں کو مسلمان اس وصیت نامہ کے بغیر بھی جانتے ہیں۔ ان [عیسائی مشینریز] کا مقصد یہ ہے کہ کچھ صحیح باتیں بھی اس میں شامل کی جائیں تاکہ دجل وفریب میں آسانی ہو۔

الغرض یہ وصیت نامہ سراسر جھوٹ لغو اور بے اصل ہے۔ اس کی اشاعت ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی بینات، ج: ۱، ص: ۴۷۲ تا ۴۷۵، ط، مکتبہ بینات کراچی)



خدااور رسول کے متعلق ایک امام کی گمراہ کن باتیں

﴿سوال﴾:

ایک آدمی کہتا ہے جو کہ امامت بھی کرتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند کو بچشم خود تقریر کرتے ہوئے دیکھا ہے اور حاضرین سے یوں کہتا ہے کہ ”تم نے اللہ کو دیکھا ہے“؟ میں نے کہا کہ حضرت! ہم نے تو نہیں دیکھا تو حضرت رومال اپنی جیب سے نکال کر اور بغیر بادل کے کڑک اور گرج شروع ہوئے کافی دیر کے بعد لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: ”دیکھو رومال میں خداوند قدوس کا بت اور پتلہ مع اعضائے بشریت موجود ہے“۔ نعوذ باللہ منہا۔ اور یوں کہتا ہے کہ ”میں نے بھی دیکھا ہے“ جب کہ اس شخص کی عمر ۵۵ سال کی ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

ایسے بزرگ کی شان میں اس قسم کے الفاظ کہنا، دوسرے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب معراج ہوئی تو اس کے بارے میں نعوذ باللہ یہ کہتا ہے کہ ”حضرت جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر گئے ہیں اور اللہ کے قریب جا کر کہا کہ یا اللہ! تمہارے حبیب حاضر ہو گئے ہیں، اللہ نے کہا بہت اچھا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوتے اتارنے کا قصد کیا ہے، فوراً جواب صمدی آیا کہ آؤ میرے سینہ پر چڑھ جاؤ۔ ”نعوذ باللہ“ خدا کے سینہ پر حضور مع جوتے کے چڑھ گئے“۔ اور یوں کہے کہ ”حدیث میں ہے“۔ یہ شخص حافظ ہے اور ایک مسجد کا امام ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے اور اس کا نکاح قائم رہا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

جو شخص اللہ تعالیٰ کا پتلہ مع اعضاء بشری رومال سے نکال کر حاضرین کو دکھلائے [نعوذ باللہ] وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کو امام بنایا جاوے، ایسے شخص کی صحبت سے دور رہیں، نہ جانے کیا کیا شعبدے دکھلا کر گمراہ کرے گا جس سے ایمان بھی سلامت نہیں رہے گا۔ اللہ

تعالیٰ ایسی چیز نہیں جس کو رومال میں بند کیا جاوے یا اس کے لئے پتلہ بنایا جا سکے یا اس کے اعضاء بشری موجود ہوں، خداوند تعالیٰ ایسی باتوں سے منزہ اور پاک ہے اس کے لئے جسم اور اعضاء بشری رومال بند کرنا کفر ہے۔ ایسے آدمی کو واجب ہے کہ اس قسم کی خرافات اور کفریات سے توبہ کر کے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ بانی دار العلوم دیوبند کے انتقال کو ۹۳/ برس گزر چکے ہیں، ۵۵/ سال کا آدمی ان کو خواب میں تو دیکھ سکتا ہے کہ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو کشف ہو جاوے یا تمثیل ہو جاوے مگر واقعاتی دنیا میں ان کو اس وقت تقریر کرتے ہوئے دیکھنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

معراج کے متعلق جوتے پہنے ہوئے جا کر اللہ تعالیٰ کے سینہ پر چڑھنا نہ قرآن کریم سے میں ہے، نہ حدیث میں، بلکہ نہایت لغو اور کفریہ شیطانی خیال ہے، حضرت مولانا قاسم صاحب یا کوئی بھی بزرگ ایسی بات نہیں فرما سکتے، ان کی طرف نسبت کرنا بے اصل ہے اور غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:۲، ص:۴۸۶ تا ۴۸۸)



رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور گالی کے الفاظ مسلمانوں کے سامنے استعمال کیے، اس سلسلہ میں درج ذیل سوال کے جواب مطلوب ہیں:

۱: ایسا شخص مسلمان باقی رہے گا یا مرتد ہو جائے گا؟

۲: اگر ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو گا تو اس سے مسلمانوں کو نکاح،

جنازہ اور مسجد میں داخل ہونے اور ان جیسے امور میں قطع تعلق کر لینا ضروری ہے یا نہیں؟

۳: اگر یہ شخص مرتد ہو گیا ہے، تو اس کے لیے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ اور اس قبیح فعل کی تلافی کی کوئی شکل ہے یا نہیں؟

۴: ایک مفتی صاحب کا کہنا ہے: ''اگر یہ شخص توبہ کر بھی لے، تو عند اللہ اس کی توبہ قبول ہوگی، عند الناس نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ تو بڑے بخشنے والے اور بڑے معاف کرنے والے ہیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینا، حق العباد کا ضیاع ہے، جس کی تلافی کی کوئی صورت نہیں''۔

سوال یہ ہے کہ مفتی صاحب کا یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

۱: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر تہمت لگانا اور آپ کی شان میں گستاخی کرنا، شدید ترین گناہ ہے، ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

۲: ایسے شخص کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا جائز نہیں، حرام ہے۔ نہ تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا، حتی کہ اسے مساجد میں آنے سے بھی روک دیا جائے گا۔

۳: ایسے شخص کے لیے توبہ و تلافی کی شکل یہ ہے کہ عوام کے سامنے اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کرے، اس فعل پر اللہ سے معافی مانگے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ایسے تعریفی کلمات عوام کے سامنے کہے کہ عوام کو یقین ہو جائے کہ وہ حقیقتاً اپنی گستاخانہ حرکت پر نادم و پشیماں ہے اور واقعتاً اپنے گناہ سے توبہ کر رہا ہے۔ تو توبہ کرنے کے بعد [اگر وہ شادی شدہ ہے، تو] بیوی سے تجدید نکاح ضروری ہوگا، کیونکہ پہلا نکاح [اس کے مرتد ہونے کی وجہ سے] ختم ہو گیا تھا۔

۴: مفتی صاحب کی بات تقریباً صحیح ہے، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک

پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا انسان معافی کے قابل نہیں، اس کی توبہ کسی حال میں قبول نہیں ہوگی، اگر اسلامی سلطنت ہے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ چناں چہ شامی میں ہے کہ وہ معافی کے قابل نہیں ہے، اگر اسلامی سلطنت ہے، تو ایسا شخص قتل کا مستحق ہوگا، لیکن اس کی توبہ آخرت کے معاملہ میں قبول ہوگی اور آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کر لے گا، لیکن اس کا دنیوی معاملہ معافی کے قابل نہیں ہے۔

[**قوله فانه يقتل حداً**].... **أفاد انه حكم الدنيا، أما عندالله فهي مقبولة كما في البحر.** [شامي: ٤/ ٢٣٢، باب المرتد، كتاب الجهاد، ط: بيروت] والله تعالى اعلم بالصواب (فتاوى فلاحيه، ج: ١، ص: ٣٥٢/ فتاوى ختم نبوت، ج: ١، ص: ٣٠٣ تا ٣٠٧، ط، عالمي مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



اسلام میں شاتم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سزا

﴿سوال﴾:

بعد تمام تعریفوں کے جو خدا جل شانہ کے لئے ہیں، ائمہ کرام سے اس سلسلہ کے بارے میں فتویٰ حاصل کرنا ہے کہ "جو شخص بلحاظ اسم مسلمان ہوا اور خدا تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ پیغمبروں اور نبی آخر الزمان فخر موجودات اور محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہنسی اڑاتا ہو ان کے بارے میں استہزائیہ انداز اختیار کرتا ہو۔ جو ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں نازیبا الفاظ کا استعمال کرتا ہو اور قرآن مجید کے بارے میں یہ کہتا ہو کہ یہ کوئی تاریخ نہیں فقط ناول ہے، اور اک دیوانے شخص کا خواب ہے، جسے کہانی کا رنگ دیا گیا ہے تو ایسے شخص یعنی

سلمان رشدی ملعون کے لئے علماء کرام کا کیا فتویٰ ہے؟

عام مسلمانوں کے لئے علماء کرام کے لئے، حکام وقت اور حکومت وقت کے لئے، ازراہِ کرم بتایئے ایسے مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہے جو ایسے گستاخ کو قتل کرنا چاہتے ہوں، جبکہ وہ ایک غیر اسلامی ملک [برطانیہ یا امریکا] میں موجود ہو۔ کیا اس ملک کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات قائم رکھے جاسکتے ہیں جبکہ وہ ملک اس ملعون کتاب کی اشاعت کی پشت پناہی بھی کررہا ہو۔ اور ایسے ملعون شخص کو اپنے ہاں پناہ بھی دے رکھی ہو۔

﴿الجواب باسمہٖ تعالیٰ﴾:

صورت مسئولہ میں جو آدمی [کافر ہو یا مسلم] سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہنسی اڑاتا ہے، یا ان کی سیرت وزندگی کے کسی گوشے کے بارے میں استہزائیہ انداز اختیار کرتا ہے، یا ان کی توہین وتنقیص کرتا ہے یا ان کی شان میں گستاخی کرتا ہے، یا ان کو گالی دیتا ہے یا ان کی طرف بُری باتوں کو منسوب کرتا ہے یا آپ کی ازواج مطہرات اور امہات المؤمنین [رضی اللہ عنہن] کو بازاری عورت اور طوائفوں کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہے اور قرآن مجید کو ایک دیوانہ اور مجنون آدمی کا خواب بتاتا ہے، یا ایک ناول اور کہانی سے تعبیر کرتا ہے تو وہ آدمی سراسر کافر، مرتد، زندیق اور ملحد ہے۔ اگر ایسا آدمی کسی مسلمان ملک میں حرکت کرتا ہے تو اس کو قتل کرنا مسلمانوں کی حکومت پر واجب ہے اور مشہور قول کے مطابق اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور جو اس کے کفر میں شک کرتا ہے وہ بھی کافر ہے اور یہ ائمہ اربعہ کا مسلک ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

جیسا کہ شیخ الاسلام امام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد العلیم بن عبد السلام الحرانی الدمشقی المعروف بابن تیمیہ نے اپنی مشہور ومعروف کتاب ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' میں نقل فرمایا کہ:

''ان من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من

مسلم او كافر فانه يجب قتله هذا مذهب عليه عامة اهل العلم. قال ابن المنذر: أجمع عوام أهل العلم على أن حد من سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، القتل، وممن قاله مالك والليث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعي......... وقد حكى ابو بكر الفارسي من اصحاب الشافعي اجماع المسلمين على ان من حد من سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم القتل".

ترجمہ: عام اہل علم کا مذہب ہے کہ جو آدمی خواہ مسلمان ہو یا کافر، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ ابن منذر نے فرمایا کہ عام اہل علم کا اجماع ہے کہ جو آدمی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے، اس کی حد قتل کرنا ہے اور اسی بات کو امام مالک، امام لیث، امام احمد، امام اسحاق نے بھی اختیار فرمایا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے......اور ابو بکر فارسی نے اصحابِ امام شافعیؒ سے مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ شاتم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حد قتل ہے۔

"وقال محمد بن سحنون: اجمع العلماء عليه ان شاتم النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم والمنقص له كافر، والوعيد جاء عليه بعذاب الله له وحكمه عند الامة القتل، ومن شك في كفره وعذابه كفر".

"محمد بن سحنون نے فرمایا کہ علماء کا اجماع ہے کہ شاتم رسول اور آپ کی توہین وتنقیص شان کرنے والا کافر ہے اور حدیث میں اس کے لئے سخت سزا کی وعید آئی ہے اور امت مسلمہ کے نزدیک اس کا شرعی حکم، قتل

ہے۔ اور جو آدمی اس شخص کے کفر اور عذاب کے بارے میں شک وشبہ کرے گا وہ بھی کافر ہوگا“۔

مندرجہ بالا عبارات سے یہ بات آفتاب نیم روز کی مانند واضح ہوگئی کہ باجماع امت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا یا ان کی توہین وتنقیص کرنے والا کھلا کافر ہے اور اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ اور آخرت میں اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور جو آدمی اس کے کافر ہونے اور مستحقِ عذاب ہونے میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہوجائے گا۔ کیونکہ اس نے ایک کافر کے کفر میں شبہ کیا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ نے ”ابن سحنون“ سے مزید نقل کیا ہے کہ:

”ان الساب ان کان مسلما فانه یکفر ویقتل بغیر خلاف وهو مذهب الائمة الأربعة وغیرهم“.

”اگر گالی دینے والا مسلمان ہے تو وہ کافر ہوجائے گا اور بلا اختلاف اس کو قتل کردیا جائے گا۔ اور یہ ائمہ اربعہ وغیرہ کا مذہب ہے“۔

اور امام احمد بن حنبلؒ نے تصریح کی ہے کہ:

”قال ابن حنبل: سمعت ابا عبداللہ یقول: کل من شتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم او تنقصه مسلما کان أو کافرا فعلیه القتل، وأری أن یقتل ولایستتاب“.

”جو آدمی بھی خواہ مسلمان ہو یا کافر اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے یا ان کی توہین وتنقیص کرتا ہے اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ اور میری رائے یہ ہے کہ اس کو توبہ کرنے کے لیے مہلت نہیں دی جائے گی بلکہ فوراً ہی قتل کردیا جائے گا“۔

”الدر المختار“ میں ہے:

”وفی الاشباه ولاتصح ردة السکران الا الردة بسب

النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ یقتل ولایعفی عنہ“.

”اشباہ میں ہے کہ [نشہ میں] مست آدمی کی ردت کا اعتبار نہیں ہے، البتہ قتل کردیا جائے گا اور اس گناہ کو معاف نہیں کیا جائے گا“۔

امام احمدؒ اور ”اشباہ“ کی عبارات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ شاتم رسولﷺ کے جرم کو معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو قتل کردیا جائے گا۔

پھر یہ شخص جب مسلسل اس جرم کے ارتکاب میں قائم ہے اور اس پر مصر ہے تو اس کے واجب القتل ہونے اور اس کی توبہ قبول نہ کرنے کے بارے میں کوئی شک ہی نہیں۔

چنانچہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ جو آدمی ارتداد کی حالت پر بدستور برقرار رہتا ہے یا بار بار مرتد ہوتا رہتا ہے اس کو فوراً قتل کردیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

جیسا کہ ”فتاوی شامی“ میں ہے:

”وعن ابن عمر وعلی: لاتقبل توبۃ من تکررت ردتہ کالزندیق وھو قول مالک واحمد واللیث وعن ابی یوسف لو فعل ذلک مراراً یقتل غیلۃ“.

”حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ متعدد بار مرتد ہونے والے کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی جیسا کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جاتی اور یہ امام مالک، احمد اور لیث کا مذہب ہے، امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر کوئی آدمی مرتد ہونے کا جرم بار بار کرے تو اسے حیلہ سے بے خبری میں قتل کردیا جائے“۔

اسی طرح ”درمختار“ میں ہے:

”وکل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ الا جماعۃ من تکررت ردتہ علی ما مر والکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حداً ولاتقبل توبتہ مطلقاً“.

’’ہر وہ مسلم جو [نعوذ باللہ] مرتد ہو جاتا ہے اس کی توبہ قبول ہوتی ہے، مگر وہ جماعت جس کا ارتداد مکرر [بار بار] ہوتا ہو۔ ان کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اور جو آدمی انبیاء میں سے کسی کو گالی دینے کی وجہ سے کافر ہو جائے اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ کسی حال میں بھی قبول نہیں کی جائے گی‘‘۔

ان عبارات سے یہ بات واضح ہوگئی ہے سبِّ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور توہین اتنا بڑا جرم ہے کہ بالفرض اگر کوئی [نشہ میں] مست آدمی بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے گا یا آپ کی توہین وتحقیر کرے گا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

اسی طرح امہات المؤمنین [رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین] کی شان میں گستاخی کرنے سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف پہونچتی ہے اور گستاخی کرنے والے پر دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے اسی لئے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ امہات المؤمنینؓ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور وہ مباح الدم ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گناہ کی تہمت لگانے والوں کے جرم کا ثبوت اور حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کا ثبوت تو قرآن میں مذکور ہے، فقہاء کرام نے بھی اس کی رُو سے ایسے شخص کو مباح الدم کہا ہے۔ جو حضرت عائشہؓ پر تہمت گناہ لگاتا ہے۔ جیسا کہ ’’فتاوی شامی‘‘ میں ہے:

نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی اللہ تعالی عنہا‘‘.

’’سید عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تہمت لگانے والا شخص بلاشبہ کافر ہے‘‘۔

اور ملعون سلمان رشدی اپنی کتاب میں امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی

شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا ہے بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں، جیسا کہ ہفت روزہ ''حریت'' جلد ۷، ۱۱ تا ۱۷ نومبر ۱۹۸۸ء شمارہ ۴۵ میں تفصیلی طور پر نقل کیا گیا ہے۔

اور یہ بات اہل دنیا کے سامنے ظاہر ہے کہ ملعون سلمان رشدی نے حالیہ ناول ''شیطانی آیات'' [Satanic Vcrscs] کے علاوہ ''مڈنائٹ چلڈرن'' اور ''شیم'' میں بھی شان رسالت میں دریدہ ذہنی اور ذہنی خباثت کی بدترین مثال پیش کی ہے۔ تفصیل کے لئے ''انڈیا ٹوڈے'' ''ستمبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں موجود ہے۔ اور مزید اس کتاب کو متعدد ممالک سے شائع کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے تاکہ دنیا میں فساد پھیلایا جائے اور دین اسلام کو بدنام کیا جائے، تاریخ کو مسخ کیا جائے، ناپختہ اذہان کو اسلام سے برگشتہ کیا جائے اور مسلمانوں کے دل وجگر پر تیشے چلائے جائیں اور تلاش میں دامن اسلام کی طرف بڑھنے والے سادہ انسانوں کو اسلام اور مسلمانوں سے بدظن کیا جائے۔ لہٰذا یہ شخص اگر پہلے سے مسلمان تھا تو اب مرتد ہوگیا ہے اور ارتداد پر اصرار کرنے کی وجہ سے ملحد اور زندیق ہے جس کی توبہ کا کچھ اعتبار نہیں اور اس کی سزا قتل ہی ہے۔

دنیا کے تمام مسلمانوں کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، تبلیغ دین اور اشاعت حق میں بالکل امین اور حق گو ہیں اور اس منصب کو بالکل صحیح صحیح طریقہ سے انجام دینے والے ہیں۔ اور دین اسلام کی تکمیل فرمادی گئی ہے اس میں کسی قسم کی کوتاہی اور خامی نہیں ہوئی ہے اسی طرح قرآن مجید کو اللہ پاک کا کلام سمجھتے ہیں۔

قرآن کو غیر اللہ کا کلام کہنا سراسر کفر ہے اسی لئے جب کفار مکہ نے قرآن کے کلام ''انسانی'' ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں یہ چیلنج دیا کہ اگر قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے اور غیر اللہ کا کلام ہے تو تم اور تمہارے سارے دوست احباب اکھٹے ہوکر قرآن کی ایک چھوٹی سی سورت جیسی کوئی سورت بنالاؤ اگر تم سچے ہو۔ لیکن اب تک کوئی نہ بناسکا نہ

تا قیامت بنا سکے گا۔

لیکن شاتم رسول سلمان رشدی نے لفظ [Mahound] کی آڑ لے کر یہ تاثر دیا ہے کہ ''جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرشتے اور شیطان کی آواز میں تمیز کرنے کی اہلیت نہ تھی''۔ اور یوں کلام الٰہی کو جو حضرت جبرائیل کی وساطت سے نازل ہوا ہے، نعوذ باللہ شیطانی کلام ظاہر کرنے کی گستاخانہ مکروہ اور شیطانی جسارت کی ہے۔ ان عبارات سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ سلمان رشدی قرآن شریف کو اللہ کا کلام ماننے کے لیے تیار نہیں ہے اور جو قرآن کو اللہ کا کلام نہیں مانتا وہ بدترین کافر ہے اس قسم کے کافروں کو قتل کرنا واجب ہے جیسا کہ اوپر گذرا ہے۔

اس لئے تمام اسلامی حکومتوں کے لئے ضروری ہے کہ اگر کافر مرتد زندیق سلمان رشدی ان کی حکومت کے ماتحت ہے تو فوری طور پر قتل کر کے اسے جہنم رسید کریں اگر ان کی حکومت میں نہیں لیکن سفارتی تعلقات کے ذریعہ اس پر دباؤ ڈالنا کسی بھی طریقہ سے ممکن ہے تو اس پر دباؤ ڈال کر اس کو قتل کر دینا ضروری ہے ورنہ ایک ایک بدبخت شقی ازلی اور شاتم رسول کو پناہ دینے والے یا اس کی پشت پناہی کرنے والے ملک سے تعلق اور دوستی رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے:

''لاتجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللّٰہ ورسولہ ولو کانوا اٰبائھم او ابنآئھم او اخوانھم او عشیرتھم''. [المجادلۃ: ۲۲]

''جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا اپنے گھرانے کے ہوں''۔

''یا ایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء

تلقون الیھم بالمودۃ". [الممتحنۃ: ۱]

"اے ایمان والو! تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو"۔

اور اگر حکومت اس امر عظیم کو انجام دینے کے لئے تیار نہیں ہے تو ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے طاقت بشری کے مطابق کوشش کرکے اللہ کی زمین کو شاتم رسول سے پاک وصاف کردے کیونکہ یہ اظہار دین خداوندی کی تکمیل اور اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ ہے، جب تک زمین سے شاتم رسول کو ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک مکمل دین اللہ کے لئے نہیں ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

"وقاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للّٰہ".

[الانفال: ۳۹]

"اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ تعالیٰ کا ہوجاوے"۔

اس لئے صفحہ گیتی میں تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دیتا تھا اس کو قتل کردیا جاتا تھا جیسا کہ کعب بن اشرف، یہودیہ عورت اور قبیلہ خطمہ کی عورت کو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے کی وجہ سے اور اسلام کی مخالفت میں سرگرم عمل رہنے کی وجہ سے قتل کردیا گیا تھا۔

اسی طرح حضرت کعب بن زہیر عہد نبوی کے ایک نامور شاعر تھے، ابتداء میں وہ اسلام کی مخالفت میں سرگرم رہے حتی کہ ہادی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی "ہجو" میں کچھ شعر کہہ دیئے، معاندانہ کاروائیوں اور ہجو گوئی کی پاداش میں بارگاہ رسالت سے ان کے واجب القتل ہونے کا اعلان کردیا گیا تھا۔ جبکہ سلمان رشدی نے صرف سب وشتم پر بس نہیں کیا بلکہ اس نے اسلام، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، امہات المؤمنین اور قرآن مجید کے بارے میں بھی ہر قسم کی گستاخی کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

لہٰذا جو آدمی اس کو قتل کرے گا اس کو بہت زیادہ ثواب ملے گا تاکہ زمین اس کے فتنے سے محفوظ ہو جائے، آئندہ کسی کو اس جیسی دریدہ دھنی کی جسارت نہ ہو۔ جیسا کہ ''فتاوی شامی'' میں ہے:

''وجميع الكبائر..... يباح قتل الكل ويثاب قاتلهم''.

''اور ایسے تمام مرتکبین کبیرہ جن کے گناہوں کا ضرر دوسروں کی طرف متعدی ہوتا ہے ان کو قتل کرنا جائز ہے اور قاتل ثواب کا مستحق ہے''۔ (فتاوی بینات، ج:۱،ص:۹۸ تا ۱۰۶، ط، مکتبہ بینات کراچی)



گستاخِ رسول کی سزا اور سلمان رشدی کا ناول؟

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے علماء نے شریعت کے فیصلے اور فتوے کو صرف نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج تک محدود کر رکھا ہے، ان حدود کو پار کیا تو ایک دوسرے کے مسلک کے خلاف فتویٰ جاری کرنے میں اپنی صلاحیتوں کو صرف کیا، اس سے آگے بڑھے تو مختلف ناموں سے دینی ودعوتی کام کرنے والی تنظیموں کی دیوار سے ٹکرا گئے، زخمی ہو کر غصہ میں موٹی موٹی کتابیں ان کے خلاف لکھ ڈالیں، اس وقت دنیا کے سارے مذاہبِ باطلہ نے [خاص طور سے یہودی وعیسائی لابی فہرست ہے] اسلام کو بدنام کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے، نئے نئے انداز سے ہماری شریعت پر حملے کئے جا رہے ہیں، اسی لابی کا ایک ملعون سلمان رشدی بے خوف وخطر پاکیزہ مذہب پر کیچڑ اچھال کر برطانیہ کی حفاظت میں بیٹھا قہقہے لگا رہا ہے، اس بدنام زمانہ نے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کیں، ازواج مطہرات کو نہ جانے کیا کیا لکھا، ان کی پاکیزہ سیرت کو من گھڑت گندی کہانیوں کی

کیچڑ میں لپیٹ کر عوام کو ذہنی عیاشی کا مواد مہیا کیا، اور اپنے ناپاک ہاتھوں سے ایک فحش ناول لکھی، جس کا نام شیطانی آیات [Satane varses] رکھا، ایسا شخص جو مذہبِ اسلام یا انبیاء کرام، ازواجِ مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو دین کے عناصر ہیں کے خلاف گندی اور بے ہودہ باتیں کہنے والا خارج از اسلام نہیں ہے، کیا اس کی گردن زدنی جائز نہیں؟ کیا اس کو قتل کرنا از روئے شریعت مستحسن نہیں ہے؟ کیا ایسی حالت میں شریعت خاموش بیٹھنے کی اجازت دیتی ہے؟

گستاخِ رسول سلمان رشدی کے خلاف قتل کا فتویٰ ایران سے جاری ہوا، ساری دنیا کے مسلمانوں نے اسے سراہا، اور صحیح قدم سمجھا، لیکن ہمارے ہندوستانی علماء آخر کیا وجہ ہے کہ اس مسئلہ پر کچھ بولنے سے گریز کر رہے ہیں؟ ہمارے علماء کا موقف اور ان کا طریقہ ان حالات کے پیشِ نظر کیوں نہیں ہوتا؟

کیا سلمان رشدی بے گناہ ہے؟ اگر بے گناہ ہے، تو اس کی برأت کا اعلان کھل کر کرنا چاہئے، اگر قاتل گردن زدنی ہے تو ڈنکے کی چوٹ پر اس کی گردن زدنی کا اعلان اور فتویٰ جاری کرنا چاہئے!

﴿الجواب وباللہ التوفیق﴾:

سوال میں پوچھے گئے نفسِ مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا شخص شرعاً مرتد ہے، اگر وہ اسلامی مملکت کی حدود میں پایا جائے تو اسے توبہ پر مجبور کیا جائے، اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے، اس پر یہ سزا جاری کردی جائے۔ اس بارے میں دلائل درج ذیل ہیں:

عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالی عنهما قال: أتی عمر بن الخطاب برجل سب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم فقتله، ثم قال: من سب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم أو احداً من الانبیاء فاقتلوه. (اعلاء السنن، ١٢/ ٦٦٨، رقم:

٤٣٢٧، ٤٣٢٨)

عن عمر بن عبدالعزیز قال:...... فانه لایحل قتل امرئ مسلم یسب احدا من الناس الا رجلا سب رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم. (المحلی بالآثار، مسائل التعذیر، ١٢/ ٤٣٣، رقم: ٢١٢)

عن ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما أن اعمی کانت له ام ولد تشتم النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم وتقع فیها، فینهاها فلاتنتهی، ویزجرها فلاتنزجر، وقال: فلما کانت ذات لیلة جعلت تقع فی النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم وتشتمه، فأخذ المغول، فوضعه فی بطنها واتکأ علیها فقتلها..... الحدیث بطوله: وفی آخره: فقال النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: ألا! شهدوا أن دمها هدر. (سنن أبی داؤد، ٢/ ٥٩٩، رقم: ٤٣٦١، الفتاوی التاتارخانیة، ٧/ ٣٠٠ زکریا)

ونقل فی الفتاوی الشامیة: أو أیما رجل مسلم سب رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم أو کذبه أو عابه أو تقصه فقد کفر باللّٰه تعالیٰ وبانت منه امرأته فان تاب والا قتل. (شامی، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب مهم فی حکم ساب الأنبیاء، ٦/ ٣٧٢ زکریا، ٤/ ٢٣٤ کراچی)

یہ تو اصل مسئلہ کا جواب ہے، اب آنجناب کے سوال نامہ میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے، ان کے سلسلہ عرض ہے کہ:

الف: علماء ومفتیان کے بارے میں یہ بدگمانی صحیح نہیں کہ انہوں نے اپنے فتاوی کو عبادات یا فروعی مسائل کے اختلافات تک محدود کر رکھا ہے، کسی بھی دارالافتاء کے ریکارڈ

سے آپ اپنے الزام کا جواب حاصل کر سکتے، یاد رکھئے کہ مفتی سائل کے تابع نہیں ہوتا کہ اس کی منشاء کے مطابق جواب دے، بلکہ قرآن وحدیث کی رہنمائی مفتی کے لئے مشعلِ راہ ہوتی ہے، مفتیان کرام کے بارے میں ایسے بے بنیاد الزامات سے بچنے میں ہی عافیت ہے۔

ب: سلمان رشدی کے ناول سے ہر مسلمان کو سخت تکلیف اور صدمہ پہنچا ہے، جس کا اظہار مسلسل کیا جا تا رہا ہے اور اب بھی جاری ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اس کا توڑ اور جواب کیسے ہو؟ آپ کی نظر میں اس مسئلہ کا واحد حل اس کے قتل کا اعلان کرنا ہے، اور ہماری نظر کہتی ہے کہ جو شخص ہماری اسلامی حکومت کی حدود سے باہر ہو، اس پر قتل کے حکم کے نفاذ کا اعلان کرنا خود فریبی کے سوا کچھ نہیں، جسے قتل کرنا ہوتا ہے وہ پہلے سے اعلان نہیں کرتا، اگر ایران یا کسی اور حکومت کو سلمان رشدی کو قتل کرنے سے دلچسپی ہوتی، تو وہ اعلان کرنے سے پہلے اپنے کسی ایجنٹ کے ذریعہ یہ کام کرا سکتی تھی، لیکن ایران کو تو اس اعلان سے سیاسی فائدہ اٹھانا تھا، جو پہلے بھی اٹھایا گیا اور آج بھی اٹھایا جا رہا ہے۔

اگر ایران کی طرف سے یہ اعلان نہ ہوتا تو پورا یقین تھا کہ کوئی غیور مسلمان اب تک ملعون سلمان رشدی کو کیفر کردار تک پہنچا دیتا، مگر ایرانی فتویٰ نے ملعون کو سرکاری تحفظ فراہم کر دیا، اب اس ملعون کا قتل کوئی بچوں کا کھیل نہیں، بلکہ پورے یورپ سے جنگ مول لینے کے مرادف ہے۔ ہماری نظر میں ایرانی فتویٰ سلمان رشدی کے قتل کا نہیں، بلکہ اس کے بیش از بیش حفاظ کا ذریعہ بن گیا ہے، اب آپ ہی بتائیں کہ ایسے فتویٰ جارے کرنے سے کیا فائدہ؟ امید ہے کہ ٹھنڈے دل سے ان امور پر غور فرمائیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (کتاب النوازل، ج:۱، ص:۴۱۸ تا ۴۲۱، ط، المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مراد آباد الہند)



شاتمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توبہ کا حکم

﴿سوال﴾:
اگر کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گالی دے اور بعد میں پشیمان ہو اور توبہ بھی کرے تو از روئے شریعت اس کی توبہ مقبول ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:
جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

قال العلامة ابن عابدینؒ: اجمع المسلمون ان شاتمه کافر وحکمه القتل. [ردالمحتار ج ٤، ص ٢٣٢، باب المرتد، مطلب مهم فی حکم ساب الانبیاء]

تاہم اگر شاتمِ رسول اپنے اس فعل پر نادم ہو کر توبہ کرلے تو اس کی توبہ مقبول ہے اور تجدید ایمان کے بعد دوبارہ مسلمان سمجھا جائے گا۔

قال ابو الحسن علی بن الحسین اسعدیؒ: من سب رسول اللّٰه فانه مرتد ویفعل به ما یفعل بالمرتد. [النتف فی الفتاوی، ج ٢ ص ٦٩٤، باب المرتد]

قال العلامة ابن عابدینؒ: ظاهر فی قبول توبته کما لایخفیٰ. [منحة الخالق علی البحر الرائق، ج ٥ ص ١٣٥ باب المرتد](فتاوی حقانیه، ج: ١، ص: ١٣٩، ط، مکتبه سید احمد شهیدؒ اکوڑه خٹك)



نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی بھی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کرنے کی سزا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک پروفیسر ڈاکٹر یونس شیخ نے اپنی کلاس میں لیکچر کے دوران طلباء کے سامنے مندرجہ ذیل باتیں کی ہیں: [نقل کفر کفر نہ باشد]

(۱): حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چالیس سال تک غیر مسلم تھے۔ [معاذ اللہ، استغفروا اللہ ثم استغفروا اللہ]

(۲): چالیس سال کی عمر تک آپ [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] کے ختنے نہیں ہوئے تھے۔

(۳): حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی شادی ۲۵ سال کی عمر میں کی اور چونکہ اس وقت وہ نہ نبی تھے اور نہ مسلمان اس لیے نکاح نہ ہوا۔

(۴): چالیس ۴۰ سال کی عمر تک آپؐ بغل کے بال اور زیر ناف بال نہیں کاٹتے تھے۔

(۵): آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا والدین غیر مسلم تھے۔

کیا یہ کلمات گستاخی رسول کے زمرہ میں آتے ہیں یا نہیں؟ اور اس شخص کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ اگر گستاخ رسول توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی یا نہیں؟ یہ جو پانچ کلمات اس نے کہے ہیں ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قرآن وحدیث سے اس کے لیے مدلل جوابات دیئے جائیں؟ نیز ان کلمات کے بارے میں مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟ کیا کسی مسلمان کے لیے ایسے مجرم کی حمایت کرنا جائز ہے؟ کیا کوئی مسلمان وکیل عدالت میں اس کی وکالت کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر وکالت کرتا ہے تو اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ کیا

ایسے مجرم کے رشتہ دار اس کی طرف سے وکیل کر سکتے ہیں اور وہ اس کی حمایت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر وہ اس کی حمایت کریں تو ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مبارک دور میں کسی ایسے گستاخ کو معاف فرمایا تھا؟ اب ایسے گستاخ رسولؐ کو معاف کرنے کا کسی کو اختیار ہے یا نہیں؟ اگر کوئی عالم اس کی حمایت کرے تو اس کے لیے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ کیا گستاخ رسول اور مرتد کے احکامات اور سزا میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

مندرجہ بالا سوالات کے جوابات ترتیب وار درج ذیل ہیں:

﴿سوال نمبر١﴾: کیا معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چالیس سال تک غیر مسلم تھے؟

ج: (١) اہل السنۃ والجماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نبوت سے قبل اور نبوت کے بعد جملہ صغائر اور کبائر گناہوں سے پاک اور منزہ ہیں، نہ ان سے قبل النبوت کفر و شرک کے ارتکاب کا تصور تک ہوسکتا ہے اور نہ بعد النبوت، اس لیے کہ نبوت اور کفر و شرک دونوں اضداد ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ابتداء ہی سے ایسی طبعیت اور نفس مرحمت فرمایا ہوتا ہے جو فطرتاً معصیت سے دور رہتا ہے اور نشہ عبودیت سے چور ہوتا ہے، حتی کہ حالتِ صغر میں بھی وہ عبدیت کا اعتراف کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن ہی میں انی عبداللّٰہ کا کلمہ زبان سے نکال کر اس بات کا اعلان کیا تھا۔ ہماری عقائد کی کتابوں میں یہی لکھا ہے۔

چنانچہ امام اعظم امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں:

الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر والكفر والقبائح. [شرح فقه اكبر، ص ٨٨،

٨٩، بحث ان الانبیاء الخ]
علامہ النسفیؒ فرماتے ہیں:

وفی عصمتهم عن سائر الذنوب تفصیل وهو انهم معصومون من الکفر قبل الوحی وبعدهٔ بالاجماع وکذا عن تعمده الکبائر عند الجمهور. [شرح عقائد النسفی، ص ٩٨]

علامہ ابن حزمؒ وامام ابو اسحاق اسفرائیؒ وابن فورکؒ وابن برہانؒ، نوویؒ، قاضی خانؒ وغیرہ تمام اہلسنت والجماعت کا مسلک بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انهم معصومون عن الصغائر والکبائر جمیعاً قال انه الذی ندین به وهو الصحیح. [بحواله مکتوبات شیخ الاسلام ج ٣ ص ٢٤٧]

قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں:

بزعمِ احقر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام از صغائر وکبائر قبل النبوۃ وبعد النبوۃ بہر طور کہ باشد معصوم اند۔ [ترجمان السنۃ، جلد ٣، ص ٣٥٥]

علامہ ابو محمد عبد الحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

مگر کفر اور شرک سے بالاتفاق معصوم تھے، کسی نبی سے قبل از نبوت بھی کفر اور شرک سرزد نہیں ہوا۔ [عقائد اسلام، ص ٣٨، ٣٩]

علامہ مفتی عبد الرحیمؒ فرماتے ہیں:

الجواب: حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ابتداء ہی سے موحد ہوتے ہیں، قبل از نبوت اور بعد از نبوت کفر وشرک بلکہ شائبہ کفر وشرک سے بھی بالکل پاک صاف اور منزہ ہوتے ہیں۔ [فتاوی رحیمیہ، ج ٩، ص ٢٩، کتاب العقائد]

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

سے عالمِ ازل [عالمِ ارواح] میں اپنی عبادت اور توحید کا اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کا مضبوط عہد لیا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح و ابراھیم وموسی وعیسیٰ ابن مریم واخذنا منھم میثاقا غلیظا.

[الاحزاب:۷]

تفسیر جلالین میں اس آیت کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے:

اذکر [اذ اخذنا من النبیین میثاقھم] حین اخرجوا من صلب اٰدم کالذر جمع ذرۃ وھی اصغر النمل [ومنک ومن نوح وابراھیم وموسیٰ وعیسی ابن مریم]بان یعبدوا اللّٰہ ویدعوا الی عبادۃ وذکر الخمسۃ من عطف الخاص علی العام [واخذنا منھم میثاقا غلیظا] شدیداً بالونا بما حملوہ وھو الیمین باللّٰہ تعالیٰ. [جلالین مع صاوی، ج ۳، ص ۲۵۲]

ان جملہ عبارات سے وضاحت کے ساتھ یہ بات سامنے آتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قبل النبوۃ بھی مسلمان ہوتے ہیں اور بعد النبوت بھی، ان پر کبھی بھی کفر وشرک کا زمانہ نہیں آیا ہے۔

(۲): خصوصاً حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو قبل النبوت یا بعد النبوت گناہ اور کفریہ عقائد کے ارتکاب کا تصور بھی محال ہے کہ جن کی بناء پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر مسلم قرار پائیں اور ان کے نکاح کو ناجائز قرار دیا جائے۔

امام ابوحنیفہؒ سردارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں تخصیص سے فرماتے ہیں:

ومحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نبیہ وعبدہ ورسولہ

وصفيه ونقيه ولم يعبد الصنم ولم يشرك بالله تعالى طرفة عين قط ولم يرتكب صغيرة ولا كبيرة قط. [شرح فقه اكبر، ص: ٩٤ تا ٩٦ بحث فى اثبات نبوة محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم]

علامہ ملا علی قاریؒ اس عبارت کی شرح میں فرماتے ہیں:

(ولم يعبد الصنم) اى ولا غيره لقوله (ولم يشرك بالله طرفة عين قط) اى لا قبل النبوة ولا بعدها فان الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام معصومون عن الكفر مطلقاً بالاجماع وان جوز بعضهم صدور الصغيرة بل الكبيرة قبل النبوة بل وبعدها ايضاً فى مقام النزاع واما هو صلى الله [تعالىٰ] عليه وسلم فكما قال الامام الاعظم (ولم يرتكب صغيرة ولا كبيرة قط). [شرح فقه اكبر، ص: ٩٦، بحث فى ان افضل الناس بعدهٗ الخ]

علامہ حافظ ابن کثیرؒ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاکدامنی نقل کرتے ہیں:

عن جبير بن مطعمؓ قال لقد رأيت رسول الله وهو على دين قومه قال البيهقىؒ معنى قوله على دين قومه ما كان بقى من ارث ابراهيمؑ واسماعيلؑ ولم يشرك بالله قط صلوات وسلامه عليه دائماً. [البداية والنهاية، ج ٢، ص ٢٦٨]

امام فخر الدین رازیؒ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک روایت نقل کرتے ہیں:

لم ازل لقل من اصلاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات. [تفسير كبير، ج ٢٣، ص ١٧٤، سورة الشعراء

آیت: ۲۱۹]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بھی پاکدامن تھے اور آپؐ کے آباؤاجداد بھی پاکدامن تھے۔

اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی آپؐ کی حفاظت فرماتا تھا اور آپؐ میں امور صالحہ ودیعت کررکھے تھے۔

علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے:

وشب رسول اللّٰہ مع ابی طالب یکلوه ویحفظه ویحوطه من امور الجاهلية ومعائبها..... وابعدهم من الفحض والاذی ما روی ملاحيا ومماريا احد حتی سماه قومه الامین لما جمع اللّٰہ فیه من الامور الصالحة. [البداية والنهاية، ج ۲، ص ۲٦٥، فصل خروجه علیه الصلوٰۃ والسلام مع عمه الخ]

(۳): آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قبول النبوۃ اور بعد النبوۃ شرک سرزد نہ ہونے کی تصدیق خود آپؐ کے اس کلام سے ہوتی ہے جو بحیرہ نامی راہب کے طویل واقعہ میں درج ہے:

قام اليه بحيری وقال لهٗ يا غلام اسئلک بحق اللات والعزیٰ الا اخبرتنی عما اسئلک عنه انما قال له بحيری ذٰلک لانهٗ سمع قومه يحلفون بهما فزعموا ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قال له لاتسألنی باللات والعزیٰ شيئاً فواللّٰہ ما ابغضت شيئاً قط فقال له بحيری فبالله الا ما اخبرتنی عما اسئلک عنه فقال له سلنی عما بدأ ذٰلک الخ.

[البداية والنهاية، ج ۲، ص ۲٦٤، فصل فی خروجه علیه الصلوة

الخ]

(۴): اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کائنات کی پیدائش کے بعد سے اللہ کے نبی اور رسول ہیں، تو جو شخص پیغمبری کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو تو اس سے کفر وشرک اور معاصی کا ارتکاب کیسے ممکن ہے؟

علامہ سیوطیؒ نے ''الخصائص الکبریٰ'' میں کافی ساری روایات نقل کی ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی قبل تھی اگرچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعثت کے اعتبار سے سب سے آخر میں تشریف لائے ہیں۔

لما اخرجه احمد والبخاری فی تاریخه والطبرانی والحاکم والبیهقی وابو نعیم عن میسرة الفخر قال: قلت یا رسول اللّٰه متیٰ کتبت نبیا؟ قال وآدم بین الروح والجسد.

[الخصائص الکبریٰ، ج ۱، ص ۱۰، باب خصوصیة النبیؐ]

واخرجه الحاکم والبیهقی وابو نعیم عن ابی هریرة قیل للنبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم متی وجبت له النبوة؟ قال بین خلق آدم ونفخ الروح فیه. [الخصائص الکبریٰ، ج ۱، ص ۱۰]

اس قسم کی مزید روایات کے لیے ''الخصائص الکبریٰ'' کا مطالعہ کریں۔

ان جملہ روایات اور عبارات سے واضح ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتداء سے ایمان کی دولت سے مالا مال تھے، آپ پر کبھی بھی غیر مسلمی کا دور نہیں گذرا ہے اور نہ آپؐ سے کبھی کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ ہوا ہے بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گویا پیدا ہی پیغمبر ہوئے تھے۔

(۵): چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نئی شریعت ابھی تک نازل نہیں ہوئی تھی

اس لیے آپ چالیس سال تک دینِ ابراہیمی کے مطابق عبادت ادا کرتے رہے۔

چنانچہ علامہ عینی، ابن حجر، علامہ کرمانی اور ابو العباس القسطلانی رحمہم اللہ تعالیٰ شارحینِ بخاری فرماتے ہیں:

وفي رواية وكان يخلوا بغار حرا فينحنث فيه وهو التعبد الليالي الخ و سئل ابن الاعرابي عن قوله يتحنث فقال لااعرفه وسئلت ابا عمرو والشيباني فقال لا اعرف يتحنث انما هو يتحنف من الحنفية دين ابراهيم عليه السلام قلت قد روى في سيرة ابن هشام يتحنف بالفاء. [عمدة القاري، ج ٢، ص ٤٩ / ارشاد الساري، ج ١، ص ٦٢/ كرماني، ج ١ ص ٣٢، كيف كان بدأ الوحي الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم]

اسی طرح علامہ شبلی نعمانیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ وہی عبادت تھی جو آپؐ کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبوت سے پہلے ادا کی تھی۔ [سیرت النبی، ج ۱، ص ۱۲۶، آفتاب رسالت کا طلوع]

لہٰذا اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی دوسرے پیغمبر کے بارے میں یہ کلمات کہے کہ وہ نبوت ملنے سے قبل غیر مسلم تھے، ان کی شادی غیر مسلمی کی حالت میں ہوئی تھی اس لیے ان کا نکاح نہیں ہوا تھا، تو یہ کفریہ کلمات ہیں، اس لیے کہ ان سب باتوں میں انبیاء کرامؑ کی توہین ملحوظ ہے، لہٰذا ایسا شخص مرتد اور واجب القتل ہے۔

كما قال العلامة ابن عابدينؒ: اجمع المسلمون ان شاتمه كافر وحكمه القتل. [ردالمحتار، ج ٤ ص ٣٢٣، باب المرتد]

وقال العلامة ابن تيميةؒ: ان من سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من مسلم او كافر فانه يجب قتله هذا

مـذهـب عليه عامة اهل العلم قال ابن المنذر اجمع عوام اهل العلم على ان حد من سب النبیؐ القتل. [الصارم المسلول، ص ٣، المسألة الاولیٰ]

علامہ ابن عابدینؒ نے کتاب الخراج کے حوالے سے قاضی ابو یوسفؒ کا قول لکھا ہے کہ:

وايما رجل مسلم سب رسول اللّٰه او كذبه او عليه او تـنـقـصـه فـقـد كفر باللّٰه تعالیٰ وبانت منه امرأته فان تاب والا قتل. [ردالـمـحـتـار، ج ٤، ص ٢٣٤، بـاب مهم فى حكم ساب الانبياء]

تاہم اگر وہ صدقِ دل سے توبہ کرے صرف قانون سے بچنے کے لیے توبہ نہ ہو تو حنفیہ کے ہاں اس کی توبہ قبول ہوگی۔

لـمـا قـال ابـو الـحسن على بن الحسين اسعدیؒ: من سـب رسـول الـلّٰه فانه مرتد ويفعل به ما يفعل المرتد. [النتف فى الفتاویٰ، ج ٢، ص ٤٤٧، كتاب المرتد الخ]

قـال العلامة ابن عابدينؒ: وظاهره فى قبول توبته كما لايـخفیٰ. [مـنـحة الـخـالـق على البحر، ج ٥، ص: ١٣٥، باب المرتد]

وقال ايضاً: ان مذهب ابی حنيفةؒ والشافعیؒ ان حكمه حـكـم المرتد وقد علم ان المرتد تقبل توبته ويؤيد ما نقله هنا عن النتف. [رسـائـل ابـن عـابـدينؒ، ج ١ ص ٣٣٣، تنبيه الولاة والحكام]

لہٰذا توبہ وتجدیدِ ایمان کے بعد اس کو دوبارہ مسلمان سمجھا جائے گا۔

﴿سوال نمبر ۲﴾: کیا چالیس سال کی عمر تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ختنہ نہیں ہوا تھا؟

ج: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ختنہ کے بارے میں شریعتِ مقدسہ کی کتابوں میں تین قسم کے اقوال پائے جاتے ہیں:

(۱): آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے تھے۔

(۲): آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ختنہ ملائکہ نے پہلی بار شقِ صدر کے وقت کیا تھا۔

(۳): اور یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ختنہ عربوں کی عام عادت کے مطابق آپؐ کے دادا جناب عبدالمطلب نے ولادت کے ساتویں دن کرایا تھا اور لوگوں کی دعوت بھی کی تھی۔

لما قال العلامة شبير احمد العثمانیؒ: قد اختلف فی ختانة علی ثلاثة اقوال احدها ان ولد مختونا مسروراً وروی فی ذٰلک حديث لايصح ذكره ابو الفرج ابن الجوزیؒ فی الموضوعات وليس فيه حديث ثابت...... والقول الثانی انه ختن صلی اللّٰه تعالی عليه وسلم يوم شق قلبه الملائكة عند ظئره حليمة. والقول الثالث ان جده عبدالمطلب ختنه يوم سابعة وصنع له مادبة وسماه محمداً. [فتح الملهم ج ۱، ص ٤١٨، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا فی العرايا]

ان تین اقوال کے علاوہ کوئی چوتھا قول کتبِ احادیث میں موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چالیس سال تک غیر مختون تھے۔ اس بات کے غلط اور بے بنیاد ہونے کے لیے یہ ہی کافی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے تھے جو دینِ ابراہیمیؑ کے شعائر پر عمل پیرا تھا اور یہ عمل [ختنہ] چونکہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنتِ مبارکہ میں سے تھا اور عرب بھی روزِ اول سے اپنے بیٹوں کا ختنہ کراتے چلے آرہے تھے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپؐ چالیس سال تک غیر مختون رہے۔ لہٰذا آپؐ کے بارے میں ایسا کہنا یا سمجھنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین واستخفاف ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادنیٰ استخفاف بھی کفر ہے۔

لما في خلاصة الفتاویٰ: ولو قال لشعر محمد شعيراً يكفر. [خلاصة الفتاوى، ج ٤، ص ٣٨٦]

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

من سب رسول الله او ينقصه و كان فيه ردة. [خلاصة الفتاوى، ج ٤، ص ٣٨٦]

لہٰذا اس استخفاف اور توہین کی وجہ سے وہ قائل کافر اور خارج عن الاسلام ہے، حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس [ڈاکٹر شیخ یونس] کو قرار واقعی سزا دے۔

﴿سوال نمبر ۳﴾: کیا یہ درست ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی شادی ۲۵ سال کی عمر میں کی، اور چونکہ اس وقت آپ نہ ہی نبی تھے اور نہ مسلمان، اس لیے نکاح نہ ہوا؟

ج: سوال اول کے جواب میں بات واضح ہو چکی ہے کہ آپؐ روز اول سے مسلم اور پاکباز تھے، لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نکاح بالکل صحیح تھا، اس کی صحت پر کوئی شک وشبہ نہیں۔ ''نکاح نہیں ہوا'' سے تو یہ مطلب نکلتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۵ سال عمر کے بعد ۴۰ سال کی عمر تک [۱۵ سال] زنا میں مبتلا رہے۔ حالانکہ کائناتِ ارضی میں ایک پیغمبر کی ذات ایسی ہوتی ہے کہ جس سے زنا کا ارتکاب تو کجا اس کا تصور بھی محال ہے، حتیٰ کہ کسی نبی علیہ السلام کی اہلیہ کافرہ تو ہو سکتی ہے مگر زانیہ نہیں۔ لہٰذا کسی بھی نبی علیہ السلام کے بارے میں ایسے توہین آمیز کلمات کہنا یا الزام لگانا موجبِ کفر ہے اور اس کی سزا

قتل ہے۔

لما فی الهندية: سئل عمن ينسب الى الانبياء الفواحش كعزمهم على الزنى و نحوه الذى يقوله الحشوية فى يوسف عليه السلام قال يكفر لانه شتم لهم استخفاف بهم. [الفتاوى الهندية، ج ٢، ص ٢٦٣، باب موجبات الكفر]

﴿سوال نمبر ٤﴾: کیا واقعی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر تک بغل اور زیرِ ناف بال کاٹے نہیں تھے؟

ج: زیرِ ناف اور بغل کے بال صاف کرنے کا رواج حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چلا آ رہا ہے اور آپؐ اور آپؐ کے آبا و اجداد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کے پیروکار تھے جبکہ زیرِ ناف بال وغیرہ صاف کرنا سنتِ ابراہیمی ہے، اس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبا و اجداد اسی ابراہیمی سنت پر عمل کرتے زیرِ ناف اور بغلوں کے بال صاف کیا کرتے تھے۔ اس بناء پر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چالیس سال تک زیرناف اور بغلوں کے بال صاف نہ کیے ہوں۔

دوسری بات یہ ہے یہ عمل فطرت الانبیاء ہے، حدیث میں ہے:

عن عائشة قلت قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عشرة من الفطرة: قص الشارب وايفا اللحية والسواك والاستنشاق بالماء وقص الاظفار وغسل المراجم ونتف الابط وحلق العانة انتقاص الماء. [ابو داؤد على صدر عون المعبود، ج ١، ص ٥٣]

علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث بالا کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اى عشر خصال من سنن الانبياء الذين امرنا اى

نقتدی بهم کانا فطرنا علیها و کذا نقل عن اکثر العلماء السنة الابراهیمیة. [بذل المجهود، ج ۱، ص ۲۹]

امام شاہ ولی اللہ محدثِ دہلویؒ فرماتے ہیں:

هذه الطهارات منقولة عن ابراهیم متداولة فی طوائف الامم الحنفیة اشربت فی قلوبهم ودخلت فی صمیم اعتقادهم علیها محیاهم وعلیها مماتهم عصراً بعد عصر ولذلک سمیت بالفطرة وهذا شعائر الملة الحنفیة ولا بد لکل ملة من شعائر یعرفون بها ویواخذون علیها لیکون طاعتهما وعصیانها امراً محسوساً. [فتح الملهم، ج ۱، ص ٤١٨، باب تحریم بیع الرطب الخ]

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ کیسے ممکن ہے کہ آپؐ نے دین ابراہیمیؑ اور فطرۃ الانبیاء کی مخالفت کر کے چالیس سال تک بغل اور زیر ناف بال نہ کاٹے ہوں۔ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں سخت عیب اور آپؐ پر افتراء باندھنا ہے اور آپؐ کی توہین واستخفاف کرنا ہے جب کہ کسی بھی پیغمبرؑ کے بارے میں ایسے توہین آمیز ومعیوب کلمات کہنا سبب ارتداد ہے۔

لما فی التاتارخانیة: من لم یقر ببعض الانبیاء او عاب نبیاً بشیٔ او لم یرض بسنة من سنن المرسلین فقد کفر. [تاتارخانیة، ج ٥ ص ٤٧٧]

اسی طرح صاحبِ تاتارخانیہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

ولو عاب النبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم بشیٔ من العیوب یکفر. [تاتارخانیه، ج ٥، ص ٤٧٩]

علامہ طاہر بن عبد الرشید البخاریؒ محیط کے حوالے سے لکھتے ہیں:

فی المحیط من شتم النبیؑ واھانه او عابه فی امور دینه او فی شخصه او فی وصف من اوصاف ذاته سواء کان الشاتم مثلاً عن امته او غیرھا سواء کان من اھل الکتاب وغیره ذمیاً کان او حربیاً سواء کان الشتم او الاھانة او العیب صادراً عنه عمدا و سھواً او غفلة او جدا او ھزلا قد کفر خلوداً. [خلاصة الفتاوی، ج ٤، ص ٣٨٦ الفاظ الکفر]

﴿سوال نمبر ٥﴾: کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین غیر مسلم تھے؟

ج: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں اُمت کا اختلاف ہے کہ وہ اسلام لائے تھے یا نہیں؟ ان کی نجات ہوگی یا نہیں؟ یہاں تک تو یہ بات یقینی ہے کہ آپؐ کے والدین کا انتقال آپؐ کو رسالت ملنے سے پہلے ہوگیا تھا اور یہ بھی یقینی ہے کہ ان کا انتقال دورِ فترت میں ہوا تھا لہٰذا ان کا تعلق اہل فترت سے تھا۔

لما قال العلامة جلال الدین سیوطیؒ: ثم رایت الشیخ عز الدین عبدالسلام. قال فی امالیه ما نصه کل نبی ارسل الی قومهٖ الا نبیا صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم قال فعلی ھذا یکون ما عدا قوم کل نبی من اھل الفترة الارذیة نبی سابق فانه مغاظبون ببعثة السابق الا ان تدرس الشریعة السابقة فیصیر الکل من اھل الفترة بلاشک لانھم لیسا من ذریة ولا من قومهٖ. [الحاوی للفتاوی، ج ٢، ص ٢٥١]

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے کی وضاحت کے لیے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور اس مسئلے کی وضاحت کے لیے آپ نے تین مسالک ذکر کیے ہیں:

١: چونکہ ان کا انتقال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہو چکا تھا اس لیے ان کو کوئی عذاب نہ ہوگا۔

۲:    ان سے زمنِ فترۃ میں کوئی شک ثابت نہیں بلکہ وہ دینِ ابراہیمؑ کے پیرو کار تھے۔

۳:    اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزہ کی برکت سے کراماً ان کو زندہ کیا اور وہ آپؐ پر ایمان لائے اور پھر فوت ہوگئے، یہ رائے اکثر محدثین وعلماء کرام وغیرہ کی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

منهم ابن شاهين الحافظ ابوبكر الخطيب البغدادى والسهيلى والقرطبى والمحب الطبرى والعلامة ناصر الدين بن المنير وغيرهم. [الحاوى للفتاوى، ج ۱، ص ۲۲۷، ۲۲۸، فصل فى المولد]

علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن عابدین اور علامہ آلوسی [رحمہم اللہ تعالیٰ] وغیرہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

قال العلامة العثمانى رحمه الله تعالى: قال العلامة ابن حجر فى الزواجر ان نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم قد اكرمه الله بحيوة أبويه حتى اٰمنا به كما فى حديث صححه القرطبى وابن ناصر الدين حافظ الشام وغيرهما فانتفعا بالايمان بعد الموت على خلاف القاعدة كراماً لنبيه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم. [فتح الملهم، ج ۱ ص ۳۷۳، باب بيان ان من مات على الكفر الخ]

قال العلامة ابن عابدينؒ: الا ترى ان نبيا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قد اكرمه الله تعالى حياة ابويه له حتى اٰمنا به كما فى حديث صححه القرطبى وابن ناصر الدين حافظ

الشام وغیرهما فانتفعا بالایمان بعد الموت علی خلاف القاعدة اکراماً نبیہٖ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کما احی قتیل بنی اسرائیل لیخبر بقاتلہ. الخ. [ردالمحتار، ج ٤، ص ٢٣١، کتاب السیر، مطلب فی احیاء ابوی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم]

قال العلامة الآلوسی رحمه الله تعالی: واستدل بالاٰیة [تقلبک فی الساجدین] **علی ایمان ابویه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم کما ذهب الیه کثیر من اجلة اهل السنة وانا اخشی الکفر علی من یقول فیهما رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما.**

[روح المعانی، ج ١٩، ص ١٣٨، سورة الشعراء]

وقال العلامة فخر الدین الرازی رحمه اللّٰه تعالیٰ: واعلم ان الرافضة ذهبوا الی اٰباء النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم کانوا مؤمنین وتمکسوا فی ذٰلک بهذه الاٰیة وبالخبر اما هذه الایة فقالوا قوله تعالی [وتقلبک فی الساجدین] یتحمل الوجوه التی ذکرتم ویتحمل الوجوه التی ذکرتم ویتحمل ان یکون المراد ان اللّٰه نقل روحه من ساجد الی ساجد کما نقوله نحن واذا احتمل کل هذه الوجوه وجب حمل الاٰیة علی الکل ضرورة انه لا مافاة ولارجحان. [تفسیر کبیر، ج ٢٣، ص ١٧٤، سورة الشعراء]

اس اختلاف کی وجہ سے بعض علماء کرام نے اس بارے میں توقف اختیار کرنے کو ترجیح دی ہے، مگر علامہ جلال الدین السیوطیؒ اور علامہ ابن عابدینؒ کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین ماجدین دونوں مسلمان ہیں اُن کو غیر مسلم کہنا صحیح نہیں ہے، مگر اس طرح کہنے سے کوئی ایمان کی دولت سے محروم نہیں ہوتا۔

۱: تفصیلی جواب کے بعد صورتِ مسئولہ کے مطابق فی الجملہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین آمیز ہیں جو کہ موجبِ کفر وارتداد ہے اور مرتکب کی سزا قتل ہے۔

۲: علمائے امت کو چاہیے کہ اس قسم کے کلمات سے مرتکب شخص کو سمجھائیں ورنہ عدالت کے حوالے کردیں۔

۳: ایسے کلمات کے کہنے والے شخص کی کسی قسم کی حمایت [زبانی یا مالی] کرنا کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے۔

۴: اسی طرح اس کی وکالت [قانونی حمایت] کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

۵: اگر وکیل اس کے ان کفریہ کلمات پر راضی ہو تو رضا بالکفر کفر کی وجہ سے وکیل کے بھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا قوی خطرہ ہے۔

۶: وکیل چاہے رشتہ دار ہو یا غیر سب کے لیے یہی حکم ہے۔

۷: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی بھی پیغمبر کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنا موجبِ کفر ہے جس کی سزا شرعاً قتل ہے۔

۸: تاہم اگر کوئی مرتکب شخص صدق دل سے توبہ کرے تو حنفیہ کے ہاں اس کی معافی کی گنجائش موجود ہے۔

۹: گستاخِ رسولؐ اور مرتد میں کوئی فرق نہیں، دونوں کی سزا قتل ہے اور توبہ اس کی مقبول ہے۔

۱۰: کسی مسلمان کے لیے چاہے وہ عالم دین ہو یا کوئی جاہل ہو کسی مرتد یا گستاخِ رسول کی کسی قسم کی [زبانی، مالی، قانونی] حمایت کرنا جائز نہیں، رضا کی صورت میں اس کے ایمان کے خروج کا بھی خطرہ ہے۔ (فتاوی حقانیہ، ج:۱، ص:۲۷۶ تا ۲۸۷، ط، سید احمد شہید اکوڑہ خٹک)

❁❁❁

آئین پاکستان میں گستاخی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایکٹ میں ترمیم کا حکم

سوال:

جناب مفتی صاحب! پاکستانی آئین میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا تجویز کی گئی ہے جس میں اب ارباب اقتدار ترمیم کر کے اس سزا کو کم یا ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تو کیا شرعاً ارباب اقتدار کو یہ سزا کم یا ختم کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اور جو شخص کسی گستاخ رسول [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم] کے کفر میں شک کرے تو اس کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:

پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں نازیبا الفاظ کہنا ایک ناقابل معافی جرم ہے اس لیے علماء امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرتد اور واجب القتل ہے۔ فتاوی شامیہ میں ہے کہ: **اجمع المسلمون ان شاتمه كافر.** [ج ٣، ص ٣١٧ باب المرتد] یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسم کو [نعوذ باللہ] گالی دینا بالاجماع کفر ہے۔ اور الدر المختار میں ہے: **صح في آخر الشفاء بان حكمه كالمرتد.** یعنی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ کا حکم مرتد کا ہے اور اس پر مرتد کے احکام جاری کیئے جائیں گے۔ [الدر المختار علی ہامش رد المحتار، ج ٣، ص ٣١٨، باب المرتد]

قال العلامة ابن عابدينؒ: قال ابوبكر بن المنذر اجمع عوام اهل العلم على ان من سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقتل ومن قال ذٰلك مالك بن انس والليث واحمد واسحاق ومذهب الشافعى وهو مقتضى قول ابى بكر رضى

اللّٰہ تعالیٰ عنه ولاتقبل توبته عند هؤلاء وبمثله قال ابو حنيفة واصحابه والثوری واهل الكوفة والاوزاعی فی المسلم لكنهم قالوا هی ردة مثله الوليد بن مسلم بن عن مالک وروی الطبرانی مثله عن ابی حنيفة واصحابه فيمن ينقصه صلی اللّٰہ تعالیٰ عليه وسلم او برئ منه او كذبه اهـ. وحاصل انه نقل الاجماع علی كفر ساب ثم نقل عن مالک ومن ذكر بعدهٗ انه لاتقبل توبته فعلم ان المراد من نقل الاجماع علی قتله قبل التوبة ثم قال وبمثله قال ابو حنيفة واصحابه الخ قال انه يقتل يعين قبل التوبة لامطلقاً الخ. [ردالمحتار، ج ۳، ص ۳۱۸، باب المرتد]

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گستاخ بالاجماع کافر، مرتد اور واجب القتل ہے ہاں اختلاف اس میں ہے کہ گستاخِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توبہ سے قتل سے بچ جاتا ہے یا نہیں! نیز ردالمحتار میں ہے: اجمع المسلمون ان شاتمه کافر وحکمه القتل ومن شک فما عذابه وکفره کفر۔ یعنی گستاخ رسولؐ کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرتا ہو وہ بھی کافر ہے۔ اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اہانت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاجماع کفر اور ارتداد ہے۔ [ج ۲، ص ۲۶۳، باب المرتد]

ان حوالہ جات مذکورہ اور عبارت مسطور سے واضح ہوا کہ گستاخ رسول بالاجماع کافر اور مرتد ہے اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر اور خارج عن الاسلام ہے، اور مرتد کی سزا قتل ہے لہٰذا گستاخِ رسولؐ کی سزا بھی قتل ہی ہے۔ حدیث میں ہے: من بدل دينه فاقتلوه. [الدرالمختار، ج ۳، ص ۳۱۳، باب المرتد/ بدائع الصنائع، ج ۷، ص ۱۳۴] نیز اصحابه العرب لما ارتدت بعد وفات النبی صلی اللّٰہ تعالی عليه

وسلم اجمعت الصحابةؓ علی قتلھم. [ج ٧، ص ١٣٤] اور رسائل ابن عابدین ج ا، ص ۱۳۸ میں ہے: اعلم ان المرتد یقتل بالاجماع کما مر یعین اس پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہی ہے۔

راقم الحروف کہہ رہا ہے کہ اس سے پہلے یہ گذر چکا ہے کہ امت کا اس پر بھی اجماع ہے کہ گستاخ رسولؐ کافر اور مرتد ہے۔ نیز العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ میں ہے:

فمن سب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم او احد من الانبیاء صلوات اللّٰہ علیھم وسلامہ فانہ یکفر ویجب قتلہ شاتم النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم او نبی من الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کافر اور مرتد ہے اور دونوں واجب القتل ہے۔ [ج ا، ص ۱۰۴، باب المرتد]

وقال ابن نجیمؒ: کل من ابغض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بقلبہٖ کان مرتدا فالساب بطریق الاولیٰ ثم یقتل حدا عندنا فلاتقبل توبتہ فی اسقاطہ القتل الخ. [البحر الرائق، ج ٥، ص ١٢٥، ١٢٦، باب المرتد]

یعنی جو شخص پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض رکھے یا آپ کو سب وشتم کرے تو وہ شخص کافر، مرتد اور واجب القتل ہے۔ اور کفایت المفتی میں ہے کہ جناب رسالت مآب روحی فدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شانِ رفیع میں گستاخی کرنے والا یا کسی گستاخی کرنے والے سے ناراض نہ ہونے والا کافر ہے۔ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین اس پر متفق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔ الخ [جلد ا، ص ا۷، باب المرتد]

اورفتاوی محمودیہ میں ہے کہ جوشخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں [نعوذ باللہ، استغفر واللہ] گالی بکے وہ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس کو چاہئے کہ فوراً توبہ اور تجدید اسلام وتجدید نکاح لازم ہے، اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔ الخ [جلد۱۲، ص۱۶۲] اور امداد الفتاوی میں ہے: ''اہانت وگستاخی کردہ جناب انبیاءؑ کفراست''۔ [جلد۵، ص۳۹۱، باب العقائد]۔ اورفتاوی دارالعلوم دیوبند جلد۱۲، ص۳۵۹، باب المرتد میں ہے کہ ''سب النبی کفر ہے''۔ اور الاشباہ والنظائر میں ہے:

لاتصح ردة السكران الا الردة بسبب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فانه يقتل ولايعفى عنه. كذا فى البزازية كل كافر تاب فتوبته مقبولة فى الدنيا و الأخرة الا جماعة الكافر بسب النبى صلى الله تعالى عليه وسلم وسائر الانبياء يعين.

سب النبی کفر ہے اگرچہ حالت سکر میں ہو اور ساب النبی کی توبہ قبول نہیں۔ [جلد۱، ص۲۸۹]

نیز فتاوی البزازیہ علی ہامش الہندیہ میں ہے کہ استخفاف النبیؐ کفر ہے۔ [جلد۶، ص۳۲۸] اورفتاوی قاضی خان علی ہامش الہندیہ میں ہے:

اذا عاب الرجل النبى عليه السلام فى شئ كان كافرا. الى قوله وتكر فى الاصل ان شتم النبى صلى الله تعالى عليه وسلم كفر. [ج ۳، ص ۵۷۳] یعنی استخفاف واہانت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینا کفر وارتداد ہے۔ (فتاوی حقانیہ، ج:۲، ص:۳۷۴ تا ۳۷۷، ط، مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک)



اجرائے نبوت کے قائل کا حکم

﴿سوال﴾:

مولانا صاحب! آج کل ایک نیا فتنہ قرآن ریسرچ سینٹر کے نام سے بہت زوروں پر ہے، [بلکہ اب اس کا نام انٹرنیشنل اسلامک پروپیگشن سنٹر رکھ دیا گیا، ناقل] اس کا بانی محمد شیخ انگلش میں بیان کرتا ہے، اور ضروریات دین کا انکار کرتا ہے۔ ہم اس انتظار میں تھے کہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں آپ کا کوئی مفصل تحریر شائع ہوگی مگر آپ کے مسائل میں ایک خاتون کے سوال نامہ کے جواب میں آپ کا مختصر سا جواب پڑھا، اگرچہ وہ تحریر کسی حد تک شافی تھی مگر اس سلسلہ کی تفصیلی تحریر اب بھی ضرورت ہے۔ اگر آپ نے ایسی کوئی تحریر لکھی ہو یا کہیں شائع ہوئی ہو تو اس کی نشاندہی فرمادیں پھر از راہ کرم امت مسلمہ کی اس سلسلہ میں رہنمائی فرمادیں۔

﴿جواب﴾:

آپ کی بات درست ہے، ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں میرا نہایت مختصر سا جواب شائع ہوا تھا، اور احباب کا اصرار تھا کہ اس سلسلہ میں کوئی مفصل تحریر آنی چاہیے، چنانچہ میری ایک مفصل تحریر ماہنامہ بینات کراچی کے ''بصائر وعبر'' میں شائع ہوئی ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے افادہ عام کے لیے قارئین کی خدمت میں پیش کردیا جائے، جو حسب ذیل ہے:

''مسلمانان ہندوستان کی دلی خواہش اور چاہت تھی کہ ایک ایسی آزاد ریاست اور ملک میسر آجائے جہاں مسلمان آزادی سے قرآن وسنت کا آئین نافذ کرسکیں اور انہیں دین اور دینی شعائر کے سلسلہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، چونکہ مسلمانوں کا جذبہ نیک تھا، اس لیے ان میں جوان بوڑھے، عوام وخواص اور عالم وجاہل سب برابر کے متحرک وفعال تھے۔ بالآخر لاکھوں جانوں اور عزتوں کی قربانی کے بعد ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ایک مسلم ریاست کی حیثیت

سے پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ قیام پاکستان کا مقصد اسلامی نظام حکومت یعنی حکومت الٰہیہ کا قیام باور کرایا گیا تھا۔ جس کا عنوان تھا ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ'' اور یہ ایسا نعرہ تھا جس کے زیر اثر تمام مسلمان مر مٹنے کے لیے تیار تھے، حتی کہ وہ مسلمان جن کے علاقے تقسیم ہند کے بعد ہندوستان کی حدود میں آتے تھے وہ بھی اس قیام میں پیش پیش تھے، لیکن ۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مصداق، آج نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود بھی پاکستانی مسلمانوں کو اسلامی نظام حکومت نصیب نہیں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الٹا پاکستان روز بروز مسائلستان بنتا چلا گیا، اس میں مذہبی، سیاسی، روحانی غرض ہر طرح سے فتنے پیدا ہوتے چلے گئے، ایک طرف اگر انگلینڈ میں مرتد رشدی کا فتنہ رونما ہوا، تو دوسری طرف پاکستان میں یوسف کذاب کا نام ایک بد باطن دعویٰ نبوت لے کر میدان میں آ گیا۔ اسی طرح بلوچستان میں ایک ذکری مذہب ایجاد ہوا جس نے وہاں کعبہ اور حج جاری کیا۔ یہاں رافضیت اور خارجیت نے بھی پر پرزے نکالے، یہاں شرک و بدعات والے بھی ہیں اور طبلہ سارنگی والے بھی۔ اس ملک میں ایک گوہر شاہی نام کا ملعون بھی ہے جن کے مریدوں کو چاند میں اس کی تصویر نظر آتی ہے۔ اور خود اس کو اپنے پیشاب میں اپنے مصلح کی شبیہ دکھائی دیتی ہے۔ اس میں ایک بد بخت عاصمہ جہانگیر بھی ہے جو تحفظ حقوق انسانیت کی آڑ میں کتنی لڑکیوں کی چادر عفت کو تار تار کر چکی ہے۔

اسی طرح اس ملک میں ''جماعت المسلمین'' نامی ایک جماعت بھی ہے جو پوری امت کی تجہیل و تحمیق کرتی ہے۔ یہاں ڈاکٹر مسعود کی اولاد بھی ہے جو اپنے علاوہ کسی کو مسلمان ماننے کے لیے تیار نہیں، یہاں غلام احمد پرویز کی ذریت بھی ہے جو امت کو ذخیرہ احادیث سے بدظن کر کے اپنے پیچھے لگانا چاہتی ہے، اور ان سب سے آگے اور بہت آگے

ایک نیا فتنہ اور نئی جماعت ہے جس کے تانے بانے اگر چہ غلام احمد پرویز سے ملتے ہیں مگر وہ کئی اعتبار سے غلام احمد پرویز کو پیچھے چھوڑ گئی ہے غلام احمد پرویز امت کو احادیث سے برگشتہ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی، ہاں البتہ اس نے چند آیات قرآنی پر بھی اپنی تاویلات باطلہ کا پیشہ چلایا تھا، مگر اس نئی جماعت اور نئے فتنہ کے سربراہ محمد شیخ نامی شخص نے تقریباً پورے اسلامی عقائد کی عمارت کو منہدم کرنے کا تہیہ کرلیا ہے، چنانچہ وہ توراۃ، زبور، انجیل اور دوسرے صحف آسمانی کے وجود اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر فضیلت وبرتری اور انبیاء کرام کے مادی وجود کا منکر ہے، بلکہ وہ بھی اصل میں تو مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح مدعی نبوت ہے۔ مگر وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ناکام حکمت عملی کو دہرانا نہیں چاہتا، کیونکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح براہ راست نبوت اور عقیدہ اجرائے وحی کا دعویٰ کرکے قرآن وسنت اور علماء امت کے شکنجہ میں نہیں آنا چاہتا، یہ تو وہ بھی جانتا ہے کہ وحی نبوت بند ہو چکی ہے، اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اپنے لئے اجراء وحی کا دعویٰ کرے وہ دجال وکذاب اور واجب القتل ہے۔ اس لیے محمد شیخ نامی اس شخص نے اس کا عنوان بدل کر یہ کہا کہ: ''جو شخص جس وقت قرآن پڑھتا ہے اس پر اس وقت قرآن کا وہ حصہ نازل ہو رہا ہوتا ہے اور جہاں قرآن مجید میں ''قل'' کہا گیا ہے وہ اس انسان ہی کے لیے کہا جا رہا ہے، یوں وہ ہر شخص کو نزول وحی کا مصداق بنا کر اپنے لیے نزول وحی اور اجراء نبوت کے معاملہ کو لوگوں کی نظروں میں ہلکا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کو یوں بھی تعبیر کرتا ہے کہ:

> ''انبیاء اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں اور میں بھی یہی کام انجام دے رہا ہوں''۔

نعوذ باللہ۔ منصب نبوت کو اس قدر خفیف اور ہلکا کرکے پیش کرنا اور یہ جرأت کرنا کہ میں بھی وہی کام کر رہا ہوں جو [نعوذ باللہ] انبیاء کرام کیا کرتے ہیں۔ کیا یہ دعویٰ نبوت اور منصب نبوت پر فائز ہونے کی ناپاک کوشش نہیں؟

لوگوں کی نفسیات بھی عجیب ہے، اگر وہ ماننے پر آئیں تو ایک ایسا شخص جو کسی اعتبار سے قابل اعتماد نہیں، جس کی شکل وشباہت مسلمانوں جیسی نہیں، جس کا رہن سہن کسی طرح اسلام سے میل نہیں کھاتا، ابلیس مغرب کی نقالی اس کا شعار ہے، اسوہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسے ذرہ بھر بھی مناسبت نہیں، اس کی چال ڈھال، رفتار وگفتار اور لباس وپوشاک سے کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا کہ یہ شخص مسلمان بھی ہے کہ نہیں؟ پھر طرہ یہ کہ وہ نصوص صریحہ کا منکر ہے، اور تاویلات فاسدہ کے ذریعہ اسلام کو کفر، اور کفر کو اسلام باور کرانے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے کان کاٹتا ہے، فلسفہ اجراء نبوت کا نہ صرف وہ قائل ہے بلکہ اس کا داعی اور مناد ہے۔

وہ تمام آسمانی کتابوں کا یکسر منکر ہے، وہ انبیاء کے مادی وجود کا قائل نہیں، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روحانی وجود کی بھول بھلیوں سے گورکھ دھندوں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اور مادی وجود کا انکاری ہے، انبیاء بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ترجیح دیتا ہے۔

ذخیرہ احادیث کو من گھڑت کہانیاں کہہ کر نا قابل اعتماد گردانتا ہے، غرضیکہ عقائد اسلام کے ایک ایک جز کا انکار کر کے ایک نیا دین ومذہب پیش کرتا ہے، اور لوگ ہیں کہ اس کی عقیدت واطاعت کا دم بھرتے ہیں، اور اس کو پیشوا اور راہ نما مانتے ہیں۔

اس کے برعکس دوسری جانب اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے، نصوص صریحہ اور احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذخیرہ ہے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور حضرات صحابہ کرامؓ کی سیرت وکردار کی شاہراہ ہے، اور اجماع امت ہے، جو پکار پکار کر انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے خطوط متعین کرتے ہیں، مگر ان ازلی محروموں کے لیے یہ سب کچھ نا قابل اعتماد ہے۔

کس قدر لائق شرم ہے کہ یہ حرماں نصیب، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری کی بجائے اپنے گلے میں اس ملحد وبے دین کی غلامی کا پٹہ سجانے اور

اس کی امت کہلانے میں ''فخر'' محسوس کرتے ہیں۔ حیف ہے اس عقل ودانش اور دین ومذہب پر جس کی بنیاد الحاد وزندقہ پر ہو، جس میں قرآن وسنت کی بجائے ایک جاہل مطلق کے کفریہ نظریات وعقائد کو درجہ استناد حاصل ہو۔ سچ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں تو عقل وخرد چھین لیتے ہیں، جھوٹ سچ کی تمیز ختم ہوجاتی ہے اور ہدایت کی توفیق سلب ہوجاتی ہے۔

گزشتہ ایک عرصہ سے اس قسم کی شکایات سننے میں آرہی تھیں کہ سیدھے سادے مسلمان اس فتنے کا شکار ہورہے ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں کچھ لکھنے کا خیال ہوا تو ایک صاحب راقم الحروف اور دارالعلوم کراچی کے فتاویٰ کی کاپی لائے اور فرمائش کی کہ اس فتنہ کے خلاف آواز اٹھائی جائے، اس لیے کہ حکومت اور انتظامیہ اس فتنہ کی روک تھام کے لیے نہایت بے حس اور غیر سنجیدہ ہے۔ جبکہ یہ فتنہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ کس قدر لائق افسوس ہے کہ اگر کوئی شخص بانی پاکستان یا موجودہ وزیر اعظم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوجائے تو حکومت کی پوری مشینری حرکت میں آجاتی ہے، لیکن یہاں قرآن وسنت، دین متین اور حضرات انبیاء اور ان کی نبوت کا انکار کیا جاتا ہے، ان کی شان میں نازیبا کلمات کہے جاتے، مگر حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی، اور انتظامیہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل،۲۹۴ تا ۳۰۰] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص:۲۷۳ تا ۲۷۵، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان)



یہ کہنا کہ ''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ذات حق ہیں''
کھلا ہوا کفر

﴿سوال﴾:

بعض صاحب کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اُنسِ اِنس [انسانوں کی اُنسیت] کے لیے پردہ بشریت میں تشریف لائے ہیں، والاعینِ ذات حق ہیں، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

﴿الجواب﴾:

یہ کھلا ہوا کفر اور الحاد ہے، اور قائل اس کلام کا مرتد و کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند، ج:۱۸، ص:۳۰۳، ۳۰۴، ط، مکتبہ دار العلوم دیوبند الہند)



''اُمی'' کا معنی جاہل، ان پڑھ اور جاہل مطلق سے کرنے کا حکم

﴿سوال﴾:

زید نے اپنی تقریر سیرتِ رسول مقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوران ''امی'' کے معنی بیان کئے اور ''اَن پڑھ''، ''جاہل'' اور ''جاہل مطلق'' کہا اور کہا کہ میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ''امی'' کے معنی جاہل مطلق ہے۔ کیا ان معنوں سے توہینِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں ہے؟ اور اگر ہے تو زید کے لئے کیا حکم ہے؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

''امی'' اس شخص کو کہتے ہیں جس نے کسی سے لکھنا، پڑھنا نہ سیکھا ہو، نہ کسی مدرسہ میں داخل ہو، نہ کسی اتالیق کے پاس پڑھا ہو، حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس

دنیا میں کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا، یہاں کوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استاذ نہیں، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنا علم عطا فرمایا کہ اولین وآخرین میں سے کسی کو اتنا نہیں ملا، نہ کوئی فرشتہ آپ کے برابر ہوسکتا ہے، نہ کوئی پیغمبر، شانِ نبوت کے لائق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علمِ مبارک سارے عالم کے علم سے بڑھا ہوا ہے۔

''امی'' کی جو تشریح زید کی تقریر سے نقل کی گئی ہے اگر واقعۃً زید نے یہی تشریح کی ہے تو اس کو فوراً توبہ لازم ہے، اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے انتہائی ندامت کے ساتھ توبہ کرے، ظاہر یہ ہے کہ اس نے ناشائستہ الفاظ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں استعمال نہیں کیے ہوں گے کیونکہ اس کی جرأت کوئی مسلمان نہیں کرسکتا، اس لئے صرف لفظ ''امی'' کی یہ تشریح کی ہے جو کہ بے شمار مخلوق پر صادق بھی آتی ہے اور شانِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس کا وہم بھی نہیں ہوسکتا، اگر کوئی شخص سید الکونین امام المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرے تو وہ ایمان سے خارج ہوجائے گا، اس پر تجدید وتجدیدِ نکاح لازم ہوگی، مگر ایسا حکم کرنے میں خود زید سے استفسار کی ضرورت ہوگی، اس لئے اس میں جلدی نہ کی جائے۔

جب تک زید سے دریافت نہ کرلیا جائے کہ اس نے جو تشریح لفظ ''امی'' کی کی ہے، کیا وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ایسا ہی سمجھتا ہے، اگر وہ کہے نہیں، میں نے لفظ ''امی'' کے اصل معنی بتائے ہیں، یہ نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ بھی ایسے ہی تھے تو پھر تکفیر نہ کی جائے، ہاں سیرت پاک کے بیان میں صرف اس تشریح پر کفایت کرنے سے شبہات پیدا ہوتے ہیں، اس لئے توبہ کی ضرورت ہے۔ فقط سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:۲، ص:۴۹۵ تا ۴۹۸)



حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں غیر محتاط جملے استعمال کرنا

﴿سوال﴾:

ایک اہل حدیث مولوی نے یہ کہا ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی دوغلی پالیسی کبھی اختیار نہیں کی ہوگی کہ حالت قیام میں ہاتھ سینے پر بھی باندھے ہوں اور ناف پر بھی دونوں طرح کا عمل نہیں کیا ہوگا تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

﴿الجواب وباللہ التوفیق﴾:

مذکورہ شخص پر توبہ لازم ہے، بظاہر جملہ مذکورہ سے مسلکی تشدد معلوم ہوتا ہے، نہ کہ اہانت، اس لئے کفر عائد نہیں، البتہ غیر محتاط مہذب جملہ بولنے کی وجہ سے توبہ واستغفار لازم ہے۔ (فتاوی دار العلوم وقف دیوبند، ج:۱،ص:۱۴۲، ط، حجۃ الاسلام اکیڈمی الہند)



آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی چیز کا مذاق اُڑانے والا کھلا کافر ہے

﴿سوال﴾:

کسی سنت کا مذاق اُڑانا کیسا ہے؟

﴿جواب﴾:

سنت، آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسم کے طریقے کا نام ہے۔ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی چیز کا مذاق اُڑانے والا کھلا کافر ہے۔ اگر وہ پہلے مسلمان تھا تو مذاق اُڑانے کے بعد مرتد ہوگیا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۲،ص:۶۳، ط، مکتبہ لدھیانوی کراچی)



آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سفارش سے انکار کفر نہیں

﴿سوال﴾:

کسی معاملہ پر زید اور عمر کے درمیان تلخ کلامی پیدا ہوگئی تو زید نے کہا کہ اگر اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بھی مجھ سے سفارش کریں تو ان کی بھی سفارش نہیں مانوں گا۔ شریعت مطہرہ کی رو سے زید اپنے اس قول کی وجہ سے کافر ہوا یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق اس قسم کے الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے تاہم زید پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اس کا کہا ہوا جملہ تفصیل طلب ہے۔ زید نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ماننے سے انکار نہیں کیا ہے بلکہ ان کی سفارش ماننے سے انکار کیا ہے، اور اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سفارش کے ساتھ جب حتمی حکم نہ ہو تو محض سفارش خود حتمی حکم نہیں ہے۔ اس لیے کہ بعض اوقات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سفارش ومشورہ پر عمل نہیں کرتے تھے۔

لما فی ورد حدیث: عن ابن عباسؓ قال کان زوج بریرةؓ عبداً اسود یقال له مغیث کانی انظر الیه یطوف خلفها فی سکک المدینة یبکی ودموعه تسیل علی لحیته فقال النبیؐ للعباسؓ: یا عباس الا تعجب من حب مغیثؓ بریرةؓ ومن بغض بریرةؓ مغیثاً فقال النبیؐ لو راجعتیه فقالت یا رسول اللّٰه أتامرنی قال انما اشفع قالت لاحاجة لی فیه. رواه البخاری.

[مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۹۵۵، باب المباشرۃ]

قال بدرالدین العینیؒ: علمت ان امرهٔ واجب الامتثال

فلما اعرض عليها ما عرض استفصلت هل هو امر فيجب عليها امتثاله او مشورة. [عمدة القارى، ج ۹، ص ۳۴۲](فتاوى حقانيه، ج: ۱، ص: ۱۷۷، ط، مكتبه سيد احمد شهيدؒ اكوڑه خٹك)



حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

ایک شخص نے مجمع میں کہا کہ ہمارے فیصلہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی آئیں تب بھی ہم نہیں مانیں گے۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

ایک فیصلہ مدرسہ کی بابت شرعی طور پر طے ہوگیا مگر بعض مانتے ہیں اور بعض نہیں مانتے جو لوگ مذکورہ شخص کے ساتھ ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

﴿الجواب وباللہ التوفیق﴾:

مذکورہ شخص کا اگر عقیدہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیصلہ نہیں مانتا تو وہ اسلام سے خارج ہوگیا اس کا تعاون کرنے والے بھی سخت گناہ گار ہوں گے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿**ولا تعاونوا على الاثم والعدوان**﴾ پس اس شخص کے لئے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔ لیکن اگر مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی آئیں تو بھی میں آپ لوگوں کا یہ فیصلہ نہیں مانوں گا، وہ خارج از اسلام نہیں ہے تاہم اس طرح کے جملوں سے احتراز اور توبہ استغفار لازم ہے۔ (فتاوی دار العلوم وقف دیوبند، ج:۱، ص:۱۲۲، ط، حجۃ الاسلام اکیڈمی الہند)



نبوت کو کسبی کہنا کفر ہے

﴿سوال﴾:
جو شخص نبوت کو کسبی کہے اس کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

﴿الجواب﴾:
ایسا شخص اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا اس کے لیے ضروری ہے۔ [فتاوی حکیمیہ، ص ۳۲۹] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱،ص: ۲۶۷، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان)



پیغمبر علیہ السلام کی توہین اور ایذاء پر راضی ہونا کفر ہے

﴿سوال﴾:
ایک شخص اپنے گدھے کے پیچھے غصے کی حالت میں ہاتھ میں لاٹھی لئے ہوئے باہر نکل آیا گدھے آگے بھاگتا تھا کسی نے اسے روک کر کہا کے بے زبانوں کو نہ مارو اس نے کہا کہ اگر یہ پیغمبر بھی ہو نہ چھوڑوں گا اور اس کو مارنے لگا پھر اس شخص کو سمجھایا گیا کہ آپ کے زبان سے خطرناک الفاظ نکلے ہوئے ہیں توبہ کرو اور کسی عالم سے پوچھ لیں مگر اب تک اس نے کسی سے نہیں پوچھا ہے تو ایسے شخص کا شرعاً کا کیا حکم ہے؟

﴿الجواب﴾:
پیغمبر کی توہین اور ایذاء پر راضی ہونا کفر ہے جیسا کہ توہین اور ایذاء کفر ہے پس اس شخص پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے اور اس شخص کے لیے توبہ کرنا چاہیے۔ وھو الموفق (فتاوی فریدیہ، ج:۱،ص:۹۶)



بلا وجہ توہین رسالت کے بارے میں سوال بھی توہین ہے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک پروفیسر نے اپنی کلاس میں طلباء سے سوال کیا کہ کوئی شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو مسلمانوں کا اس شخص سے کیا معاملہ ہوگا؟ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس پروفیسر کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

﴿الجواب﴾:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات کہنے اور آپ کی توہین کرنے کا کتبِ مذہب میں اشد ترین جرائم میں سے شمار کیا گیا ہے۔ اور ایسے گھناؤنے جرم کے ارتکاب پر حکومت مرتکب کو قتل یا پھانسی تک سزا دے سکتی ہے۔ لیکن یہ حکومت کا کام ہے عوام اس کے مجاز نہیں۔ لہٰذا ایسے وقت میں مسلمانوں کا ردعمل یہ ہونا چاہیے کہ حکومت کے متعلقہ عملہ میں مجرم کے خلاف شکایت کردیں۔

نفسِ مسئلہ معلوم کرنے کی غرض سے مناسب طریق پر یہ سوال دریافت کرنے میں حرج نہیں۔ لیکن بلاضرورت نامناسب طریق پر اس سوال کو چھیڑنا سوءِ ادبی سے خالی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ: ۷/۱/۹/۱۳۷ھ

ساتھ ہی ہمارے کالج کے نوجوانوں کو بھی ٹھنڈے دل سے غور کرنا لازم ہے جو یہ فرماتے ہیں کہ علماء تنگ دل ہیں ان کو وسیع الظرف اور فراخ دل ہونا چاہئے۔ چاہے کسی قسم کا سوال ہو اس پر ناراض نہ ہوں وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے عزیز ومحترم نوجوانوں کو معلوم ہو کہ سوال بھی نصف علم ہے۔ غلط سوال پر تنبیہاً ناراض ہونا طبعاً غصہ آنا کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ سوال کیا ہے؟

بطور مثال اگر کسی شخص کو کہا جائے کہ اگر میں تیرے باپ کو گدھا کہوں تو تیرا رویہ کیا ہوگا؟ تو کیا وہ شخص ایسے سوال سے خوش ہوگا اور ایسے سائل کو عقل مند کہے گا؟

تعجب ہے کہ ایک پروفیسر یہ سوال کرے کہ مسلمانوں کے پیغمبر کی توہین ہو تو مسلمانوں کا کیا ردعمل ہوگا؟ اور ایسے سوال نامہ کو اخبارات میں شائع کرے اس پر طبعیت کو اشتعال نہ ہو۔ یہ تو کوئی انتہائی بے غیرت آدمی ہوگا کہ اس قسم کے سوال کو سن کر خاموش رہ جائے۔ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان تو بہت اعلیٰ وارفع ہے اگر کوئی شخص یہ سوال نامہ شائع کرلے کہ پاکستان میں ایک آدمی مسٹر محمد علی جناح کو خوب دل کھول کر گالیاں دے یا اقبال مرحوم کو بُرا بھلا کہے تو بتلاؤ اے پاکستانیو! تمہارا کیا ردعمل ہوگا؟ کیا یہ سوال مسلمانوں کو چڑانے کے مترادف نہ ہوگا؟ اور ایسے سائل پر غصہ آئے گا یا نہیں؟

اس لئے یہ سوال سراسر جہالت اور نادانی ہے، ہمیں تو تعجب ہوتا ہے کہ پاکستان کے کالجوں میں کیا ایسے عقل مند پروفیسر موجود ہیں غالباً انتہائی ملحد اور بددین ہیں جو مسلمانوں کی رگِ ایمان کو دکھانا چاہتے ہیں۔

والجواب صحیح:

محمد عبداللہ غفرلہٗ مفتی خیر المدارس ۱/۷/۹۷۳۱ھ

(خیر الفتاوی، ج:۱، ص:۳۲۰، ۳۲۱، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



کیا پاکستانی آئین کے مطابق کسی کو مہدی مصلح یا مجدد ماننا کفر ہے؟

سوال:

آپ کے اور میرے علم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا میں تشریف لائیں گے لیکن پاکستانی آئین کے مطابق، جو بھٹو دور میں بنا تھا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی مصلح کوئی مجدد یا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اگر کوئی

شخص اس بات پر یقین رکھتا ہے تو وہ غیر مسلم ہے اس لحاظ سے تو میں اور آپ غیر مسلم ہوئے کیونکہ آپ نے بعض سوالات کے جوابات میں کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدیؑ تشریف لائیں گے۔ براہ مہربانی اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

﴿جواب﴾:

جناب نے آئین پاکستان کی جس دفعہ کا حوالہ دیا ہے اس کے سمجھنے میں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے اور آپ نے اس کو نقل بھی غلط کیا ہے۔ آئین کی دفعہ ۲۶۰[۳] کا پورا متن یہ ہے:

> ''جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [جو آخری نبی ہیں] کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو شخص کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے''۔

آئین کی اس دفعہ میں ایک ایسے شخص کو غیر مسلم کہا گیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہونے کا قائل ہو یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے حصول کا مدعی ہو یا ایسے مدعی نبوت کو اپنا دینی پیشوا تسلیم کرتا ہو۔

حضرت مہدیؑ نبی نہیں ہوں گے نہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے اور نہ کوئی ان کو نبی مانتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلاشبہ نبی ہیں مگر ان کو نبوت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نہیں ملی بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چھ سو سال پہلے مل چکی ہے۔ مسلمان ان کی تشریف آوری کے بعد ان کی نبوت پر ایمان نہیں لائیں گے بلکہ مسلمانوں کا ان کی نبوت پر پہلے سے ایمان ہے جس طرح حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء کرام کی نبوت پر ایمان ہے۔ [علی نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات] اس لیے آئین پاکستان کی اس دفعہ کا اطلاق نہ تو حضرت مہدیؑ پر ہوتا ہے کیونکہ وہ مدعی نبوت نہیں ہوں گے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوتا ہے کیونکہ ان کی نبوت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

پہلے کی ہے نہ کہ بعد کی۔ اور نہ ان مسلمانوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو ان حضرات کی تشریف آوری کے قائل ہیں۔

اس دفعہ کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حاصل ہونے والی نبوت کا دعویٰ کیا۔ **یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا.** [تذکرہ، ص ۳۵۲] کا نعرہ لگایا، اور لوگوں کو اس نئی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ نیز اس کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جنہوں نے ایسے لوگوں کو اپنا دینی مصلح اور پیشوا تسلیم کیا اور ان کی جماعت میں داخل ہوئے۔

امید ہے کہ یہ مختصر سی وضاحت آپ کی غلط فہمی رفع کرنے کے لیے کافی ہوگی۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۱ ص ۲۴۴، ۲۴۵] (فتاوی ختم نبوت، ج:۱، ص:۹۶، ۹۷، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)



آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ساحر سمجھنے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ایک شخص کہتا ہے: کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سحر کی مشق کرتے تھے۔ تو کیا یہ صحیح ہے؟ اور ایسا بولنے والے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ اور اس کے متعلق کیا فیصلہ کیا جائے؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً﴾:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں اوپر کے جملے کہنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اگر وہ شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ساحر ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو تو وہ مسلمان نہیں کہلائے گا۔ (فتاوی دینیہ، ج:۱، ص:۸۷)



جھوٹی حدیث بیان کرنے والے نیز حضور ﷺ کو جھوٹا کہنے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس شخص کے بارے میں جو تقریر میں کہتا ہے: کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے خاندان والوں کو جمع کیا اور کہا کہ اپنے قرابت والوں سے جھوٹ نہیں بولتا ہوں۔ خدا کی قسم میں دوسروں سے جھوٹ بول سکتا ہوں لیکن تم سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں دوسروں کو دھوکہ دے سکتا ہوں لیکن تم کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ مذکورہ جملہ قرآن اور حدیث کی رو سے بولنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ نیز مذکورہ شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور نہ کبھی کسی کو دھوکہ دیا۔ نبوت ملنے سے پہلے بھی آپ اتنے سچے تھے کہ لوگ آپ کو صادق وامین کہتے تھے۔ اور نبوت ملنے کے بعد بھی کبھی کسی مخالف نے آپ کو جھوٹا کہنے کی ہمت نہیں کی۔

سوال میں لکھی ہوئی باتیں حدیث وغیرہ کی کسی کتاب میں نہیں ہیں۔ اور جو شخص یہ جملے کہتا ہے: وہ کذاب ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کا ایمان بھی باقی نہیں رہتا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جو شخص بھی جان بوجھ کر جھوٹی حدیث بیان کرے تو وہ جہنمی ہے۔ اس لئے ایسے شخص کو توبہ کرنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی دینیہ، ج:۱، ص:۹۷،۹۸)



ضروریات دین جن کا انکار کفر ہے

﴿سوال﴾:

آج کل کفر سازی کا بازار خوب گرم ہے۔ مسلمان فرقے ایک دوسرے کی تکفیر میں نہایت بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں۔ ایک دوسرے کی تکفیر کو اظہار حق قرار دیتے ہیں، اپنے آپ کو بہادر اور حق گو گردانتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نئ پود خصوصیت سے کالج اور یونیورسٹی کے طلباء اور دیگر جدید تہذیب سے آراستہ مسلمان ان سے متنفر ہو کر الحاد وزندقہ، مرزائیت وپرویزیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ہم اس بارے میں کچھ پریشان ہیں۔ اس لیے خیال آیا کہ اپنے ان اکابر کی طرف رجوع کیا جائے جن کا علم واخلاص پر ہمیں اعتماد ہے۔ لہٰذا ہم آپ کے سامنے ''ضروریاتِ دین'' کی فہرست پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی تصدیق اور قابل اصلاح چیزوں کی اصلاح کے متمنی ہیں۔ اور ثانیاً بعض چیزوں کے بارے میں استفسار کرتے ہیں کہ آیا یہ بھی ضروریاتِ دین میں سے ہیں اور انہیں بھی مدارِ ایمان وکفر قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

ضروریات دین:

توحید باری تعالیٰ، انبیاء کرام علیہ السلام کا بشر ہونا، کتب الٰہیہ منزل من اللہ ہیں، حیات مسیح علیہ السلام نزول مسیح علیہ السلام، جنت ودوزخ وغیرہ۔

اب ہم ان چیزوں کو آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن کے متعلق ہمیں دریافت کرنا ہے کہ آیا یہ بھی ایسی چیزیں ہیں جن کا انکار باعث کفر ہے؟

۱:.......عصمت انبیاء علیہم السلام۔ ۲.......عدالت صحابہؓ ان کی عدالت فی الروایات تو مسلم ہے لیکن زید ان کے ذاتی افعال پر تنقید کرتا ہے اور ان کو ان کے افعال ومعاملات میں عادل قرار نہیں دیتا، تو آیا عقیدہ باعث کفر ہے یا نہیں؟ ۔۳.....حرمت متعہ۔ ۴.......سنت لحیہ۔

ثانی الذکر امور کے بارے میں باحوالہ تحریر فرمائیں کہ آیا یہ بھی ضروریاتِ دین ہیں یا نہیں؟ نیز آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان میں صدر کے حلف اٹھاتے وقت اقرار کے لحاظ درج ذیل ہیں، اس بارے میں فرمائیں کہ اتنے اقرار سے اسے مسلمان کہہ سکتے ہیں یا بقیہ ضروریاتِ دین کی وضاحت بھی ضروری ہے؟

''میں قسم کھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور خدا پر میرا یقین کامل ہے اور اس کی کتاب قرآن پاک آخری کتاب ہے۔ آخری نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جن کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا۔ قیامت کے دن پر، رسول کی سنت حدیث پر، قرآن پاک احکامات پر''۔ [آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ص۱۳۴]

مستفتی [مولانا] عبدالمجید [صاحب]

شیخ الحدیث وصدر مدرس باب العلوم کہروڑ پکا، ملتان

﴿الجواب﴾:

ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے اور منکر کا تاویل کرنا معتبر نہیں۔ یہ دونوں امر مسلمہ ہیں۔ اسی بناء پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہوچکا ہے کہ مرزائی کافر ہیں۔ اسی طرح پرویزیوں کا کفر وارتداد بھی مسلمہ ہے۔

ضروریاتِ دین کی جو فہرست آپ نے پیش فرمائی ہے باستثناءِ چند باقی صحیح ہے۔ ان ضروریاتِ دین کی تفصیل جن کا انکار کفر ہے ان کے لیے معیار کیا ہے؟ بندہ اس سلسلہ میں دو کتابوں کے نام پیش کرتا ہے۔ ایک عربی ہے:

''اکفار للملحدین فی شیٔ من ضروریات الدین'' دوسری اردو میں ہے۔

''ایمان وکفر'' مصنفہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب [طرح] اس کا مطالعہ فرمایا جائے۔

بہر حال علماءِ کرام کامل کر فیصلہ کرنا مناسب ہے اور خود ہم اس کی جرأت مناسب خیال کرتے۔ کیونکہ تکفیر مسلمین کے مسئلہ میں ہمارے اکابر نے احتیاط برتی ہے۔

باقی صدر کے حلف اٹھانے کے لیے جو الفاظ ذکر کیے گئے ہیں وہ جامع مانع ہونے

کی وجہ سے اجمالی ایمان کے لیے کافی ہیں۔ کھود و کرید کے بعد تو بہت کم لوگ مؤمن نکلیں گے۔ ایمان کے لیے اجمالی ایمان بھی کافی ہے۔ (خیر الفتاویٰ، ج:۱، ص: ۲۰۵ تا ۲۰۷، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



معاش کے لیے کفر اختیار کرنا

﴿سوال﴾:

میرے ایک محترم دوست نے چند دن پہلے معاشی حل کے لیے قادیانیت کو قبول کیا ان سے بات کرنے پر انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا جو فارم میں نے پڑھا ہے اس کی شرائط میں کہیں بھی کفریہ کلام نہیں مثلاً زنا نہ کرنا، بدنظری نہ کرنا، رشوت نہ لینا، جھوٹ نہ بولنا، اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی ماننا اور اس نے صرف ضرورت پوری ہونے تک قادیانیت قبول کی ہے اور بعد میں وہ لوٹ آئے گا کیا اس کے اس فعل کے بعد اسلام رہا، اگر نہیں تو بیوی بچوں کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے، اگر گھر والوں کو چھوڑنے پر بھی تیار نہ ہو اور اس کی چند جوان اولاد بھی ہیں اور جو مال وہ دے تو اسے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

﴿جواب﴾:

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے کافر و مرتد ہونے میں کسی قسم کا شبہ اور تردد نہیں، اللہ تعالیٰ کی عدالت بھی ان کو کافر و مرتد قرار دے چکی ہے، اور عالم اسلام کی اعلیٰ عدالتیں بھی، اس شخص کو اگر اس مسئلہ میں کوئی شبہ ہے تو وہ اہل علم سے متبادلہ خیال کرے۔

قادیانیت کا فارم پُر کرنا اپنے کفر وارتداد پر دستخط کرنا ہے، جہاں تک معاشی مسئلہ کا تعلق ہے معاش کی خاطر ایمان کو فروخت نہیں کیا جا سکتا، اور ان صاحب کا یہ کہنا کہ وہ بعد میں لوٹ آئے گا قابل اعتبار نہیں۔ جب ایک چیز صریح کفر ہے تو اس کو اختیار کرنا ہی ناروا

ہے، اور اس کو اختیار کرتے ہی آدمی دین سے خارج ہو جاتا ہے، تو اس کے واپس لوٹنے کی کیا ضمانت؟

اس شخص کو قادیانیت کی حقیقت اور ان کے کفریہ عقائد سے آگاہ کیا جائے، اگر اس کی سمجھ میں آجائے اور وہ ان سے توبہ کرلے تو ٹھیک، ورنہ اس کے بیوی بچوں کا فرض ہے کہ اس شخص سے قطع تعلق کرلیں اور یہ سمجھ لیں کہ وہ مر گیا ہے۔

چونکہ یہ شخص قادیانی فارم پُر کر چکا ہے اس لیے اگر یہ تائب ہو جائے تو اس کو اپنے ایمان کی بھی تجدید کرنی ہوگی، اور نکاح بھی دوبارہ پڑھوانا ہوگا۔ [جس کی تفصیل میرے رسائل ''تحفہ قادیانیت'' اور ''خدائی فیصلہ'' وغیرہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے]۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۹، ص ۲۵۹، ۲۶۰] (فتاوی ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۲۹۳، ۲۹۴، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان)



شوہر کو لبیں تراشنے پر بُرا کہنے سے سنت کے استخفاف کا جرم ہوا، جو کفر ہے

سوال:

ایک شخص نے سنت کے مطابق اپنی لبیں تراش لیں، اس کی بیوی نے دیکھ کر کہا کہ: ''یہ کیا منحوسوں والی شکل بنالی ہے؟'' اور دوسرے موقع پر کہا کہ: ''کیا یہ آدمیوں والی شکل ہے؟'' اس شخص نے بتایا کہ یہ کلمہ کفر ہے اور اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے، لہٰذا اس سے شبہ ہو گیا ہے کہ اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟ از روئے شرع شریف اس کا حکم بیان فرمایا جائے کہ اس شخص کو کیا کرنا چاہیے؟

﴿جواب﴾:

اس سوال میں چند اُمور قابلِ غور ہیں:

اول: لبیں تراشنا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُمت کو اس کا تاکیدی حکم فرمایا ہے اور مونچھیں بڑھانے کو مجوس اور مشرکین کا شعار قرار دیا ہے، اور جو شخص مونچھیں بڑھائے اور لبیں نہ تراشے، اس کو اپنی اُمت سے خارج قرار دیا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل روایات سے واضح ہے:

۱: **عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحیة....الحدیث.** (صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ۱۲۹، ابوداؤد، ترمذی، وفی روایة عشرة من السنة...الخ۔ نسائی، ج:۲، ص: ۲۷٤)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں۔ مونچھیں تراشنا اور داڑھی بڑھانا.....الخ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: ''دس چیزیں سنت میں سے ہیں.....الخ''۔

''قال الخطابی فسر أکثر العلماء الفطرة من الحدیث بالسنة [قلت کما فی روایة النسائی المذکورة] وتأویلهٗ ان هذه الخصال من سنن الأنبیاء الذین أمرنا أن نقتدی بهم''.

(معالم السنن مع مختصر ابی داؤد، ج: ۱، ص: ٤۲)

ترجمہ: امام خطابیؒ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء نے اس حدیث میں فطرت کی تفسیر سنت سے کی ہے [اور یہ نسائی کی روایت میں مصرح ہے] جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ باتیں انبیائے کرام علیہم السلام کی سنتوں میں

سے ہیں، جن کی اقتداء کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

"وفی المرقاۃ قولہ: "عشر من الفطرۃ" أی عشر خصال من سنۃ الانبیاء الذین أمرنا أن نقتدی بھم، فکأنا فطرنا علیھا". (حاشیہ مشکوۃ، ص ٤٤)

ترجمہ: اور حاشیہ مشکوۃ میں مرقات سے نقل کیا ہے کہ: "دس امور فطرت میں داخل ہیں" اس سے مراد یہ ہے کہ یہ امور انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہیں، جن کی اقتداء کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، پس یہ اُمور گویا ہماری فطرت میں داخل ہیں۔

"وفی مجمع البحار نقلا عن الکرمانی أی من السنۃ القدیمۃ التی اختارھا الأنبیاء علیھم السلام واتفقت علیھا الشرائع، فکأنھا أمر جبلی فطروا علیہ، منھا: قص الشارب. فسبحانہ ما اسخف عقول طولوا الشارب واحفوا اللحی عکس ما علیہ فطرۃ جمیع الامم قد بدلوا فطرتھم، نعوذ باللّٰہ!" (مجمع البحار، ج: ٤، ص: ١٥٥، طبع جدید)

ترجمہ: اور مجمع البحار میں کرمانی سے نقل کیا ہے کہ ان امور کے فطرت میں داخل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ یہ امور قدیم سنت میں داخل ہیں جس کو انبیاء کرام علیہم السلام نے اختیار کیا اور تمام شریعتیں ان پر متفق ہیں، گویا یہ فطری امور ہیں، جو انسانوں کی فطرت میں داخل ہیں۔ سبحان اللہ! وہ لوگ کس قدر کم عقل ہیں جو تمام امتوں کی فطرت کے برعکس مونچھیں تو بڑھاتے ہیں اور داڑھی کا صفایا کرتے ہیں، ان لوگوں نے اپنی فطرت کو مسخ کرلیا، ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں"۔

۲: **"عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما قال:**

كان النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یقص او یأخذ من شاربه وکان ابراهیم خلیل الرحمٰن صلوات الرحمٰن علیه یفعله. رواه الترمذی". (مشکوة، ص: ۳۸۱)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبیں تراشا کرتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علی نبینا وعلیہ السلام بھی یہی کرتے تھے''۔

۳: **"عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما، قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: خالفوا المشرکین أوفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب. متفق علیه"**. (مشکوة، ص: ۳۸۰)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں صاف کراؤ۔

۴: **"عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: جزوا الشوارب وارخوا اللحیٰ خالفوا المجوس"**. (صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ۱۲۹)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

۵: **"عن زید بن ارقم رضی اللّٰه تعالیٰ عنه: ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم قال: من لم یأخذ من**

شاربه فليس منا. رواه احمد والترمذی والنسائی". (مشکوة، ص: ۳۸۱ واسناده جيد وقال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح۔ كما فی حاشية جامع الأصول، ج: ٤، ص: ٧٦٥)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص اپنی لبیں نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں۔

دوم: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کا مذاق اُڑانا یا اس کی تحقیر کرنا کفر ہے۔

"ففی الشامية نقلا عن المسايرة كفر الحنفية بألفاظ كثيرة [الیٰ] أو استقباحها كمن استقبح من آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه او احفاء شاربه". (ج: ٤، ص: ٢٢٢)

ترجمہ: چنانچہ فتاویٰ شامی نے مسایرہ سے نقل کیا ہے کہ: حنفیہ نے بہت سے الفاظ کو کفر قرار دیا ہے، مثلاً: کسی سنت کو بُرا کہنا جیسے کسی شخص نے عمامہ کا کچھ حصہ حلق کے نیچے کرلیا ہو، کوئی شخص اس کو بُرا سمجھے یا مونچھیں تراشنے کو بُرا کہے تو یہ کفر ہے۔

"وفی البحر وباستخفافه بسنة من السنن". (ج: ٥، ص: ١٣٠)

ترجمہ: اور البحر الرائق میں ہے: اور کسی سنت کی تحقیر کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

"وفی شرح الفقه الاكبر: ومن الظهيرية: من قال لفقيه أخذ شاربه: "ما أعجب قبحا أو اشد قبحا قص الشارب ولف طرف العمامة تحت الذقن!" يكفر، لأنه استخفاف

بالعلماء يعني وهو مستلزم لاستخفاف الأنبياء، لأن العلماء ورثة الأنبياء وقص الشارب من سنن الأنبياء فتقبيحه كفر بلا اختلاف بين العلماء". (ص: ٢١٣)

ترجمہ: اور شرح فقہ اکبر میں فتاویٰ ظہیریۃ سے نقل کیا ہے کہ: کسی فقیہ نے لبیں تراشیں لیں، اس کو دیکھ کر کسی نے کہا کہ: "لبیں تراشنا اور ٹھوڑی کے نیچے عمامہ لپیٹنا کتنا بُرا لگتا ہے!" تو کہنے والا کافر ہوجائے گا، کیونکہ یہ علماء کی تحقیر ہے اور یہ مستلزم ہے انبیاء کرام علیہم السلام کی تحقیر کو۔ کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں [پس ان کی تحقیر، انبیاء کی تحقیر ہے اور انبیاء کی تحقیر کفر ہے] نیز لبیں تراشنا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہے۔ پس اس کو بُرا کہنا بغیر کسی اختلاف کے کفر ہے۔

سوم: جو مسلمان کلمہ کفر بکے وہ مرتد ہوجاتا ہے، میاں بیوی میں سے کسی ایک نے کلمہ کفر کہا تو نکاح فسخ ہوجاتا ہے، اس پر ایمان کی تجدید لازم ہے اور توبہ کے بعد نکاح دوبارہ کرنا ضروری ہے، چنانچہ درمختار میں ہے:

"وفي شرح الوهبانية للشرنبلالي ما يكون كفراً اتفاقاً يبطل العمل والنكاح وأولاده أولاد الزنا، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح". (شامی، ج: ٤، ص: ٢٤٦)

ترجمہ: اور شرح وہبانیہ للشرنبلالی میں ہے کہ جو چیز کہ بالاتفاق کفر ہو، اس سے تمام اعمال باطل ہوجاتے ہیں اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور [اگر اسی حالت میں صحبت کرتے رہے تو] اس کی اولاد ناجائز ہوگی، اور جس چیز کے کفر ہونے میں اختلاف ہو، اس سے توبہ واستغفار اور دوبارہ نکاح کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”ولو أجرت كلمة الكفر على لسانها مغايظة لزوجها [الى قوله] تحرم على زوجها فتجبر على الأسلام ولكل قاض أن يجدد النكاح بأدنیٰ شئ ولو بدينار، سخطت أو رضيت، وليس لها أن تتزوج الا بزوجها“. (ج: ١، ص: ٣٣٩)

ترجمہ: اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے زبان سے کلمہ کفر بک دیا تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہوجائے گی، اس کو تجدیدِ ایمان [اور تجدید نکاح] پر مجبور کیا جائے گا اور ہر قاضی کو حق ہوگا کہ [اس کو توبہ کرانے کے بعد] معمولی مہر پر دوبارہ نکاح کردے، خواہ مہر ایک ہی دینار ہو، خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو، اور عورت کو اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور سے شادی کرنے کا حق نہیں۔

مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں یہ عورت سنتِ نبوی اور سنت انبیاء کا مذاق اُڑانے اور اس کی تحقیر کرنے کی وجہ سے مرتد ہوگئی اس کو توبہ کی تلقین کی جائے اور توبہ کے بعد نکاح کی تجدید کی جائے۔ جب تک عورت اپنی غلطی کا احساس کر کے سچے دل سے تائب نہ ہو اور دوبارہ نکاح نہ ہو جائے اس وقت تک شوہر اس سے ازدواجی تعلق نہ رکھے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۲، ص:۶۶ تا ۶۹، ط، مکتبہ لدھیانوی کراچی)



معراج نبوی علیہ الصلاۃ والسلام سے انکار کرنا

﴿سوال﴾:

ایک شخص معراجِ نبوی کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج خواب میں ہوئی ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آسمانوں پر بلانے کی کیا ضرورت

تھی جبکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر اور موجود ہوتا ہے، شرعاً ایسے شخص پر کیا حکم لگایا جا سکتا ہے؟

﴿الجواب﴾:

اہل سنت والجماعت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بطور معجزہ کے اور انتہائی زیادہ اعزاز واکرام سے نوازنے کے لیے اپنے دربار خاص میں بلا کر اپنے ساتھ ہمکلامی کا شرف بخشا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیداری کی حالت میں اپنے جسدِ عنصری کے ساتھ حضرت جبرئیلؑ کے ہمراہ براق پر سوار ہو کر سب سے پہلے مسجدِ اقصیٰ تشریف لے گئے، آپ وہاں پر بُراق سے اُترے اور اسے دروازہ کے پاس حلقہ کے ساتھ باندھا اور پھر تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کی، پھر وہاں سے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو پہلے آسمان، دوسرے، تیسرے حتیٰ کہ ساتوں آسمان، عرش وکرسی، جنت وجہنم کی سیر کرائی گئی، اسی کو معراج کہا جاتا ہے، اور یہ حق اور ثابت ہے کہ معراج کا کچھ حصہ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ اور یقینی ہے کیونکہ اس کا ثبوت قرآن پاک آیت کریمہ ''**سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ**. [سورۃ الاسراء آیت: ۱] سے ہے اس کا منکر کافر اور مرتد ہے، اور پھر بیت المقدس سے اوپر آسمانوں تک کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہے لہٰذا اس کا منکر اگرچہ کافر تو نہیں مگر فاسق وفاجر اور ضال ومبتدع ضرور ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کی عادتِ شریفہ ہے کہ اپنے برگزیدہ نبیوں کی حقانیت اور ان کے دشمنوں کو عاجز اور ذلیل ورسوا کرنے کے لیے اپنے ان نیک بندوں کے ہاتھوں ایسے افعال صادر فرماتا ہے کہ جن کے کرنے سے عام لوگ عاجز ہوتے ہیں اور اس کو کر نہیں سکتے، اس کو معجزہ کہتے ہیں، تو واقعہ معراج بھی منجملہ معجزات سے ہے، لہٰذا یہ اعتراض کرنا کہ جب اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر وناظر ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آسمانوں پر بلانے کی کیا ضرورت تھی؟ بے جا، بے محل اور ناقابل التفات ہے، پھر تو نعوذ باللہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی مخلوقات میں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی کیوں بنایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو تمام انبیاء سابقین میں امتیازی شان کیوں بخشی؟ نعوذ باللہ من شر الوسواس الخناس۔

لما قال العلامة ملا علی القاریؒ: وفی الخلاصة من انکر المعراج ینظر ان انکر الاسراء من مکة الی بیت المقدس فهو کافر ولو انکر المعراج من بیت المقدس لایکفر. [شرح الفقه الاکبر، ص: ۱۴۴، بحث فی ان المعراج حق](فتاوی حقانیه، ج: ۱، ص: ۲۲۶، ۲۲۷، ط، مکتبه سید احمد شهیدؒ اکوڑه خٹك)



سنت کا مذاق اُڑانا کفر ہے

سوال:

ایک سوال کے جواب میں آپ نے لکھا ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اُڑانا یا اس کے بارے میں کوئی نا شائستہ بات کہنا کفر وارتداد ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے بچائے ایسے شخص کو فوراً توبہ کرنی چاہیئے اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیئے، اگر توبہ نہ کرے تو مسلمانوں کو اس سے قطع تعلق کر لینا چاہیئے''۔

آپ سے گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں کتب معتبرہ مثلاً فتاوی عالمگیری یا فتاوی شامی اور دیگر کتب کے حوالہ جات مع عبارت تحریر فرمادیں جس سے واضح ہوتا ہو کہ ایسے شخص کو اپنے نکاح اور ایمان کی تجدید کرنی چاہیے۔

الجواب باسمہ تعالی:

۱: فتاوی بزازیہ برحاشیہ فتاوی ہندیہ میں ہے:

''والحاصل انه اذا استخف بسنة او حدیث من

احادیثہ علیہ السلام کفر وتحت ھذا الاصل فروع کثیرة ذکرنا ھا فی الفتاوی"۔

۲: فتاوی عالمگیری میں ہے:

"من لم یقر ببعض الانبیاء علیھم الصلوة والسلام او لم یرض بسنة من سنن المرسلین فقد کفر"۔

۳: نیز فتاوی عالمگیری میں ہے:

"اذا قال "چہ نغز رسمی ست دہقان را کہ طعام خورند ودست نشویند" قال ان کان تھاوناً بالسنة یکفر"۔

۴: درمختار [مع حاشیہ شامی] میں ہے:

"من ھزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقده للاستخفاف، فھو ککفر العناد"۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے تحت طویل کلام فرمایا ہے۔

۵: البحر الرائق میں ہے:

"وباستخفافه بسنة من السنن"۔

اس قسم کی عبارتیں حضرات فقہاء کی بے شمار ہیں جن میں تصریح کی گئی ہے کہ کسی سنت کا مذاق اُڑانا کفر وارتداد ہے بلکہ یہ مسئلہ خود قرآن کریم میں مصرح ہے:

قل اباللّٰه وآیاته ورسوله کنتم تسھزؤن لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم. [التوبة: ٦٥، ٦٦]۔ واللّٰه تعالی اعلم (فتاوی بینات، ج: ١، ص: ٣٨٦، ٣٨٧، ط، مکتبه بینات کراچی/ آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج: ٢، ص: ٦٢، ٦٣، ط، مکتبه لدھیانوی کراچی)



سنت کی توہین کفر ہے

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین حسبِ ذیل سوالات کے بارے میں:

۱: اگر کوئی پاکستانی مسلمان جج، مجسٹریٹ یا افسر محکمہ آبادکاری، اپنی عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر اپنے روبرو پیش ہونے والے ایک ایسے گواہ کو جو کہ اپنے چہرہ پر شرعی داڑھی رکھتا ہو اس کی گواہی اس مقدمے میں قلم بند کرنے سے پہلے جس میں اس کو طلب کیا گیا ہو، کسی اور موضوع کی گفتگو میں گواہ کی تحقیر کرنے کے لئے یہ فقرے کہے۔ ''یہ مولوی بڑے بددیانت ہوتے ہیں''۔

۲: دورانِ گفتگو اس گواہ کی موجودگی میں حاضرینِ مقدمہ و وکلاء کو مخاطب کر کے کہے۔

''میں خوب جانتا ہوں یہ داڑھی والے مولوی یوں ہی ہوتے ہیں''۔

۳: گواہ کی موجودگی میں حاضرین کو کہے ''داڑھی منہ پر لگا کر گواہی دینے آجاتے ہیں'' ان سوالات کے جوابات شرعی بخدمت جناب گورنر پنجاب ارسال کئے جائیں گے۔ ان کو درج رجسٹر فرمایا جاوے اور علماء کرام کے دستخط و مہر سے سائل کو عنایت فرمائے جائیں، مشکور ہوں گا۔ یہ مسئلے کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے دریافت نہیں کئے جا رہے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اگر ان سے سنت رسولؐ اور توہین اسلام ثابت ہوتی ہے تو خادم اس کا تدارک ضرور کرے گا۔

﴿الجواب﴾:

جج یا مجسٹریٹ جو بھی ان الفاظ کو منہ سے خارج کرے، اگر یہ کلمات اس بناء پر کہتا ہے کہ اس کو سنتِ نبوی سے چڑ ہے اور تحقیراً و استخفافاً للسنۃ کہتا ہے تب تو یہ کلمہ سخت ہے اور کلمات کفر سے بن جائے گا اور اس کا قائل کفر کے قریب پہنچ جائے گا، اور اگر وہ ان کلمات کو

اس لئے منہ سے خارج کرتا ہے کہ اس کو گواہ سے عداوت اور ذاتی رنجش ہے تو ان کلمات کے کہنے سے گو کافر تو نہ ہوگا لیکن فاسق ضرور ہوگا۔

لقوله عليه السلام سباب المسلم فسوق الحديث.

وقوله عليه السلام كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه الحديث.

ان کلمات میں چونکہ ایک مسلمان کی توہین ہے جو گناہِ کبیرہ ہے اور اس کا مرتکب فاسق قرار پاتا ہے علاوہ ازیں قاضی یا حاکم کے لئے کسی فریق مقدمہ کے اوپر رعب ڈالنا یا اس پر حملہ کرنا یا اس کے متعلق کوئی ایسی بات کرنا جس سے اس کی دل شکنی ہو، جائز ہی نہیں۔

حاصل کلام اینکہ حاکم مذکور پر کفر کا فتویٰ تو دیا نہیں جا سکتا۔ کیوں کہ نیات کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے البتہ اس کا یہ فعل موجبِ فسق ضرور ہے جس پر زجر و توبیخ کرنا اور حکومت کو اس کا انسداد کرنا ضروری ہے۔ (خیر الفتاوی، ج:۱،ص:۱۷۴، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنا کفر ہے

﴿سوال﴾:

سنتِ نبوی کی توہین کرنے اور اس کے ساتھ استہزاء کرنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

﴿الجواب﴾:

جب کسی بھی عمل کا سنت ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہو جائے تو اس کی توہین اور تضحیک کرنا موجب کفر ہے۔

لما قال في الهندية: در روزِ عاشوراء یکے را گویند کہ سرمہ دریں روز سنت است او گوید کار زنان ومخنثان بود کفر گردد۔ [الفتاوى الهندية،

ج: ۲، ص: ۲۶۵، الباب التاسع فی احکام المرتدین](فتاوی حقانیہ، ج: ۱، ص: ۱۳۸، ط، مکتبہ سید احمد شہیدؒ اکوڑہ)



تحقیرِ سنت کے مرتکب کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے؟

﴿سوال﴾:

موجودہ زمانے میں اکثر لوگ تحقیرِ سنت کے سبب دائرہ اسلام سے خارج ہوتے ہیں، یعنی مرتد ہو جاتے ہیں، ایسی صورت میں ان سے کھانا پینا، میل جول، نماز جنازہ سب تعلقات ناجائز ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

﴿جواب﴾:

جس شخص کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ اس نے کسی سنت کی تحقیر کی ہے یا اس کا مذاق اُڑایا ہے، اس کا حکم مرتد کا ہے، اس کا نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کے ساتھ تو وہی معاملہ کیا جائے جو کسی مرتد سے کیا جاتا ہے، لیکن جس کے بارے میں یقینی ذریعے سے معلوم نہ ہو کہ اس نے کسی سنت کا مذاق اُڑایا ہے، محض احتمال کی بناء پر اس کو مرتد سمجھنا اور اس سے مرتدوں کا سا سلوک کرنا صحیح نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۲، ص:۶۹، ط، مکتبہ لدھیانوی کراچی)



داڑھی پر تنقید کا حکم

﴿سوال﴾:

میں نے بفضلہٖ تعالیٰ داڑھی رکھی ہے، مگر میرے دوست برادر مذاق کرتے ہیں اور چچا وغیرہ قسم قسم کے القاب دے کر مجھے شرماتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں تیری شکل اچھی نہیں لگتی

تو داڑھی منڈوا دے۔ اس طرح سے مجھے تنگ کرتے ہیں تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟ منڈوا دوں تو گنہگار رہوں گا یا نہیں؟

﴿الجواب﴾:

افسوس! وہ زمانہ آ گیا ہے جس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے نوجوان فاسق فاجر بن جائیں گے؟ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ایسا ہونے والا ہے؟ فرمایا ہاں! بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت! پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا؟ جب تم نیکی کے کام میں آڑ بن جاؤ گے اور بدی کا حکم کرو گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ایسا ہونے والا ہے؟ فرمایا بے شک اس سے بھی زیادہ سخت پھر فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیکی کے کاموں کو خراب اور بدکاری کے کاموں کو اچھا سمجھنے لگو گے۔ [جمع الفوائد] کیا یہ سب آج نہیں ہو رہا ہے؟

لوگ داڑھی منڈاتے ہیں اور منڈانے کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ داڑھی منڈانے کو بہتر اور رکھنے کو خراب کہتے ہیں۔ جوان تو درکنار بڑی عمر کے لوگ، بوڑھے بھی داڑھی منڈا کر سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے برسرعام فاسق بن رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

> ”تم سفید بالوں کو مت نوچو! جو مسلمان حالت اسلام میں بوڑھا ہوتا ہے تو خدائے تعالیٰ سفید بال کے بدلہ میں اس کو نیکی کا ثواب عطا فرماتے ہیں اور اس کی خطا معاف فرماتے ہیں اور قیامت کے دن یہ سفید بال اس کے نور ہوں گے۔ [ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۲۲۵، باب فی نتف الشیب]

ایک حدیث میں ہے کہ بوڑھے کو عذاب دینے سے خدائے تعالیٰ شرماتے ہیں! اللہ اکبر خدائے پاک بوڑھوں کو ان کی معاصی کی سزا دیتے شرماتا ہے، مگر بوڑھا داڑھی منڈا کر

بڑھاپا چھپا کر نقلی جوان بننے سے نہیں شرماتا؟

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

" خیر شبابکم من تشبه بکھولکم وشر کھولکم من تشبه بشبابکم".

نوجوانوں میں سب سے اچھا نوجوان وہ ہے بوڑھی کی مشابہت اختیار کرے۔ اور بوڑھوں میں سب سے بدتر بوڑھا وہ ہے جو جوانوں کی مشابہت اختیار کرے۔ [کنز العمال، ج ۸، ص ۱۲۹]

داڑھی اسلامی وقومی شعار ہے اور مرد کے لئے زینت کی چیز ہے۔ بعض فرشتوں کی تسبیح ہے کہ **سبحان من زین الرجال باللحی والنساء بالذوائب.** یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی سے اور عورتوں کو چوٹیوں سے زینت بخشی۔ الحدیث [بحر الرائق، ج ۸، ص ۳۳۱]

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داڑھی رکھی اور امت کو داڑھی رکھنے کی تاکید فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل کو اپنانا اور آپ کے حکم وفیصلہ کو دل وجان سے تسلیم کرنا شرط ایمان ہے۔ کیونکہ اصطلاح شرح میں اسلام نام ہے نبی برحق کی ہدایت کے بموجب خداوندی کی احکام کی تعمیل کرنے کا، اپنی عقل اور چاہ کے مطابق خدا کی اتباع کرنا اسلام نہیں بلکہ کفر ہے:

ع کفر ست دریں مذہب خود بینی وخودرائی

حق تعالیٰ کا فرمان ہے:

فلاوربک لایؤمنون الی قوله ویسلموا تسلیما. [سورۃ النساء]

یعنی قسم ہے تیرے پروردگار کی، لوگ مسلمان ہو ہی نہیں سکتے جب تک آپ کو اپنے جھگڑوں اور معاملات میں حکم اور منصف نہ بنالیں۔ پھر جو

کچھ آپ فیصلہ کریں اس سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی [اور ناگواری] نہ محسوس کریں اور پوری طرح [دل وجان سے] اس کو مان لیں تسلیم کرلیں۔

[سورۃ نساء]

آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ اگر کوئی قوم خدا کی عبادت کرے اور نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ سب کچھ بجالاوے مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی عمل کے بارے میں بطور اعتراض یہ کہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کیوں کیا؟ یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی حکم کے متعلق دل میں تنگی محسوس کرے تو صوم وصلوٰۃ وغیرہ اعمال ہونے کے باوجود وہ کافر ومشرک کے حکم میں ہے۔[تفسیر روح المعانی، ج ۵، ص ۶۵]

ایک مسلمان اور یہودی کا مقدمہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں پیش ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تحقیق فرما کر یہودی کے حق میں فیصلہ صادر فرمایا۔ مسلمان اس فیصلہ پر راضی نہیں ہوا اور یہ مقدمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سماعت مقدمہ کے بجائے یہ کیا کہ یہ مرتد ہوگیا ہے چنانچہ اس کی گردن اڑادی اور فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلہ کو منظور نہ کرنے والے کے لئے صحیح فیصلہ یہی ہے۔

یہ ایک ضابطہ اور قانون کی بات تھی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلہ سے منحرف ہونے والا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کسی اور کو منصف قرار دینے والا مرتد کافر ہے اور اسلام کا نام لیتا ہے تو یہ نفاق ہے۔ اس کے علاوہ حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جملہ کمالات اور محاسن کا کامل نمونہ بنا کر مبعوث فرمایا اور اعلان فرمادیا کہ "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ". تو کمال وہی ہے جو کمالات نبوی کا پرتو ہو اور حسن وخوبی وہی ہے جو محاسن رحمۃ للعالمین کا نمونہ ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حسن وکمال کے اس فلسفہ کو پوری طرح سمجھتے تھے،

چنانچہ نہ صرف عبادات من سنن نبویہ کی اتباع کرتے تھے، نہ صرف اپنی عادتوں کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادتوں کے سانچہ ڈھالتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معمولی اشاروں کو بھی حکم کی حیثیت دیتے تھے اور اس کی تعمیل کو سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے مثلاً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور آپ نے حاضرین سے فرمایا: اجلسوا اجلسوا۔ تشریف رکھئے۔ تشریف رکھئے۔ اب اس حکم کی تعمیل کیسے کی گئی۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ دروازے کے پاس تھے۔ جیسے ہی یہ ارشاد کانوں میں پڑا فوراً بیٹھ گئے جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلب فرمایا تب وہاں سے اٹھ کر آگے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب قبائل کی سرکشی اور ارتداد کی خبریں مدینہ منورہ میں پہنچنے لگیں۔ تو صحابہ کرامؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو مشورہ دیا کہ ایسے وقت میں فوج کو شام بھیجنا مناسب نہیں ہے۔ بہت ممکن ہے مدینہ شریف کو خالی دیکھ کر باغی اور مرتد قبیلے حملہ کردیں۔ حضرت صدیقؓ نے جواب دیا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مدینہ اس طرح خالی ہوجائے کہ میں ہی اکیلا رہ جاؤں اور درندے اور کتے مجھ کو بھنبھوڑ کھائیں تب بھی میں اسامہؓ کو [جو اس لشکر کے سپہ سالار تھے] اس مہم پر روانہ کروں گا جس پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روانہ فرمارہے تھے۔ [ابن عساکر وغیرہ]

یہ خلیفہ اُول صدیق اکبر کی شان تھی۔ عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک صاحب کا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ میں سے سونے کی انگوٹھی نکال کر پھینک دی اور فرمایا انسان جان بوجھ کر اپنے ہاتھ میں آگ کا انگارا رکھتا ہے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو کسی نے ان سے کہا کہ اسے اٹھالو کسی اور کام میں لے آنا۔ اس صحابیؓ نے جواب دیا نہیں، نہیں خدا کی قسم میں کبھی بھی اس کو نہیں اٹھا

سکتا جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہے۔ [مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف، ص ۳۷۸]

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک تالاب میں سے کھیت میں پانی دے رہے تھے۔ کچھ آدمی اس طرح آئے۔ ان کے پیروں سے نالی کی ڈول ٹوٹ گئی اور پانی باہر بہنے لگا۔ حضرت ابوذ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی کو خراب ہوتے ہوئے دیکھا تو فوراً بیٹھ گئے۔ پھر اسی کیچڑ میں لیٹ گئے۔ جو وہاں موجود تھے انہیں بہت تعجب ہوا۔ حضرت ابوذرؓ سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ ان لوگوں کے لاپرواہی پر مجھے غصہ آیا ساتھ ہی مجھے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آ گیا کہ غصہ آئے تو بیٹھ جاؤ پھر بھی غصہ نہ جائے تو لیٹ جاؤ۔ لہٰذا میں اس ارشاد گرامی کی تعمیل کی۔ یعنی نہ بدن کی پرواہ، نہ کپڑوں کا خیال، نہ لوگوں کے ہنسنے اور مذاق بنانے کی فکر۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایماء مبارک کی تعمیل سب سے مقدم ہے۔ اس کے مقابلہ میں سب کچھ ہیچ ہے۔

ایک حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے لئے کپڑے بدل کر جا رہے تھے۔ راستہ میں حضرت عباسؓ کے گھر کے پرنالے سے مذبوحہ مرغی کے خون میں ملا پانی آپ کے اوپر گرا۔ آپ واپس مکان آئے۔ کپڑے بدلے اور پرنالے کے متعلق حکم فرمایا کہ راستہ سے ہٹا دیا جائے۔ حکم کی تعمیل ہو چکی تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بر سبیل تذکرہ فرمایا کہ یہ پرنالہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جگہ لگوایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسے ہی یہ سنا فوراً اٹھے پرنالہ پر تشریف لے گئے۔ کوئی سیڑھی نہیں تھی تو خود جھک گئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قسم دے کر فرمایا کہ ان کی پیٹھ پر کھڑے ہوں اور پرنالہ کو اسی جگہ لگا دیں جہاں آقائے نامدار محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔

یہ تھا صحابہ کرام کا ادب [رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین] پرنالہ جس جگہ بھی تھا وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کا لگایا ہوا تھا اگرچہ لاعلمی میں ہٹا دیا مگر

چونکہ ہٹا دیا تو اس کا کفارہ ہے کہ اپنی پشت پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھڑا کر کے پرنالہ کو اصلی جگہ لگوایا۔ اور مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ داڑھی اور مونچھیں کٹوائیں۔ آج اصرار ہے کہ نہ داڑھی کا نام ونشان رکھیں گے نہ مونچھ کا، اس سے بڑی بے ادبی اور گستاخی کیا ہوسکتی ہے؟ بہرحال داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ داڑھی اسلامی شعار ہے داڑھی شرافت وبزرگی کی علامت ہے۔ داڑھی چھوٹے بڑے میں فرق کرنے والی ہے۔ داڑھی سے صورت مردانہ مکمل ہوتی ہے۔ داڑھی منڈانا فعل شیطان اور خداداد شکل کو بگاڑنا ہے داڑھی منڈانے کو اچھا سمجھنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ سے عناد اور مقابلہ ہے۔ [معاذ اللہ]

فقہ کی شہرہ آفاق کتاب ''ہدایہ'' میں ہے: **ولنا ان اللحیة فی وقتها جمال وفی حلقها تفویته علی الکمال** [ج ٤، ص ٧١، فصل [الدیة] فیما دون النفس] یعنی داڑھی اپنے وقت میں [یعنی جب سے اُگتی ہے] خوبصورتی اور زینت کا باعث ہے اور اس کے منڈانے سے زینت وخوبصورتی بالکل نابود ہوجاتی ہے۔ بحرالرائق میں ہے۔ **لان اللحیة فی اوانها جمال**. یعنی داڑھی اپنے وقت میں خوبصورتی کی چیز ہے۔ دلیل میں یہ حدیث پیش کی ہے: خدائے تعالیٰ کے ملائکہ کی ایک جماعت کا وظیفہ یہ ہے: سبحان من زین الرجال باللحی والنساء بالقرون والذوائب۔ پاک ذات ہے وہ جس نے مردوں کو داڑھی سے اور عورتوں کو چوٹیوں اور مینڈیوں سے زینت بخشی۔ [تکملۃ بحرالرائق، ج ٨، ص ٣٣١ فصل الدیۃ فیما دون النفس] ایک روایت ہے کہ فرشتے جب قسم کھاتے ہیں تو یہ کہتے ہیں:

والذی زین بنی آدم باللحی. قسم اس ذات کی جس نے انسان کو داڑھی سے زینت بخشی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی محبت ہو تو آپ کی ہر ایک بات اور ہر ایک عادت محبوب ہونی چاہیے۔ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔ اس سے [معاذ اللہ]

نفرت، محبت نہ ہونے کی علامت ہے۔ داڑھی کا منڈانے والا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کو پامال کرنے والا ہے۔ وہ سچا محبّ کیسے ہوسکتا ہے؟ کسی نے خوب کہا ہے:

تعصی الرسول وانت تظھر حبہ
ھذا العمری فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعتہ
ان المحب لمن یحب مطیع

یعنی تم اللہ رسول کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور ساتھ ہی ان کے فرمان کی خلاف ورزی بھی کرتے ہو۔ کس قدر عجیب بات ہے اگر فی الواقع تمہارے دل میں ان کی محبت ہوتی اور تم اپنے دعویٰ محبت میں سچے ہوتے تو کبھی ان کی نافرمانی نہ کرتے۔ ان کے ہر فعل اور ادا سے محبت ہوتی مجنون لیلیٰ کی گلی سے گذرتا تو درو دیوار کو چومتا اور کہتا تھا:

امر علی الدیار دیار لیلیٰ
اقبل ذا الجدار و ذاالجدار
وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیار

میں لیلیٰ کی گلیوں سے جب گذرتا ہوں تو اس دیوار کو بھی چومتا ہوں اور اس دیوار کو بھی گلی کوچوں کی محبت دل کی لگن نہیں ہے بلکہ اس کی محبت جو ان گلیوں میں رہتی ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں:

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
افتم بپائے بوسہ کہ بکویت رسیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش است
کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

یعنی اپنی آنکھ پر ناز کرتا ہوں کہ اس نے تیرے جمال کا دیدار کیا ہے۔ اپنے پاؤں پر

گرتا ہوں کہ تیری گلی میں اس کی رسائی ہوئی ہے۔ اپنے ہاتھ کو ہزار بار چومتا ہوں کہ اس نے تیرادامن پکڑ کر میری طرف کھینچا ہے۔

''مثنوی'' میں ہے کہ ایک معشوق نے عاشق سے کہا کہ تو نے بہت سے شہروں کی سیاحت کی ہے۔ سب سے اچھا شہر کون سا ہے؟ عاشق نے جواب دیا جس میں میرا محبوب رہتا ہے۔

گفت آں شہرے کہ دروے دلبرست

افسوس ہوتا ہے کہ دعویٰ ہے محبت مولا اور عشق رسول کا۔ اور عمل یہ کہ داڑھی سے معاذ اللہ نفرت؟ محبوب رب العالمین آقاء دو جہان کا ارشاد ہے:

''لایؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به.

[مشکوة، کتاب الایمان]

[دعویٰ محبت قابل اعتبار نہیں ہے جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ صاحب ایمان کی چاہ [خواہش] میری تعلیم کے تابع نہ ہو جائے] یعنی دل کی خواہش اور دل کا جذبہ وہی ہو جائے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کی سنت ہے۔ [مشکوۃ شریف وغیرہ] بار بار ارشاد ہوا جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ میرا نہیں ہے، جو دوسروں کے طریقے پر چلے وہ ہم میں سے نہیں ہے، جو میرے طریقے سے منہ پھیر لے وہ میری جماعت میں سے نہیں، جس نے میری سنت برباد کی اس پر میری شفاعت حرام ہے۔

ایک مرتبہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث بیان فرمارہے تھے۔ ''کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یحب الدباء'' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کدو کو پسند فرماتے تھے۔ ایک شاگرد فوراً بول اٹھا میں تو پسند نہیں کرتا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تلوار نکال کر کہا توبہ کرو ورنہ قتل کروں گا۔

مدینہ شریف میں ایک صاحب نسبت بزرگ کی زبان سے اتنی بات نکل گئی کہ شام یا ہندوستان کا دہی یہاں کے دہی سے اچھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب

میں [یا عالم واقع میں] فرمایا کہ ہمارے یہاں سے چلے جاؤ، وہاں جا کر رہو جہاں کا دہی اچھا ہے۔

امام ربانی فرماتے ہیں کہ تمام سنن خداوند عالم کو پسند فرمودہ ہیں اور یہ جو چیزیں خلاف سنت ہیں وہ شیطان کی پسند کردہ ہیں۔[مکتوبات ج۱،ص۲۵۵]

آپ سوال کرتے ہیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ برادر اسلام! خواہش کے بندوں کی ملامت اور لعن طعن سے گھبرا کر حق بات کو چھوڑنا ابو طالب کا طریقہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو طالب کو بوقت مرگ کہا کہ چچا ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہدو۔ ابو طالب نے جواب میں کہا:

اظهرت دينا قد علمت بانه

من خير اديان البرية دينا

لولا الملامة او حذار مسبة

لوجدتني سمحا لذلك مبينا

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سامنے ایسا دین پیش کیا ہے جس کو میں دنیا کے تمام ادیان سے افضل سمجھتا ہوں اگر مجھے لوگوں کی ملامت اور لعن طعن کا ڈر نہ ہوتا تو آپ مجھے قبولیت میں جوان مرد پاتے۔

خلاصہ یہ کہ لوگوں کے لعن طعن سے ڈر کر حق بات کو چھوڑ دینا ابو طالب کا طریقہ ہے، اور ساری دنیا کی ملامت کی پروا کئے بغیر حق کو پکڑے رکھنا مجاہد اسلام حضرت حذیفہؓ بن یمان کی سنت ہے۔ حضرت حذیفہؓ سفر میں تھے۔ آپ کے ہاتھ مبارک سے کھاتے کھاتے لقمہ گر گیا۔ آپؓ اس کو اٹھا کر صاف کر کے منہ میں ڈالنے لگے۔ عجمی لوگ یہ دیکھ رہے تھے خادم نے چپکے سے کہا، حضرت ایسا نہ کیجئے۔ یہ عجمی گرے ہوئے لقمہ کو اٹھا کر کھا لینا بہت بُرا جانتے ہیں اور ایسے لوگوں کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں۔ آپؓ نے جوب دیا: أأترك سنة حبيبي لهولاء الحمقاء۔ کیا میں ان بیوقفوں کی وجہ سے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ

دوں؟

یہ ہے ایمان۔ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے اور آپ کی تعلیم کی مکمل ترین تعلیم ہونے پر اعتماد! خادم عجمیوں کی تہذیب سے مرعوب ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تہذیب پر نازاں، ہر اس شخص کو احمق کہتے ہیں جو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کامل معلم نہ سمجھے اور آپ کی تہذیب کا شیدا نہ ہو۔ آپ داڑھی نہ منڈائیے۔ آپ ان نادانوں کی بات پر عمل کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ خدا پاک نے اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی ہے، ہم نے تم کو دین کے ایک خاص طریقہ پر لگا دیا ہے اسی طریقہ پر چلتے رہو اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو علم سے ناآشنا ہیں۔ [سورۃ جاثیہ] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رحیمیہ، ج:۱،ص:۴۹ تا ۵۴، ط، دارالاشاعت کراچی)



داڑھی کی وجہ سے حقارت سے دیکھنا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی نے داڑھی والے شخص کو صرف اس لئے حقارت سے دیکھا کہ اس نے داڑھی رکھی ہوئی ہے تو شریعت میں ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

اگر کسی شخص کی صرف اس بناء پر تحقیر کی جائے کہ اس نے داڑھی رکھی ہوئی ہے تو یہ سنت کی تحقیر ہے لہٰذا تحقیر کرنے والا یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (نجم الفتاوی، ج:۱،ص:۱۳۳)



ڈاڑھی کو بُرا سمجھنا کفر ہے

﴿سوال﴾:
سنتِ نبویہ خصوصاً ڈاڑھی کا مذاق اڑانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

﴿الجواب باسم ملہم الصواب﴾:
کسی ادنیٰ سے ادنیٰ سنت کو بُرا سمجھنا یا اس کا مذاق اڑانا حقیقت اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ استہزاء ہے جس کے کفر ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ جب سنت سے اس کا مذاق اڑانا بطریق اولیٰ کفر ہے۔

قال فی العلائیه واما الاخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة و مخنثة الرجال فلم یبحه احد. [شامیه، ج ۲، ص: ۱۲۳]

اسے دوبارہ مسلمان کر کے نکاح بھی دوبارہ کیا جائے اگر دوبارہ اسلام قبول نہ کرے تو حاکم پر فرض ہے کہ اس کے قتل کا حکم دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (احسن الفتاوی، ج:۱، ص:۴۲، ط، ایم ایچ سعید کراچی)



داڑھی کی توہین کرنے والا کافر ہے

﴿سوال﴾:
داڑھی کی توہین اور بے عزتی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ اور گالی گلوچ کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

﴿الجواب﴾:
داڑھی کی توہین اور بے عزتی کرنے والا کافر ہے سنت انبیاء سے استہزاء نیز استقباح

سنت کی وجہ آدمی کافر بن جاتا ہے۔

لما فی ردالمحتار ص ۳۹۲ جلد ۳ او اسقتباحها کمن اسقبح من آخر ..... الی ان قال ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف.

اور گالی گلوچ کرنے والا فاسق وفاجر ہے:

لحدیث سباب المسلم فسوق. وهو الموفق. (فتاوی فریدیه، ج: ۱، ص: ۱۱۵)



داڑھی کی تحقیر کرنے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص ہے وہ داڑھی رکھوانا بے ایمانی سمجھتا ہے اور رکھوانے والے کو ہندو سمجھتا ہے اور کٹوانے والے کو مسلمان سمجھتا ہے اور عقیدہ بریلوی کا پسند کرتا ہے اور شرعی پردے کا انکار اور اسے کفر سمجھتا ہے۔ کیا اس آدمی کو مسلمان کہہ سکتے ہیں یا نہ؟ اور اس کا دینی عورت کے ساتھ نکاح ہے یا نہ؟ اور اس کی عورت جو بیاہ کی گئی ہے۔ وہ موحدہ ہے اور عقیدہ اچھا رکھتی ہے اور عالمہ بھی ہے اور خاوند جاہل اور اس مرد کا مرشد شیعہ ہے اس کا نکاح ہے یا نہیں اور مسلمان ہے یا نہیں؟

﴿جواب﴾:

شخص مذکورہ کے متعلق جملہ اشکالات مندرجہ بالا کی باقاعدہ شرعی تحقیق کی جاوے اور کسی عالم دین کے سامنے اس کے اقرار سے یا اس کے خلاف باقاعدہ شرعی شہادت سے دینی مسائل کا استخفاف اور اہانت ثابت ہو جاوے تو وہ اسلام سے خارج ہے۔ داڑھی کے متعلق اس قسم کے خیالات کا اظہار کرنا درحقیقت دین کے ساتھ تمسخر کرنا ہے، جو کفر ہے۔

اس صورت میں اس کی عورت سے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن یہ خوب غور کرلیا جاوے کہ یہ تحقیق شرعی محض افواہ پر قابل اعتبار نہیں اور نہ اس پر کوئی حکم مرتب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی مفتی محمودؒ، ج:ا،ص:۳۱۷، ۳۱۸، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)



ڈاڑھی کا استہزا کرنا

﴿سوال﴾:

زید کہتا ہے کہ چھوٹی بڑی ڈاڑھی ڈھکوسلا ہے، ڈاڑھی ابوجہل کی بھی تھی، ڈاڑھی تو سکھ بھی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ڈاڑھی نہ ہونے کی وجہ سے سزا نہیں دینگے، ڈاڑھی بس ڈاڑھی ہے۔

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کا مذاق اڑانے اور توہین وتحقیر کرنے یا اس کے بارے میں نازیبا الفاظ کہنے سے آدمی دائرِ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اور ڈاڑھی ایک مشت رکھنا واجب ہے اور ایک مشت سے کم کروانا، کتروانا اور منڈوانا حرام ہے اور چونکہ ڈاڑھی رکھنا واجب اور سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، لہٰذا اس کے مذاق اڑانے کی وجہ سے آدمی کافر ہوگیا۔

"ولابأس بنتف الشیب وأخذ اطراف اللحیة والسنة فیھا...... ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ الخ".

(الدرالمختار علی الرد: ۵/ ۲۸۸)

وأما الأخذ منھا وھی دون ذلک کما یفعلہ بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحہ احد". (الدر علی الرد: ۲/ ۱۲۳)

ومنها ما يتعلق بالانبياء عليهم الصلوٰة والسلام من لم يقر ببعض الانبياء او لم يرض بسنة من سنن المرسلين فقد كفر. (الهندية: ۲/ ۲٦۲)

ومن هزل بلفظ كفر ارتد وان لم يعتقده للاستخفاف فهو ككفر العناد. (البحر: ۵/ ۲۰۲)

رجل قال لآخر: احلق رأسک وقلم اظفارک فان هذا سنة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال ذلک الرجل لا افعل وان كان سنة فهذا كفر لانه قال ذالک على سبيل الانكار والرد وكذا فى سائر السنن خصوصاً فى سنة هى معروفة وثبوتها بالتواتر كالسواک وغيره فقد روى عن محمد بن مقاتل لو أن أهل بلدة أجمعوا على ترک السواک قاتلناهم كما نقاتل الكفار فى نسخة الامام الحجوانى: ورأيت فى موضع آخر اذا قال الرجل لغيره سو شاربک او قص شاربک فانه سنة فقال لاافعل ان انكره اصلا يكفر وفى نسخة الامام الحجوانى ايضا چه نغز رسم است دهقانان كه طعام مى خورند ودستهانمى شويند قال ان قال تهاونا بالسنة يكفر. (المحيط البرهانى: ۷/ ٤۱۰) والله تعالىٰ اعلم بالصواب (ارشاد المفتين، ج: ۱، ص: ۳۹۱، ۳۹۲، ط، مكتبة الحسن لاهور)



داڑھی رکھنے والے کو گالی دینے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

داڑھی رکھنے والے مسلمانوں کو کافر اور ان کو بُرا بھلا کہنے والے کا از روئے شریعت کیا حکم ہے؟

﴿الجواب﴾:

داڑھی رکھنا صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی محبوب سنت نہیں بلکہ سنت الانبیاء ہے اور شعائر دینِ اسلام میں سے ہے، اس لیے داڑھی کی وجہ سے کسی مسلمان کی تحقیر کرنے اور اس کو بُرا بھلا کہنے سے ایمان زائل ہو جاتا ہے لہٰذا اس قسم کے کلمات سے ایک مسلمان کو پرہیز کرنا چاہیے۔

لما فی الهندية: ولو قال اين چه رسم است سبت بست كردن ودستار بزير گلو آوردن [ای ما هذه العادة تقصير الشارب وارخاء الطيسان تحت الرقية] فان قال ذٰلک على سبيل الطعن فی سنة رسول الله فقد كفر كذا فی المحيط. [فتاوی الهندية، ج ۲، ص ۲٦۵، الباب التاسع فی احكام المرتدين](فتاوی حقانيه، ج: ۱، ص: ۱۴۴، ۱۴۵، ط، مكتبه سيد احمد شهيدؒ اكوڑه)



یوں کہنا ''مجھے داڑھی اچھی نہیں لگتی'' اس کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنے

ایک دوست سے کہا کہ بھائی تم داڑھی کیوں نہیں رکھتے؟ تو اس نے جواباً کہا کہ مجھے داڑھی اچھی نہیں لگتی، اس پر نے اسے خوب بُرا بھلا کہا جس کی وجہ سے وہ مجھ سے ناراض ہوگیا، اب سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کہنے سے میرا دوست اسلام سے خارج تو نہیں ہوگیا؟ اور کیا میرا اسے بُرا بھلا کہنا درست تھا؟ نیز یہ بتادیں کہ آئندہ ایسے شخص سے تعلقات رکھوں یا نہیں؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

اس طرح کے کلمات کہنے والا سنت کے استہزاء [مذاق اڑانا] یا سنت کی حقارت کی وجہ سے ایسے کلمات کہے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے، اور اگر یہ مقصود نہ ہو بلکہ ویسے کہہ دے تو ایسی صورت میں سخت گناہ گار ہوگا جس پر استغفار کرنا ضروری ہے۔

۲: آپ کے ایسے شخص کو ملامت کرنا درست تھا۔

۳: ایسے شخص سے تعلقات ختم کردینے چاہیے جب تک کہ وہ اس فعل شنیع سے توبہ تائب نہ ہوجائے۔

لما فی القرآن الکریم: فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین. [الانعام: ٦٨]

وفی الجامع لاحکام القرآن للقرطبی [۴/ ۱۳]: قال ابن العربی وھذا دلیل علی ان مجالسة اھل الکبائر لاتحل.

وفی البحر الرائق [۵/ ۱۲۱] [ط: ماجدیة]: ویکفر ..... باستخفافه بسنة من السنن.

وفی البزازیة علی ھامش الھندیة [٦/ ۳۲۸]: والحاصل انه اذا استخف بسنة او حدیث من احادیثه علیه السلام کفر.

وفی الھندیة: [۲/ ۲٦۳]: من لم یقر ببعض الانبیاء

علیهم الصلاة والسلام او لم یرض بسنة من سنن المرسلین فقد کفر.

وفی الدرالمختار [۴/ ۲۲۲]: وفی الفتح من هزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقده للاستخفاف فهو ککفر العناد.

وفی الشامیة [من هزل بلفظ کفر] ای تکلم به باختیاره غیر قاصد معناه....... ولاعتبار التعظیم المنافی للاستخفاف کفر الحنفیة بالفاظ کثیرة وافعال تصدر من المنهتکین لدلالتها علی الاستخفاف بالدین کالصلاة بلا وضوء عمداً بل بالمواظبة علی ترک سنة استخفافا.......

قلت: ویظهر من هذا ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف لانه لو توقف علی قصده لما احتاج الی زیادة عدم الاخلال بما مر لان قصد الاستخفاف مناف للتصدیق. (نجم الفتاوی، ج: ۱، ص: ۱۳۲، ۱۳۳)



داڑھی والے کوسکھ کہکر پکارنا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک شخص دوسرے متشرع داڑھی والے مسلمان کو جب بلاتا ہے تو سکھ سے خطاب کرتا ہے اور مذکورہ شخص داڑھی والا اس کا دوست ہے تو شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس کا کیا فیصلہ ہے؟

﴿الجواب﴾:
اگر سکھ وغیرہ القاب سے بلا اہانت داڑھی کے وجہ سے ہو تو یہ بلانے والا کافر ہے اور اگر خوش طبعی اور تشبیہ کے طور پر ہو تو فاسق ہے۔

یدل علیہ ما فی ردالمحتار ص ۳۹۲، جلد ۳ ان کان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف فافهم. فقط. (فتاوی فریدیه، ج: ۱، ص: ۱۰۸)



جہاد، مجاہد اور ڈاڑھی کے مذاق اُڑانے والے کا حکم

﴿سوال﴾:
کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو مسلمان ڈاڑھی کا مذاق اڑائے اور موجودہ جہاد افغانستان وہندوستان کو بُرا سمجھے اور مجاہد کا جہاد اور ڈاڑھی کی وجہ سے مذاق اڑائے، قادیانیوں کو خوش کرنے کے لیے یہ سارا کام کرے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ان سے رشتہ داری کرنا کیسا ہے؟

﴿الجواب باسم الملک الوهاب﴾:
ڈاڑھی اور جہاد کا مذاق اڑانا کفر ہے اور اس کا مرتکب کافر ہے۔

لو لم یر السنة حقا کفر لانه استخفاف اهـ ووجهه ان السنة احدا الاحکام الشرعیة المتفق علیه علی مشروعیتها عند علماء الدین فاذا انکر ذلک ولم یرها شیئاً ثابتا ومعتبرا فی الدین یکون قد استخف بها واستهانها وذلک کفر تامل.

[فتاوی شامی: ۱/۳۵۰]

والاستهزاء یشئ من الشرائع کفر ابن الکمال.

[درمختار علی هامش الرد: ٤/٤١٩]

عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انهکوا الشوارب واعفوا اللحی. [صحیح البخاری: ٢/٨٧٥]

وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید رواه البیهقی فی کتاب الزهد. [مشکوٰة: ١/٣١] والله تعالی اعلم بالصواب(ارشاد المفتین، ج: ١، ص: ٣١٩، ط، مکتبة الحسن لاهور)



آپ علیہ السلام کی پسند فرمودہ کے متعلق استہزاء کرنا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں چیز مجھے پسند ہے۔ ایک شخص استہزاء کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جو چیز آپ علیہ السلام کو پسند ہے مجھے پسند نہیں [معاذ اللہ]۔ شریعت میں ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

صورت مسئولہ میں اگر وہ شخص استہزاء یہ کہے کہ جو چیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند ہے وہ مجھے پسند نہیں تو ان کلمات کے کہنے سے یہ شخص کافر ہو جائے گا۔

لما فی البحر الرائق [٥/ ١٢١]: ویکفر ......وبقوله انا لااحبه حین قیل له ان النبیا کان یحب

القرع وقیل: ان کان علی وجه الاهانة.

وفی التاتارخانیة [۵/ ۴۸۱]: ولو قال رجل لغیره: کان رسول اللّٰه یحب کذا بان قال مثلاً یحب القرع فقال ذلک الغیر: انا لااحبه فهذا کفر هکذا روی عن ابی یوسف نصا......... وبعض المتأخرین قالوا: اذا قال ذلک علی وجه الاهانة کان کفر او بدونه لایکون کفرا.

وهکذا فی الهندیة [۲/ ۲۶۵].

وفی ردالمحتار [۴/ ۲۲۲]: ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف. (نجم الفتاوی، ج: ۱، ص: ۵۹، ۶۰)



ختنہ کوموجبِ امراض سمجھنا کفر کا باعث ہے

﴿سوال﴾:

ایک شخص شرعی ختنہ کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ ڈاکٹری اصولوں کے مطابق نہیں ہونا چاہیے کیونکہ پیشاب کے لگنے سے جراثیم پیدا ہوکر بیماری پھیلتی ہے اور مسلمان ختنہ کرنے کی وجہ سے بیمار ہوتے ہیں، ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟

﴿الجواب﴾:

اگر تو اس سے متکلم کا مقصد توہین اور استخفاف ختنہ شرعیہ ہے جو اکثر فقہاء کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور اسلام کا اہل اسلام کی ایک شناخت ہے تو اس پر کفر کا شدید خطرہ ہے، اس لیے کہ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ جب کسی عمل کا سنتِ نبوی ہونا ثابت ہوجائے کہ یہ کام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا ہے یا کرنے کو فرمایا ہے تو اس کا استخفاف اور

توہین کرنا موجبِ کفر ہے، تاہم اگر یہ قول طبی نقطہ نظر سے کہا گیا ہو تو اگرچہ خلافِ واقعہ ہے مگر موجبِ کفر نہیں لیکن ایسے کلمات سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

لما قال فی الهندية: وقال ایں چه رسم است سبلت بست کردن ودستار بزیر کلو آوردن. [ترجمه] **ما هذه العادة تقصير الشارب وارخاء الطيسان تحت الرقبة فان قال ذلک علی سبيل الطعن فی سنة رسول الله فقد كفر كذا فی المحيط.** [الفتاوی الهندية، ج ۲، ص ۳۶۵، الباب التاسع فی احكام المرتدين] (فتاوی حقانيه، ج: ۱، ص: ۲۱۴، ۲۱۵، ط، مكتبه سيد احمد شهيدؒ اكوڑه خٹك)



جو شخص معراج کا انکار کر بیٹھے تو ان کا کیا حکم ہے؟

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو داڑھی رکھنے والوں کو منافق کہتا ہے اور اس کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج خواب میں ہوئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کرنا سنت ابوجہل ہے حضرت اویس قرنیؒ جاہل تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آسمان پر بلانے کی کیا ضرورت تھی خدا ہر جگہ موجود ہے نماز پڑھانے والے کانوں سے بہرے ہیں وغیرہ وغیرہ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

﴿الجواب﴾:

بشرط صدق مستفتی یہ شخص کافر ہے۔

فی الهندية ومن انكر المعراج ينظر ان انكر الاسراء

من مكة الى بيت المقدس فهو كافر وان انكر المعراج من بيت المقدس لايكفر. ص ۸۸ جلد ١ و البحر ص ۳۴۹ جلد ١ . فقط

[یعنی ہندیہ میں ہے کہ منکر معراج کے بارے میں دیکھا جائے گا اگر وہ اسراء من مکۃ الی البیت المقدس کا انکار کر رہا تھا تو کافر ہوگا اور اگر بیت المقدس سے آسمانوں تک جانے سے انکار کر رہا تھا، تو کافر نہ ہوگا] (فتاوی فریدیہ، ج:١،ص:١١٣)



کیا گستاخ رسول کو حرامی کہہ سکتے ہیں؟

سوال:

بعض لوگ سورۂ قلم کی آیت ١٣ [زنیم] سے استدلال کر کے گستاخ رسول کو حرامی کہتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یا کسی بھی رسول کی گستاخی کرنا بدترین کفر ہے [نعوذ باللہ] مگر قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں جس شخص کو "زنیم" کہا گیا ہے اس کو گستاخی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے "زنیم" نہیں کہا گیا۔ بلکہ یہ ایک واقعہ کا بیان ہے کہ وہ شخص واقعتاً ایسا ہی بدنام اور مشکوک نسب کا تھا۔ اس آیت کریمہ سے یہ اصول نہیں نکالا جا سکتا کہ جو شخص گستاخی رسول کے کفر کا ارتکاب کرے اس کو "حرامی" کہہ سکتے ہیں۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج١،ص٥٢] (فتاوی ختم نبوت، ج:١،ص:٢٧٣، ط، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان/ المسائل المہمہ فیما ابتلت بہ العامۃ، ج:٩،ص:٣١)



حدیث کے منکر کی اسلام میں حیثیت

سوال:

حدیث کے منکر کی اسلام میں کیا حیثیت ہوگی؟ کیا وہ اسلام سے خارج ہوگا؟

جواب:

''حدیث'' نام ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کا، جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی مانتا ہے، وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام وفرامین اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کو سر آنکھوں پر رکھے گا اور اسے واجب التسلیم سمجھے گا، اور جو شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات کو لائقِ تسلیم نہیں سمجھتا، خود دیکھ لیجئے کہ اس کا ایمان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیسا ہے؟ اور مسلمانی میں اس کا کتنا حصہ ہے؟ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۲، ص:۵۰، ۵۱، ط، مکتبہ لدھیانوی کراچی)



منکر حدیث کا حکم

سوال:

ایک شخص کے عقائد خود اس کے الفاظ میں یہ ہیں:

۱: دین اسلام کی صحیح بنیاد قرآن اور صرف قرآن ہے جو اس زمانے کے لیے قابل عمل ہے جو بذریعہ وحی پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہوا اس کے علاوہ کوئی اور چیز آپ کو وحی کے ذریعے نہیں ملی۔

۲: روایات اس عہد مبارک کی تاریخ نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے عہد میں قرآنی اصول ضوابط کو کس طرح متشکل فرمایا تھا، یہ اس عہد کی شریعت ہے۔ اس لیے یہ دین کا مدار قرار نہیں بن سکتا۔

۳: وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی، جس کا مجموعہ قرآن ہے، جسے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی زندگی میں جماعت مؤمنین کے سپرد کردیا اور اس وحی کے علاوہ جو کچھ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے تھے وہ منزل من اللہ نہیں تھا بلکہ ان کی اپنی طرف سے ہوتا تھا یہ وحی متلو، غیر متلو کی تعلیم غلط ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کی حیثیت دینی تاریخ کی سی ہے، اس میں غلط بھی ہیں، اس کے پہچانے کا معیار قرآن ہے جو اس کے موافق ہے وہ درست ہے جو موافق نہیں وہ درست نہیں۔

۴: پیغمبر اسلام کے لیے ہدایت نامہ اور دستور عمل صرف قرآن تھا، اس لیے اللہ جل جلالہ نے جہاں اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم دیا اس سے مراد اطاعت اس قانون کی ہے جو قرآن کو نافذ کرے۔

۵: قرآن عربی زبان کی کتاب ہے اور اس کے سمجھنے کے لیے انسانی ضروریات اور اپنے زمانے کے تقاضوں پر نگاہ کی ضرورت ہے، اس لیے اٹھارہ علوم کے پرانے ذخیرہ کی ضرورت نہیں، ان کی حیثیت مشاورتی ہے، اور قرآن ملاّ کی سمجھ میں نہیں آتا۔

۶: قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے جو اس کے قائل ہیں وہ قرآن کے منکر اور دین اسلام کے دشمن ہیں۔

۷: قرآن سے ثابت نہیں کہ حدیث آیت کو منسوخ کرسکتی ہے۔

۸: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید بھی اسی میں ہے کہ جس طرح انہوں نے خود اجتہاد کیا تھا ہم بھی خود اجتہاد کریں۔

سوال یہ ہے کہ مندرجہ بالا عقائد رکھنے والا شخص جو کہ ''انٹرنیشنل نقوش دیوبند موومنٹ'' اور ''مسلم دفاع کونسل'' جیسی تنظیموں کا ذمہ دار بھی ہے اور علماء دیوبند کے سٹیجوں کی زینت بنتا ہے۔

۱: کیا یہ شخص مسلمان کہلائے گا یا منکر حدیث؟

۲: اگر منکر حدیث کہلائے گا تو اسلام میں اس کا مقام کیا ہے؟

۳: یہ دائرہ اسلام سے خارج، ملحد اور بے دین ہے یا نہیں؟ جبکہ یہ شخص عیسائیوں کے ساتھ اتحاد کا علمبردار بھی ہے۔

﴿الجواب باسم الملک الوھاب﴾:

مذکورہ بالا تحریر [۱تا۴] میں ذکر کردہ عقائد کے اندازے سے حدیث کی حجیت کا انکار مفہوم ہوتا ہے اور منکر حدیث کا علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہے، حدیث کا انکار دراصل قرآن کا انکار ہے، لہٰذا شخص مذکور کے اگر واقعتاً یہی عقائد ہیں جو تحریر میں ذکر کیے گئے ہیں تو اس صورت میں اس شخص پر اپنے عقائد کی درستگی کے ساتھ تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔

فی الهندية: من أنكر المتواتر فقد كفر ومن أنكر المشهور يكفر عند البعض. [الهندية: ۲/ ۲٦٥]

وقال العلامة القرطبی رحمة اللّٰه تعالىٰ عليه فی تفسيره تحت قوله تعالىٰ [وما ينطق عن الهوى] وفيها أيضاً دلالة على أن السنة كالوحی المنزل فی العمل. [تفسير قرطبی: ۱۷/ ۸٥]

وقال العلامة الآلوسی أيضاً فی تفسيره قوله تعالىٰ وما ينطق اهـ. المراد ما يصدر نطقه عليه السلام مطلقا عن الهوى وهو عائد لما ينطق به مطلقا أيضاً وايضاً فی جواب السوال وأجيب بأن اللّٰه تعالىٰ اذا سوغ له عليه السلام الاجتهاد كان الاجتهاد وما يسند اليه وحيا لانطقا عن الهوى.

[روح المعانی: ۲۷/ ٤٦] (ارشاد المفتين، ج: ۱، ص: ۳۰۱، ط، مكتبة الحسن لاهور/ فتاوى حقانيه، ج: ۱، ص: ۲۱٦، ۲۱۷،

ط، مکتبه سید احمد شهیدؒ اکوڑه خٹك/ (فتاوی فلاحیه، ج: ١، ص: ٣٤٧/ فتاوی دینیه، ج: ١، ص: ١٠٦)



حدیث کے نا قابلِ اعتبار ہونے اور جہنم کے دائمی نہ ہونے کا عقیدہ رکھنا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلے میں کہ:

ا: ہمارے علاقے کے بعض حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ موجودہ وقت میں حدیث کا جو ذخیرہ ہے وہ غیر معتبر اور جلانے کے قابل ہے۔[معاذ اللہ]

۲: ایک اور عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ جنت دائمی اور غیر فانی ہے، مگر جہنم دائمی وابدی نہیں ہے، یعنی جہنم ایک مدت کے بعد فانی اور غیر ابدی ہے، اور کہتے ہیں کہ اس کی انتہاء ہونے کے بعد انسان سارے کے سارے یعنی مشرک وکافر رحمت [جنت] میں جائیں گے اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں ''ان رحمتی سبقت علی غضبی'' اور ساتھ ساتھ مولانا شبلی نعمانی کی کتاب سیر النبی چہارم میں دوزخ کی انتہاء کے مبحث لوگوں کو دِکھا کر لوگوں کے ذہنوں کو خراب کرتے جا رہے ہیں، اب آپ بتائیں کہ ان لوگوں کا عقیدہ شریعت محمدی کے مطابق ہے یا نہیں؟

﴿جواب﴾:

مذکورہ عقائد سخت گمراہانہ عقائد ہیں۔ پہلا عقیدہ کہ سارا ذخیرہ حدیث [معاذ اللہ] نا قابل اعتبار ہے، کفریہ عقیدہ ہے، جس کے بعد انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور دوسرے عقیدے پر بھی کفر کا اندیشہ ہے، ایسے عقائد کے شخص سے جب تک وہ توبہ نہ

کرے دوستانہ خصوصی تعلقات نہ رکھنا چاہیے۔(فتاوی عثمانی، ج: ۱، ص: ۷۷، ط، مکتبہ معارف القرآن کراچی)



بلاتحقیق حدیث کا انکار کرنا

﴿سوال﴾:

میں نے ایک حدیث مبارک پڑھی تھی کہ جب آدمی زنا کرتا ہے تو ایمان اس کے پاس سے نکل کر اس کے سر پر لٹکتا رہتا ہے، پھر جب وہ فراغت کے بعد پشیمان ہوتا ہے تو ایمان واپس آجاتا ہے۔ یہ حدیث میں نے اپنے ایک دوست کو اس وقت سنائی جب زنا کا موضوع زیرِ گفتگو تھا اور ساتھ ہی یہ بتایا کہ یہ حدیث ہے، تو اس نے جواب دیا کہ: ''چھوڑو! یہ مولویوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں''۔ پہلا سوال یہ ہے کہ یہ حدیث مستند اور معتبر ہے یا ضعیف؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ میرے دوست کا یہ کہنا کہ یہ ''مولویوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں'' کہاں تک صحیح ہے؟ اس کا جواب ذرا وضاحت اور تفصیل سے دیجئے گا۔

﴿جواب﴾:

یہ حدیث مشکوۃ شریف [ص:۱۷] پر صحیح بخاری کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔ آپ کے دوست کا اس کو ''مولویوں کی گھڑی ہوئی باتیں'' کہنا، جہالت کی بات ہے۔ ان کو اس سے توبہ کرنی چاہیے اور بغیر تحقیق کے ایسی باتیں کہنے سے پرہیز کرنا چاہئے، ورنہ بعض اوقات ایمان ضائع ہوجاتا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۲، ص:۵۱، ط، مکتبہ لدھیانوی کراچی)



بخاری ومسلم کی احادیث کے منکر کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ بندہ کے چچازاد بھائی منکر حدیث ہے، بندہ نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا ہے وہ صریح الفاظ میں بخاری ومسلم وغیرہ پر اعتراض کرتے ہوئے احادیث کا انکار کرتا ہے اور قرآنی اصطلاحات مثلاً الصلوٰۃ، الصوم اور الدعاء وغیرہ سے نماز، زکوٰۃ، روزہ اور مناجات وغیرہ مراد لینے کی بجائے اپنے من گھڑت معانی مراد لیتے ہیں اور نماز وغیرہ کی فرضیت کے بھی منکر ہیں۔

دریں صورت ان سے قطع تعلقی ضروری ہے یا نہیں؟ اور ان سے قطع تعلقی، قطع رحمی میں داخل ہے یا نہیں؟ اور احادیث صحیحہ ومتواترہ کے نیز احکامات شرعیہ کی من گھڑت تشریح کرنے والے مسلمان ہیں یا نہیں؟ جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

﴿الجواب باسم الملك الوهاب﴾:

بشرط صحت سوال مذکورہ تمام باتوں کا اعتقاد رکھنے والا شخص کافر اور مرتد ہے اس سے قطع تعلقی، قطع رحمی میں داخل نہیں ہے، نیز احادیث متواترہ کا منکر بھی کافر ہے، ان لوگوں سے تعلقات رکھنا حرام ہے۔

من أنكر المتواتر فقد كفر ومن أنكر المشهور يكفر عند البعض وقال عيسىٰ بن أبان يضلل ولايكفر وهو الصحيح ومن أنكر خبر الواحد لايكفر غير أنه يأثم بترك القبول هكذا في الظهيرية. [الهندية: ٢ / ٢٦٥]

(قوله وهو تصديق) معنى التصديق قبول القلب واذعانه لما علم بالضرورة أنه من دين محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بحيث تعلمه العامة من غير افتقار الى نظر

واستدلال كالوحدانية والنبوة والبعث والجزاء ووجوب الصلوٰة والزكوٰة وحرمة الخمر ونحوها اهـ. [ردالمحتار: ٣/ ٣١٠]

وفي خلاصة الفتاوى فلو قال لا أصلي أو بعد ذلك قال ولم أر فرضا يكفر وهذا أصح اهـ. [التاتارخانية: ٥/ ٣٣٥](ارشاد المفتين، ج: ١، ص: ٣٠٥، ٣٠٦، ط، مكتبة الحسن لاهور)



انکارِ حدیث، انکارِ دین ہے

﴿سوال﴾:

ایک صاحب کا کہنا ہے کہ چونکہ احادیث کی بنا پر ہی مسلمان مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، اس ئے احادیث کو نہیں ماننا چاہئے۔ نیز ان صاحب کا یہ بھی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے مگر احادیث کی حفاظت کا ذمہ بالکل نہیں لیا، اس لئے احادیث غلط بھی ہوسکتی ہیں، لہٰذا احادیث کو نہیں ماننا چاہئے۔

﴿جواب﴾:

احادیث آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو کہتے ہیں، یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات مقدسہ کو بھی سر آنکھوں پر رکھے گا، اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو ماننے سے انکار کرتا ہے وہ ایمان ہی سے خارج ہے۔

ان صاحب کا یہ کہنا ہے کہ مسلمانوں میں فرقہ بندی احادیث کی وجہ سے ہوئی، بالکل غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ قرآن کریم کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہؓ وتابعینؒ کے

ارشادات کی روشنی میں نہ سمجھنے بلکہ خواہشات و بدعات کے مطابق ڈھالنے کی وجہ سے تفرقہ پیدا ہوا، چنانچہ خوارج، معتزلہ، جہمیہ، روافض اور آج کے منکرین حدیث کے الگ الگ نظریات اس کے شاہد ہیں، اور ان صاحب کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، احادیث کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا، یہ بھی غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کی ضرورت جس طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے کے لوگوں کو تھی، اسی طرح بعد کی امت کو بھی ان کی ضرورت ہے اور جب امت اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایات اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کے بغیر اپنے دین کو نہیں سمجھ سکتی تو ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد کی امت کے لئے اس کی حفاظت کا بھی انتظام ضرور کیا ہوگا، اور اگر بعد کی امت کے لئے صرف قرآن کریم کافی ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایات وارشادات کی اسے ضرورت نہیں، تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے کے لوگوں کو بھی نعوذ باللہ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ضرورت نہ ہوگی، گویا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے کار مبعوث کیا؟ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۲،ص:۵۱، ۵۲،ط، مکتبہ لدھیانوی کراچی)



کیا حدیث کی صحت کے لئے دِل کی گواہی کا اعتبار ہے؟

﴿سوال﴾:

حضرت ابواُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم مجھ سے مروی کوئی حدیث سنو جس کو تمہارے دِل مان لیں اور تمہارے شعور نرم پڑ جائیں اور تم یہ بات محسوس کرو کہ تمہاری ذہنیت سے قریب تر ہے تو یقیناً تمہاری نسبت میری ذہنیت اس سے قریب تر ہوگی [یعنی وہ حدیث میری ہو سکتی ہے]، اور اگر خود تمہارے دل اس حدیث کا انکار کریں اور وہ بات تمہاری ذہنیت اور شعور سے دُور ہو تو سمجھو

کہ تمہاری نسبت وہ بات میری ذہنیت سے دور ہوگی اور وہ میری حدیث نہ ہوگی''۔ یہ حدیث کس پائے کی ہے؟ اور اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس کو حکم بنایا ہے؟ کیونکہ ہر فرد تو مخاطب ہو نہیں سکتا، اور ہر ایک کی ذہنیت اور سطحِ علم ایک جیسی نہیں۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ: ''جب تم کوئی حدیث سنو تو اس کے بارے میں وہی گمان کرو جو زیادہ صحیح گمان ہو۔ زیادہ مبارک اور زیادہ پاکیزہ ہو''۔ اس حدیث کی سند کیسی ہے؟

﴿جواب﴾:

یہ حدیث شریف مسند احمد میں دو جگہ [ایک ہی سند سے] مروی ہے [ج: ۵، ص: ۴۲۵، ج: ۳ ص: ۴۹۷]، مسندِ بزار [حدیث: ۱۸۷]، صحیح ابن حبان میں ہے، ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں، امام ابن کثیر نے تفسیر میں، زبیدی شارحِ احیا نے اتحاف میں اور علی بن محمد ابن عراق نے ''تنزیہ الشریعہ المرفوعۃ'' میں قرطبی کے حوالے سے اس کو صحیح کہا ہے۔ علامہ ابن جوزیؒ نے اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے اور عقیلی نے اس پر جرح کی ہے، شوکانی ''الفوائد المجموعۃ'' میں کہتے ہیں کہ میرا جی اس پر مطمئن نہیں۔

آپ کا یہ ارشاد صحیح ہے کہ ہر فرد اس کا مخاطب نہیں ہوسکتا، اس کے مخاطب یا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے، جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلماتِ طیبات سے خاص مناسبت رکھتے تھے، یا ان کے بعد محدثین حضرات ہیں جن کے مزاج میں الفاظِ نبوی کو پہچاننے کا ملکۂ قویہ پیدا ہوگیا ہے، بہرحال عامۃ الناس اس کے مخاطب نہیں۔ اور ایسا ہی ہے جیسے کہ دُوسری حدیث میں فرمایا: ''استفت قلبک ولو افتاک المفتون'' یعنی اپنے دل سے فتویٰ پوچھو [چاہے مفتی تمہیں فتوے دے دیں] یہ ارشاد اَربابِ قلوب صافیہ کے لئے ہے، ان کے لئے نہیں، جن کے دل اندھے ہوں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج: ۲، ص: ۵۲، ۵۳، ط، مکتبہ لدھیانوی کراچی)



حجیت حدیث کے منکر کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جولوگ احادیث مبارکہ کو وحی الہٰی نہیں مانتے اور حدیث کی حجیت کا انکار کرتے ہیں اور کتب حدیث بخاری شریف وغیرہ کو من گھڑت سمجھتے ہیں کیا ایسے عقائد رکھنے والے کا عورتوں سے نکاح جائز ہے؟ نیز ایسے عقائد رکھنے والوں کا نماز جنازہ پڑھنا اوران کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانا جائز ہے یانہیں؟ اور ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا اوران کا کھانا کھانا اوران کا مذبوحہ جائز ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کا حجت ہونا قرآن کی قطعی آیات سے ثابت ہے اوراحادیث مبارکہ کے بغیر قرآن کا سمجھنا ناممکن ہے اس لیے احادیث کا انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے، اورقرآن کا انکار کرنا کفر ہے۔

یا ایها الذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰه واطیعوا الرسول.

[النساء: ٥٩]

وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا.

[الحشر: ٧]

وما ينطق عن الهوىٰ ان هو الا وحي يوحىٰ.

[النجم:٣]

من يطع الرسول فقد اطاع اللّٰه. [النساء: ٨١]

وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن اللّٰه. [النساء: ٦٤]

فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم ثم لایجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما. وفی هذه الآیة دلالة علی من رد شیئاً من اوامر اللّٰه تعالیٰ او اوامر رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فهو خارج من الاسلام سواء رده من جهة الشک فیه او من جهة ترک القبول والامتناع من التسلیم وذلک یوجب صحة ما ذهب الیه الصحابة فی حکمهم بارتداد من امتنع من اداء الزکاة وقتلهم وسبی ذراریهم لان اللّٰه تعالیٰ حکم بان من لم یسلم للنبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم قضاءه وحکمه فلیس من اهل الایمان. [احکام القرآن: ۲/۳۰۲]

فردوه الی اللّٰه ورسوله ای ردوا ذلک الحکم الی کتاب اللّٰه او الی الرسول بالسوال فی حیاته او بالنظر فی سنته بعد وفاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم هذا قول مجاهد والاعمش وقتادة وهو الصحیح ومن لم هذا فاختل ایمانه. [تفسیر قرطبی: ۵/۲۶۱]

والی الرسول دلیل علی ان سنته صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یعمل بها ویتمثل ما فیها. [تفسیر قرطبی: ۵/۲۶۲]

من اطاعنی فقد اطاع اللّٰه ومن عصانی فقد عصی اللّٰه ومن اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصی امیری فقد عصانی. [بخاری شریف: ۲/۱۰۵۷]

من لم یقر ببعض الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام او لم یرض بسنة من سنن المرسلین فقد کفر. [الهندیة: ۲/۲۶۳]

من انکر المتواتر فقد کفر. [الهندية: ٢٦٥/ ٢]

(۲): لہٰذا ایسے عقائد رکھنے والوں سے چاہے مرد ہو یا عورت نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

وحرم نكاح الوثنيه....... ويدخل فى عبدالاوثان عبدالشمس والنجوم والصور التى استحسنوها والمعطلة والزنادقه والباطنية والاباجية فى شرح والوجيز وكل مذهب يكفر به معتقده. [شامی: ٣١٣/ ٢]

(۳): ایسے عقائد رکھنے والوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

وهذا الصلوة شرعت لتعظيم الميت ولهذا تسقط فى حق من تجب اهانته كالباغى والكافر. [البدائع الصنائع: ٥٥/ ٢]

(۴): ایسے عقائد رکھنے والوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانا جائز نہیں ہے۔

ويكره ان يدخل الكافر فى قبر قرابته من المسلمين لدفنه. [تاتارخانيه: ٢/١٣٢]

(۵): ایسے عقائد رکھنے والوں کے ہاتھ ذبیحہ کھانا اور ان کے ساتھ میل جول رکھنا جائز نہیں ہے۔

واما شرائط الزكاة فانواع..... ومنها ان يكون مسلما او كتابيا فلاتوكل ذبيحة اهل الشرك والمرتد. [الهندية: ٢٨٥/ ٥] واللّٰه تعالىٰ اعلم بالصواب(ارشاد المفتين، ج: ١، ص: ٣٠٩تا ٣١١، ط، مكتبة الحسن لاهور/ فتاوى فريديه، ج: ١، ص: ١١٤)



”میں اللہ اور رسول کو نہیں جانتا“ کہنے کا حکم

سوال:

زید اور بکر کے درمیان کسی امر پر بحث چل رہی تھی، تو زید نے کہا کہ بھائی جو بات یا گفتگو کرو وہ اللہ ورسول کے ساتھ ہونی چاہیے اور اللہ ورسول کو درمیان میں ڈال کر کہو۔ بکر نے اس پر یہ کہا کہ ”میں اللہ اور رسول کو نہیں مانتا“۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور پھر جب بکر سے کہا گیا: تو ابھی یہاں سے اٹھ جا، تو ہمارے درمیان بیٹھنے کے قابل نہیں ہے جب تک توبہ نہ کرے یا حکمِ شرع کے مطابق عمل نہ کرے، اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا اور زید کے مخالف ہوگئے اور بکر کی طرف داری کرنے لگے۔ اب امر ضروری یہ ہے کہ بکر کے ساتھ جو اس کی ہمدردی یا حکم شرع میں پابندی نہ کرنے والے اور زید پر ناراض ہونے والوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

مدرسہ خلیل العلوم:

بکر کے اوپر توبہ واجب ہے اور نکاح دوبارہ ہونا چاہئے اور وہ اشخاص جو بکر کے ساتھ ہیں اور اس کے اس کہنے کو کہ ”اللہ اور رسول کو نہیں مانتا“ بُرا نہیں سمجھ رہے ہیں اور اس کی تائید کرر ہے ہیں، ان پر بھی توبہ واجب اور نکاح دوبارہ لازم ہے۔ حکم شرع میں برادری کا لحاظ لازم نہیں، جن اشخاص نے اور زید نے بکر کو اٹھ جانے کو کہا اس پر ان کو اجر وثواب ملے گا اور جنت کے مستحق ہوں گے۔

خلیل احمد مدرسہ اہل سنت خلیل العلوم سنبھل۔ ۱۰/اپریل ۱۹۷۴ء ضمیر احمد

الجواب حامداً ومصلیاً:

دار العلوم دیوبند:

مسلمان کے کلام کے لئے جہاں تک ہوسکے ایسا مجمل نکالا جائے کہ وہ مسلمان

اسلام سے خارج نہ ہو، پھر خاص کر جبکہ وہ معذرت بھی کرتا ہو کہ ''یہ الفاظ میرے منہ سے نکل گئے''۔ اس کے الفاظ کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ''میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو نہیں جانتا، ناواقف ہوں، بے علم ہوں''۔ اس کو کفر سے بچانے کے لئے یہ محمل بھی کافی ہے، البتہ اس کو تنبیہ کی جائے کہ ان الفاظ کا ظاہری مطلب خطرناک ہے جس کی وجہ سے سخت حکم بھی لگ سکتا ہے، لہٰذا آئندہ کے لئے پوری احتیاط رکھے اور جو الفاظ زبان سے نکل گئے ان پر نادم ہو کر توبہ کرلے، اپنی غلطی کا اعتراف کرلے۔

والذی تحرر أنه لایفتی بتکفیر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن، أو کان فی کفره اختلاف ولو روایة ضعیفة، فعلی هذا فأکثر ألفاظ التکفیر المذکورة لایفتی بالتکفیر بها، ولقد ألزمت نفسی أن لا أفتی بشیء منها اهـ. البحر الزائق: ٥/ ١٢٥. فقط واللّٰه تعالیٰ اعلم.

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ٦/١/٩٤ھ

(فتاوی محمودیہ، ج:٢، ص:٤١٢، ٤١٣)



''جس رسول کے پاس اختیارات نہ ہوں، اُسے ہم مانتے ہی نہیں'' کہنے کا کیا حکم ہے؟

﴿سوال﴾:

ایک شخص نے کہا کہ: ''ایسا رسول جس کے پاس اختیارات نہ ہوں تو اس کو مانتے ہی نہیں'' کیا ایسا کلمہ کہنے سے آدمی اسلام سے خارج ہوجاتا ہے؟

﴿جواب﴾:

یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار ہے، اس لئے تجدید ایمان کے ساتھ نکاح

کی تجدید بھی کی جائے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل، ج:۲،ص:۵٦،ط، مکتبہ لدھیانوی کراچی)



''اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہولیکن ۲۹ شعبان کا روزہ نہیں توڑونگا'' کے الفاظ کا حکم

﴾سوال﴿:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اگر چہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہو کہ انتیس شعبان کو روزہ نہ رکھو میں اگر کافر بھی ہوجاؤں تب بھی روزہ نہیں توڑونگا۔اس کا کیا حکم ہے؟

﴾الجواب﴿:

اگر یہ شخص مغلوب الحال نہ ہوا ہوتو اس پر ضروری ہے کہ ایمان اور نکاح کو تازہ کرے۔ **لان الرضاء بالکفر کفر. وھو الموفق.** (فتاوی فریدیه، ج: ۱، ص: ۱۰۲،۱۰۳)



''پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی شرکت کی دعوت دیدے تب بھی شریک نہ ہونگا'' جاہلانہ کلام ہے

﴾سوال﴿:

اگرایک آدمی کو کسی اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی ہواوراس نے محض عناد کی وجہ سے یہاں تک کہہ دیا کہ پیغمبروں کا آنا بند ہوگیاہے اگر مجھے پیغمبر بھی آکر دعوت دیدے کہ

فلاں مجلس میں شریک ہو جاؤ تو بھی شریک نہ ہونگا عندالشرع اس شخص کا کیا حکم ہے؟

﴿الجواب﴾:

چونکہ دعوت صرف آرڈر اور حکم کو نہیں کہا جاتا مشورہ اور خورد ونوش کے لئے بلانے کو بھی کہا جاتا ہے لہٰذا ایسے جاہلانہ کلام سے کفر یا فسق کا فتویٰ دینا خلاف قاعدہ ہے۔ فافهم في حديث بريرةؓ وغيره. وهو الموفق. (فتاوی فریدیہ، ج:۱،ص:۱۰۳،۱۰۴)



نماز قضاء ہونے پر کہنا کہ ''نماز تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی قضاء ہوئی''

﴿سوال﴾:

ایک مولوی صاحب کی فجر کی نماز قضاء ہوگئی، جب لوگوں نے ان سے کہا کہ جب آپ نے نماز قضاء کردی تو ہم جیسے لوگوں کا کیا حال ہوگا تو برجستہ انہوں نے فرمایا کہ ''نماز تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قضاء ہوئی ہے''، جس سے لوگوں پر غلط اثر پڑا۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

ایک جہاد سے واپس تشریف لاتے ہوئے ایک مقام پر پورے انتظام کے باوجود فجر کی نماز قضاء ہوگئی تھی، نیز ایک جہاد کی مشغولی میں نماز کی مہلت ہی نہیں ملی اس وقت نماز قضاء ہوئی، جس کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے حد افسوس اور قلق ہوا حتی کہ آپ نے بدعاء بھی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان دشمنوں کی قبروں کو آگ سے بھر دے، انہوں نے ہم کو نماز بھی نہیں پڑھنے دی۔

لیکن آج اگر کسی کی نماز قضاء ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنی اس نماز کی قضاء ہونے

پر افسوس کرے، پشیمان ہو کر خدا سے معافی مانگے، نہ یہ کہ جسارت سے کہہ دے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی تو نماز قضاء ہوئی تھی، ایسا کہنے سے پورا اجتناب لازم ہے، ورنہ مطلب یہ ہوگا کہ جس قصور میں یہ شخص مبتلا ہے نعوذ باللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس میں مبتلا ہوئے، یا یہ مطلب ہوگا کہ نماز کا قضاء کر دینا بھی سنت ہے۔ استغفر اللّٰہ العظیم. نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز قضاء ہو جانے میں بھی شرعی حکم اور تعلیمات ہیں۔ (فتاوی محمودیہ، ج:۲،ص:۴۱۳،۴۱۴)



''پیغمبراں بیایئند ہم (شفاعت) تسلم نہ کنم'' کلمات کا حکم

﴿سوال﴾:

چہ فرمائند علماء دین دریں مسئلہ کہ سہ چار نفر سفید ریش ویک عالم بطور جرگہ پیش شخصے از جانب آخر کہ درمیان ہر دو قدرے رنجش بودہ آمدہ بودند. برائے عذر ومعذرت کہ او را معاف کن ما بطور جرگہ نزد تو آمدیم. او در جواب گفت کہ شما توشما ہستید اگر پیغمبران علیہم السلام بیائندھم تسلم نہ کنم [العیاذ باللّٰہ] پس از روئے شرع شریف آن شخصے بایں لفظ بے ادبی گفتن مسلمان ماندہ یانہ واز اسلام بیرون شدہ است یا نہ ویاکدام تعزیر برائے او لازم است. بینوا توجروا.

﴿الجواب﴾:

عدم تسلیم مشورت وشفاعت پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نہ کفر ست ونہ گناہ ست بلکہ جائز است بدلیل حدیث صحیح رواہ البخاری قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم [بریرہ رضی اللّٰہ عنہا] لو راجعتیہ

فقالت یا رسول اللّٰہ تامرنی قال انما اشفع قالت لا حاجة لی فیه. [بحواله مشکوة باب خیار الامة].فقط.

نوٹ: ایں حکم دروقت اراده عدم اهانت ست ورنه تجدید ایمان ونکاح از توبه لازت است.(فتاوی فریدیه، ج: ۱، ص: ۱۲۲)



مصلحۃً کذب کی نسبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کرنا

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی عبدالواحد نے یہ کہا اپنے داماد سے کہ "میں کانپور ضلع میں لڑکی کی شادی نہیں کروں گا" پھر کچھ روز کے بعد مذکورہ ضلع میں مذکورہ لڑکی کی شادی کردی، لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ آپ نے مسجد میں بیٹھ کر قسم کھائی تھی مذکورہ ضلع میں لڑکی کی شادی نہیں کروں گا، آپ نے کیوں کردی۔ تو اس پر مسمی عبدالواحد نے یہ جواب دیا کہ "مصلحت کے وقت مسجد کو سر پر رکھ لینا اور جھوٹ بولنا جائز ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی مصلحت کے وقت جھوٹ بولتے تھے"۔ [نعوذ باللہ] لہٰذا شریعت کی رو سے جواب باصواب عنایت فرمایا جاوے کہ اس شخص کے لئے شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟ عین نوازش ہوگی۔

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صادق، امین تھے یعنی سچے اور امانت دار تھے، نزول وحی سے پہلے بھی کبھی آپ نے کوئی غلط بات زبان مبارک سے نہیں نکالی، اس کا اعتراف آپ کے سخت مخالف اور دشمن بھی کرتے تھے۔ اور نزولِ وحی کے بعد بھی کبھی آپ نے غلط بیانی سے کام نہیں لیا کسی مصلحت کی خاطر جھوٹ نہیں بولا، کبھی وعدہ خلافی نہیں کی، ان چیزوں سے آپ کی ذاتِ اقدس بالکل پاک تھی، شخصِ مذکور کو اپنے اس قول سے رجوع اور توبہ لازم

ہے۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔(فتاوی محمودیه، ج: ۲، ص: ۴۱۵، ۴۱۶)



''میری حدیث'' کہنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا ہے

﴿سـوال﴾:

ایک شخص ایک مسجد میں نماز ادا کرنے کی غرض سے گیا اور مصلیوں سے کہا کہ قرآن کا جو جزدان ہے، وہ نہایت میلا اور بوسیدہ ہوگیا ہے، مہربانی کر کے اس کو بدل ڈالیے۔ یہاں تک کہ اس شخص نے اس میں امداد کرنے کی بھی خواہش ظاہر کی، تب تک فرض نماز کا وقت ہوگیا اور نماز شروع ہوگئی، دعاء کے بعد اس شخص نے کہا کہ میری حدیث ہے، اس پر امام صاحب بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ جملہ کہنا کفر ہے، اور اس شخص کو مسجد سے باہر کرنے کی پوری کوشش کی اور جسمانی ایذاء پہنچائی، تو کیا یہ کہنا کہ میری حدیث ہے کوئی کفریہ جملہ ہے، اور اس شخص کے یہ کہنے پر امام صاحب کا یہ ردعمل کیا صحیح ہے؟

﴿الجواب حامداً ومصلیاً﴾:

میری حدیث ہے یہ جملہ کفریہ نہیں ہے، حدیث کے معنی بات کے آتے ہیں، لہٰذا میری حدیث ہے، کا مطلب ہوا یہ میری بات ہے، میں کہہ رہا ہوں، حضرات فقہاء فرماتے ہیں اگر کسی نے کوئی جملہ کہا۔ اور اس کے دس وجوہ میں سے نو وجہ کفر کی اور ایک وجہ ایمان کی ہو، تو ایمان کو ترجیح حاصل ہوگی، اور اس کو مؤمن کہا جائے گا، حضرات نے اسی وجہ سے تکفیر میں بہت احتیاط سے کام لیا ہے [ردالمحتار] الحاصل، میری حدیث کہنے والا شخص کافر نہیں بلکہ مسلمان ہی ہے، امام صاحب ان کو ایذاء پہونچانے کی وجہ سے سخت گنہگار ہوئے۔ امام صاحب پر واجب ہے کہ جن لوگوں کے سامنے ایذا دی ہے، ان کے سامنے اس شخص سے معافی مانگے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔(حبیب الفتاوی، ج: ۷، ص: ۱۲۲، ط، مکتبه طیبه دیوبند الهند)



احادیث کو جعلی داستانیں کہنے والا ملحد و زندیق ہے

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو احادیث پر تنقید کرتا ہے اور صحاح ستہ کو فرضی اور جعلی داستانیں کہتا ہے ترمذی شریف کو گنبد بلا کہتا ہے مشکوۃ کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ احادیث کی کتاب نہیں اور کہتا ہے کہ اسلام اپنی اصلی شکل میں بنوامیہ کے دور تک رہا اب اس میں تحریف ہو چکی ہے سوائے قرآن کے کوئی چیز اصلی شکل پر نہیں حسنین کے صحابیت کا قائل نہیں کہتا ہے کہ اسلام میں اختلاف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈالا ہے مذکورہ شخص کا کیا حکم ہے سزا کیا ہے؟ بینوا وتوجروا

الجواب:

بشرط صدق وثبوت تحریر بالا یہ شخص ملحد وزندیق ہے یہ منکر حدیث ہے اس کا ہر قسم اعزاز وتکریم توہین دین اور کفر پروری ہے اور اس زنادقہ کے دور میں کون سزا صرف بائیکاٹ کو معمول کرنا کافی ہے۔ (فتاوی فریدیہ، ج:۱،ص:۱۰۰)



غیر مسلم کی وعدہ خلافی کی مدافعت میں کہنا کہ "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی وعدہ خلافی کی ہے"

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسلمان کے ایمان اور اسلام کے بارے میں جو اپنے کسی غیر مسلم دوست کی وعدہ خلافی کی مدافعت اور حمایت کرتے ہوئے یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ایک بار وعدہ خلافی کی تھی؟

﴿الجواب وباللہ التوفیق﴾:
پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر وعدہ خلافی کا الزام آپ کی توہین ہے جو موجبِ کفر ہے، ایسے شخص پر توبہ اور تجدید ایمان ونکاح لازم ہے۔

وفی غرر المعانی: سئل عمن قال لزوجته: خلاف مگو فقالت المرأة: پیغمبران خلاف گفتند کلمة کفر است توبه کند ونکاح تازه کند. کذا فی التتارخانية. [عالمگیری، ٢/ ٢٦٦]

وفی الینابیع: لو عاب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم بشیٔ من العیوب یکفر. [الفتاوی تاتارخانية، ٧/ ٣٠٣ زکریا] **فقط واللّٰه تعالی اعلم.** (کتاب النوازل، ج: ١، ص: ٤٢١، ٤٢٢، ط، المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مراد آباد الهند)



’’جملہ داڑھی والے بے ایمان ہوتے ہیں‘‘ جملہ کفر ہے

﴿سوال﴾:
ایک شادی شدہ شخص نے کہا کہ تمام داڑھیوں والے بے ایمان ہیں۔ کیا یہ کہنے کے بعد اس کا اپنی بیوی کے ساتھ نکاح باقی رہا یا نہیں؟ اور مہر وعدت کا حکم بھی بیان فرماویں۔

﴿الجواب﴾:
اگر یہ جملہ کہنے والے کی نیت بھی یہی تھی کہ جملہ داڑھی والے بے ایمان ہوتے ہیں، تو بلاشبہ وہ خود بے ایمان وکافر ہے۔ یہ جملہ کہتے ہی بیوی سے نکاح ختم ہوگیا۔ اگر یہ جملہ خلوتِ صحیحہ کے بعد کہا ہے تو مرد پر پورا مہر اور عورت پر عدت لازم ہے۔ اور اگر خلوتِ صحیحہ

سے پہلے کہا ہے تو خاوند پر نصف مہر لازم ہے اور عورت پر عدت واجب نہیں۔ (خیر الفتاوی، ج: ١، ص: ٢١٠، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)



داڑھی کو بکری کی دُم کہنے والے کا حکم

﴿سوال﴾:

جناب مفتی صاحب! ایک شخص نے ہمارے سامنے ایک داڑھی والے شخص سے کہا کہ یہ تم نے کیا بکری کی دم کی طرح داڑھی رکھی ہوئی ہے اور ساتھ ہی خوب زور سے قہقہہ بھی لگایا۔ تو کیا اس طرح کہنے سے اُس آدمی کا ایمان ختم ہوا یا نہیں؟ اور اس کے نکاح و دیگر اعمال کا کیا معاملہ ہوگا؟ ازراہ کرم تفصیل سے جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں؟

﴿الجواب﴾:

ایک مسلمان کے لیے داڑھی رکھنا سنت مؤکدہ بلکہ واجب ہے، اس کے ساتھ مذاق کرنا شعائر اللہ کے ساتھ مذاق کے مترادف ہے جو کہ شرعاً حرام و ناجائز ہے اور ایسا کرنے والے شخص کے ایمان سے نکلنے کا خطرہ ہے، لیکن پھر بھی اس کا نکاح ختم ہو جائے گا اور نیک اعمال بھی ضائع ہو جائیں گے، ایسے شخص کیلئے تجدیدِ نکاح کرنا ضروری ہے۔

لما قال العلامة ابن عابدینؒ: ووجهه ان السنة حد الاحكام الشرعية المتفق علىٰ مشروعيتها عند علماء الدين فاذا انكر ذلك ولم يرها شيئاً ثابتاً ومعتبراً فى الدين يكون قد استخف بها واستهانها وذٰلك كفر.

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

اذا اراد ان يتكلم بكلمته مباحته فجرى على لسانه كلمة الكفر خطاءً بلا قصد لايصدقه القاضى وان كان

لایکفر فیما بینه وبین ربہٖ تعالیٰ..... ان ما یکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح وما فیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح. [ردالمحتار، ج ٣، ص ٣١٦](فتاوی حقانیه، ج: ١، ص: ٢٧٢، ط، سید احمد شهید اکوڑه خٹك)



''داڑھی والوں میں زیادہ شیطانیت ہے'' الفاظ کا حکم

﴿سوال﴾:

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ نکاح کے تقریب میں نکاح خواں مولوی صاحب نے دلہن کے پاس گواہ بھیجنے کو کہا ایک شخص نے کہا کہ وہ گواہ بھیجے جائیں جو دستخط کرسکیں انگوٹھے لگانے کا وقت اب نہیں رہا ہے مولوی صاحب نے کہا کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے شرعی گواہوں کو بھیجونگا اس شخص نے کہا کہ داڑھی والوں میں زیادہ شیطانیت ہے داڑھی والوں سے غیر داڑھی والے زیادہ پڑھے لکھے اور اچھے ہوتے ہیں اب شریعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایسے آدمی کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

﴿الجواب﴾:

چونکہ اس شخص نے داڑھی کی براہ راست اہانت نہیں کی ہے بلکہ بعض داڑھی رکھنے والوں کی [شیطانیت کی وجہ سے] اہانت کی ہے لہٰذا یہ آدمی کافر نہیں ہوا ہے لیکن اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں داڑھی کا وقار نہیں ہے اسی وجہ سے اس کے ایمان کو خطرہ ضرور ہے۔فقط (فتاوی فریدیہ، ج:١،ص:١٠٩)



(مؤلف کی دیگر کتب ورسائل)

(١) فتاوی رشیدیہ پر٣ جلدوں میں تحقیق وتخریج۔

(٢) فتاوی دینیہ پر٨ جلدوں میں تحقیق وتخریج۔

(٣) مسائل جمعه للحنفي.

(٤) پھلوں کی خرید وفروخت کے شرعی احکام۔

(٥) ردالهماهم على حسن الغمائم كطلوع الغمائم.

(٦) سید البشر محمد رسول اللہ ﷺ کی سلسلۂ نسب کی مدلل تحقیق۔

(٧) الرسالة العالية في تحقيق الجماعة الثانية.

(٨) القول التمام في رد من قال خلاف الامام.

(٩) تبلیغی جماعت علمائے عرب وعجم کے آئینہ میں۔

(١٠) معدنیات کا شرعی حکم۔

(١١) اجرت تراویح کا شرعی حکم۔

(١٢) نماز جنازہ پڑھانے کا حقدار کون ہے؟

(١٣) روزہ کی حالت میں انجکشن لگانے کا شرعی حکم۔

(١٤) بالوں کے شرعی احکام۔

(١٥) آلات موسیقی کے حرمت پر فقہائے احناف کے دلائل۔

(١٦) اجتماعی دعا بعد الراویح یا بعد الوتر کا شرعی حکم۔